U0092

[illegible]

[illegible]

ترجمان القرآن
بلطائف البیان

[illegible]

[illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الزمر

اسکو سورۃ الغرف بھی کہتے ہین اس کی ہفتہ یا پچہتر آیتین ہین حضرت حسن و عکرمہ و جابر بن زید
کے قول مین یہ سورۃ مکی ہی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۃ الزمر مکے مین نازل کی گئی اخرج ابن
الضریس وابن مردویۃ والبیہقی فی الدلائل نحاس نے اپنے ناسخ منسوخ حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکے مین نازل ہوئی سوا تین آیتون کے کہ وہ مدینے مین اُترین
باب مین وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ الثلاث
الآیات دوسرون نے کہا مگر سات آیتین قل یا عبادی سے لیکر سات آیتون تک
نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ روزہ رکھتے تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین کرتے ہین افطار کا اور افطار کرتے
یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین رکھتے ہین روزہ رکھنے کا اور آپ ہر رات پڑھتے بنی اسرائیل
و زمر ترمذی کا لفظ حضرت عائشہ رض سے یہ ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاینام
حتے یقرء الزمر و بنی اسرائیل یعنے آپ آرام نہ فرماتے یہانتک پڑھ لیتے زمر و بنی
اسرائیل کو کذا فی فتح البیان و فتح القدیر حافظ ابن کثیر نے صرف نسائی کی روایت ذکر کی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

اتارا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتون والا ہمنے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کر کر اُسکے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور جنہون نے پکڑی ہین اُس سے ورے حمایتی کہ ہم اُنکو پوجتے ہین اسو اسطے کہ ہمکو پہنچا دین اللہ کیطرف پاس کے درجہ بیشک اللہ چکا دیگا اُن مین جس چیز مین جھگڑتے ہین البتہ اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرلے تو چن لیتا اپنی خلق مین جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا **ف** بیٹیان کیونکر چن لیتا چنی چیز لیتا بیٹے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالے خبر دیتا ہی کہ اُتارنا اس کتاب کا یعنے قرآن عظیم کا اللہ تبارک وتعالے کے پاس ہی سے ہے سو یہ وہ حق ہے جسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے کما قال عز وجل وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ وقال تعالے وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ اور اسجگہہ اللہ جل و علا نے یون فرمایا ہے تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم یعنے اُتارنا اس کتاب کا طرف سے اللہ کے ہے جیسا اللہ کہ منیع الجناب ہے یعنے اُسکی بارگاہ عالیجاہ ہے وہان تک کسی کی گذر نہین اور حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال و شرع و قدر مین فرماتا ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین اسکا یہ مطلب ہے کہ تو عبادت کر اُسی اکیلے کی جسکا کوئی شریک نہین ہے اور اُسی طرف خلق کو بلا اور اُنکو اعلام کردے کہ عبادت لائق نہین ہے مگر واسطے اُسی اکیلے کے اور اُسکا نہ کوئی شریک ہے نہ مثل و ضد اسی لیے یون فرمایا الا للہ الدین الخالص یعنے وہ نہین قبول کرتا ہے اعمال مین سے مگر اُس عمل کو جسمین اُسکے عامل نے اللہ وحدہ لا شریک لہ کے واسطے اخلاص کیا ہے

قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ گواہی دینا ہے لا الہ الا اللہ کی پہر اللہ عزوجل نے عابدین
اصنام کیطرف سے خبر دی جو کہ مشرکون سے ہین کہ وہ یون کہتے ہین ہم نہین پوجتے ہین انکو
مگر اسواسطے کہ پہنچا دین ہمکو اللہ کیطرف پاس کے جو یعنے بتون کے پوجنے پر انکو یہی بات
باعث ہوئی ہے کہ انہون نے قصد کیا طرف بتون کے انکو ملائکہ مقربین کی صورتون پر بنایا اپنے
خیال مین پہر اُن صورتون کو پوجا سلیئے کہ اس پوجنے کو قائم مقام اُسکے ٹہرایا کہ وہ فرشتون
کو پوجتے ہین تاکہ وہ انکے واسطے سفارش کرین اللہ کے پاس اُنکی مدد کرنے مین اور روزی
دینے مین اور دنیا کے کامون مین جو انکو پیش آتے ہین رہا معاد تو اُسکے تو وہ جاحد و منکر تہے
قتادہ و سدی و مالک نے زید بن اسلم و ابن زید سے الا لیقربونا الی اللہ زلفے کی تفسیر مین روایت
کیا ہے تاکہ وہ سفارش کرین واسطے ہمارے اور قریب کردین ہمکو اُسکے پاس درجے مین اسی
لیے وہ اپنے لبیک پکارنے مین جبکہ حج کرتے جاہلیت مین تو یون کہا کرتے تہے لَبَّيْكَ
لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ یہی شبہ ہے جسپر مشرکون نے قدیم و جدید
زمانے مین اعتماد کیا ہے اور اللہ کے رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اسکا رد لیکر آئے اور اُس سے
نہی کی اور اسطرف دعوت فرمائی کہ عبادت تنہا واسطے اللہ وحدہ لا شریک لہ کے کیجاوے
اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ مشرکون نے اپنی جی سے اسکو نکالا ہے اللہ تعالے نے نہ تو اسمین
اذن دیا ہے نہ اس پر راضی ہے بلکہ اُسکو مبغوض رکہا ہے اور اُس سے نہی فرمائی ہے
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ وَمَا أَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ اور یہ خبر دی ہے
کہ جو فرشتے آسمانون مین مقربین و غیر مقربین ہین وہ سب کے سب غلام ہین اللہ پاک کے
واسطے خضوع و عاجزی کرتے ہین اُسکے پاس سفارش نہین کرتے مگر اُسکے اذن سے واسطے اُس شخص
کے جسکو اُسنے پسند کیا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالے کے پاس ایسے نہین ہین جیسے امیر لوگ
اپنے بادشاہون کے پاس ہوتے ہین کہ اُنکے پاس سفارش کرتے ہین بغیر اُنکے اذن
کے واسطے اُن کے جسکو بادشاہ محبوب رکہین اور جسکا وہ انکار کرین پس تم اللہ کے واسطے مثلین مت
بیان کرو سبحانہ ان باتون سے نہایت درجہ عالی و برتر ہے کہان وہ اور کہان یہ کہا قولہ
تعالی إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ یعنے اللہ پاک قیامت کے دن فیصلہ کریگا درمیان
خلائق کے جس دن کہ وہ مرجوع ہو کر اُسکے پاس جائینگے اور ہر عامل کو اُسکے عمل کا بدلہ دیگا

قال تعالى ويوم يحشرهم جميعا ثم يقول للملائكة أهؤلاء إياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك أنت
ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون الجن أكثرهم بهم مؤمنون قوله عز وجل إن الله لا يهدي
من هو كاذب كفار یعنے اللہ پاک راہ نہین بتاتا ہے طرف ہدایت کے اُس شخص کو جسکا قصد کذب
و افترا ہے اللہ تعالیٰ پر اور جسکا دل کافر ہے اُسکی آنکھون جھوٹون پر ہانون کا پتہ اللہ پاک نے یہ آیت
بیان فرمائی کہ اُسکے واسطے اولاد نہین ہے جیسا کہ جاہلین مشرکین ملائکہ مین اور یہود و نصارے
کے معاندین حق مین حضرت عزیر و عیسے علیہما السلام کے دعوے کرتے ہین پس ارشاد فرمایا لو اراد
اللہ الآیۃ یعنے اگر اللہ پاک اسکا ارادہ فرماتا تو بات برخلاف اُنکے زعم و دعوے کے ہوتی یہ ایک
شرط ہے جسکا نہ وقوع لازم آتا ہے نہ اسکا جواز بلکہ وہ تو محال ہے مقصود اس سے صرف انکا ملزم
با بطلان اُنکے زعم و دعوے مین کما قال عز وجل لو اردنا ان نتخذ لهوا لاتخذناه من لدنا
ان كنا فاعلين قل ان كان للرحمن ولد فانا اول العابدين یہ سب باب شرح سے ہے لو تعلیق شرط
کی تحصیل پر جائز ہے واسطے مقصد متکلم کے قولہ تعالیٰ سبحانه هو الله الواحد القهار یعنے اللہ
تعالیٰ و تنزہ و تقدس ہے اس سے کہ اُسکے واسطے اولاد ہو کیونکہ وہ تو واحد و فرد و صمد ہے جسکے
روبرو ہر شے غلام ہے اور اُسکی نیاز مند ہے اور وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے جسنے کہ اشیا
کو مقہور کیا ہے تو وہ اُسکے واسطے مطیع و منقاد و ذلیل و خاضع و متواضع ہوئین تبارک و تعالے
عما یقول الظالمون والجاحدون علوا کبیرا ف فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ تنزیل الکتاب
مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی جو کہ اسم اشارہ ہے ای هذا تنزیل الکتاب ابو حیان نے
کہا کہ مبتدا مقدر لفظ ہو ہے تا کہ راجع ہو طرف ان هو الا ذکر للعالمین کے گویا کسی نے کہا کہ یہ ذکر
کیا شے ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ہو تنزیل الکتاب اور کسی نے کہا کہ تنزیل مبتدا ہے اور خبر اس کی جار
مجرور ہے جو کہ اسکے بعد ہے یعنے تنزیل الکتاب کائن من اللہ العزیز زجاج و فرا اسی طرف گئے ہین
فرا و کسائی نے یہ بھی جائز کہا ہے کہ منصوب ہو بنا بر مفعول به واسطے فعل مقدر کے ای اتبعوا او
اقرءوا تنزیل الکتاب یعنی پیروی کرو تنزیل کتاب کی یا اسکو پڑھو فرا نے کہا نصب بنا بر اغرا بھی
جائز ہے ای الزموا یعنے لازم پکڑو تنزیل کتاب کو کتاب سے مراد قرآن شریف ہے من اللہ العزیز
الحکیم بنا بر اول کی بنیاد پر صلہ ہے تنزیل کا یا خبر بعد خبر ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یا متعلق
ہے محذوف سے اس بنا پر کہ وہ حال ہے اسم اشارہ مقدر نے اسین عمل کیا ہے ای هذا تنزیل
الکتاب کائنا من اللہ الآیۃ یعنے یہ اتارنا ہے کتاب کا در حال کہ ہونے والا ہے طرف سے اللہ کے

جو کہ عزیز حکیم ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق حرف با سببیہ ہے متعلق ہے انزال سے یعنی اتاری
ہمنے طرف تیری کتاب بسبب حق کے اور اثبات و اظہار حق کے یا بسبب داعیۂ اقتضائے حق
کے واسطے انزال کے یا متعلق ہے محذوف سے جو کہ حال ہے فاعل سے ای متلبسین بالحق یا حال ہے مفعول
سے ای متلبسا بالحق مراد حق سے ہر وہ شے ہے جو کتاب میں ہے یعنی اثبات توحید و نبوت و معاد و
انواع تکالیف متعلق ہے کہا اللہ تعالے فرماتا ہے لم ننزلہ باطلا یعنی ہمنے اسکو نہیں اتارا
ہے بیکار و بیفائدہ بلکہ اس میں دین و دنیا کے فوائد بے شمار ہیں اب رہی یہ بات کہ کتاب نازل
کرنیکے مضمون کو دو جملوں میں ادا کیا اور کتاب کو دو بار ذکر کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اول تو کتاب
منزل کی شان بیان کی کہ وہ اللہ پاک کیطرف سے اتاری گئی ہے جو کہ اپنے ملک میں عزت و غلبہ
والا ہے اور اپنے کام میں حکیم ہے بعد اسکے اس شخص کا بیان کیا جسپر وہ اتاری گئی اور اس شے
کا جو اسپر واجب ہے یا یون کہو کہ اول تو مثل عنوان کے ہے واسطے کتاب کی اور ثانی واسطے بیان
اس شے کے ہے جو کتاب میں ہے تو اب کچھ تکرار نہیں ہے یا یون کہو کہ مراد کتاب ثانی سے بعینہ
وہی کتاب اول ہے بجائے ضمیر کے جو اظہار کیا سو مقصود اس کتاب کی تعظیم ہے اور اسکی شان کا
مزید اعتناء و اہتمام ہے میں نے یون کہا ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب میں تکریر تعظیم ہے بسبب اسکے
کہ اسکو ایک اور جملے میں ظاہر کیا ہے اسکے انزال کی نسبت کر کے طرف اس ذات کی جو اپنے
نفس کی تعظیم کرنے والا ہے حرف فا قولہ تعالی فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین میں واسطے ترتیب
مابعد کے ہے ماقبل پر اور نصب مخلصا کا بنا بر حال ہے فاعل اعبد سے اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے
عمل سے اللہ پاک کی ذات کا قصد کرے دین بمعنے طاعت و عبادت ہے اور سر عبادت کا
اسکی توحید ہے اور یہ کہ اسکا کوئی شریک نہیں ہے یعنی جبکہ کتاب اللہ عزیز حکیم کیطرف سے حق کے
ساتھ تیرے اوپر اتاری گئی ہے کون حق جو کہ اثبات توحید ہے تو تو اللہ کی عبادت کر اس
حال میں کہ تو خالص و محض کرنیوالا ہو عبادت کو شرک و ریا سے ساتھ توحید کے اور صاف
پاک کرنے شرک کے آیت کریمہ میں دلیل ہے وجوب نیت پر اور اسکے خالص کرنے پر لوثیون سے
کیونکہ اخلاص امر قلبی ہے جو کہ نہیں ہوتے ہیں مگر ساتھ اعمال قلب کے سنت صحیحہ میں آیا
ہے کہ ملاک امر یعنے اصل کام سب اقوال و افعال میں نیت ہی ہے جسطرح کہ اس حدیث شریف میں
ہے کہ انما الاعمال بالنیات اور اس حدیث پاک میں کہ لا قول ولا عمل الا بالنیۃ جمہور نے الدین کو
بنصب پڑھا ہے اس بنیاد پر کہ مخلصا کا مفعول ہے اور ابن ابی عبلہ نے اسکے رفع سے

اس بنا پر کہ مخلصا دین کیطرف مسند ہو بطریق مجاز کہتی ہے کہا کہ ابن ابی عبلہ پر یہ بات لازم
تہی کہ مخلصا کو بفتح لام پڑہتے جملہ الا للہ الدین الخالص مستانفہ ہے اپنے ماقبل کی تقریر
و تاکید کرتا ہے ماقبل مین بہی امر باخلاص کا ذکر ہے یعنے جو دین کہ شرک وغیرہ کی ملونی سے
خالص ہے وہ اللہ پاک کے واسطے ہے اور اسکے ماسوی جو دین ہین وہ اللہ کے دین خالص نہین
اور عبدالرزاق نے مرفوعا بیان فرمایا ہے یزید رقاشی سے کہتے ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے ہین واسطے التماس ذکر کے سو کیا ہمارے
واسطے اس مین کچہ اجر ہی تو آپنے فرمایا نہین پہر انہون نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول تیرے میری سوال التماس اجر و ذکر کے سو کیا واسطے ہمارے کچہ اجر
ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے مگر اس شے کو جو خالص کی گئی ہو واسطے اسکے پہر یہ
آیت پڑہی اخرجہ ابن مردویہ حضرت حسن نے فرمایا کہ دین اسلام ہے جبکہ اللہ پاک نے
اپنی عبادت کا امر فرمایا بوجہ اخلاص اسکے کہ دین خالص اسکے واسطے ہے نہ اسکے غیر کے تو
شرک کا بطلان بیان کیا جو کہ اخلاص کے مخالف ہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۤءَ موصول سے مراد مشرکین ہین اور محل اسکا رفع ہے بنا بر ابتدا خبر
اسکی ان اللہ یحکم بینہم ہے اور جملہ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی محل نصب مین ہے بنا بر حال
بہ تقدیر قول اور استثناء مفرغ ہے اعم علل سے تفسیر یہ ہین کہ وہ مشرک جنہون نے واسطے
اللہ کے عبادت خالص نہین کی بلکہ اسکو ملایا ساتہ عبادت اسکے غیر کی اس حال مین کہ وہ
کہنے والے ہین ہم نہین پوجتے ہین انکو واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر اسلیے کہ وہ
قریب کردین ہمکو طرف اللہ کے قریب کرنے کر پس زلفی اسم ہے قائم کیا گیا ہے مقام
مصدر مین نعبدہم مین ضمیر راجع ہے طرف ان چیزون کے جنکو وہ پوجا کرتے تہے یعنے
ملائکہ و حضرت عیسی و حضرت عزیر اور بت اولیا سے یہی مراد ہین زلفی سے مراد شفاعت
ہے جیسا کہ واحدی نے مفسرین سے نقل کیا ہے قتادہ نے کہا جس وقت انسے کہا جاتا کہ
کون ہے تمہارا رب و خالق اور کسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور کسنے اتارا آسمان سے پانی تو وہ
کہتے کہ اللہ نے پہر انسے کہا جاتا کہ تم جو بتونکو پوجتے ہو اسکے کیا معنے ہین تو کہتے تاکہ وہ قریب کردین ہمکو طرف
اللہ کے قریب کرنا اور اسکے پاس ہمارے واسطے شفاعت کرین کلبی نے کہا کہ اس کلام کا جواب سورہ احقاف مین ہے
فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً حضرت ابن مسعود و ابن عباس و مجاہد رضہ
کی قرأت مین قالوا ما نعبدہم ہے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنے بیشک اللہ فیصلہ
کریگا درمیان اہل ادیان کے قیامت کے دن اس مین کہ جسمین وہ اختلاف کرتے ہین ساتہ توحید

و شرک کے کیونکہ ہر گروہ دعوے کرتا ہے کہ حق اُسکے ساتھ ہے پھر جزا دیگا ہر ایک کو جس جزا کا وہ
مستحق ہے پس مومنون کو تو جنت مین داخل کریگا اور کافرونکو نار مین کسی نے کہا کہ ضمیر کے یہ معنی ہین
کہ فیصلہ کریگا درمیان مخلص کرنیوالون کے اور اُنکے جنہون نے خالص نہین کیا اول کو اسلیے حذف کیا کہ
بیان ثانی پر دال ہے کسی نے کہا کہ درمیان متنازعین کے فریقین سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ
كَفَّارٌ تحقیق اللہ نہین بتاتا ہے اپنے دین کی اور نہ توفیق دیتا ہے حق کی طرف راہ پانے کی اُس شخص
کو جو کہ جھوٹا ہے اپنی اس دعوے مین کہ آلہہ اُسکو قریب کرینگے طرف اللہ کے اور کفار ہے یعنی اُس
نے کفر کیا ہے بسبب اسکے کہ اُنکو معبود ٹھیرا لیا ہے اور اُنکو شریک قرار دیلیا ہے واسطے اللہ پاک کے اسلیے
وہ گم کرنیوالا ہے بصیرت کا غیر قابل ہے راہ پانیکا کیونکہ اُسنے فطرت اصلی کو بگاڑ ڈالا ہے بسبب
اصرار و استمرار کرنیکے گمراہی مین کفار صیغۂ مبالغہ ہے دال ہے اس بات پر کہ اُن لوگون کا کفر غایت کو
پہنچا ہوا ہے حضرت حسن و اعرج نے کذّاب کو مثل کفّار کے بصیغۂ مبالغہ پڑھا ہے اور یہ قرات
حضرت انس سے بھی مروی ہے یہ جملہ تعلیل ہے حکم مذکور کی جملہ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ الآیۃ مقرر و موکد ہے پہلے
قول مشرکین کا کہ ملائکہ دختران خدا ہین جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے اسلیے کہ یہ جملہ متضمن ہے
اس بات کو کہ حق مین اللہ پاک کے ولد کا ہونا علی الاطلاق محال ہے پس اگر اللہ چاہتا کہ کرلے اولاد
تو البتہ کر لینا اولاد کا حقیقۃً ممتنع ہوتا اور یہ نہ آتا مگر بانیطور کہ چن لیوے اُس شی سے جسکو پیدا
کرتا ہے یعنی اختیار و پسند کرلیتا اپنی خلق کے جملے سے جس شی کو کہ چاہتا ہے اسکا پسند کرنا کیونکہ
اُسکے سوا کوئی موجود نہین ہے مگر وہ اُسکا مخلوق ہے اور یہ شک نہین ہے کہ مخلوق خالق کی
اولاد ہو کیونکہ باہم اُن مین مجانست نہین ہے اب کچھ باقی نہین رہا مگر یہ کہ اُسکو چن لیوے غلام کرکے
جسطرح کہ بجائے اتخاذ کے اصطفا کے ساتھ تعبیر کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے پس معنی آیت کے
یہ ہوئے کہ اگر وہ چاہتا کہ کرے اولاد تو اس سے واقع ہوتی ایک شی جو کہ اتخاذ ولد سے نہ ہوتی بلکہ وہ
جو ہوتی سو یہی چن لینا واسطے اپنی بعض مخلوقات کے اسی لیے اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس
کی اتخاذ ولد سے علی الاطلاق تنزیہ فرمائی پس ارشاد فرمایا سُبْحَانَهٗ یعنے تنزیہ و تقدیس ہے واسطے
اسکے اولاد کر لینے سے یہ تو تنزیہ ہوئی بحسب ذات پھر اپنی تنزیہ فرمائی بحسب صفات کے پس فرمایا
هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنے وہ مستجمع ہے ساری صفات کمال کا متوحد ہے اپنی ذات مین سوا اسکا
مماثل نہین ہے قاہر ہے اپنی ساری مخلوقات کا اور جو ذات پاک ان صفتون کے ساتھ متصف
ہے اُسکے حق مین وجود اولاد کا محال ہے کیونکہ ولد اپنے والد کا مماثل ہوتا ہے حالانکہ اللہ پاک کا

کوئی اہل نہین ہے اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف قیاس استثنائی کے اسکا مقدم لیے
نتیجہ دونون محذوف ہین دونون کی تقریر یہ ہے لم یصطف لم یرد اتخاذ الولد یعنے اللہ پاک
نے اتخاذ ولد نہین کیا غیر اسکے جسکے شان مین مشرکون نے کہا ہے کہ وہ ابن اللہ ہے یہ تین چیز
ایک تو ملائکہ دوسرے حضرت عیسیٰ تیسرے حضرت عزیر علیہم السلام اور یہ نفی اسکے اقرار سے واسطے باقی
خلائق کے شامل ہے پس نفی اتخاذ ولد نہین کیا نازل ہوا جب اللہ پاک نے بیان ذکر کی کہ وہ منزہ ہے
اولاد سے اس طور کہ وہ اللہ واحد قہار ہے تو بعد اسکے اپنی دو صفتین ذکر کین جو اسپر دال ہین پس
ارشاد فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ وَیُکَوِّرُ النَّهَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ
فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ۝ بنائے آسمان اور زمین
ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور دن کو رات پر اور کام لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھیری مدت
پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا بنایا تم کو ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اسکا جوڑا اور اتارے
تمہارے واسطے چوپایون سے آٹھ نر مادہ بناتا ہے تمکو ماؤن کے پیٹ مین طرح پر طرح بنانا تین اندھیرون کے
بیچ وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے پھر کہان سے پھیرے جاتے ہو
ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے توڑا نہین پڑتا ف ایک پیٹ ایک رحم ایک
جھلی وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے بچے کے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ خالق
ہے ان چیزون کا جو آسمانون مین ہین اور زمین مین اور وہ مالک ہے ملک کا اور اس مین تصرف کرنیوالا
ہے بدلتا رہتا ہے اسکی رات کو اور دن کو تکویر لیل و نہار کے یہ معنی ہین کہ انکو کام مین لگا رکھا ہے ہر ایک
ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہین سستی نہین کرتے ان مین سے ہر ایک دوسرے کو تیز طلب کرتا رہتا ہے کقولہ
تعالیٰ وتبارک یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا یہ معنے ہین اس قول کے جو حضرت ابن عباسؓ مجاہد و
قتادہ و سدی وغیرہم سے مروی ہے لاجل مسمی کے یہ معنے ہین کہ ایک مدت تک جو اللہ کے
نزدیک معلوم ہے پھر وہ قیامت کے دن پوری ہو جاوے گی ہو العزیز الغفار کا یہ مطلب ہے کہ
وہ باوجود اپنی عزت و عظمت و کبریائی کے بڑا بخشنے والا ہے اسکو جسنے اسکی نافرمانی کی ہے
پھر اسنے توبہ کی اور اسکی طرف رجوع ہوا خلقکم من نفس واحدة کا یہ مطلب ہے کہ باوجود اسکے کہ
تمہاری جنسین صنفین زبانین رنگ مختلف ہین تمکو ایک نفس سے پیدا کیا یعنے حضرت آدم سے

بنایا اسی سے اسکا جوڑا یعنے حضرت حوا علیہا السلام کو قولہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ نے
خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً قولہ تعالی وَ
اَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ یعنے اور پیدا کیے واسطے تمہارے چارپایون کی پشت سے آٹھ نر و مادہ یہ
وہی ہین جو کہ سورہ انعام مین مذکور ہین ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ
آٰلذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ الایة قولہ تعالی یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ
اُمَّھٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی جنتا ہے تم کو تمہاری ماؤن کے پیٹ مین ایک خلق بعد ایک خلق کے ہوتا ہے یعنی پہلے تمہارا اصل نطفہ
پہر ہوتا ہے خون بستہ پہر ہوتا ہے گوشت کا ٹکڑا پہر پیدا کیا جاتا ہے تو ہوتا ہے گوشت اور ہڈیان
اور پٹھے اور رگین اور پہونکی جاتی ہے اسمین روح تو ہو جاتا ہے ایک اور خلق فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
الْخٰلِقِیْنَ قولہ تعالی فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنے رحم کے اندہیرے مین اور شیمہ کی تاریکی مین شیمہ وہ جہلی ہے
جو کہ شکم سے اوپر بچا ؤ کے ہوتی ہے پہر پرا اندہیرا پیٹ کے حضرت ابن عباس مجاہد و عکرمہ و
ابو مالک و ضحاک و قتادہ و سدی و ابن زید نے اسی طرح کہا ہے ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ یعنے یہ ذات جسنے
آسمانون کو اور زمین کو اور ما بینہما کو پیدا کیا اور تمکو اور تمہارے باپ اور ون کو بنایا یہی رب ہے اسکے
واسطے ملک و تصرف ہے ان سب مین لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے وہ ہی کہ لائق نہین ہے عبادت کرو اسکے
اسی وحدہ لاشریک لہ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ یعنے پہر تم کیونکر پہرے جاتے ہو اسکے ساتھ اسکے غیر کو تمہاری
عقلون کو کہان لیجاتے ہین ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اسنے آسمانون کو اور زمین کو
پیدا کیا ہے ساتھ حق کے یعنے انکو باطل و بے کار و بیفائدہ نہین بنایا ہے اور جس ذات پاک کی یہ خلق
عظیم اسکی خلق ہو محال ہے کہ اسکے واسطے کوئی شریک ہو یا جورو یا اولاد پہر آسمان و زمین مین اپنے
تصرف کرنے کی کیفیت بیان کی اور ارشاد فرمایا یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّهَارِ الایة تکویر لغت مین یہ ہے کہ
ڈالدینا بعض شے کا بعض پر جب کوئی متاع و سامان کو ایک دوسری پر ڈالے تو محاورہ عرب
مین یون کہتے ہین کہ کَوَّرَ الْمَتَاعَ اسی معنے سے کور العمامہ ہے پس تکویر لیل علی النہار کے معنے ڈھانکنا
اسکا ہے دنکو یہانتک کہ اسکی روشنی جاتی رہے اور تکویر نہار علی الیل کے ڈہانکنا دن کا ہے رات کو
یہانتک کہ اسکی تاریکی چلی جاوے اور یہی معنے ہین اس آیت کے یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ
حَثِیْثًا قتادہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے ضحاک نے کہا یعنے ڈالتا ہے رات کو دن پر اور دنکو رات پر
یہ معنے قریب قول اول کے ہین کلبی نے کہا معنے لیت کے یہ ہین کہ جو رات سے کم ہوا وہ دن مین
داخل ہوا اور جو دن سے کم ہوا وہ رات مین داخل ہوا یہی معنے ہین اس آیت کے یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ

وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ یعنے نقصان کا تو کہہ چکا ہوں اور یعنے زیادت کا پندرہ ساعت تک پہنچ کر بلکہ سے ریت
ھذا یکر علی ھذا و ھذا یکر علی ھذا کرورا متتابعۃ یعنے رات حملہ کرتی ہے دن پر اور دن حملہ کرتا ہے رات پر پے
در پے حملہ کرنا راغب نے کہا ہے کہ تکویر سے مراد ترتیب اسکی ہے یعنی گردش دینا اسکا اور ملانا اُسکے بعض کا بعض پر
مثل کور العمامۃ انتہے یعنی جس طرح کہ پگڑی کے پیچ ایک دوسرے پر ملائے جاتے ہیں کسی نے کہا تکویر
لغت میں ہے یعنی لپیٹنا اور موضح نامی حضرت ابن عباس رضی نے تکویر کی تفسیر عمل کی ہے بالجملہ یہ تکویر جو اس آیۃ
میں مذکور ہے اس سے اشارہ کیا ہے طرف چلنے سورج کے اپنے مطالع میں اور گھٹنا راتوں اور دنوں کا اور بڑھنا دونوں
کا امام رازی رح فرماتے ہیں کہ نور و ظلمت دو لشکر ہیں بڑے ... یہ ایک اور وہ ایک پر غالب ہوتا ہے
پھر اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اُسنے سلطان نہار و سلطان لیل کو مسخر کیا ہے مراد سورج چاند ہیں پس فرمایا
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ یعنے اُسنے دونوں کو اپنے حکم کا مطیع و منقاد کیا ہے ساتھ طلوع و غروب کے
واسطے منافع عباد کے پھر اس مسخر کرنے کی کیفیت ذکر فرمائی کہ انکو کس طرح مسخر کیا فرمایا كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى
یعنے ہر ایک چلتا رہتا ہے اپنے فلک میں یہاں تک کہ دنیا تمام ہو اور یہ قیامت کا دن ہے اجل مسمی کی
پوری گفتگو سورہ یس میں گذر چکی ہے أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ کلمہ الا حرف تنبیہ ہے یعنی آگاہ ہو جاؤ ہوشیار
باش اس جملے کو اسکے واسطے شروع کیا ہے کہ منظور ظاہر کرنا کمال اعتنا و اہتمام کا ہے ساتھ مضمون
جملہ مذکورہ کے معنے یہ ہیں کہ اے بندو ہشیار ہو جاؤ خواب غفلت سے جاگو بس اللہ ہی ہے غالب ستر
کرنیوالا اپنی خلق کے گناہوں کا ساتھ مغفرت کے پھر اللہ پاک نے اپنی عجیب قدرتوں میں صنعت سے
ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا نفس سے
مراد حضرت آدم ہیں اور زوج سے مراد حضرت حوا علیہما الصلوۃ والسلام ہیں کلمہ ثُمَّ ذکر فرمایا تاکہ یہ
بات معلوم ہو جائے کہ پیدا کرنا حضرت حوا کا مترتب ہے حضرت آدم کے پیدا کرنے پر اور وہ اس سے
متراخی ہے کیونکہ وہ حضرت آدم سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور عطف یا تو مقدر پر ہے اور وہ صفت
ہے نفس کی فراء و زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے خلقکم من نفس خلقہا واحدۃ ثم جعل منہا زوجہا یعنے پیدا کیا
تمکو ایک نفس سے ایسا نفس کہ پیدا کیا اسکو ایک پھر بنایا اس سے اسکا جوڑا یہ بھی جائز ہے کہ واحدۃ کے
معنے پر عطف ہو ای من نفس انفردت بالایجاد ثم جعل نیز یہ بات کہ عطف ثم کے ساتھ خلق کو پھر اپنے
جعل میں ادا کیا اور لفظ خلق نہ فرمایا سو مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ حضرت حوا کے پیدا کرنے کو
حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے زیادہ تر دخل ہے اس میں کہ وہ ظاہر ہو بر نشانی دال ہو کمال قدرت پر
کیونکہ حضرت آدم کا پیدا کرنا تو اللہ پاک کی عادت پر ہے جو کہ مستمر ہے اسکی خلق میں اور بلا باپ حوا کا

پیدا کرنا صفت مذکورہ اسکے ساتھ عادت جاری نہین ہوئی ہے اسلیئے کہ اللہ پاک نے کسی انثی کو کسی مرد کی پسلی سے نہین
پیدا کیا ہے جو کہ اسکی تفسیر سورۂ اعراف مین پورے طور پر گذر چکی ہے پہر اللہ پاک نے اپنی قدرت باہرہ و افعال قاہرہ
سے جو کہ دال ہین ذکر پر ایک دوسری نوع بیان کی یعنی ارشاد فرمایا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ یعنی
جو خلقکم پر انعام کے پیدا کرنے کو انزال کے پیرایہ مین اسلیئے ادا فرمایا کہ مروی یون ہے کہ اللہ تعالے نے انعام کو جنت
مین پیدا کیا پہر انکو زمین کیطرف اتارا پس اس صورت مین انزال حقیقۃً ہوگا جسطرح کہ اس آیت مین فرمایا گیا
ہے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ اسلیئے کہ حضرت آدمؑ جسوقت زمین کیطرف اتارے گئے تو لوہا انکے
ساتہ نازل کیا گیا یہ بہی احتمال ہے کہ نسبت انزال کیطرف انعام کی مجاز ہو اسواسطے کہ چوپائے چونکہ زندہ نہین رہ
سکتے مگر نبات سے اور نبات کی زندگی اسی پانی سے ہوتی ہے اور پانی آسمان سے اتارا جاتا ہے تو چوپائے
گویا کہ آسمان سے اتارے گئے کیونکہ انکے سبب کا سبب منزل من السماء ہے اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہتے
ہین اسی باب سے یہ آیت ہے قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا اور اسیطرح اس شعر مین سبب پر اطلاق کیا ہے

رعیناہ وان کانوا غضابا	اذا انزل السماء بارض قوم

چونکہ نبات کا سبب پانی ہے اسلیئے رعی کی نسبت پانی کیطرف کردی ہے حالانکہ مراد چرانا گہاس
کا ہے نہ پانی کا کسی نے کہا کہ اَنْزَلَ بمعنے نشاء و جعل ہے یا بمعنے اعطے ہے کسی نے کہا کہ خلق کو
انزال قرار دیا اس لیئے کہ خلق جو ہوتی ہے سو بسبب ایک امر کے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتا
ہے ثمانیۃ ازواج وہی ہین جو آیۂ انعام مین مذکور ہین جسکا ذکر سابقًا ہو چکا ہے مراد انہین سے چار و
جگہہ نر و مادہ ہین زوج وہ شے ہے جسکے ساتہ دوسرا اسی کی جنس کا ہو جو اسکے ساتہ مزاوجت کرے
اور دونون سے نسل کا حصول ہو پس لفظ زوج کا مفرد پر بولا جاتا ہے جبکہ اسکے ساتہ دوسرا ہو اسی کی
جنس کا جو اس سے منفک نہو اور انسے نسل حاصل ہو اور اسیطرح لفظ زوج کا اثنین پر بہی بولا جاتا ہے
پس وہ مشترک ہے اور اسجگہہ مراد اطلاق اول ہے اس آیت کی تفسیر سورۂ انعام مین گذر چکی ہے پہر اللہ پاک نے
اپنی قدرت بدیع سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ حمزہ نے ہمزہ کو بکسر ہمزہ
و میم پڑہا ہے اور کسائی نے بکسر ہمزہ و فتح میم اور باقی قاریون نے بضم ہمزہ و فتح میم یعنے اللہ پاک تمکو پیدا
کرتا ہے تمہاری ماؤن کے پیٹون مین اس پیدائش کی انسان کے ساتہ تخصیص کیون فرمائی حالانکہ
اسمین تو انسان و حیوان دونون مشترک ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ عاقل کو غیر عاقل پر تغلیب دی ہو دوسرے یہ کہ
انسان کو باقی خلق پر شرف ہے خَلْقًا مصدر موکد ہے فعل مذکور کا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ اسکی صفت ہے اور خلقا
کا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ یعنے پیدا کرتا ہے تمکو پیدا کرنا ایسا پیدا کرنا کہ کائن ہے بعد ایک پیدا کرنیکے

قتادی وسدی نے کہا کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر عظم پھر لحم ابن زید نے کہا یعنی ہیں کہ پیدا کیا تمکو پہلے
کرنے کہ تمہاری ماؤن کے شکمون میں بعد پیدا کرنے تمہارے کے آدم کی پشت میں فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ یعنی
تین اندھیرون میں مجاہد وغیرہ کا قول گزر چکا ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ ظلمت مشیمہ کی اور ظلمت رحم کی اور ظلمت
رات کی ابو عبیدہ نے کہا کہ ظلمت مرد کی پشت کی اور ظلمت عورت کے شکم کی اور ظلمت رحم کی اور بچہ
انسے اور مشیمہ رحم کے اندر ہے ابن الاعرابی نے کہا کہ جس تہ مین بچا ہوتا ہے اسکو مشیمہ و غلاف کہتے
کہتے ہیں مشیمہ کی جمع مشیم بحذف ہا و مشایم آتی ہے اور غیر انسان کی مشیمہ کو سلی بولتے ہیں جاننا چاہئے
امر مستانف ہے مقصود اس کا بیان ہے اطوار مختلفہ کا جو کہ انسان کی خلق میں ہوتے ہیں جنکو وہ
متضمن ہے قولہ تعالے ذٰلِكُمُ اشارہ ہے طرف اللہ پاک کے باعتبار انکے افعال سابقہ کے اور اسم
شریف اللہ اسکی خبر ہے اور رَبُّكُمْ خبر دیگر اور لَهُ الْمُلْكُ تیسری خبر لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چوتھی خبر یعنے
یہ ذات پاک جسکے افعال بدیعہ کا ذکر ہوا اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے ملک حقیقی دنیا و آخرت میں
اسی کا ہے اس مین اسکے غیر کی کسی طرح کی شرکت نہیں نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ یعنی
جب وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو تو پھر تم کیونکر اسکی عبادت سے پھرتے ہو اور اس کے غیر کی
عبادت کیطرف کسطرح رجوع ہوتے ہو یعنی نہیں چاہئے کہ تم کیونکر پھرے جاتے ہو اور حق سے بعد ایسا
بیان شافی کافی کے جب اللہ پاک نے ان نعمتون کا ذکر کیا جنکا اوسنے اپنے بندون پر انعام فرمایا
اور اپنی بدیع صنعتون عجیب فعل سے اونکے واسطے وہ کام بیان کیے جو کہ ہر عاقل پر اس بات کو واجب
کرتے ہین کہ ایمان لاوے اسکے توحید پر جو کہ اوسکی ذات اور اپنی بے نیازی بیان فرمائی
اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا
اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ○ اگر تم منکر ہوگئے تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری اور پسند نہیں کرتا
اپنے بندون کی منکری اور اگر حق مانوگے تو اسے تمہارے لیے پسند کریگا اور نہ اوٹھاویگا کوئی اٹھانے
والا بوجھ دوسرے کا پھر تمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے تھے وہ
اسکو خبر ہے جیون کی بات کی اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہوکر اسکی
طرف پھر جب بخشے اوسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا اس کام کو پہلے سے

اور ٹہیراوے اللہ کو برابر اوروں کو تا بہکاوے اُسکی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنی ناشکری کے تہوڑے دنون تو ہے آگ والون مین انتہی **ف** اللہ پاک طرف سے اپنی ذات مقدس کی خبر دیتا ہے کہ وہ اپنی ماسوا مخلوقات سے غنی و بے نیاز ہے کما قال موسی علیہ الصلوۃ والسلام اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ صحیح مسلم مین ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے میرے بندو اگر اول تمہارے اور آخر تمہارے اور انس تمہارے اور جن تمہارے ہوتے فاجر تر دل پر کسی مرد کے تم مین سے تو کم نکرتا یہ میرے ملک سے کسی شے کو لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اپنے بندون کے واسطے کفر کو نہ محبوب رکھتا ہے اور نہ اُسکا امر فرماتا ہے وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ یعنی اور اگر شکر کروگے تو اُسکو تمہارے واسطے محبوب رکھیگا اور زیادہ دیگا تمکو اپنے فضل سے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى یعنی نہ اوٹھائیگا کوئی نفس طرف سے کسی نفس کے کچھ بلکہ ہر کوئی سوال کیا جائیگا ساتھ کام اپنے نفس کے اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کا یہ مطلب ہے کہ اُس سے کوئی پوشیدہ شے مخفی نہین ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الخ کا یہ مطلب ہے کہ حاجت کے وقت تضرع و زاری کرتا ہے اور اللہ وحدہ لا شریک لہ سے فریادرسی چاہتا ہے کما قال تعالی وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا اسی لیے اللہ تبارک وتعالی نے بیان یون فرمایا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ یعنی راحت و آسودگی کی حالت مین اُس دعا و تضرع کو بہول جاتا ہے کما قال تعالی وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ قولہ تعالی وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ یعنی عافیت کے حال مین اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اوسکے واسطے انداد ٹہیراتا ہے پس جس شخص کا یہ حال وطریقہ و مسلک ہے اُس سے یون کہدے کہ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے کما قال سبحانہ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ وقال تعالی نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ غنی ہے تم سے یعنی وہ تمہارا محتاج نہین ہے نہ تمہاری ایمان کا اور نہ اسکا کہ تم اُسکی عبادت کرو اسلیے کہ وہ تو غنی مطلق ہے اور باوجود اسکے کفر کا دکہ اسکو ضرر نہین دیتا ہے جسطرح کہ ایمان مومن کا اُسے نفع رسان نہین ہے پہر بہی وہ پسند نہین کرتا ہے واسطے کسی کے اپنے بندون مین سے کفر کو اور نہ اُسکو محبوب رکھتا ہے نہ اُسکا امر فرماتا ہے اور نہ اُسکے ساتھ فعل راضی کا کرتا ہے باینطور کہ اُسمین اذن دیوے اور اُسپر قرار

پذیر کرے اور اُسکے فاعل کو ثواب دیوے اور اُسکی مدح کرے بلکہ خفگی کرنیوالے کا فعل کرتا ہے بانیطور
کہ اس سے منع فرماتا ہے اور اُسپر ذم کرتا ہے اور اُسکے مرتکب کو عقاب فرماتا ہے اگرچہ وہ اُسکے ارادہ
سے ہے کیونکہ کوئی شے اُس سے خارج نہین ہوتی ہے ابو اسعود نے کہا کہ اللہ تعالی کی عدم رضا ساتھ
کفر اپنے بندون کے بسبب اُسکی منفعت و دفع مضرت کے ہے واسطے رحمت کے اُنپر نہ اس لیے کہ وہ اُس کو
ضرر پذیر ہوتا ہے انتہی مفسرین نے اس آیت مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ اپنے عموم پر ہے اور
کفر اللہ پاک کو پسندیدہ نہین ہے بر ہر حال چنانچہ ظاہر ہی ہے یا خاص ہے اور معنی یہ ہین کہ پسند
نہین کرتا ہے واسطے اپنے مومن بندون کے کفر کو تخصیص کی طرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
اللہ عنہما گئے ہین اور عکرمہ و سدی وغیرہما نے اسپر اُنکی متابعت کی ہے پھر اس آیت مین ایک اور
اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ارادہ کرتا ہے اللہ پاک کفر کا ذکا اور اسکو پسند نہین کرتا ہے
دوسرون نے کہا کہ نہ اسکا ارادہ کرتا ہے نہ اُسکو پسند فرماتا ہے اس قسم کے امر کی تحقیق مین طول طویل
گفتگو ہے جو لوگ اس آیت کی تخصیص کے قائل ہین اور ارادے کے مُثبت ہین مع عدم رضا کے
انہون نے اس بات سے استدلال کیا ہے جو کہ قرآن شریف کی بہت سی آیتون مین ثابت ہوئی ہے کہ
اللہ پاک گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا اور وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ
اللہ اور اسکی مثل قرآن شریف مین بہت سی آیتین ہین جو اسکے معنی کے موید ہین حضرت ابن عباس
نے ان تکفروا الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی وہ کفار کہ نہین ارادہ کیا اللہ نے کہ پاک کرے اُن کے
دلون کو تو وہ کہین لا الہ الا اللہ پھر فرمایا وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ یا اُسکے مخلص بندے ہین جنکے حق مین
فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ سو لازم کر دی اُنپر شہادت لا الہ الا اللہ کی اور محبوب
کر دیا اُسکو طرف اُنکی آخر جہ ابن جریر پس کلمہ عباد لفظ مین عام معنی مین خاص ہوگا کما قال تعالی
عَیْنًا یَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰہِ مراد بعض عباد ہین عکرمہ نے کہا پسند نہین کرتا ہے واسطے اپنے مسلمان
بندون کے کفر کو قتادہ نے کہا واللہ نہین پسند کیا اللہ نے واسطے کسی بندے کے اُسکی گمراہی کو اور
نہ اسکو امر کیا ساتھ اُسکے اور نہ بلایا اسکو طرف اُسکے ولیکن پسند کیا واسطے تمہارے اپنی طاعت کو اور
امر کیا تمکو ساتھ اُسکے اور منع کیا تمکو اپنی معصیت سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ پسند نہین کرتا
ہے واسطے اپنے بندون کے کفر کو تو یہ بیان کیا کہ وہ پسند کرتا ہے واسطے ان کے شکر کو پس ارشاد
فرمایا وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ یعنے اور اگر تم شکر کروگے تو پسند کرے گا واسطے تمہارے شکر کو
جسپر وان تشکروا دلالت کی گئی ہے یعنے وہ ثواب دیگا تمکو شکر پر اللہ تعالی نے اُسکے لیے

شکر کو صرف اسواسطے پسند فرمایا ہے کہ وہ سبب ہے اُنکی سعادت کا دنیا و آخرت میں کما قال سبحانہ
وتعالیٰ وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ؕ اس لیے کہ وہ اُس سے منتفع ہوتا ہے ابو جعفر وغیرہ نے
باسکان ہا سے یرضہ پڑھا ہے اور ابن ذکوان وغیرہ نے اشباع ضمہ کیساتھ ہا پر اور باقی قراء نے
اختلاس کیساتھ یہ سب قراءتیں سبعیہ ہیں پھر یہ بات بیان فرمائی کہ کفر کا ضرر کا مطلق سرایت نہیں کرتا
ہے اسکے غیر میں پس فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنے نہ اوٹھائے گا کوئی نفس اُٹھانے
والا گناہ کا بوجھ دوسرے نفس کا۔ آیت کی تفسیر پورے طور پہ اول گزر چکی ہے پھر تہدید شدید
فرمائی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ الخ یعنی پھر طرف رب تمہارے کے ہے رجوع تمہارا سو وہ تمکو خبر
دیگا اُس خیر و شر کی جو تم کرتے تھے پھر اس خبر دینے کی علت ذکر فرمائی کہ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ یعنے وہ تمہارے اعمال کی تمکو خبر دیگا اس لیے کہ وہ تو جانتا ہے اُس شئے کو جسے
دل چھپاتے ہیں پھر جسکو ظاہر کرتے ہیں اُسکو کس طرح نہ جانے گا غرض یہ ہے کہ اُسکے نزدیک
ظاہر و مخفی سب برابر ہے پھر اللہ پاک نے کافر کے تذبذب کا ذکر فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ مراد انسان سے کافر ہے اور ضر سے مراد مطلق ایذا و تکلیف کوئی سی ہو
کیونکہ لفظ مطلق ہے تو کوئی معنی نہیں ہیں کہ کسی فرد خاص کے ساتھ اُسکی تقیید کریں آدمی اعراض
میں مجانس ہے اور جواب اِذَا کا دعا الخ ہے یعنی جسوقت لگی کافر آدمی کو کوئی ضرر اُسکے جسم میں یا مال
میں یا اہل میں یا اولاد میں بلا سے مرض ہو یا فقر یا خوف یا شدت و سختی تو پکارے اپنے رب کو
اُسکی طرف رجوع ہوکر اور اس سے فریاد رسی چاہکر دفع میں اُس بلا کے جو اُسپر نازل ہوئی اور جس مرد
یا زندے یا بت وغیرہ کو اول پکارتا تھا اور اس سے فریاد رسی چاہتا تھا راحت و آرام میں اسکو
چھوڑکر اس لیے کہ وہ جانتا ہے اس بات کو کہ یہ سب اُسکے کشف ضرر پر قادر ہونے سے علیحدہ ہیں
ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَۃً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوْٓا اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ جب کوئی شخص کسی شخص کو کسی شے
کا مالک کردے تو محاورے میں یون بولتے ہیں کہ خَوَّلَہٗ الشَّیْءَ یعنے اُسنے مالک کردیا اُس کو اُس شے
کا تخویل کا استعمال جزا میں نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ابتداء سے عطیہ میں یعنے پھر جسوقت عطا کرے
اور مالک بنائے اُسکو کسی نعمت کا اپنی طرف سے تو بھول جائے اُس ضرر کو جسکے دور کرنے
کیطرف اللہ کو پکارا کرتا تھا قبل اسکے کہ عطا کرے اُسکو وہ شئے جو اُسنے عطا کی کسی نے کہا
کہ بھول جائے اُس دعا کو جسکے ساتھ تضرع و زاری کیا کرتا تھا یا بھول جائے اپنے رب کو جسکو
پکارتا تھا اور اُسکی طرف تضرع کرتا تھا پھر اس سے شرک باللہ کیطرف بڑھ جاتا ہے یہ معنی

اس قول کے وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا یعنے اور ٹھیرائے واسطے اللہ کے شریک بتون سے یا
غیر بتون سے فریادرسی چاہنے لگے اور انکو پوجے سدی نے کہا کہ مراد انداد سے رجال سے بھروسا
کرے اپنے سارے کامون مین لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ یعنی تا کہ بہکاوے لوگون کو اللہ کی راہ سے
جو کہ اسلام و توحید ہے جمہور نے بضم یا اور ابن کثیر و ابو عمرو نے بفتح یا پڑھا ہے یہ دونون سبعیہ مین
اور حرف لام واسطے عاقبت کے ہے یعنی چونکہ خود گمراہ ہوتا یا دوسرے کو گمراہ کرنا دونون نتیجے تھے
اُسکے انداد ٹھیرانے کے اس لیے اسکی تعلیل ان دونون کے ساتھ ٹھیک ہو گئی اگرچہ وہ غرض نہیں
ہین مطلب یہ ہے کہ انجام فعل کی تشبیہ دی گئی علت غائی سے جو فعل کے واسطے ہوتی ہے اس بات
مین کہ علت غائی مترتب ہوتی ہے فعل پر پس انجام فعل مین لام علت کا استعمال کیا گیا بطریق استعارہ
تبعیہ کے جس طرح کہ اس آیت مین ہے فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اسی
طرح یہان ہے کہ بت پوجنے والون نے بتون کو اللہ پاک کا شریک اس لیے نہین ٹھیرایا تھا کہ خود
گمراہ ہون یا دوسرے کو گمراہ کرین لیکن چونکہ اُسکا انجام یہی ہوا تو گویا انکو اسی واسطے شریک ٹھیرایا
تھا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ جو اس صفت کا ہوا سے یہ
تہدید سناوین تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا اے تمتعا قلیلا او زمانا قلیلا یعنی برت لے اپنے کفر کے ساتھ تھوڑا
برتنا یا تھوڑے دنون کیونکہ دنیا کا برتنا تو قلیل ہی ہے گو ہزار برس ہی کی عمر کیون نہو زجاج نے
کہا کہ اسکا لفظ تو امر کا لفظ ہے اور معنی اسکے تہدید و وعید ہین اسمین خبر دینا ہے اس بات کی کہ
کفر ایک طرح کی تشفی ہے جسکی کوئی سند نہین ہے اور ناامید کرنا ہے کافرون کو آخرت مین تمتع اُٹھانے
سے اسی لیے اسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ بطریق استیناف واسطے مبالغہ کے
یعنی تیرا مصیر و مرجع تو عنقریب آگ کیطرف ہونیوالا ہے اور تو اُسکا ملازم ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کو
اُسکے لوگون مین سے معدود ہوگا یہ علت ہے قلت تمتع کی اور اسمین ایک نہایت عظیم الشان تہدید ہے
کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین عتبہ بن ربیعہ کے کسی نے کہا شان مین ابو حذیفہ مخزومی
کے کسی نے کہا عام ہے ہر کافر کے بارے مین قواعد شرعیت غرا سے یہی زیادہ تر موافق ہے بالجملہ
جبکہ اللہ پاک نے اخلاص عبادت کا اپنے واسطے امر کیا اور یہ بیان فرمایا کہ دین خالص نہین ہے مگر اسکے
واسطے اور جنہون نے اسکو چھوڑ کر اور حمایتی ٹھیرائے ہین انکو یہ تہدید کی کہ وہ فیصلہ کریگا درمیان
انکے اور موحدون کے اور اپنی الوہیت کی دلیلین ذکر کین یہانتک کہ یون فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ اور اسکی
ساتھ الوہیت یعنی استحقاق عبادت کو اور ربوبیت بمعنی مالکیت کو یکجا پر قصر کیا یہ وہی ذات ہے

جنکے یہ افعال ہین تو بیان کیا امر بیان کیا کفار کے طریقے باہم متناقض ہین اس لیے کہ جسوقت انکو سختی
لگتی ہے تو اسکا دفع اللہ پاک سے طلب کرتے ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ سختی کو وہی دور کرتا ہے اور بت
نہ دفع رسان نہین ہین اور سبب اسکا نہین ہے مگر اللہ اور جب اللہ پاک اس سختی کو انسے دور کر دیتا
ہے تو رجوع کرتے ہین طرف بتون کے بسبب انکو کہ اصل وہم اور فاسد خیال انکی مقتضاے عقل
سے کینچا کہا بھی کرتے ہین مقتضاے عقل یہی ہے کہ سب حاجات مین اللہ ہی کی طرف التجا کی جاے سو
وہ مذبذب ہو رہے ہین ایک شی پر جمتے نہین ہین پھر جب اللہ پاک مشرکون کی صفتین ذکر کر چکا
اور یہ بات کہ وقت دفع ہونے مکروہات کے حالت اختیار مین غیر اللہ کو پکارتے ہین تو بعد اسکے مومنین مخلصین
کے احوال کی شرح بیان کی پس ارشاد فرمایا أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ
وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ع
بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہو گہڑیون رات کی سجدہ کرتا اور کہڑا خطرہ رکتا ہے آخرت کا اور امید رکتا
ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے ہتی
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ عز وجل فرماتا ہے کیا وہ شخص جسکی یہ صفت ہو مثل اس شخص کے
ہو جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اسکے واسطے انداد ٹہرائے برابر نہین ہوتے ہین نزدیک اللہ تعالے
کے کما قال تعالی لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ
يَسْجُدُونَ اور اس جگہ یون فرمایا أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا یعنے اپنی حال سجود مین اور اپنی
حال قیام مین اسی لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس شخص نے جو اس طرف گیا ہے کہ قنوت صرف
خشوع ہے نماز مین تنہا قیام نہین ہے جسطرح کہ اور لوگ اس طرف گئے ہین یعنی تنہا قیام کو بغیر لحاظ خشوع
کے قنوت کہتے ہین ثوری نے عن فراس عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے
کہ قانت مطیع ہے اللہ عز وجل کا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابن عباس وحسن
وسدی وابن زید نے کہا کہ آناء اللیل جوف اللیل ہے ثوری نے عن منصور روایت کیا ہے کہ یہ قنوت
درمیان مغرب وعشا کے ہے حضرت حسن وقتادہ نے کہا کہ آناء اللیل اول واوسط وآخر شب ہے قولہ
تعالی يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ یعنی اپنے عبادت کے حال مین ڈرنے والا اور امیدوار
رحمت کا رہتا ہے عبادت مین خوف ورجا کا ہونا ضروری ہے اور مدت حیات مین خوف ہی
غالب ہو اسی لیے اللہ پاک نے حذر آخرت کو اول ذکر کیا ہے اور بعد اسکے رجاے رحمت کو پھر جب
احتضار کا وقت ہو تو چاہیے کہ رجا ہی غالب ہو خوف پر جیسا کہ امام عبد بن حمید نے حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر داخل ہوئے
اور وہ حالت موت مین تھا تو آپ نے اُس سے فرمایا تو اپنے آپکو کیسا پاتا ہے تو اُسنے عرض کیا امیذ
امید رکہتا ہون اور ڈرتا ہون پس آپنے فرمایا نہین جمع ہوتی یعنی رجا و خوف دل مین کسی بندے
کے مثل اس موطن مین یعنی وقت موت کے مگر عطا فرماتا ہے اُسکو اللہ عزوجل وہ شی جسکی امید رکہتا ہے
اور امن دیتا ہے اسکو اُس شی سے جس سے ڈرتا ہے وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ
وَاللَّیْلَۃِ وَابْنُ مَاجَۃَ مِنْ حَدِیْثِ سَیَّارِ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَیْمَانَ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ
غَرِیْبٌ وَقَدْ رَوَاہُ بَعْضُہُمْ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا
ابن ابی حاتم نے یحیی بکاء سے روایت کیا ہے کہ انہون نے سنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ
پڑہتے تھے اَمَّنْ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ تو یہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ ہین حضرت ابن عمر نے یہہ فرمایا سو بسبب کثرت نماز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بسبب اُنکی
قراءت کے یہانتک کہ انہون نے بہت وقت قرآن شریف ایک رکعت مین پڑہا ہے جسطرح کہ ابو عبیدہ نے
اسکو اُنسے روایت کیا ہے اور شاعر نے کہا ہے ؎

	یُقَطِّعُ اللَّیْلَ تَسْبِیْحًا وَّقُرْاٰنًا		ضَحُّوْا بِاَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُوْدِ بِہٖ	

امام احمد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جس شخص نے سو آیتین پڑہین ایک رات مین تو لکہا جائے گا واسطے اُسکے قنوت رات کا
وَکَذَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ قولہ تعالی قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا
یَعْلَمُوْنَ یعنی کیا برابر ہوگا یہ شخص اور وہ شخص جو اس سے قبل ہے اُن لوگون مین سے جنہون نے انداد ٹہرائے
واسطے اللہ کے تاکہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی اُن دونون مین فرق وہی
شخص جانتا ہے جسکو عقل ہے واللہ اعلم ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اَمَّنْ ہُوَ قَانِتٌ الاٰیہ
اس کلام کے تتمہ سے ہے جسکو ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے کا امر کیا گیا ہے معنی یہ ہین
کیا یہ کافر خوبتر ہے حال مآل مین یا وہ شخص جو کہ قیام کرنیوالا ہے ساتھ طاعات اللہ کے راحت و تکلیف
مین رات کی گہڑیون مین سجدہ کر رہا اور قیام کرنے والا ہے اُسپر قصر کرنیوالا نہین ہے اللہ پاک کو پکارنے پر
وقت نزول ضر و سختی کے اُسپر حضرت حسن و غیرہ نے اَمَّنْ بتشدید میم پڑہا ہے اور نافع وغیرہم نے بتخفیف
اول کی بنا پر کلام داخل ہوئی ہمزہ استفہام اوپر من موصولہ کے اور ادغام کیا گیا ہے میم اول کو دوسرے میم مین اور ام متصلہ ہے اور
اُسکا معادل محذوف ہے یعنی کیا کافر بہتر ہے یا الذی ہو قانت کسی نے کہا کہ منقطعہ بمعنی بل و ہمزہ ہے یعنی بل امن

ہو قانت کا کلمہ فرا اور دوسرے کی بنیاد پر ہمزہ واسطے استفہام کے ہے اور استفہام تقریری ہے اور ما
مقابل اسکا محذوف ہوای من ہو قانت کمن کفر اور کسی نے کہا کہ اس قرارت میں ہمزہ ندا کا ہے اور کلمہ
من منادی ہے مراد اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکو قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا کہنے کا حکم ہوا
ہو تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت قل تمتع الخ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت انک من اصحاب
الجنۃ جو لوگ ہمزے کو ندا کا کہتے ہیں انکی میں سے فرا ہیں ابو حیان نے اسکو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ
یہ بات اپنے ماقبل و مابعد سے اجنبی ہے ابو حیان سے پہلے ابو علی فارسی اس تضعیف کی طرف جا چکے
ہیں اور ابو حاتم و اخفش نے اس قرارت پر اصل ہی سے اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ اعتراض بے وجہ ہے
کیونکہ جب روایت ثابت ہو چکی تو درایت باطل ہو گئی اس جگہ قَانِتٌ کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے پس
کسی نے تو کہا کہ مطیع ہے کسی نے کہا خاشع یا اپنی نماز میں قیام کرنیوالا کسی نے کہا کہ دائمی اور ابن نحاس نے کہا کہ
اصل قنوت کی طاعت ہے پس جو کچھ اسمیں کہا گیا ہے وہ سب طاعت میں داخل ہے آنَاۤءَ الَّیْلِ آنا
جمع ہے انی بالکسر و بالقصر کی جیسے معا کی جمع امعا آتی ہے کسی نے کہا کہ واحد اسکا انو ہے محاورے
میں بولتے ہیں مضی انوان من اللیل یعنی رات کی دو گھڑیاں گزر گئیں مراد انا اللیل سے رات کی
ساعات و اوقات ہیں کسی نے کہا رات کا جوف کیونکہ یہ مقبول وقت ہے ؎

	دلا بسوز کہ سوز تو کار ہا بکند	نیاز نیم شبے دفع صد بلا بکند	

کسی نے کہا کہ مغرب و عشا کے درمیان کا وقت ہے کسی نے کہا کہ اول و اوسط و آخر شب ہے یہیں سے بعض
قول اول گزر چکے ہیں سَاجِدًا وَّقَآئِمًا منصوب ہیں بنا بر حال یعنی قانت ہو رات کی گھڑیوں میں
اعمال میں کہ جمع کرنیوالا ہے درمیان سجدے کے اور قیام کے نماز میں سجود کو قیام پر اس لیے مقدم
کیا کہ عبادت میں اسکو زیادہ تر دخل ہے یہ آیت اسپر دال ہے کہ قیام لیل کو دن پر ترجیح ہے
اور وہ اس سے افضل ہے اس لیے کہ رات زیادہ تر ساتر ہے گو ریا سے زیادہ تر دور ہو گی اور یا اسلیے
کہ رات کی تاریکی فکر کو جمع کرتی ہے اور نگاہ کو اشیا کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتی ہے اور جب دل
اشیاء خارجیہ میں مشغول ہونے سے فارغ ہو جائے گا تو مطلوب اصلی کی طرف رجوع ہو گا وہی خشوع
ہے نماز میں اور بھاتا اسکا جسکے واسطے نماز پڑھتا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ رات وقت خواب کا
اور مظنہ راحت کا ہے تو اسکا قیام نفس پر زیادہ شاق ہوتا ہے تو ثواب بھی اسمیں اکثر ہوتا ہے
قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے جو شخص یہ چاہے کہ آسان کرے اللہ تعالیٰ
اسپر وقوف کو قیامت کے دن تو چاہیے کہ دیکھے اسکو اللہ رات کی تاریکی میں یَحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ محل نصب میں ہے

بنا بر حال یعنی اس حال مین کہ ڈرتا ہے عذاب آخرت سے یہ قول سعید بن جبیر و مقاتل کا ہے
ویرجو رحمۃ ربہ یعنی پس جمع کرتا ہے درمیان خوف و رجا کے یہ دونون جمع نہین ہوسکے کسی غیر کے
دلین مگر اُسنے مراد باری کہا ہے کہ یہان عبارت محذوف ہے تقدیر یہ ہے کہ کمن لا یفعل شیئا من ذلک
یعنی مثل اوسکے کہ سیاق کلام اسپر دال ہے یعنی کیا وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے مثل اُس شخص کے ہے جو انہین
سے کچھ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ ابجگہ رحمت سے مراد مغفرت ہے کسی نے کہا جنت یہ آیت اسپر دال ہے کہ
جانب رجا اکمل و اولی ہے اسلیے کہ اللہ پاک کی طرف نسبت کیجاے اول گذرچکا ہے کہ حضرت ابن
عمرؓ نے یہ آیت پڑہی اور کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین ایک روایت مین اونسے یہ
ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ اُنسے ایک اور بات کہین جسکے باعث حق باطل سے ظاہر ہوجاے پس فرمایا قُلْ هَلْ
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الآیۃ یعنی تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین وہ لوگ جو یہ جانتے ہین کہ جس بعث و
ثواب و عقاب کا اُسنے وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ لوگ جو اسکو نہین جانتے ہین یا یہ معنی ہین
کہ جو لوگ جانتے ہین اُس چیز کو جسکو اللہ تعالی نے اپنے رسولون پر نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جو اسکو
نہین جانتے ہین یا مراد علما و جہال ہین ہر شخص جسکو عقل ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ درمیان علم و جہل
کے اور عالم و جاہل کے برابری نہین ہے زجاج نے کہا یعنی جسطرح کہ برابر نہین ہوتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین
اور وہ لوگ جو نہین جانتے ہین اسی طرح مطیع و عاصی برابر نہین ہوتے ہین کسی نے کہا کہ مراد الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ سے وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر عمل کرتے ہین کیونکہ اس سے نفع لینے والے وہی ہین اس لیے
کہ جسنے عمل نہ کیا تو وہ مثل جاہل کے ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے آیت کو عمل سے شروع کیا اور علم سے
ختم فرمایا اس لیے کہ اول باب مجاہدات سے ہے اور علم باب مکاشفات سے اور یہ نہایت ہے پس جب انسان
کو یہ حاصل ہوگیا تو اوسنے دلالت کی اسکے کمال فضل پر اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ یہ جملہ منجملہ کلام امر بہ
نہین ہے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے ہے بعد امر کرنے کے ساتھ ان قوارع مذکورہ کے جو کہ کفر و معاصی سے
زاجر و مانع ہین مقصود اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ قوارع اور جو بیان کافرون کے دلون مین
اثر نہین کرتی ہین اس لیے کہ انکی عقلین مختل ہین معنی یہ ہین کہ اللہ کے وعظ و نصیحت سے وہی نصیحت
پذیر ہوتے ہین جو کہ اصحاب عقول صافیہ و قلوب نیرہ ہین اسطرح کہ اسمین تدبر و تفکر و غور کرتے ہین
یہ لوگ مومنین ہین نہ کفار کیونکہ وہ اگرچہ اسکے معنی ہین کہ انکی عقلین ہین لیکن وہ کالعدم ہین پھر جب

اللہ پاک نے مسلمانوں کی نفی سے درمیان عالم و جاہل کے اور یہ بات بیان فرمائی کہ نصیحت پذیر
وہی ہوتے ہیں جو عقل والے ہیں تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ انکے مومن بندوں
کو حکم دین کہ انکے تقویٰ و ایمان پر بنے رہیں پس ارشاد فرمایا قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ○ وَأُمِرْتُ لِأَنْ
أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ○ تو کہہ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنھون نے
نیکی کی اس دنیا میں انکو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے صبر والون ہی کو ملتا ہے انکا نیگ بے گنتی
تو کہہ مجھکو حکم ہے کہ بندگی کرون اللہ کی نری کرکر اسکی بندگی اور حکم ہے کہ مین ہون سب سے پہلے حکم بردار
انتہی ف اللہ پاک اپنے مومن بندون کو امر فرماتا ہے کہ اسکی طاعت و تقویٰ پر مستمر و دائم رہین جن لوگون
نے اس دنیا مین نیک عمل کیا انکے واسطے بھلائی ہے انکی دنیا و آخرت مین وارض اللہ واسعۃ کی تفسیر
مین مجاہد نے کہا پس تم اسمین ہجرت کرو اور جہاد کرو اور بتون سے الگ ہو جاؤ شریک نے عن منصور عن عطا
روایت کیا ہے کہ جب وقت تم اسکی معصیت کیطرف بلائے جاؤ تو بھاگ جاؤ پھر یہ آیت پڑھی اَلَمْ تَكُنْ
أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا اوزاعی نے کہا کہ صابرون کے واسطے نہ تولا جائے گا نہ ناپا جائیگا
انما یغرف لہم غرفا یعنی انکو تو لپ بھر بھر کر اجر دین گے اور قول کا کیا ذکر ہے ابن جریج نے کہا مجھے
بات پہونچی ہے کہ ہرگز انکے عمل کا ثواب انپر حساب نہ کیا جائیگا ولیکن وہ تو انپر زیادہ دیے جائینگے۔
سدی نے کہا انما یوفی الصابرون الآیہ یعنی جنت مین قولہ تعالیٰ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ الآیہ کا یہ
مطلب ہے کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے واسطے اخلاص عبادت کرون قولہ تعالیٰ وَأُمِرْتُ
لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ سدی نے کہا یعنی من امتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
کا بیان خلاصہ یہ ہے یعنی اے وہ لوگ جنھون نے سچی کی اللہ کی توحید ڈرو اپنے رب سے باین طور کہ اسکی
طاعت کرو انکے معاصی سے بچو انکے حکمون کا امتثال کرو اسکے لیے خالص ایمان لاؤ شرک کی اس سے نفی
کرو اور مراد یہ ہے کہ تقوے پر قائم رہو بعینہ کہد سے پھر جب اللہ پاک نے مومنون کو تقویٰ کا امر کیا تو جو
فائدے اس تقویٰ مین ہین وہ انکے واسطے بیان کیے ارشاد فرمایا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الآیہ یعنی جن لوگون نے
نیک عمل کیے اس دنیا مین بروجہ اخلاص انکے واسطے ایک حسنہ عظیم ہے یعنی جنت فی ہذہ الدنیا متعلق
ہے احسنوا سے کسی نے کہا کہ حسنۃ سے اس دنیا کی وہ بیان ہے حسنہ کے مکان کا تو معنی یہ ہون گے کہ واسطے
انکے جنھون نے نیکی کی عمل مین حسنہ ہے دنیا مین ساتھ صحت و عافیت و ظفر و غنیمت کے قول اول اولیٰ ہے

پہر تعجب ہے کہ بعض بندون کو اپنے وطن مین طاعات و احسان کا کرنا مشکل تہا تو جو کوئی ایسا ہو اسکو
نے اسکو ہجرت کا ارشاد کیا پس فرمایا وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ یعنی اللہ کی زمین کشادہ ہے اور اُسکے
بہت سے شہرون مین پس چاہیے کہ جس جگہ اُسکو اللہ کی طاعت اور اُسکے حکم پر عمل کرنا اور اسکی نہی سے
بچنا ممکن ہو وہان ہجرت کر جائے جیسا کہ انبیا و صالحین کا طریقہ ہے کیونکہ تفریط مین ہرگز اُسکے لیے
کوئی عذر نہین ہے سورہ نسا مین ہجرت پر پورے طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ یہ جگہ مراد
ارض سے یہان جنت ہی اللہ پاک نے اُسکی کشادگی مین اور اُسکی نعیم کی فراخی مین اُنکو رغبت دلائی ہو
جس طرح کہ اس آیت مین ہو جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کبہی جنت کا نام ارض رکہا جاتا ہے
قال تعالیٰ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ قول
اول اولیٰ ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مکے سے کوچ کر جاؤ اور شہرون کو اُٹھ جاؤ اور انبیا و صالحین کی پیروی
کرو اُنکی ہجرت کرنے مین طرف غیر بلاد کے تاکہ اپنی نیکی پر اور نیکی اور اپنی طاعت پر اور طاعت زیادہ کرین
اسمین آمادہ کرتا ہے ہجرت کرنے پر اُس شہر سے جسمین معاصی ظاہر ہوتے ہین کسی نے کہا جو کوئی کسی
شہر مین معاصی کا امر کیا جائے تو اُسے چاہیے کہ وہانسے بہاگ جائے پہر جب کہ اللہ پاک نے وہ ثواب
بیان کیا جو کہ نیکی کرنے والون کے لیے ہے جبکہ وہ نیکی کرین اور اسمین یہ اشارہ بہی تہا کہ نفس طاعت پر
اور شہوات سے نفس کے روکنے پر صبر ہو تو صبر کی فضیلت اور اُسکی عظیم قدر کی طرف اشارہ کیا پہر
ارشاد فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ کہ صبر کرتے ہین اپنے وطن
چہوڑنے پر اور اپنے کنبے قبیلے کی مفارقت پر اور اللہ کی طاعت مین اور زیادہ نیکیان کرنے مین
جو بلاؤن کی برداشت کرتے ہین اور محنت و مشقت اُٹہاتے ہین انہین کو انکے صبر کے مقابلے مین اور
تنگی کہینچنے مین انکا ثواب بہرپور بے حساب دیا جائے گا یعنی اُسکے حصر پر کوئی حصر کرنیوالا قادر نہوگا
اور نہ کوئی حساب کرنے والا اُسکے حساب کی طاقت رکہیگا اگرچہ وہ اللہ پاک کے نزدیک معلوم و شمار
کیا ہوا ہے عطا سے کہا کہ عقل اسکی طرف راہ پانے کی اور نہ وصف و بیان کو اُس تک رسائی
ہوگی مقاتل نے کہا کہ اجر انکا جنت ہے اور اُنکے ارزاق اُس مین بغیر حساب ہین حضرت علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر مطیع کے واسطے لایا جائے گا ناپ کر اور تولا جائے گا تول کر مگر صابرین
فانہ یحثی لہم حثیا یعنی اُنکو لپین بہر بہر کر دیا جائے گا مروی ہے کہ بلاؤن والے لائے جائین گے تو نہ انکے
واسطے ترازو کہڑی کی جائے گی اور نہ اُنکے لیے دفتر کہولا جائے گا اور دیا جائے گا انکا اجر یہانتک
کہ دنیا مین عافیت والے تمنا کرینگے کاش اُنکے جسم مقراضون سے کترے جاتے بسبب اُس فضل کے جسکو

بلا حساب ملینگے نکتہ جملہ للذین احسنوا علت ہے امر بتقوی کی یعنی اس امر کا امتثال واجب ہے
اس لیے کہ جنہوں نے احسان کیا ان کے واسطے ایک جزاء حسنہ ہے اور یہ بات کہ احسنوا فرمایا
اتقوا نہ کہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور اسکا ذکر کرنا ہے اس بات پر کہ تقوی احسان کے باب سے ہے
اور دونوں باہم ایک دوسرے کو لازم ہیں پھر اسی تقاضے مامور بہ میں رغبت دلانے کو انما یوفی
الصابرون فرمایا اور انما یوفی المتقون نہ کہا اس لیے کہ مقصود اسکا ہی جتلانا ہے اس امر پر کہ متقی لوگ
فضیلت صبر کے حائز ہیں جس طرح کہ فضیلت احسان کے جامع ہیں کیونکہ تقوی مستلزم ہے احسان و
صبر کو باوجود اسکے کہ صبر میں زیادہ مادہ کرتا ہے مصابرت و مجاہدہ پر مہاجرت کی مشقتوں کے
تحمل کرنے میں بہر حال آیہ کریمہ دال ہے اسپر کہ صابرین کے اجر و ثواب کی نہایت نہیں ہے
کیونکہ جو شے حساب کے تحت میں داخل ہوتی ہے تو وہ متناہی ہوتی ہے اور جو حساب کے نیچے داخل
نہیں ہے تو وہ غیر متناہی ہوتی ہے اور یہ ایک فضیلت عظیم و مثوبت جلیل ہے جو شخص کہ اللہ پاک کے
ثواب میں رغبت اور اسکے پاس کی نعمتوں میں طمع رکھتا ہے فضیلت اس کو یہ تقاضا کرتی ہے کہ صبر کا بیڑہ
اٹھاوے اور اپنے نفس کو اسکے مصائب پر باندھے اور اسکی تپش سے متنبہ کرے کیونکہ جزع و بے صبری کرنا
اس قضا کو تو رد نہیں کر سکتا ہے جو کہ نازل ہو چکی ہے اور جو خیر مسلوب ہو چکی اس کو کھینچ نہیں لاتا
ہے اور نہ جو مکروہ واقع ہو چکا ہے اسکو دفع کر سکتا ہے اور جس وقت عاقل اس بات کا خوب تصور کریگا
جیسا کہ حق ہے تصور کا اور خوب سمجھ لیگا جیسا کہ حق ہے سمجھنے کا تو یہ جان لیگا کہ صبر کرنے والا اُس بلا
پر جو اس پر نازل ہوئی اسکو اجر عظیم مل چکا اور اس خیر خطیر سے بہرہ مند ہو گیا اور غیر صابر پر قضا نازل
ہو چکی وہ چاہے یا نہ چاہے اور باوجود اسکے اس سے وہ اجر عظیم فوت ہو گیا کہ جسکا نہ اندازہ کیا جاتا ہے
نہ اسکے نہایت تک رسائی ہوتی ہے تو اسنے اپنی مصیبت کے ساتھ ایک اور مصیبت ملائی اور اسکو سوائے
جزع و فزع کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

أَرَى الصَّبْرَ مَحْمُودًا وَعَنْهُ مَذَاهِبُ	فَكَيْفَ إِذَا مَا لَمْ يَكُنْ عَنْهُ مَذْهَبُ
هُنَالِكَ يَحِقُّ الصَّبْرُ وَالصَّبْرُ وَاجِبٌ	وَمَا كَانَ مِنْهُ لِلضَّرُورَةِ أَوْجَبُ

پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اول انکو خبر دیں توحید و اخلاص کی جسکا
خود انکو امر کیا گیا پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ یعنی مجھے یہ حکم ہے کہ
اللہ کی عبادت کروں ایسی عبادت جو کہ شرک و ریا وغیرہ سے خالص ہو مقاتل نے کہا کہ کفار قریش نے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کون شے تجھے باعث ہوتی ہے اس شے پر جسکو تو ہمارے پاس لیکر

آیا ہے کیا تو نظر نہیں کرتا ہے طرف ملت اپنے باپ دادا اور سرداران قوم کے کہ وہ لات وعزی کو پوجتے ہیں کہ تو اس بات کو اختیار کرے اسلیے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور آیت کے سنانے اول سورت میں گذر چکے ہیں پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ وہ بار بار انکو اسکی خبر دیں کہ انکو اس بات کا حکم کیا گیا ہے کہ وہ اول ہوں ان لوگوں کے جنہوں نے اطاعت وانقیاد وگرویدگی کی پس فرمایا وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ یعنے مجھے حکم ہے واسطے اس بات کے کہ میں ہووں اول اسلام لانے والوں کا اس امت سے اور آپ ایسے ہی تھے کیونکہ آپ ہی سے پہلے ہیں اپنے آبا کے دین کی مخالفت کی اور توحید کیطرف دعوت فرمائی معنی اولیت کے سبقت بحسب الزمان میں پس ہوا سبقت سے سبقت بحسب عمر کے کیونکہ افضل یہ بات ہے کہ جو شخص اپنے غیر کو کسی نیک عادت کی طرف بلائے تو اول خود اپنے نفس کو اسکی طرف دعوت کرے اور اس پر قائم ہو یہانتک کہ غیر میں اثر کرے جیسا کہ انبیا وصالحین کا طریقہ ہے بخلاف طریقہ متجبر لوگوں کے کہ وہ اپنے غیر کو اس بات کا حکم دیتے ہیں جسکو آپ نہیں کرتے اس لیے باطن میں انکا اثر نہیں ہوتا اور ظاہر میں بخوف ہو ظاہر الجملہ پس لام ہے حرف لام تعلیل کا ہے اسی طرح بالامر بالامتثال ان لوگوں کسی نے کہا کہ لام صلہ ہے واسطے تاکید کے ذاللہ اول پھر اللہ پاک نے آپ کو امر کیا کہ سہ بارہ انکو خبر دیں اپنے خوف سے عذاب پر تقدیر عصیان کے پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ معنی تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا ایک بڑے دن کی مار سے تو کہہ میں اللہ کو پوجتا ہوں نرا کر کر اپنی بندگی اسکے واسطے اب تم پوجو جسکو چاہو اس کے سوائے تو کہہ ٹوٹے بازی وہ ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے وہی ہے صریح ٹوٹا انکے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور نیچے سے بادل اسکا ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے بندو میرے مجھ سے ڈرو انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کہہ حالانکہ تو اللہ کا رسول ہے بیشک میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے اور وہ قیامت ہے یہ ایک شرط ہو اور معنی اسکے تعریض کرنا ہے اپنے غیر کو بطریق اولی وَاَمَرَنِيْ قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ الآیۃ یہی تہدید ہے اور اسمے بری ہونا ہے قولہ تعالی قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ پورا ٹوٹا پانیوالے وہی ہیں جنہوں نے نقصان کیا

اپنی جان کا اور اپنے گھر والون کا قیامت کے دن یعنی ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پھر انکو کبھی ملنا نہین ہے خواہ انکے گھر والے جنت کیطرف جاوین اور وہ خود آگ کی طرف یا یہ کہ سب کے سب نار مین بلائے جاوین لیکن انکو جمع ہوتا ہے نکسی طرح کا سرور ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ یعنی ظاہر واضح زیان کا عدہ یہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکا حال بیان کیا جو کہ دوزخ مین ہوگا فرمایا لَهُمْ مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ الآیہ کما قال سبحانہ وتعالیٰ لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ وقال تعالیٰ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ قولہ تعالیٰ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ یعنی یہ امر جو بالظرور ہونیوالا ہے اسکو صرف اس لیے بیان فرمایا ہے کہ اپنے بندون کو اس سے ڈرائے تاکہ وہ محارم و مآثم سے باز رہین يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ یعنی اے بندو میرے ڈرو میرے پاس سطوت و عذاب و نقمت سے

ف خلاصہ بیان کا بیان فرح یہ ہے تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی باین طور کہ اسکے واسطے اخلاص عبادت کو اور اسکی توحید کو اور ترک شرک کی طرف دعوت کرنے کو اور شرک والون کو گمراہی کی طرف منسوب کرنے کو چھوڑ دون یعنی یہ سب کرکے اپنے رب کی اگر نافرمانی کرون تو مین ڈرتا ہون روز قیامت کے عذاب سے اکثر مفسرین نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ مین ڈرتا ہون اگر مین نافرمانی کرون اپنے رب کی باین طور کہ مشرکین نے جو مجھے غیر اللہ کے پوجنے کی طرف بلایا ہے اسمین انکا کہنا مان لون ابو حمزہ یمانی و ابن مسیب نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اس آیت مین دلیل ہے اسپر کہ امر واسطے وجوب کے ہے کیونکہ اس سے قبل یہ ہے کہ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ پھر اوامر کا عصیان ہے اور اسمین زجر ہے غیر کو معاصی سے کیونکہ جب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنی جلالت قدر و شرف طہارت و نزاہت و منصب نبوت کے ترسان و پریشان ہون معاصی سے تو آپ کا غیر تو بطریق اولیٰ اسکا مستحق ہے پھر اللہ پاک نے دوسری بار اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ کفار و مشرکین کو یہ خبر دین کہ انہون نے امر کا امتثال کیا اور اسکے حکم کے مطیع و منقاد ہوئے اور اسکی عبادت کی اور اسکے واسطے دین کا اخلاص کیا الخ و کذا پر واسطے ظاہر اپنے تصلب و درشتی کے دین مین اور واسطے قطع کرنے انکی طمع خام کے اور واسطے تہدید انکی تہدید کے پس ارشاد فرمایا قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي تقدیم نام مبارک اللہ کو شعر ہے اختصاص کا یعنی تو کہہ اللہ ہی کو مین پوجتا ہون نہ اسکے غیر کو نہ تو بطور استقلال اور نہ بطریق شرکت اس حال مین کہ خالص کرنیوالا ہون واسطے اسکے اپنے دین و عبادت کو باین طور کہ وہ اللہ ہی کے واسطے ہے شرک و ریا وغیرہ

کی انھین کچھ طوق نہین ہے اسکی تحقیق اول سورت مین گزر چکی ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ قولہ تعالیٰ انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین اور قولہ تعالیٰ قل اللہ اعبد
مخلصا لہ دینی مین تکرار کے کیا معنی ہین تو ہم کہین گے کہ یہ تکرار نہین ہے کیونکہ اول مین تو اسکی خبر دی
ہے کہ وہ مامور ہین اللہ پاک کیطرف سے ساتھہ ایمان و عبادت کے اور دوسرے مین یہ خبر دی ہے کہ ان کو
اسکا امر کیا گیا ہے کہ نہ پوجین کسی کو سوا اللہ پاک کے قولہ تعالیٰ فاعبدوا ما شئتم من دونہ یہ
امر ہے واسطے تہدید کے اور تقریع و توبیخ و سرزنش کے یعنی تم پوجو اس شے کو جسکا پوجنا چاہو اسکے
سوا جس طرح کہ اس آیت مین ہے اعملوا ما شئتم اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہین
پوجتے ہین کسی نے کہا کہ یہ امر اپنی حقیقت پر ہے اور آیت سیف سے منسوخ ہو گیا ہے واللہ اعلم
قولہ تعالیٰ قل ان الخاسرین الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کامل ہار بیٹھنے مین وہ لوگ ہین جو ہار بیٹھے اپنی
جانین اور اپنے گھر والے قیامت کے دن باینطور کہ اپنی جانون کو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے واسطے
آگ مین بسایا اور وہ حورین جو انکے لیے تیار کی گئین تہین اگر ایمان لاتے انکو نہ پہونچین اس لیے کہ
جو کوئی آگ مین داخل ہو تو اُسنے زیان کیا اپنی جان کا اور اپنے گھر کا اہل جمع ہے اہل کی اصل مین
اہلون ہے یا اہلین مراد اہلیہم سے آخرت کے گھر والے ہین کسی نے کہا کہ انکی بیبیان اور خادم
کسی نے کہا انکے گھر والے جو دنیا مین تھے کیونکہ اگر وہ اہل نار سے تھے تو مقرر انکو ہار بیٹھے جیسے
اپنی جان ہار بیٹھے اور اگر وہ اہل جنت سے تھے تو بھی وہ ان سے ایسے جاتے رہے کہ بعد انکے کسیطرح
کا رجوع نہین ہے زجاج نے کہا کہ مراد اس سے کفار ہین کیونکہ انہون نے اپنی جانون کا خسران
کیا بسبب تخلید کے نار مین اور اپنی اہل کا خسران کیا اس لیے کہ مومنین کے داخل ہونے کی جگہ مین
داخل نہین ہوئے جنکے واسطے گھر والے ہین جنت مین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ لوگ کفار
ہین جنکو آگ کے واسطے پیدا کیا دنیا انسے زائل ہو گئی اور جنت انپر حرام کی گئی دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ
اہلیہم من اہل الجنۃ کانوا اعدوا لہم لو اطاعوا اللہ فغبنوہم جملہ الا ذلک ہو الخسران المبین مستانفہ
ہے واسطے تاکید ما قبل کے حرف تنبیہ سے جو اسکو شروع کیا سو منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ یہ خسران
درمیان جو انپر نازل ہوا عظمت و بہنگی سے اس نہایت کو پہونچا ہے کہ اس سے فوق کوئی نہایت نہین
ہے اسی طرح خسران کو جو معرف بالف و لام ذکر فرمایا اور اسکو موصوف بمبین کیا سو یہ بھی اسپر دال ہے
کہ انکا خسران افراد خسران سے فرد کامل ہے نہ کوئی خسران اسکی برابری کرتا ہے نہ کوئی عقوبت انکے۔
الگ بیگ ہوتی ہے اول تو اللہ پاک نے بطریق ابہام اس خسران کو ہولناک کیا بعد انکے یہ خسران جو

بعد ان جانب ناقل ہوتی اُسکو بیان فرمایا کہ وہ یہ ہے لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ مراد ظلل سے آگ کا اطباق ہین یعنی اُنکے لیے اُنکے اوپر سے آگ کے طبق ہین سرادقات اور
بڑے بڑے تختے ہین کا نپر ہوکے یہ ظلل جمع ہے ظلہ کی ظلہ وہ ہے جو سایہ کرے ابر ہو یا چھت
یا اور کوئی شے آگ کی اطباق پر جو ظلل کا اطلاق کیا سو مقصود اس سے تشبیہ ہے ورنہ وہ تو جلانے
والے ہین اور ظلہ گرمی سے بچاتا ہے مضمون یہ کہ اُنکے اوپر اور نیچے نار کے طبق ہین اوپر کے فرش چھت کے
ہین اور نیچے کے مانند بچھونے کے نیچے کے اطباق کا نام ظلل رکھا یا تو اس لیے کہ احد الضدین کا نام
دوسرے پر اطلاق کر دیا یا تحتانی ظلہ چونکہ ایذا و حرارت میں فوقانی ظلہ کے مشابہ تھا اس لیے بسبب
مانعت و مشابہت کے اُسکو بھی ظلہ کہدیا یا اسواسطے کہ نیچے کا طبقہ سایہ کرتا ہے اُن دوزخیوں پر جو
اُسکے نیچے ہین کیونکہ نار کے کئی طبقے ہین ہر طبقے مین کفار کے طوائف مین سے ایک طائفہ ہے
ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ یعنی یہ بیان کفار کے عذاب کا نار مین جسکا ذکر ہوا ڈراتا
ہے اللہ اس سے اپنے مومن بندوں کو تاکہ اس سے ڈرین تو اس سے بچین یہ معنی ہین يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ کے
یعنی اے میرے بندو بچو ان گناہوں سے جو ایسے عذاب کے موجب ہوئے کفار پر وجہ تخصیص عباد
کی ساتھ مومنین کے یہ ہے کہ غالبًا قرآن شریف مین اطلاق لفظ عباد کا انہیں پر آتا ہے کسی نے کہا کہ مراد
کفار و اہل معاصی ہین کسی نے کہا کہ مسلمین و کفار کو عام ہے وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ
أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ
أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ○ اور جو لوگ بچے
شیطانوں سے کہ انکو پوجین اور رجوع ہوئے طرف اللہ کے انکو ہے خوشخبری سو تو خوشی سُنا
میرے بندوں کو جو سنتے ہین بات پھر چلتے ہین اُسکے نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور
وہی ہین عقل والے ف چلتے ہین اُسکے نیک پر یعنی حکم پر چلنا لازم کرتے ہین منع پر چلنا لازم
نہین کرتے اسکا کرنا نیک ہے اور اسکا نہ کرنا نیک ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین عبد الرحمن
بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شان مین زید بن عمرو بن نفیل و ابو ذر و سلمان
فارسی رضی اللہ عنہم کے نازل ہوئی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ انکو اور انکے غیر کو شامل ہے ان لوگوں مین سے
جو کہ بتوں کے پوجنے سے بچے اور رحمٰن کے پوجنے کی طرف رجوع ہوئے سو یہ وہ لوگ ہین جنکو خوشخبری ہے
دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین پھر اللہ عز و جل نے فرمایا فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ الخ یعنی پس خوشخبری دے انکو
جو کہ سنتے ہین بات کو یعنی اسکو سمجھتے ہین اور جو شے اُسمین ہوتی ہے اُسپر عمل کرتے ہین جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبکہ انکو توریت دی گئی فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا
بِاَحْسَنِهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی جو لوگ اس صفت کے
ساتھ متصف ہیں وہی ہیں جنکو خدا نے ہدایت کی دنیا و آخرت میں اور وہی ہیں صحیح عقل والے اور
فطرت مستقیم والے ف موصول مع اپنے صلہ کے مبتدا ہے اور لہم البشریٰ خبر طاغوت بنانے مبالغہ
ہو مصدر میں جیسے رحموت و عظموت مراد اوثان و شیطان ہیں مجاہد و ابن زید نے کہا کہ طاغوت شیطان
ہے ضحاک و سدی نے کہا کہ اوثان اسی نے کہا کاہن کسیکے کہا ایک اسم اعجمی ہے مثل طالوت و جالوت کے
کسیکے کہا کہ اسم عربی ہے مشتق ہے طغیان سے مگر اسمیں قلب ہے بتقدیم لام بر عین مختار میں کہا ہے کہ
طاغوت واحد و جمع پر اطلاق کیا جاتا ہے اور مذکر و مونث دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ صحاح
میں ہے اخفش نے کہا کہ طاغوت جمع ہے یہ بھی جائز ہے کہ واحد مونث ہو نسفی نے کہا کہ طاغوت سے
مراد شیاطین ہیں فعلوت کا وزن ہے طغیان سے مثل ملکوت و رحموت کے مگر اسمیں قلب ہے بتقدیم لام بر
عین اطلاق کیا گیا ہے شیطان پر یا شیاطین پر اس لیے کہ طاغوت مصدر ہے اور اسمیں مبالغات ہیں وہ
یہ ہیں کہ ایک تو نام رکھنا ہے ساتھ مصدر کے گویا عین شیطان طغیان ہے دوسرے اسکی بنا بنانے
مبالغہ ہے کیونکہ رحموت کے معنی ہیں رحمت وسیعہ اور ملکوت کے معنی ہیں ملک مبسوط تیسرے قلب ہے
اور وہ واسطے اختصاص کے ہے اس لیے کہ اسکا اطلاق نہیں ہوتا ہے غیر شیطان پر اگرچہ مراد اس سے
جمع ہے اور کسی نے اعتراض کیا ہے انتہیٰ تفسیر طاغوت کی پورے طور پر سورۂ بقرہ میں گذر چکی
ہے معنے یہ ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے اعراض کیا طاغوت کو پوجنے سے اور اللہ عزوجل کے ساتھ
اپنی عبادت خاص کی اَنْ يَّعْبُدُوْهَا محل نصب میں ہے بنا بر بدل اشتمال طاغوت سے گویا یون فرمایا
کہ اجتنبوا عبادۃ الطاغوت یعنی اجتناب کیا پوجنے سے طاغوت کو وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ معطوف ہے اجتنبوا پر
یعنی اور بالکل رجوع ہوئے طرف اللہ کے اور متوجہ ہوئے اسکی عبادت پر اعراض کرکے ماسوے
اللہ سے لَهُمُ الْبُشْرٰى یعنی انکے واسطے ہے خوشخبری ثواب جزیل کی جو کہ بہشت منبر رفت ہے
یہ خوشخبری یا تو رسولوں کی زبان پر ہے یا فرشتوں کی زبان پر وقت حضور موت کے یا وقت بعث
کی یا اللہ پاک کی طرف سے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ اس سے کوئی
مانع نہیں ہے کہ اللہ کیطرف سے ہو اور فرشتوں کیطرف سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے کسی نے کہا کہ
انکے واسطے خوشخبری ہے دنیا میں یا ہین طرحکا انکے اعمال صالح کی انکو خبر کی جاتی ہے اور وقت مرنے کے
اور قبر میں یا آخرت میں وقت نکلنے کے قبر سے اور وقت وقوف کے واسطے حساب کے اور وقت گذرنے کے

پھر اُنکے بعد رحمت داخل ہونے جنت کو اور جنت میں ہمیشہ رہنے میں ان موافق ہونگے اگر بشارت
حاصل ہوگی ساتھ ایک نوع کے غیر واحد نوع ہو مذکور ہونے سے قولہ تعالیٰ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ الآیہ میں مراد
عباد سے عموم ہے یعنی جو لوگ موصوف باجتناب طاغوت و انابت الی اللہ ہیں تو وہ بدخول اول اسمین
داخل ہیں کسی نے کہا کہ مراد اس سے وہی موصوف باجتناب طاغوت و انابت الی اللہ ہیں پس مقام تھا ضمیر کا
مگر وصف انہیں کے لانے کے واسطے بجائے ضمیر اسم ظاہر رکھا ہے معنی یہ ہیں پس خوشی سنا میرے بندونکو
کو جو کہ سنتے ہیں قول حق کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم سے پھر پیروی کرتے ہیں اُسکے احسن کی
یعنی محکم کی اور اسپر عمل کرتے ہیں سدی نے کہا کہ اتباع کرتے ہیں بہتر اُس شے کا جسکے ساتھ حکم کیے گئے
ہیں پھر عمل کرتے ہیں ساتھ اُس شے کے جو اُسمیں ہے کسی نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ سنتا ہے حسن و
قبیح کو پھر حسن کو تو بیان کرتا ہے اور قبیح سے باز رہتا ہے تو اُسکو بیان نہیں کرتا کسی نے کہا کہ سنتے
ہیں قرآن کو اور غیر قرآن کو پھر اتباع کرتے ہیں قرآن کا کسی نے کہا کہ سنتے ہیں رخصتوں کو اور عزیمتوں
کو پھر اتباع کرتے ہیں عزیمتوں کا اور چھوڑتے ہیں رخصتوں کو کسی نے کہا کہ عفو کو لیتے ہیں اور عقوبت
کو ترک کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید و ابو ذر و سلمان اتباع
کرتے تھے جاہلیت میں احسن القول والکلام لا الہ الا اللہ کا اُسکو کہا اسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ
آیت نازل فرمائی پھر اللہ پاک نے ان لوگوں کی یہ تعریف کی أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ الآیہ یعنی
یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو حق کیطرف پہونچایا اور یہی صحیح عقل والے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی
عقلوں سے نفع پایا اور اُنکے ما سوا لوگوں نے اپنی عقلوں سے نفع حاصل نہ کیا ابن مردویہ نے
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ فَبَشِّرْ عِبَادِ الآیہ نازل ہوئی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی بھیجا تو اُسنے یہ ندا کی کہ جو کوئی مرا اس حال میں کہ
شریک نہیں کرتا ہے ساتھ اللہ کے کسی شے کو تو وہ جنت میں داخل ہوا پس وہ قاصد حضرت عمر
کے سامنے آیا تو انہوں نے اُسکو پھیر دیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ میں اس سے ڈرا کہ لوگ بھروسا
کرلیں گے تو عمل نہ کرینگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جان لیتے لوگ قدر میرے
رب کی رحمت کی تو البتہ بھروسا کر لیتے اور اگر جان لیتے قدر میرے رب کے غصے کی اور اُسکے عتاب کی
تو البتہ حقیر جانتے اپنے اعمال کو اس حدیث کی اصل صحیح میں ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے طرف ایثار اتباع کے اور ترک تقلید کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے
انہیں کی یوں ثنا فرمائی ہے کہ وہ سنتے ہیں اور انکا نام اولو الالباب رکھا اور تقلید کی نہ تعریف

کی نہ انکے اہل کی کسی جگہ قرآن کریم مین بلکہ اُنکی اور انکے اہل کی کئی جگہ مذمت کی ہے چنانچہ
بار ہا اسکا ذکر کیا گیا ہے کذا فی فتح البیان غرضکہ یہ ذکر تو ان لوگون کا تھا جنکے حق مین سعادت
سابق ہو چکی تھی پھر اللہ پاک نے انکا ذکر کیا جنکے واسطے شقاوت سابق ہو چکی اور سعادت سے
محروم رہے پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝
بھلا جس پر ثابت ہو چکا عذاب کا حکم بھلا تو خلاص کریگا آگ مین پڑے کو ؟ ف اللہ تعالے نے
فرمایا ہے کیا پھر وہ شخص جسکو اللہ نے لکھ چکا ہے کہ وہ شقی ہے تو قادر ہے اسپر کہ اُسکو چھڑائے اس گمراہی
و ہلاک سے جسمین وہ ہے یعنے بعد گمراہ کرنے اللہ کے کوئی اُسکو ہدایت نہین کر سکتا ہے اس طرح کہ مَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اُسکے لیے کوئی ہادی
نہین ہے اور جسکو وہ ہدایت کرے تو اُسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
مین ہے کہ کلمۂ من موصول ہے محل رفع مین بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہے ای کمن یخاف او فانت تخلصہ
او تاسف علیہ یعنی کیا پھر وہ شخص کہ ثابت ہوا اسپر کلمۂ عذاب کا مثل اس شخص کے ہے جو کہ ڈرتا ہے
یا پھر تو اُسکو چھڑائے گا یا تو اُسپر افسوس کریگا یہی احتمال ہے کہ من شرطیہ ہو اور جواب اسکا افانت
تنقذ من فی النار ہے حرف فا فا سے جواب پر داخل ہوا ہے جملہ جزا پر اور ہمزۂ انکار واسطے تاکید معنی کے
کے اعادہ کیا گیا ہے سیبویہ نے کہا بسبب طول کلام کے استفہام کی تکرار کی گئی ہے فرا نے کہا معنی یہ
ہین کیا پھر تو چھڑانے گا اُسکو جسپر ثابت ہوا کلمہ عذاب کا اور مراد کلمۂ عذاب سے یہ آیت ہو جسمین
اللہ تعالے نے ابلیس کو خطاب کیا ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ و
قولہ تعالی لِمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ کذا فی کما سوا یہ قول ہے اللہ پاک کا
افانت تنقذ من فی النار والا بالی معنی آیت کو تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے کہ آپ
اپنی قوم کے ایمان لانے پر حریص تھے پس اللہ پاک نے آپکو اعلام کر دیا کہ جس شخص پر قضا سابق ہو چکی
ہے اور اللہ کا کلمہ اُسپر ثابت ہو چکا ہے اسکا رسول صلعم قدرت نہین رکھتا ہے کہ اُسکو آگ سے
خلاصی دے یا دین طور کہ اُسکو مومن کر دے عطا نے کہا مراد ابولہب ہے اور اُسکا بیٹا اور وہ لوگ جو
آپکے گھر کے ایمان سے تخلف رہے آیت مین حذف ہے بطلاق جب بارادہ سبب اور تنبیہ ہے
اسپر کہ جس شخص پر عذاب کا حکم کیا گیا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو کہ نار مین واقع ہے اور آپ کا کوشش
کرنا اُسکے بلانے مین طرف ایمان کے سعی کرنا ہے اُسکے چھڑانے مین آگ سے حاصل کلام یہ ہے افانت تنقذ کی
من فی النار فی الضلال یعنی کیا پھر تو ہدایت کریگا اُسکو جو کہ ڈوبنے والا ہے گمراہی مین پس تو اُسکو ضلالت

کی جگہ رکھا واسطے کہنے سبب کے موضع سبب مین بسبب قوت ہنکو امر کے ہر مجاز کے عقب مین وہ شے واقع کی جاوے اُسکے مناسب ہے یعنی لفظ متعدد بعوض تعدی کے تو یہ ترشیح اصلی مجازی یا مختصر طور پر یون کہو جو شخص مستحق عذاب کا ہے اُسکو مثل اس شخص کے ٹھیرایا جو کہ عذاب مین ہے اور اُس کے بلانے کو طرف ایمان کے قائمقام یا اُسکے نکالنے کے عذاب سے ٹھیرایا جبکہ اللہ پاک نے سابق مین یہ ذکر کیا کہ اہل شقاوت کے واسطے اُنکے اوپر سے طبق ہین آگ کے اور اُنکے نیچے سے طبق ہین تو استدراک کیا اُن سے اُن لوگون کا جو کہ اہل سعادت ہین پس فرمایا لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ لیکن جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُنکو ہین جھروکے اُنپر اور جھروکے چُنے ہوئے اُنکے نیچے چلتی ہین ندیان وعدہ ہوا اللہ کا اللہ خلاف نہین کرتا وعدہ انتہی **ف** یہ وہی لوگ ہین جنکو یٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ کا خطاب کیا گیا اور صفات فاضلہ کے ساتھ وصف کیے گئے وہ صفات جنکا شمار کیا گیا اور سابق مین جو یٰعِبَادِیَ الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّکُمْ الآیۃ مذکور ہے اُسکے مخاطب بھی یہی ہین کسی نے کہا کہ لٰکن استدراک کے لیے نہین ہے کیونکہ اس کے قبل نفی نہین آئی ہے بلکہ یہ اضراب ہے ایک قصہ سے طرف دوسرے قصہ کے جو کہ پہلے کے مخالف ہے معنی یہ ہین لیکن وے لوگ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُنکے واسطے منازل ہین جنت مین بلند اُنکے اوپر اور منازل ہین اُنسے بھی زیادہ تر بلند یا اس لیے ہے کہ جنت درجے ہین بعض سے بعض کے اوپر اور وہ سب چُنے ہوئے ہین مثل بنائی منازل کے پختگی اساس اور قوت چنائی مین اگرچہ دنیا کی منازل بہ نسبت اُنکے کچھ کم نہین مین بہتی ہین نیچے سے اُن فوقانی تحتانی غرفون کی نہرین اس مین اُنکی بہجت وتازگی کا کمال ہے اور اُنکے رونق کی زیادتی ہے نصب وعداللہ کا اس بنا پر ہے کہ مفعول مطلق موکد ہے مضمون جملہ کا اس لیے کہ لہم غرف اسی معنی مین ہے کہ وعدہم اللہ ذلک یعنی اللہ پاک نے ان غرفون کا اُنسے وعدہ کیا ہے وعدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ وعدہ ہے پھر جملہ لا یخلف اللہ المیعاد سے اس وعدہ کی اور تقریر وتثبیت فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ خلاف نہین کریگا اُس خیر وشر کا جسکا اُسنے دونون فریق سے وعدہ کیا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت دیکھینگے غرفون والون کو اپنے اوپر سے جسطرح کہ دیکھتے ہین کوکب دری غابر کو یعنی چمکتے تارے باقی کو افق مین مشرق سے یا مغرب سے واسطے تفاضل اُس شے کے جو درمیان اُنکے ہے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو منازل ہین انبیا کے پہونچیگا اُنکو غیر اُنکا فرمایا بلی یعنی کیون نہین قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے وہ مرد جو ایمان لائے

اللہ پر اور تصدیق کی مرسلین کی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ کذا فی فتح البیان ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین پر اللہ
پاک نے طرف سے اپنے نیکبخت بندون کے خبر دی کہ اُنکے واسطے غرفے ہین جنت مین یعنی اونچے اونچے
محل اُنکے اوپر سے اور غرفے چُنے ہوئے طبق اوپر طبق کے چنے ہوئے محکم مضبوط و مزین بلند
عبداللہ بن امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے انکا بطون اُنکے
ظہور سے اور انکا ظہور اُنکے بطون سے یعنی انکا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے پس ایک
اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کسکے واسطے ہین آپنے فرمایا لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَصَلّٰی
بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ یعنی واسطے اُس شخص کے جسنے اچھی بات کی اور کھلایا کھانا اور نماز پڑھی رات کو
اور لوگ سوتے ہین رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ
وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ امام احمد نے ابو مالک اشعری سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے ظاہر
انکا انکے باطن سے اور باطن انکا انکے ظاہر سے تیار کیا ہے انکو اللہ نے واسطے اُس شخص کے جسنے
کھانا کھلایا اور نرم بات کی اور پے در پے روزے رکھے اور نماز پڑھی اس حال مین کہ لوگ سوتے
ہین تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُعَانِقٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْهُ بِهٖ امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک اہل جنت البتہ دیکھیں گے غرفے کو جنت مین جسطرح کہ تم دیکھتے ہو تارے کو آسمان
مین ابو حازم کہتے ہین جو کہ سہل سے راوی ہین پھر مین نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان
کی تو نعمان نے کہا مین نے سنا ابو سعید خدری کو وہ یون کہتے تھے جیسے تم دیکھتے ہو تارے کو
جو افق شرقی مین ہے یا غربی مین اَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حَازِمٍ وَاَخْرَجَاهُ
اَیْضًا فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ مَالِکٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت البتہ دیکھیں گے جنت مین اہل غرف کو جیسے
تم دیکھتے ہو کوکب دری غارب کو افق طالع کو بیچ تفاضل اہل درجات کے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ وہ تو نبی ہین تو آپنے فرمایا ہان قسم ہے اُس کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور قومین جو ایمان لائین
اللہ پر اور تصدیق کی رسولون کی رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ سُوَیْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ عَنْ فُلَیْحٍ بِهٖ وَقَالَ

حسن صحیح۔ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگوں نے سنا حضرت ابوہریرہ کو وہ کہتے تھے کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ جس وقت آپکو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوجاتے ہیں اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہیں پھر جس وقت ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں تو دنیا ہمکو پسند آتی ہے اور ہم سونگھتے ہیں عورتوں کو اور اولاد کو آپنے فرمایا اگر تم ہوتے ہر حال پر اوپر اس حال کے جسپر تم ہوتے ہو میرے پاس تو البتہ مصافحہ کرتے تم سے فرشتے اپنی ہتھیلیوں کے ساتھ اور البتہ زیارت کرتے تمہاری تمہارے گھروں میں اور اگر تم گناہ نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل ایک قوم کہ وہ گناہ کرتی تاکہ انکو بخشے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے جنت کا حال بیان فرمائیں کیا ہے اسکی بنا آپنے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور گارا اسکا مشک اذفر ہے اور کنکریاں اسکی موتی اور یاقوت اور مٹی اسکی زعفران جو شخص اسمیں داخل ہوگا تو نعمت میں رہے گا محتاج نہ ہوگا اور ہمیشہ جیئے گا اور مریگا نہیں پرانے نہ ہونگے انکے کپڑے اور فنا نہ ہوگی انکی جوانی تین آدمی ہیں کہ انکی دعا رد نہیں کی جاتی ہے امام عادل اور روزہ دار یہانتک کہ افطار کرے اور دعا مظلوم کی اٹھائی جاتی ہے اوپر بادلوں کے اور کھولے جاتے ہیں واسطے اسکے دروازے آسمانوں کے اور فرماتا ہے رب تبارک وتعالی قسم ہے مجھے اپنی عزت کی البتہ میں مدد کرونگا تیری اگرچہ بعد ایک وقت کے ہو ورواہ الترمذی وابن ماجہ بعضہ من حدیث سعد ابی مجاہد الطائی وکان ثقۃ عن ابی المدلۃ وکان ثقۃ

۲۰ قولہ تعالی تجری من تحتہا الانہار یعنی چلینگی نہریں درمیان غرفوں کے جس طرح چاہینگے اور جہاں چاہینگے وعد اللہ یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا ایک وعدہ ہے کہ اللہ نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اپنے مومن بندوں سے لا یخلف اللہ المیعاد بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے جنت کا ذکر کیا اور اسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اسکی طرف رغبت وشوق کا موجب ہوتا ہے تو اسکے بعد دنیا کا ذکر کیا اور اسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اس سے نفرت کرنیکا باعث ہوتا ہے یعنی اسکی سرعت زوال وقرب اضمحلال ہونیکے واسطے ایک مثیل ذکر کی مع اسکے کہ اللہ پاک کی قدرت باہرہ وحکمت ہر قسم کے انواع سے اسمیں ایک نوع کا ذکر ہے پس ارشاد فرمایا الم تر ان اللہ انزل

من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یہیج فترٰہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب ۝ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پس چلایا وہ پانی چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتی اسپر پھر آتی تیاری پر تو تو دیکھے اسکا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو چورا بیشک اسمیں نصیحت ہے عقلمندوں کو ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اصل پانی کی زمین میں آسمان سے ہے کما قال عزوجل وانزلنا من السماء ماء طہورا یعنی جب آسمان سے پانی اترتا تو اسکو زمین میں مستور کیا پھر اسکو گردش دیتا ہے زمین کے اجزا میں جس طرح چاہتا ہے حسب حاجت

بڑے چشمے کرکے اسکو نکالتا ہے یہی ہے یون فرمایا ہے فسلکہ ینابیع فی الارض یعنی پہر چلایا وہ پانی
زمین کے چشمون مین ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ نہین ہے زمین
مین کوئی پانی مگر وہ نازل ہوا ہے آسمان سے ولیکن رگین ہین زمین مین تو اسکو غائر و عمیق کردیتی ہین
پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا فسلکہ ینابیع فی الارض پس جب کسی کو یہ بات خوش کرے کہ کھاری میٹھا
ہوجائے تو چاہیے کہ اسکو چڑہا لے ایسے ہی طرح سعید بن جبیر و عامر شعبی نے کہا ہے کہ جو پانی زمین مین ہے
اسکی اصل آسمان سے ہے اور لفظ سعید بن جبیر کا یہ ہے کہ اصل اسکی ثلج سے ہے یعنی برف سے تو برف پہاڑون پر
جمع ہوجاتا ہے پہر اسکی زمین ٹہیرا رہی ہے اسکے نیچے سے چشمے پہوٹ نکلتے ہین قولہ تعالی ثم یخرج بہ زرعا
مختلفا الوانہ یعنی پہر نکالتا ہے اس پانی سے جو کہ آسمان سے اوترا ہے اور اس پانی سے ہوکر زمین سے
نکلا ہے کہیتی جسکی شکلین اور مزے اور بوئین و نفع مختلف ہین ثم یہیج فتراہ مصفرا یعنی پہر وہ کہیتی بعد
اپنی تر و تازگی و جوانی کے کہول ہوتی ہے تو تو دیکہے اسکا رنگ زرد کہ خشکی اس پر مختلط ہوتی ہے ثم یجعلہ حطاما
یعنی پہر وہ ہوجاتی ہے خشک ریزہ ریزہ ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب یعنی بیشک اسمین البتہ نصیحت ہے
واسطے ان لوگون کے جو نصیحت پذیر ہوتے ہین پس عبرت لیتے ہین اور سمجہتے ہین کہ دنیا بہی اسی طرح سبز و تر و
تازہ خوبصورت ہوتی ہے اور جوان تری حسین جمیل بڑا بوڑہا کرور ہوجاتا ہے اور بعد اس سب کے موت ہے
پس سعید وہ شخص ہے کہ اسکا حال بعد اسکے طرف خیر کے ہو اللہ تعالی نے اکثر حیات دنیا کی مثل بیان فرمایا کرتا
ہے ساتہ پانی کے جبکہ آسمان سے نازل کرتا ہے پہر اس سے کہیتیان اور میوے اوگاتا ہے پہر بعد اسکے وہ ریزہ
ریزہ ہوجاتی ہین کما قال ہہنا وقال واضرب لہم مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء
فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریاح وکان اللہ علی کل شیء مقتدرا الایۃ ابن کثیر

ف	بر ز سینے کہے کے گزری سالن در ین ینابیع چشمہ خورشید جہان افروزست		کہ زمین ست و خطہ و دست و صد و تو مند کہ بہے تانت بر آرا گرم ما دود شود	

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ سما سے مراد سحاب و مطر سے مراد قطر یعنی آب باران سلکہ کے معنی مین
اوندہ دیکنہ ینابیع سے مراد عیون و مسالک و مجاری ہے کا یعنی چشمے اصل اسکا ینبوع بروزن یفعول ہے جسکی جمع ہے
کی ماخوذ ہے نبع الماء ینبع سے اور ینبوع کہتے ہین پانی کے چشمہ کو اور وہ زمین کی وہ راہین جنسے پانی ابلتا
ہے یا خود آب جاری یعنی یہ معنی کہ اللہ تعالی نے ابر سے یا آسمان سے پانی برسا دیا پہر داخل کیا اور شامل کیا اسکو
زمین مین اور کردیا اسکو ان مین چشمے بہتے ہوئے یا کردیا اسکو ینابیع یعنی ان جگہون مین جنسے پانی
ابلتا ہے پس دوسرے معنی کی بنا پر ینابیع منصوب ہے بنزع خافض یعنی فی ینابیع اصل مین تہا پہر فی

کو ظاہر کر دیا تو منصوب ہو گیا یا کردیا اُسکو بہتا ہوا پانی زمین مین مقاتل نے کہا یعنی زمین مین پہر کر دیا اُسکو
کنوین اور چشمے زمین مین ثُمَّ يُخْرِجُ پہر بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ صیغہ مضارع کا واسطے حاضر کرنے صورت
اخراج کے ہے یعنی پہر نکالتا ہے سبب اس پانی کے زمین سو کہیتی جسکے رنگ مختلفہ ہوتے ہین کوئی
زرد کوئی سبز کوئی سپید کوئی سرخ یا طرح طرح الوان سو اصناف ہین یعنی کوئی گیہون ہے کوئی جو ہے کوئی چنا
ہے کوئی چاول ہے انکے سوا اور اقسام کے حبوب وغیرہ لفظ زرع کا شامل ہے ان سب اشیا کو جو اگائی جاتی
ہین یہانتک کہ تما ت یعنی گیلا چارا جانورونکا ہیج کہتے ہین خشک ہوجے سوکہنے کو جبکہ روئیدگی
کا سوکہنا پورا ہو جاوے اور اجزا اُسکے کی جگہ سے اُسکے منتشر ہونیکا وقت آپہونچے تو اُسوقت محاورہ
مین یون بولتے ہین کہ ہاج النبت یہیج ہیجا جوہری نے کہا ہاج النبت ہیاجا بولتے ہین جبکہ روئیدگی
خشک ہو جاوے اور حسن مین کی روئیدگی سوکہ گئی یا زرد پڑ گئی تو اُسکو ارض ہائجہ کہتے ہین اہاجت
الریح النبت یعنی ہوا نے روئیدگی کو سوکہا دیا تیجر کہتے ہین اصمعی نے کہا ہے کہ ہاجت الارض تہیج جو
ہین جبکہ اُسکی روئیدگی پشت پہیرے یعنی جاتی رہے کہا اور اسی طرح ہاج النبت ہی حطام کہتے ہین ش
شکستہ و شکستہ کو یعنی ریزہ ریزہ ہونے والی ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب لکڑی خشک ہوکے مارے ریزہ
ریزہ ہو جاوے تو کہتے ہین تحطم العود اور جب جانور بڑی عمر کا ہو جاوے تو اُسکو حطمہ بولتے ہین حطم متعدی
بحرکت ہوتا ہے پس کہتے ہین حطمہ حطما من باب ضرب یضرب حطم اور حطمہ بتشدید مبالغہ ہے جمہور نے
ثم یجعلہ کو برفع پڑہا ہے ماقبل پر معطوف کیا ہے اور ابو بشر نے نصب باضمار ان اسکی کوئی وجہ نہین ہے
معنی یہ ہین پہر وہ کہیتی سوکہ جاتی ہے تو تو دیکہے اُسکو بعد اُسکے سبزی و تروتازگی کے اور حسن و رونق
کے زرد کہ اُسکی سبزی جاتی رہی اور تازگی زائل ہو گئی پہر اُسکو کر دیتا ہے ریزہ ریزہ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ
لِأُولِي الْأَلْبَابِ یعنی یہ پانچ مثل جنکا ذکر ہوا بیشک نہین البتہ تذکیر ہے واسطے صحیح عقل والون کے کیونکہ یہی
لوگ اشیا کو اُنکی حقیقت پر سمجھتے ہین پہر فکر کرتے ہین اور عبرت لیتے ہین اور جانتے ہین کہ حال حیات دنیا
کا سرعت انقطاع اور قرب اتمام ہونے مین اور اُسکی بہجت و رونق و نضارت کے جانے مین مثل اس کہیتی
کے ہے پس جب تفکر و اعتبار اس بات کے جاننے کا اُنکو نتیجہ دیگا تو وہ اُس پر دہوکا نہ کہاوین گے اور نہ اُسکی
طرف مائل ہونگے اور نہ دار نعیم دائم و حیات مستمر و لذت خاصہ پر اُسکو اختیار کرینگے اور اس بات مین
اُنکو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ اللہ پاک بعث و حشر پر قادر ہے کیونکہ جو اسپر قادر ہوا وہ اُسپر بہی قادر ہے
کسی نے کہا یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک نے اُسکو بیان فرمایا ہے واسطے قرآن شریف کے اور واسطے صدور
من فی الارض کے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اوتارا قرآن پہر اُسکو داخل کیا مومنین کے دلون مین پہر نکالا اُسکو

اس سے ہین کہ جنکا بعض مفصل ہے بعض پر سورتین تو زیادہ کرتا ہے ایمان و یقین کو اور جسکے دلمین مرض ہے تو وہ
خشک ہوتا ہی جسطرح کھیتی خشک ہوتی ہے وہ یہ نہا التمیر شیہ بہ تنبیہ یعنی نسبت تفسیر کے اسکو زیادہ تر تعلق
ہو تنبیہ سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اسمین نصیحت ہی واسطے عقل والون کے تو شرح صدر کا ذکر کیا واسطے
اسلام کے اس لیے کہ کامل انتفاع اسی شرح صدر سے حاصل ہوتا ہے پس ارشاد فرمایا أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ
فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ
الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ
إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ بھلا جسکا سینہ
کھول دیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اجالے مین ہے اپنے رب کیطرف سے سو خرابی ہے انکو جنکے دل سخت ہین اللہ
کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہین بہکے صریح اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب کہ آپس مین ملتی دوہرائی ہوئی بال کھڑے
ہوتے ہین اس سے کھال پر ان لوگون کے کہ ڈرتے ہین اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہین انکی کھالین اور انکے دل اللہ
کی یاد پر یہی ہے راہ دینا اللہ کا اسطرح راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور جسکو راہ بھلا دے اللہ اسکو کوئی نہین سجھانیوالا
ف کتاب آپس مین ملتی یعنی خوبی مین کوئی آیت کم نہین دوہرائی ہوئی یعنی ایک بات کئی کئی طرح سے تقریر کیا توضیح
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ الآیۃ یعنی کیا بھلا وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کھولدیا واسطے
اسلام کے سو وہ ایک روشنی پر ہے اپنے رب کیطرف سے برابر ہوتا ہے یا اور وہ شخص جسکا سخت دل ہو حق کی
دور پڑا ہوا ہے ہرگز نہین کما قال تعالیٰ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ
كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ یعنی انکے
دل نرم نہین ہوتے وقت ذکر اللہ کے اور خشوع و عاجزی کرتے ہین نہ یاد رکھتے ہین نہ سمجھتے ہین صریح گمراہی مین ہین پھر کہا
قولہ تعالیٰ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ الآیۃ یہ مدح ہے طرف سے اللہ عز و جل کی اپنی کتاب قرآن عظیم کی جو کہ نازل
کی گئی ہے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاہد نے کہا یعنی سارا قرآن متشابہ مثانی ہے قتادہ نے
کہا آیت متشابہ ہوتی ہے آیت کو اور حرف متشابہ ہوتا ہے حرف کے ضحاک نے کہا مثانی یہ قول ہے یعنی ایک بات
بار بار کہی تاکہ اپنے رب کی بات کو سمجھ لین عکرمہ و حسن نے کہا کہ دوہرایا اللہ نے اسمین قضا کو حسن نے یہ
زیادہ کہا کہ سورت مین ایک آیت ہوتی ہے اور دوسری سورت مین ایک آیت ہوتی ہے جو اسکے مشابہ ہوتی ہے
عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مثانی سے مراد ہے ذکر حضرت موسیٰ و حضرت صالح اور انبیا علیہم السلام
کا کہ قرآن مین بہت جگہ دہرایا گیا ہے سعید بن جبیر کہتے ہین لفظ مثانی کی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے یہ
کہ بعض قرآن بعض کا مشابہ ہوتا ہے اور بعض کا تکرار کیا جاتا ہے بعض پر یعنی ایک آیت دوسری آیت پر محمول

ہوتی ہے بعض علما نے کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے بھی مروی ہے کہ معنی متشابہا مثانی کے یہ ہیں کہ آیات
قرآن شریف کی کبھی تو ہوتے ہیں ایک معنی میں سو یہ تو متشابہ سے ہیں اور کبھی ہوتے ہیں ساتھ ذکر کرنے قوم کے
اور اسکی ضد کے جیسے کہ مومنین کا پھر کافرین کا اور جیسے صفت جنت کی پھر نار کی وغیرہ کے متشابہ سے تو مثانی
سے ہے جیسے قولہ تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ وقولہ تعالی کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ الی ان قال
کَلَّا اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ وقال تعالی ھٰذَا ذِکْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ الی ان قال ھٰذَا وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ
اسکی مثال اور سیاقات سو یہ سب شان سے ہیں یعنی دو مضمون مثانی ہیں اور جب سارا سیاق ایک معنی میں ہو بعض بعض
کے مشابہ ہو سو یہ متشابہ ہے اور یہ متشابہ اس متشابہ سے نہیں ہے جو اس آیت میں مذکور ہے مِنْهُ اٰیٰتٌ
مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ قولہ تعالی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ الایہ یہ صفت ہے ابرار کی وقت
سننے کلام جبار مہیمن عزیز غفار کے بسبب اس وعد و وعید و تخویف و تہدید کے جسکو اس سے سمجھتے ہیں کہ
خوف و خشیت کے پھر نرم ہوتے ہیں انکے چمڑے اور دل اللہ کی یاد پر بسبب اس رحمت و لطف کے جسکی امید
اور رکھتے ہیں سو یہ لوگ بہت فرق کے مخالف ہیں کئی وجہ سے انکے غیر یعنی فجار سے ایک وجہ یہ ہے کہ انکا سننا
تو تلاوت آیات کا ہے اور انکا سننا کلمات ابیات کا ہے اصوات قینات سے دوسری یہ ہے کہ جب پڑھی جاتی ہیں ان پر رحمن
کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ادب و خشیت و رجا و محبت و فہم و علم سے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے
ہیں کما قال سبحانہ و تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ
اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ وقال تعالی وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا یعنی انکے سننے کے وقت انسے تشاغل و لاہی غافل نہیں ہوتے ہیں بلکہ انکی
طرف کان لگاتے اور انکے معانی کو سمجھتے بلکہ ہوتے ہیں اسیواسطے جو انکے ساتھ عمل کرتے ہیں اور انکے پہنچتے
وقت سجدہ کرتے ہیں سو بصیرت سے نہ جہل و نادانی سے اور اپنے غیر کی متابعت سے تیسری وجہ یہ ہے کہ وقت
سماع آیات کے ادب کا لزوم کیے ہوتے ہیں جیسے کہ صحابہ تھے کہ وقت سننے کلام اللہ تعالی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی تلاوت سے بال کھڑے ہو جاتے تھے انکے چمڑوں پر پھر نرم ہو جاتے تھے ساتھ انکے دلوں کے طرف انکے
وہ زبردستی چیختے چلاتے نہ تھے اور نہ تکلف کرتے تھے ساتھ اس شے کے جو انمیں نہ تھی بلکہ انکے پاس ثبات و
سکون و ادب و خشیت سے اسقدر تھا جیسا انکے ساتھ کوئی لاحق نہیں ہو سکتا ہے اسی لیے انکو یہ رتبہ عالی نصیب
ہوا کہ رب عالی نے دنیا و آخرت میں انکی مدح فرمائی عبدالرزاق نے کہا ہمکو حدیث کی معمر نے کہا قتادہ رحمہ اللہ
نے آیت پڑھی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ الآیۃ کہا یہ نعت ہے یعنی صفت ہے اولیاء اللہ کی اللہ عزوجل نے انکی یہ صفت کی ہے

کہ بال کھڑے ہو جاتے ہین انکی کہالون پر اور دل ہین انکی کہالین اور جبین پڑتے ہین انکے دل طرف ذکر
اللہ کے انکی یہ صفت نہین ہے کہ انکی عقلین جاتی رہتی ہین اور انپر غشی طاری ہوتی ہے یہ جو ہے سو اہل بدع
سے ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے سُدی نے کہا ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ ای الی وعد اللہ ذلکم
ذلک ہدی اللہ الآیہ یعنی یہ صفت اس شخص کی جسکو اللہ نے ہدایت کی اور جو شخص اسکے برخلاف ہو تو وہ
انہین سے ہے جنکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ف فتح البیان کا بیان شارح صدر
یہ ہے کیا پھر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع وفراخ کر دیا ہے واسطے قبول حق کے اور اسکو کہولدیا ہے واسطے
راہ پانیکے طرف راہ خیر کے سُدی نے کہا وسیع کر دیا اسکے سینے کو واسطے اسلام کے واسطے خوش ہونیکے
ساتھ اسلام کے اور واسطے چین پکڑنے کے طرف اسکے شرح صدر للاسلام عبارت ہے کمال کرنے تیاری
واسطے اسلام کے اسلیے کہ سینہ جگہ ہے قلب کی جو کہ قلب جو کہ منبع ہے روح کا کون روح جس کو تعلق ہوتا
ہے نفس جسکو قابل ہے واسطے اسلام کے پس کھلنا سینے کا ستدعی ہے دل کے کھلنے کا ہمزہ وفا مین کلام
دلیل ہے جیسا کہ اِن حق مین گزر چکا ہے کلمہ من مع اپنے ما تحت کے مبتدا ہے خبر اسکی محذوف ہے تقدیر یہ ہے
کمن قسی قلبہ وطبع اللہ علیہ وحرج صدرہ فلم یتہد اس خبر محذوف پر یہ قول دال ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم یعنی یہ
رین کیا پھر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع کر دیا ہے واسطے اسلام کے سو اسنے اسکو قبول کر لیا اور اسکی
حال جلالین و بسبب اسکے وسیع کرنے کے بیان و بصیرت ویقین و ہدایت پر ہے طرف سے اپنے رب کے وہ
اُسپر اسکا اضافہ کیا ہے مثل اس شخص کے ہے جسکا دل سخت پڑگیا اور اللہ نے اسپر مہر لگادی اور اسکا
سینہ تنگ ہو گیا بسبب اسکی سوء اختیار کے سو وہ گمراہی کا نہ سیرین مین اور جہالت کی ظلمت مین ہو گیا
قتادہ نے کہا نور اللہ کی کتاب ہے اسی کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کی طرف انتہا کیا جاتا ہے زجاج
نے کہا تقدیر آیت کی یہ ہے افمن شرح اللہ صدرہ کمن طبع علی قلبہ فلم یہتد لقسوتہ یعنی کیا پھر وہ شخص جسکا
سینہ اللہ نے کہولدیا مثل اس شخص کے ہے جسکے دل پر مہر کی گئی سو اسنے راہ نہ پائی بسبب اسکی سختی کے حضرت
ابن عباس نے فرمایا من شرح اللہ صدرہ للاسلام حضرت ابو بکر صدیق ہین ابن مردویہ نے حضرت ابن
مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ہمنے عرض کیا یا نبی اللہ کیونکر ہے
کہلنا اسکے سینے کا آپنے فرمایا کہ جب داخل ہوتا ہے نور دل مین تو وہ کہل گیا اور فراخ ہو گیا ہمنے عرض کیا پھر
اسکی علامت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والتاہب للموت
قبل نزول الموت یعنی رجوع ہونا طرف گہر ہمیشگی کے اور جدا ہونا دہوکے گہر سے دنیا ہو اور واسطے موت کے
قبل نزول موت کے واخرج ابن مردویہ عن محمد بن کعب القرظی نحوہ مرسلا حکیم ترمذی نے نوادر

مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ ای المؤمنین اکیس یعنی کون مؤمن
مؤمنون کا زیادہ تر دانشمند ہے آپ نے فرمایا اکثرہم اکو للموت ذکرا یعنی جو لوگ موت کو زیادہ یاد کرتے ہین اور خوب تر انکا واسطے انکے
اندر سے تیاری کرنے کا جسوقت داخل ہو نور دل مین تو وہ فراخ و وسیع ہو گیا پس صحابہؓ نے عرض کیا
یا نبی اللہ اسکی کیا نشانی ہے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل نزول
الموت واخرجہ عبد الرزاق عن جعفر عن عبد اللہ بن المسور عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد قولہ فمن شرح
اللہ صدرہ للاسلام قولہ تعالی فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ فرماوے زجاج نے کہا معنی اسکا القول
اشتد من طعام اکلتہ من طعام اکلتہ یعنی یہ ہین کہ انکے دل غلیظ و جافی و سخت ہو گئے ہین قبول سے ذکر کے
قسوۃ وہ جمود و صلابت ہے جو دل مین حاصل ہوتی ہے کہا عرب مین بولتے ہین قسی القلب جبکہ دل سخت ہو جاے
قلب قاسی یعنی سخت دل جو کہ نرم نہین ہوتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین ان اجل ذکرہ الذی من حقہ ان یشرح لہ
الصدور و تطمئن بہ القلوب یعنی انکے دل سخت ہین بسبب ذکر اللہ کے جسکے حق سے یہ بات ہے کہ اسکے واسطے سینے
کھل جائین اور اس سے دل چین پکڑین معنی یہ ہین کہ جسوقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو منقبض ہو جاتے
ہین والا ول دلی جسم شخص نے عن ذکر اللہ پڑھا ہے یہ قرات اسکی تائید کرتی ہے یعنی جسوقت انکے نزدیک
اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے یا اسکی آیتین پڑہی جاتی ہین تو انکے دلون کی سختی اور بڑہتی ہے کقولہ تعالی فزادتہم
رجسا الی رجسہم یعنی کہا نفس جب خبیثہ ہوا ہو کدورت اسمین قبول حق سے دور ہوتا ہے تو اسکا سننا ذکر اللہ
کو سوا سختی و کدورت کے اور کچھ اسکو زیادہ نہین کرتا ہے جیسے سورج کی گرمی کہ موم کو تو نرم کرتی ہے اور نمک کو
بستہ کرتی ہے سو اسی طرح قرآن شریف وقت انکے سننے کے مؤمنین کے دلون کو تو نرم کرتا ہے اور کافرون کو
سوائے قسوت و سختی کے اور کچھ نہین بڑھاتا مالک بن دینار رح فرماتے ہین نہین مارا گیا کوئی بندہ ساتھ
کسی عقوبت کے کہ وہ بڑی ہو دل کی سختی سے اور نہین خفا ہوا اللہ کسی قوم پر مگر کھینچ لی انسے رحمت حضرت
ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت کثرت کرو کلام کی بغیر ذکر
اللہ کے پس تحقیق کثرت کلام کی بغیر ذکر اللہ کے سختی ہے واسطے دل کے اور تحقیق دور تر لوگون کا اللہ سے
قلب قاسی ہے یعنی دل سخت و درشت اخرجہ الترمذی وابن مردویہ وابن شاہین فی الترغیب فی
الذکر والبیہقی فی الشعب قولہ تعالی اولئک فی ضلال مبین یعنی یہ لوگ جنکے دل سخت ہین ظاہر
و واضح گمراہی مین ہین پھر اللہ پاک نے اپنی کتاب عزیز کے بعض اوصاف ذکر فرمائے اللہ نزل احسن
الحدیث یعنی اللہ نے تارل کی بہترین حدیث سو قرآن شریف ہے جسمین کہ باقی احادیث سے کفایت ہے
قرآن شریف کا نام حدیث اس لیے رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کو انکے ساتھ حدیث کیا کرتے

ع

تھے اور انکو خبریں تھیں اُس شے کی جو انمین سے اُنپر نازل ہونی تھی انمین بیان ہے اسکا کہ احسن قول جسکا
سابق مین ذکر ہوا ہے وہ قرآن شریف ہی اسم مبارک اللہ کو مبتدا ٹھیرایا اور نزول اُسکی خبر قرار دی ہو
اسمین تفخیم شان ہے احسن الحدیث کی یعنی اللہ پاک جو کہ متجمع جمیع صفات کمال ہے اُسنے اس احسن حدیث
کو نازل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ احسن الحدیث بڑی معظم و مکرم شے ہے قرآن شریف کو جو موصوف
باحسن حدیث فرمایا سو واسطے دو وجہ کے ہے ایک تو لفظ کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن فصیح و جزل
و بلیغ کلام ہے نہ وہ شعر کی جنس سے نہیں ہے اور نہ جنس خُطب و رسائل سے ہو بلکہ وہ ایک ایسی نوع ہے
کہ اپنے اسلوب و طرز مین سب کی مخالف ہے دوسرے معنی کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب
مبارک ہے کہ تناقض و اختلاف سے منزہ و مبرا ہے اور مشتمل ہے اخبار ماضیہ قصص اولین و اخبار غیوب کثیرہ
و وعد و وعید وجنت و نار وغیرہ پر کِتَابًا بدل ہے احسن الحدیث سے یا حال ہے اُس سے مُتَشَابِهًا صفت ہے
کتابا کی یعنی اللہ نے نازل کی خوب تر مین حدیث وہ کون ہے ایک کتاب ہے ایسی کتاب جسکا بعض
مشابہ ہے بعض کے حسن و احکام و صحت معانی و قوت مبانی مین اور اُسکے پہونچنے مین طرف اعلیٰ درجات
بلاغت کے اور دلالت کرنے مین منافع عامہ پر قتادہ نے کہا کہ مشابہ ہے بعض اُسکا بعض کو آیتون مین
اور حرفون مین کسی نے کہا کہ مشابہ ہے اللہ کی کتابون کو جو کہ انبیاء علیہم السلام پر نازل کی گئی ہیں مثانی دوسری
صفت ہے کتابا کی جمع ہے مُثنّٰی بضم میم و فتح ثاء مثلثہ و نون مشددہ کی یا مَثنیٰ بفتح میم و تخفیف نون کے
برخلاف قیاس کیونکہ قیاس مثنیات ہی یا مأخوذ ہے تثنیہ بمعنی تکریر سے یعنی ایسی کتاب کہ دوہرائے جاتے
ہین اسمین قصص اور مکرر ذکر کیے جاتے ہیں اسمین مواعظ و احکام کسی نے کہا کہ قرآن دوہرایا جاتا ہے تلاوت مین
پس اُسکا سامع ملول نہین ہوتا ہے اور نہ قاری اُسکے پڑھنے سے اُکتاتا ہے جمہور نے مثانی بفتح یاے
تحتیہ پڑھا ہے اور ہشام نے ابن عامر سے اور بشیر نے بسکون یا واسطے تخفیف کے اور واسطے ثقیل جاننے
اُسکی حرکت کے یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتداء محذوف کی ای ھو مثانی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قرآن سارا
مثانی ہے ایک قول اُنکا اول گذر چکا ہے تیسرا لفظ اُنکا یہ ہے کہ کتاب اللہ مثانی ہے ثُنّی فیہ الامر مرارا
یعنی دوہرایا گیا اسمین امر بار بار امام رازی نے مثانی کے معنی بیان کرنے مین فرمایا ہے کہ اکثر چیزین جو
قرآن مین مذکور ہین انکے جوڑے جوڑے ہیں جیسے امر و نہی عام و خاص مجمل و مفصل احوال سموات و ارض
جنت و نار نور و ظلمت لوح و قلم ملائکہ و شیاطین عرش و کرسی وعد و وعید رجا و خوف مقصود اس سے بیان
ہے اس بات کا کہ ہر شے سواے حق کے زوج ہے اور فرد احد حق اللہ ہی ہے اس کلام مین جو کلفہ
تہ مقصود نزول سے ہے وہ مخفی نہیں ہے اب کتاب سے یا بات کہ کتابا تو واحد ہے اُسکی صفت مثانی جمع

کیونکر آدمی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ کتاب ایک جملہ ذات تفاصیل ہے اور تفاصیل شے کے بھی جملہ شئ ہو کر یہ کہیا
تم نہین دیکھتے ہو کہ کہتے ہو قرآن ابواب و فصول ہے سور و آیات ہے بس اسی طرح کہتے ہو کہ احکام و قصص و
مواعظ مکررات ہے نظیر اسکی تمہارا یہ قول ہے کہ انسان عروق و عظام و اعصاب ہے یا یون کہو کہ منصوب ہے
بنا بر تمیز متشابہا سے جسطرح کہتے ہو کہ رایت رجلا حسنا شمائل ای متشابہۃ مثانی یعنی ایسی کتاب کہ اسکے ثنی
متشابہ ہین مطلب یہ ہے کہ جو چیزین بار بار قرآن مین مذکور ہین وہ باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہین شان نزول
اللہ نزل الآیہ کا یہ ہے کہ ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ کاش آپ ہم سے حدیث بیان فرماتے اسپر اللہ تعالی نے آیت نازل فرمائی ابن مسعود سے کہا مروی ہے
کہ ان الصحابۃ ملوا ملۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدثنا حدیثا حسنا فنزلت والمعنی ان فیہ مندوحۃ
عن سائر الاحادیث انتہی جملہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ یہ صفت ہے کتاب کی یا اس سے حال ہے اگرچہ ذوالحال
نکرہ ہے لیکن صفت سے اسکو تخصیص حاصل ہو گئی ہے یا استئناف ہے مقصود اس سے بیان کرنا اس اثر کا ہے
جو اسکے سامعین کو وقت اسکے سننے کے حاصل ہوتا ہے اقشعرار کہتے ہین تقبض کو یعنی سکڑنے کو جبکہ کسی کا
چمڑہ خوف کے مارے سکڑ جائے اور جمع ہو جائے اور اسکے بال کھڑے ہو جائین تو اسوقت عرب کہتے ہین یون بولتے
ہین کہ اقشعر جلدہ یعنی اسکی کھال سکڑ گئی اسی معنی سے اقشعر بنا ہے معنی یہ ہین ایسی کتاب ہے کہ مضطرب ہوتی ہین
حرکت کرتی ہین سکڑتی ہین اسکے سننے سے کھالین ان لوگون کی جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہین اور پکڑ لیتی ہے
انکو کپکپی زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جب ذکر کی جاتی ہین آیتین عذاب کی تو بال کھڑے ہو جاتے ہین اوپر
کھال پر ان لوگون کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہین پھر نرم ہوتی ہین کھالین انکی اور دل انکے جبکہ ذکر کی جاتی
ہین آیتین رحمت کی قشعریرہ ایک تغیر ہے کہ پیدا ہو جاتا ہے انسان کی کھال مین وقت وعید و خوف و خشیت
کے واحدی نے کہا یہ قول ہے سارے مفسرین کا کسی نے کہا کہ جلود سے مراد قلوب ہین لیکن قول اول اولی ہے
اسواسطے کہ قلوب کا ذکر تو ما بعد مین موجود ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جبکہ قرآن غایت جزالت و بلاغت مین
ہے پس جس وقت اپنا عجز اسکے معارضہ و مقابلہ سے دیکھتے تو واسطے اسکے اعظام کے اور واسطے تعجب کے
اسکے حسن و بلاغت سے انکے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے تلین کو متعدی بالی کیا ہے اس لیے کہ تضمین ایک
فعل کو ہو کہ متعدی بالی ہوتا ہے گویا یون کہا گیا کہ تسکن وتطمئن الی ذکر اللہ لینۃ غیر منقبضۃ یعنی پھر ساکن ہو جاتے
ہین چین پکڑتے ہین طرف ذکر اللہ کے نرم ہو کر اور مفعول ذکر اللہ کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے الی ذکر اللہ
رحمتہ وثوابہ وجنتہ بسبب اسکے معلوم ہونے کے حذف کیا گیا حضرت عبد اللہ بن الزبیر سے مروی ہے
کہا مین نے اپنی مان اسماء سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح کرتے تھے جبکہ قرآن پڑھتے

تو کہا کہ وہ ویسے تھے جیسے کہ اللہ نے انکی صفت کی ہے انکی آنکھین بہتی تھین اور بال انکے چمڑون پر
کھڑے ہوتے تھے مین نے کہا کہ کچھ لوگ یہان ہین جب وقت وہ اسکو سنتے ہین تو پکڑ لیتی غشی کو انپر غشی
یعنی بیہوش ہو جاتے ہین کہا کہ پناہ مانگی اللہ سے فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم حضرت ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ اہل عراق مین کا ایک
شخص پر بعضون نے گذر کیا وہ گرا پڑا تھا تو فرمایا اسکا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ اسپر جس وقت قرآن پڑھا جاتا
ہے یا وہ ذکر اللہ سنتا ہے تو گر پڑتا ہے پس حضرت ابن عمر نے فرمایا بیشک ہم البتہ ڈرتے ہین اللہ سے اور گر
نہین پڑتے یہ بھی انسے مروی ہے کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے جوف مین ایک انکے اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا یہ کام نہ تھا حضرت ابن سیرین رضہ کے پاس ان لوگون کا ذکر کیا گیا جو کہ بیہوش ہو جاتے
ہین جبکہ انپر قرآن پڑھا جاتا ہے تو فرمایا درمیان ہمارے اور انکے یہ شرط ہے کہ بیٹھے ایک انمین کا کسی چھت پر
اپنے دونون پاؤن پھیلائے ہوے پھر اول سے آخر تک اسپر قرآن پڑھا جاوے پس اگر وہ اپنی جان پھینکدے
تو وہ سچا ہے نکتہ اول تو تنہا ذکر جلود کا کیا پھر دوبارہ اسکے ساتھ قلوب کو قرین کیا اس لیے کہ محل خشیت کا
دل ہے تو اسکا ذکر متضمن ہو گیا ذکر قلوب کو کسی نے کہا کہ مکاشفہ مقام رجا مین کامل تر ہوتا ہے اس کے
مقام خوف مین ہونے سے کہ خیر مطلوب بالذات ہے اور خوف مطلوب نہین ہے اور جس وقت خوف حاصل ہو
تو اس سے چمڑے پر بال کھڑے ہو گئے اور جب رجا حاصل ہو گئی تو قلب اسکی طرف جھین کر نرم اور چمڑا نرم پڑ گیا
بعض عارفین نے فرمایا ہے اذا نظروا الی عالم الجلال طاشوا واذا لاح لہم الجمال عاشوا قولہ تعالی ذلک
ھُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ یعنی یہ کتاب جو موصوف بصفات مذکورہ ہے ہدایت ہے اللہ کی ہدایت
کرتا ہے اسکے ساتھ جسکا ہدایت کرنا چاہتا ہے اپنے بندون مین کسی نے کہا کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف
خشیت عذاب اللہ و رجاء ثواب اللہ کے جو اللہ نے ان لوگون کو بخشے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ
یعنی وہ شخص جسکے دل کو اللہ تاریک و سخت جو قابل کسب واسطے حق کے نہین ہے واسطے اسکے کوئی
ہادی کہ ہدایت کرے اسکو طرف حق کے اور چھڑا دے اسکو گمراہی سے جسکو وہ ہے بن عباس رضہ سے باسناد ابن کثیر
و ابن حصین نے بیان کیا پس جب اللہ پاک نے سخت دل والون پر ایک عذاب لگا دیا دنیا مین یعنی گمراہی کا تو انپر ایک
اور حکم لگایا آخرت مین یعنی عذاب کا پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ بھلا
ایک وہ جو روکتا ہے اپنے منہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافون کو چکھو جو تم کماتے تھے
جھٹلا چکے ہین انسے اگلے پھر پہونچا انپر عذاب جہان سے خبر نہ رکھتے تھے پھر چکھائی انکو اللہ نے رسوائی

ربع

دنیا کی جیسا مدعذاب آخرت کا تو اور بڑا ہے اگر یہ سمجھ سکتے تھے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کیا پھر وہ شخص جو روکتا ہے اپنے مونہہ پر برا عذاب اور توبیخ کیا جاتا ہے یہان پر اور اسکی مثل انکے
ظالمون سے یون کہا جائیگا کہ چکھو جو تم کماتے تھے مثل اس شخص کے ہے جو کہ آئیگا قیامت کے دن بے خوف
ہو کر کما قال عز وجل اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وقال
تعالیٰ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ وقال تبارک وتعالیٰ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ
خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اس آیت میں مع اقسمین کیساتھ دوسری قسم کو اکتفا کیا ہے مثل اس شعر کو

فما ادری اذا یممت ارضا | ارید الخیر ایہما یلینی

یعنی نہ جانتا اوالیہ قولہ تعالیٰ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیۃ کا مطلب ہے کہ گذشتہ زمین جو رسولوں کی جھٹلانیوالی تھیں
اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر ڈالا بسبب انکے گناہون کے اور نہ تھا واسطے انکے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانیوالا قولہ
تعالیٰ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا یعنے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو چکھائی رسوائی زندگی دنیا مین بسبب
اس عذاب و نکال کے جو انپر نازل کیا اور مومنین کی انسے تشفی کردی پس چاہیے کہ مخاطب لوگ اس سے ڈرتے
رہین کیونکہ انہون نے تو اشرف رسل و خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے اور وہ سخت عذاب جو
اللہ عز وجل نے انکے واسطے آخرت مین تیار کیا ہے وہ زیادہ تر بڑا ہے اس عذاب سے جو دنیا مین انکو ہوا
اسی لیے یون فرمایا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ استفہام انکاری
ہے بیان اسکا اور اس حرف فا کا اول گزر چکا ہے کلمہ من مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے اسلیے کہ مقام
سے معلوم ہوتی ہے معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جسکا یہ حال ہے کہ بچاتا ہے اپنے نفس کو ساتھ مونہہ اپنے
کے کون مونہہ جو کہ اسکا اشرف اعضا ہے بہت عذاب سے قیامت کے دن کیونکہ اسکے ہاتھ تو گردن کیطرف بندھے
ہوئے ہونگے مثل اس شخص کے ہے جو کہ بیخوف ہو ان باتون مین سے کوئی بات اسکو پیش نہین آتی ہے
اور نہ اسکو بچانے کی حاجت ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جو بچاتا ہے اپنے مونہہ سے بُری عذاب کو
مثل اس شخص کے ہے جو داخل ہوتا ہے جنت مین عطا ابن یزید نے کہا کہ وہ پھینکا جائیگا مشکین بندھا ہوا آگ
مین پس اول شے جسکو آگ چھوئے گی اسکے بدن مین سے اسکا مونہہ ہے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ
لیجایا جائیگا طرف آگ کے مشکین بندھا ہوا پھر اسکو اسمین پھینکینگے پس اول اس شے کا جسکو آگ چھوئیگی اسکا
مونہہ ہے مجاہد نے کہا کہ کھینچا جائیگا اسکے مونہہ کے بل آگ مین اخفش نے کہا معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جو
بچائیگا اپنے مونہہ سے برے عذاب کو افضل ہے یا وہ شخص جو سعید و نیکبخت ہوا پھر اللہ پاک نے اسی بات
کی خبر دی جسکو دوزخ کے داروغہ کفار سے کہین گے وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ الآیہ یہ جملہ معطوف ہے یتقی پر اور

ویقال تم ماضی کا صیغہ اسلیے ہے کہ تحقیق پر دلالت کرے ہم ظاہر بجائے ضمیر اسواسطے رکھا کہ منظور
تسجیل ظلم کی بہ جا پر اور شہادت ہے اس بات کا کہ ذوقوا کے امر کی علت یہی ظلم ہے عطائے کہا ذوقوا ما کنتم
تکسبون کے یہ معنی ہیں کہ چکھو تم بدلا اس چیز کا جسکو تم کماتے تھے اسکی مثل یہ آیت ہے ھذا ما کنزتم
لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ذوق کے معنی کئی جگہ گذر چکے ہیں پھر اللہ پاک نے انکے ہم
عملوں کی خبر دی فرمایا کذب الذین من قبلہم الآیۃ یعنی جھٹلایا ان کافروں نے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ہمعصر کفار سے پہلے تھے اپنے رسولوں کو پھر آیا انکو عذاب اس جہت سے جس سے عذاب کے آنے کا خیال
نہیں کرتے تھے یعنی اس وقت آیا کہ وہ بے خوف اور غافل تھے انکی عقوبت سے اور سبب انکی تکذیب کے پھر اللہ
نے انکو چکھائی ذلت وخواری زندگی دنیا میں مثل مسخ وخسف وقتل وقید وجلاوطن وغیرہ کے ولعذاب
عذاب آخرت کا بہت بڑا ہے اس لیے کہ وہ غایت شدت میں ہے مع اسکے دوام کے اگر وہ ہوتے ان لوگوں میں
سے جو کہ اشیا کو جانتے ہیں اور انمیں فکر وغور کرتے ہیں اور اپنے علم کے مقتضا پر عمل کرتے ہیں تو البتہ وہ
ایمان لاتے یا تکذیب کرتے مبرد نے کہا یقال لکل ما نال الجارحۃ من شئ قد ذاقتہ ای وصل الیہا کما
تصل الحلاوۃ والمرارۃ الی الذائق لہما کما زمخشری کہتے ہیں کہ وہ کہ ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن
من کل مثل لعلہم یتذکرون ۝ قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون ۝ ضرب اللہ
مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ھل یستویان مثلا الحمد للہ
بل اکثرہم لا یعلمون ۝ انک میت وانہم میتون ۝ ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم
تختصمون ۝ اور ہمنے بیان کی لوگوں کو اس قرآن میں سب چیز کی کہاوت کہ شاید وہ سوچیں قرآن ہے
عربی زبان کا جسمیں کجی نہیں کہ شاید وہ بچ چلیں اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک مرد ہے کہ اسمیں کئی شریک
ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کوئی برابر ہوتی ہے انکی کہاوت سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت
لوگ سمجھ نہیں سکتے بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں پھر مقرر تم دن قیامت کے اپنے رب کے آگے جھگڑو گے ف
ایک غلام جو کئی شخص کا ہو کوئی اسکو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اسکو اپنا سمجھ اور پوری خبر لے
مثال ہے اسکی جو ایک کے بندے ہیں اور جو کئی رب کے بندے ہیں ف یعنی جھگڑا جو کسی نے حکم نہیں سمجھا یا پہنچنے کی گواہی دی اور
اسلام میں کی اور حجۃ ہار کر گواہی ثابت ہوگا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد ضربنا للناس فی ھذا
القرآن یعنی البتہ مقرر بیان کیے ہمنے واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ساتھ بیان کرنے مثلوں کے شاید وہ سمجھیں من کل
[illegible] یعنی ہر طرح کی مثل سے تو قریب کر ہی ہم کو تعالی [illegible] یعنی بیان کی [illegible] کی جانب کہ ہم
[illegible] تلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون [illegible] قرآنا عربیا غیر ذی عوج

یعنی یہ ایک قرآن ہے کہ عربی زبان میں ہے جسمیں کسی طرح کی کجی و انحراف نہیں ہے اور نہ کسی طرح کا
التباس بلکہ وہ ایک سا بیان و وضوح و برہان ہے اللہ پاک نے اسکو ایسا بنایا اور نازل فرمایا ہے تاکہ
شاید وہ بچکر چلیں اس وعید سے جو اس میں ہے اور جو وعدہ اس میں ہے اس پر عمل کریں پھر اللہ پاک نے فرمایا
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا یعنی اللہ نے بیان کی ایک مثل ایک غلام مشترک ہے کئی شریکوں میں وہ آپس میں جھگڑتے
ہیں اور ایک غلام سالم واسطے ایک شخص کے ہے جسکے سوا کوئی اسکا مالک نہیں ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں
اور مثل میں یعنی بلحاظ صفت کے برابر نہیں ہے اسی طرح وہ مشرک ہے جو چاہتا ہے معبودوں کو اللہ پاک کے ساتھ اور
مومن مخلص جو کہ نہیں چاہتا ہے مگر اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پس یہ کہاں اور وہ کہاں حضرت ابن عباس رض و
مجاہد وغیرہ سے منقول ہے کہ یہ آیت مثل بیان کی گئی ہے واسطے مشرک و مخلص کے چونکہ یہ مثل نہایت ظاہر
و ابین و جلی و واضح تھی اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنے سب تعریف اللہ کو ہے اسپر کہ حجت انپر قائم
ہو گئی بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی بلکہ اکثر انکے جانتے نہیں ہیں پس اسی لیے اللہ کے ساتھ شرک کرتے
ہیں قولہ تعالے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جنکے ساتھ حضرت
ابوبکر صدیق رض نے وقت وفات شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استشہاد کیا یہاں تک کہ لوگوں نے
آپکی وفات مبارک کا یقین کیا مع اس آیت کے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِي
اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ معنے آیت کریمہ یہ ہیں کہ تم عنقریب منتقل ہو گے اس دار فانی سے اور جمع ہو گے
آخرت میں نزدیک خالق انس و جان کے اور جس توحید و شرک میں تم دنیا میں آپس میں جھگڑو گے روبرو
اللہ عزوجل کے پس وہ تمہارے درمیان چکوتی کریگا اور حق کو کھولدیگا وہ خوب فیصلہ کرنے والا جاننے والا
ہے پس مومنین مخلصین موحدین کو تو نجات دیگا اور کافرین جاحدین مشرکین کو عذاب کریگا پھر یہ آیت
اگرچہ سیاق میں آیت کا حق میں مومنوں کافروں کے ہے اور ذکر انکی خصومت باہمی کا دار آخرت میں
لیکن یہ شامل ہے واسطے ہر دو جھگڑنے والوں کے دنیا میں کیونکہ دار آخرت میں انپر خصومت کا اعادہ
کیا جائیگا ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زبیر رض سے روایت کیا ہے کہ جبکہ یہ آیت ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ
نازل ہوئی تو حضرت زبیر رض نے کہا کیا مکرر کیجاویگی ہم پر خصومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہاں حضرت زبیر نے کہا تحقیق امر البتہ سخت ہے اسی طرح امام احمد نے سفیان رض سے اسکو روایت کیا
ہے اسکے نزدیک اسناد بایں مضمون ہے کہ جب نازل ہوئی آیت ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ تو حضرت زبیر
نے کہا اے رسول اللہ کونسی نعمت ہے کہ ہم سے اسکا سوال ہوگا حالانکہ ہماری نعمت تو یہی دو چیزیں ہیں یعنے

پھر اس میں آپ نے فرمایا خبردار بیشک یہ عنقریب ہوگا اس زیادت کو ترمذی و ابن ماجہ نے حدیث
سفیان سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا حسن ہے نیز امام احمد نے عن عبد اللہ بن الزبیر عن
ابیہ روایت کیا ہو کہا جبکہ یہ آیت ثم انکم میت الآیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو زبیر
نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا تکرار کیا جائیگی ہمپر وہ شے جو درمیان ہمارے تھی دنیا میں مع خواص
گناہوں کے تو آپنے فرمایا ہاں البتہ مکرر کیا جائیگی تم پر یہانتک کہ ادا کیا جائیگا طرف ہر صاحب حق کے حق
اسکا زبیر نے عرض کیا واللہ بیشک امر البتہ سخت ہو رواہ الترمذی من حدیث محمد بن عمرو
بہ وقال حسن صحیح امام احمد نے عقبہ بن عامر رض سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اول دو خصم قیامت کے دن دو پڑوسی ہیں تفرد بہ احمد نیز امام احمد نے حضرت
ابو سعید خدری رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قسم ہے اس
کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ جھگڑینگے حتی کہ دو بکریاں ہیں کہ ایک نے دوسری کو سینگ مارا
تفرد بہ احمد ثم مسند میں حضرت ابو ذر رض سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا
دو بکریوں کو کہ ایکدوسری کو سینگ مارتی ہیں پس آپنے فرمایا کیا تو جانتا ہے کس شے میں ایک دوسری کو
سینگ مارتی ہیں اے ابوذر میں نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا لیکن اللہ تعالی جانتا ہے اور عنقریب فیصلہ
کریگا درمیان انکے حافظ ابو بکر بزار نے حضرت انس رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لایا جائیگا امام جابر خائن قیامت کے دن پس اس سے رعیت جھگڑیگی پھر وہ اسپر فتح
دیے جائینگے تو اس سے کہا جائیگا کہ بند کر ایک رکن یعنی جانب کو ارکان جہنم سے پھر کہا ہے کہ اغلب
بن میمون راوی حافظ نہیں ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رض سے ثم انکم یوم القیامۃ الآیۃ کی
تفسیر میں یہ ہے کہ جھگڑیگا صادق کاذب سے اور ظالم مظلوم سے اور ہدایتی ضال سے اور ضعیف متکبر سے
ابن مندہ کا لفظ حضرت ابن عباس رض سے کتاب الروح میں یہ ہے کہ جھگڑینگے لوگ قیامت کے
دن یہانتک کہ جھگڑیگی روح ساتھ جسم کے پس روح جسم سے کہے گی کہ تو نے کیا اور جسم روح سے کہے گا
تو نے حکم کیا اور تو نے زینت دی پھر اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجے گا کہ درمیان انکے فیصلہ کرے تو
اس سے کہیگا کہ بیشک تمہاری مثل مانند ایک آدمی اپاہج آنکھوں والے کے ہے اور اندھے یعنی ضعیف البصر
کے دونوں ایک باغ میں داخل ہوئے پس اپاہج نے اندھے سے کہا کہ میں یہاں میوے دیکھتا ہوں
لیکن میں ان تک پہنچ نہیں سکتا تو اندھے نے اس سے کہا کہ تو مجھپر سوار ہو جا پھر تو لے لے پس وہ
اپاہج اسپر سوار ہو گیا پھر دونوں نے میوے لیے پس ان میں کون ظالم ہے تو روح و جسم کہیں گے کہ دونوں

مین فرشتہ اُنسے کہیگا کہ ہٹو تمہین نے اپنی جانون پر ظلم کیا یعنی جسم روح کیواسطے مثل سواری کے ہے اور روح
اُسپر سوار ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہی کہا نازل ہوئی یہ آیت اور ہم نہین جانتے
تھی کہ کس شے مین اُتری ثم انکم یوم القیامۃ الآیہ ہمنے کہا کہ ہم کس سے جھگڑینگے درمیان ہمارے اور اہل کتاب کے
کوئی خصومت نہین ہے پہر کس سے ہم جھگڑینگے یہانتک کہ فتنہ واقع ہوا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا یہ وہ شے ہے کہ
جسکا ہمارے رب عزوجل نے ہمسے وعدہ کیا ہی کہ ہم اُسمین جھگڑینگے ذکرہ النسائی عن محمد بن عامر
عن منصور بن مسلمۃ ابو العالیہ نے ثم انکم یوم القیمۃ الآیہ مین کہا ہے یعنے اہل قبلہ ابن زید نے
کہا یعنی اہل اسلام و اہل کفر ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ صحیح عموم ہے واللہ سبحانہ اعلم ف فتح البیان کا بیان
فاتح یہ ہے کہ حرف لام لقد مین توطیہ قسم کا ہے ای واللہ لقد اور ضربنا بمعنے جعلنا و اوجدنا و بینا ہے تحقیق
مثل کی اور کیفیت اُسکی ضرب کی کئی جگہ گزر چکی ہے من کل مثل کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے قرآن شریف
مین وہ کل مثلین بیان کی ہین جنکی طرف لوگ اپنے امر دین مین محتاج ہین یہ مراد نہین ہے کہ ساری مثلین
بیان کی ہین پس ہجگہ من کل مثل ایسی ہی جیسے کہ اس آیت مین کلمہ من شیئ ہے ما فرطنا فی الکتب من شیئ
یعنی وہ شے جسکی طرف لوگ اپنے امر دین مین حاجتمند ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ گذشتہ امتون کا ہلاک کرنا
جو ہمنے ذکر کیا ہے وہ مثل ہے واسطے ان لوگون کے لعلہم یتذکرون یعنی شاید وہ نصیحت پذیر ہون تو عبرت لین
قرانا عربیا منصوب ہے بنا بر حال کلمہ ہذا سے اور یہ حال موکدہ ہے اسکو حال موطئہ بھی کہتے ہین اس لیے کہ
حقیقت مین حال عربیا ہے اور قرانا اسکا توطیہ ہے جیسے جاءنی زید رجلا صالحا اخفش نے اسی طرح کہا ہے
یہ بھی جائز ہے کہ بنا بر مدح منصوب ہو ای امدح قرانا عربیا زجاج نے کہا کہ عربیا منصوب بنا بر حال ہے
اور قرانا تاکید ہے غیر ذی عوج یعنے ایسا قرآن عربی ہے کہ اُسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے بوجہ من الوجوہ
ضحاک نے کہا غیر مختلف نحاس نے کہا جو کچھ اُسکے معنے مین کہا گیا ہے خوبتر اُسمین کا قول ضحاک ہے کسی نے کہا
غیر متضاد کسی نے کہا غیر ذی لبس یعنی اُسمین کسی طرح کا التباس و شبہہ نہین ہے کسی نے کہا غیر ذی لحن یعنی اُسمین
کسی طرح کی غلطی و خطا نہین ہے کسی نے کہا غیر ذی شک کما قال الشاعر ولقد اتاک یقین غیر
ذی عوج من الالہ وقول غیر مکذوب حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا غیر مخلوق کسی نے کہا کہ
معنی اسکے صحیح و مستقیم و درست و راست ہین سمجھے جاتے ہین اور ملتبس نہین ہوتے بخلاف اسکے جو کہ باطل ہے
لعلہم یتقون دوسری علت ہے بعد اول علت کے وہ لعلہم یتذکرون ہے یعنی تاکہ وہ بچین کفر و کذب سے کسی نے
کہا کہ یہ علت ہے لعلہم یتذکرون کی پس اول سبب ہے ثانی مین پہر اللہ پاک نے واسطے تذکیر و ایقاظ کے امثال
قرآنیہ مین سے ایک اور مثل ذکر کی فرمایا ضرب اللہ مثلا یعنی بیان کی اللہ نے تمثیل ایک حالت عجیبہ کی

ساتھ دوسرے کی جو اُسکے مثل ہے پھر اُس مثل کا بیان کیا فرمایا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ ۵
کسائی نے کہا کہ نصب رجلًا کا اس لیے ہے کہ مثلًا کی تفسیر ہے کسی نے کہا کہ منصوب بنزع خافض ہے ای ضرب
اللہ مثلًا برجل کسی نے کہا کہ رجلًا مفعول ہے اول اور مثلًا مفعول ثانی اول مفعول کو اس لیے مؤخر کیا کہ جو اسکا
تتمہ ہے اُس سے وہ متصل ہو جائے سورۂ یٰس میں اسکی تحقیق گزر چکی ہے جملہ فیہ شرکاء محل نصب میں صفت ہے
رجلًا کی تشاکس کہتے ہیں تخالف کو اصل اسکی سوء عسر خلق ہے یعنی بدخلقی یہی تخالف و تشاجر و تخاصم کا
سبب ہوتا ہے فراء نے کہا متشاکسون بمعنی مختلفون ہے کسیعے کہا متنازعون مبرد نے کہا متعاسرون ماخوذ ہے
شکس یشکس شکسا فھو شکس سے جیسے عسر یعسر عسرا فھو عسر شکس بکسر کاف ہی قیاس ہے جوہری نے کہا تشاکس
خلاف ہے کہا اور رجل شکس بتسکین کاف بھی بولتے ہیں ای صعب الخلق یعنے مرد سخت خلق یہ مثل ہے
اُسکی جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور بہت سے معبودوں کو پوجا پھر فرمایا ورجلا سلما لرجل یعنی اور ایک مرد خالص
ہے واسطے ایک مرد کے یہ مثل ہے اُسکی جو اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پوجتا ہے جمہور نے سلما کو بفتح سین
ولام پڑھا ہے اور سعید بن جبیر و عکرمہ و ابو العالیہ نے بکسر سین و سکون لام اور حضرت ابن عباس رض وغیرہ
نے سالمًا بالف و کسر لام اسم فاعل سلم لہ فھو سالم کا اس قرأت کو ابو عبید نے اختیار کیا ہے کہا اسواسطے کہ سالم
بمعنی خالص ضد ہے مشترک کی اور سلم ضد حرب ہے حرب کا بیان کوئی موقع نہیں ہے اسکا یون جواب دیا
ہے کہ حرف کے جب دو معنے ہوں تو محل نہ کیا جاسے گا مگر اُس پر جو اُن میں سے اولے ہوگا پس
سلم گو حرب کی ضد ہے لیکن اسکے ایک اور معنی ہیں بمعنی سالم آتا ہے سلم لہ سے جب کوئی شے کسی کے
واسطے خالص ہوتی ہے تو بولتے ہیں سلم لہ کذا دوسرے یہ ہے کہ ابو عبید نے جس بات کے ساتھ الزام دیا ہے
وہی سالم میں بھی اُسکو لازم آئیگی اس لیے کہ محاورے میں یوں بولتے ہیں شئے سالم یعنی اُسمیں کوئی
آفت و بیماری نہیں ہے ابو حاتم نے قرأت اولی کو اختیار کیا ہے حاصل یہ ہے کہ قرأت جمہور کی بنا وصف
بالمصدر پر ہے واسطے مبالغے کے یا بنا بر حذف مضاف ای ذا سلم اور اسی کے مثل سعید بن جبیر وغیرہ کی
قرأت ہے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ رجلا سلما لرجل کے یہ معنی ہیں کہ اسمیں کسی کا کچھ نہیں ہے یعنی پورے
کا پورا ایک ہی شخص کا ہے پھر اللہ پاک نے ذرہ بات بیان کی جو دال ہے اسپر کہ درمیان دونوں مردوں کے
بڑا تفاوت ہے پس فرمایا هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا یہ استفہام انکار و استبعاد کا ہے معنی یہ ہیں بھلا کوئی برابر ہوتا ہے
یہ شخص جو خدمت کرتا ہے ایک جماعت شرکا کی جنکی عادتیں مختلف اور قصد متباین ہر ایک اُنمیں کا اُس سے
خدمت لیتا ہے سو تھکتا ہے اور رنج و مشقت میں پڑتا ہے ہر طرح کی ایذا اٹھاتا ہے اسیطرح یہ کہ ہر ایک اُنمیں کا
اُسکی خدمت سے راضی نہیں اور یہ شخص جو ایک کی خدمت کرتا ہے اُسکے سوا کوئی اُس سے نزاع نہیں کرتا جب

اُسکی اطاعت کرتا ہے تو اُس سے خوش ہوتا ہے اور جسوقت اُسکی نافرمانی کرتا ہے تو اُسکو معاف کر دیتا ہے
پس بیشک درمیان ان دونون کے وہ ظاہر وباہر خلاف ہے کہ اُسکے ہوتے کوئی عاقل اپنے مونہہ سے اُنکی
برابری کا حرف نہین نکال سکتا ہے کیونکہ اُنمین کا ایک تو عالی سے عالی منازل مین ہے اور دوسرا ادنیٰ
سے ادنیٰ درجے مین پڑا ہوا ہے نصب مثلاً کا بنابر تمیز ہے جوکہ فاعل سے محول ہے اسلیے کہ اصل یہ ہے ہل یستوی مثلہما یعنے
کیا برابر ہوتی ہے اُنکی حالت وصفت ہرگز نہین ہی یہ بات کہ تمیز کو مفرد ذکر کیا نہ تثنیہ سواسکی وجہ یہ ہے کہ اصل
تمیز مین افراد ہے اسلیے کہ وہ مبین ہوتا ہے جنس کا یمین نے کہا کہ تمیز ہے سواسطے مفرد لایا گیا کہ اول اُسپر اقتصار کیا گیا
ہے ضرب اللہ مثلاً مین کسی نے مثلین پڑہا ہے تو اب رجلین کے حالین سے مطابق ہوگا جملہ الحمد للہ معترضہ ہے مقصود
اس سے ماقبل مین جو نفی استوا استفہام انکاری سے مفہوم ہوتی ہے اُسکی تقریر وتاکید ہے اور آگاہ کرنا ہے موحدوں
کو اس بات پر کہ اُنکو جو مزیت وشرف حاصل ہے وہ صرف اللہ کی توفیق سے ہے اور اس پر کہ یہ توحید ایک نعمت
عظیم وموہبت جسیم ہے اُن پر واجب کرتی ہے اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وعبادت پر مداومت واستمرار کرین
بالجملہ اللہ پاک نے اول تو درمیان شخصین مذکورین کے عدم استوا بروجہ مذکور بیان کیا پھر جملہ معترضہ سے اُسکی تقریر
کی بعد اُسکے اُس سے اضراب وانتقال کرکے فرمایا بل اکثرہم لایعلمون یعنے بلکہ اکثر لوگ مراد مشرک ہین اُسکو نہین
جانتے ہین باوجود اُسکے کمال ظہور ووضوح کے پھر ورطۂ شرک وضلال مین گرتے ہین **واحدی وبغوی** نے
کہا کہ مراد اکثر سے کل ہے انتہے فتح البیان وفتح القدیر مین کہا ہے ظاہر خلاف ہے اس بات کے جو ان دونون نے
کہی اس لیے کہ مومنین باللہ جانتے ہین توحید مین جو رفعت شان وعلو مکان ہے اور جانتے ہین کہ شرک اُس کا
مماثل ومساوی نہین ہے بوجہ من الوجوہ کسی وصف مین اوصاف سے اور جانتے ہین کہ اللہ سبحانہ اس نعمت پر مستحق
حمد کا ہے اور حمد اُسکے ساتھ مختص ہے انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ واحدی وبغوی کی غرض
یہ ہے کہ ضمیر اکثرہم کی مشرکین کیطرف راجع ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اکثر مشرک امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور
بعض جانتے ہین حالانکہ کل مشرکین نہین جانتے اگر جانتے تو شرک کیون کرتے لیس اسلیے یہان کلمۂ اکثر بمعنے کل ہے
جیساکہ محاورہ عرب مین آیا کرتا ہے اور فتحین کے اعتراض کا یہ منشا ہے کہ ضمیر اکثرہم کی عموم ناس کیطرف راجع ہے
اور مراد اکثر سے کل مشرکین ہین تو معنی یہ ہوئے کہ آدمیون مین سے جو مشرک ہین وہ امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور
جو مومنین باللہ وبالرسل ہین وہ اُنکو جانتے ہین واللہ اعلم وعلمہ اتم **بالجملہ** پھر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ
خبر دی کہ لامحالہ موت اُنکو پاویگی اور مشرکین کو بس فرمایا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّہُمْ مَّیِّتُوْنَ کافر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی وفات کا انتظار کرتے تہے سو اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ موت اُن سب کو عام ہوگی تو انتظار کرنے کی اور شماتت فانی کی ساتھ
فانی کے کچھہ معنی نہین ہین قتادہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات مبارک کی موت کی خبر دی گئی اور اُن لوگون

اضراب انتقالی ہے ... منہ

گوبہی اُنکے مرنے کی اطلاع دیگئی یا وجہ اس خبر دینے کی اعلام کرنا ہے صحابہ کو اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات
پائینگے بعض صحابہ کو یہ اعتقاد تہا کہ آپ انتقال نہ فرمائینگے اسکے ساتھہ ہی یہ بات بہی ہے کہ اسکے عقب مین جو خصام یوم
القیامۃ کا ذکر آتا ہے اُسکے واسطے تمہید وتوطیہ ہو جائے یعنی قولہ تعالیٰ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ
معنی یہ ہین کہ اے لوگو تم سب تمہاری مومن کافر قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑوگے ان مظالم مین جو تمہارے
آپس مین ہین کسی نے کہا کہ مراد جھگڑنا محق ومبطل کا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین اے محمد تو جھگڑیگا اُنسے اور اُنپر حجت قائم کریگا
اسکی کہ تونے اُنکو رسالت پہونچادی اور اُنکو ڈرادیا اور وہ تجہسے جھگڑینگے یا مومن کافر سے اور ظالم مظلوم سے جھگڑیگا
نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے کہا البتہ مقرر ہم ٹھیرے ایک مدت ہمارے زمانے سے اور ہم یہ
خیال کرتے تہے کہ یہ آیت ہم مین اور اہل کتابین مین جو ہم سے قبل ہین نازل ہوئی ہے یہانتک کہ مینے دیکہا کہ بعض
ہمارے مارتے ہین وجوہ بعض کو تلوار سے تو مین پہچان گیا کہ یہ ہمارے حق مین نازل ہوئی ہے **بخاری** نے حضرت
ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہو پاس اُسکے کوئی مظلمہ واسطے اپنے بہائی
کے آبرو کا یا مال کا تو چاہیے کہ معاف کرالے اُسکو آج کے دن قبل اسکے کہ نہو کوی دینار اور نہ کوئی درہم اگر ہے اُسکے واسطے
کوئی عمل صالح تو لیا جائیگا اُس سے بقدر اُسکے مظلمہ کے اور اگر نہین ہین اُسکے واسطے حسنات تو لیے جائینگے اُسکے صاحب کے
سیآت سے پہر وہ اُسپر لادی جائینگے **مسلم** نے حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کون ہے مفلس صحابہ نے عرض کیا مفلس ہم مین وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے نہ درہم ہے
نہ متاع تو آپنے فرمایا بیشک مفلس وہ ہے کہ آئیگا قیامت کے دن نماز وزکوٰۃ وروزہ لیکر اور آئیگا کہ مقرر گالی دی اسکو
اور بہتان لگایا اسکو اور مال کہایا اسکا اور خون بہایا اسکا اور مارا اسکو پہر دیا جائیگا یہ اُسکے حسنات سے اور یہ اسکی
حسنات سے پہر اگر فنا ہوجائینگے اُسکے حسنات قبل اسکے کہ ادا کیا جائے جو اسپر ہے تو لیا جائیگا اُنکی خطایا سے پہر وہ
اسپر ڈالی جائینگے پہر وہ ڈالدیا جائیگا آگ مین **سعید بن منصور** نے حضرت ابوسعید خدری رضہ سے روایت کیا
ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کہتے تہے کہ رب ہمارا ایک ہے اور دین ہمارا ایک ہے اور نبی ہمارا ایک ہے پہر یہ
خصومت کیا ہے پہر جب صفین کا دن ہوا اور حملہ کیا بعض ہمارے نے بعض پر تلوارون سے تو ہمنے کہا ہان وہ یہ ہے ابراہیم
سے مروی ہے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو لوگون نے کہا ہم کیونکر جھگڑینگے حالانکہ ہم تو بہائی ہین پہر جب حضرت
عثمان قتل کیے گئے تو کہا کہ یہ ہماری خصومت ہے جمہور نے میت ومیتون کو تشدید پڑہا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے
مائت ومائتون اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضہ نے بہی اسکو پڑہا ہے بعض مفسرین نے اس قراءت کو مستحسن کہا ہے اسواسطے
کہ جمہور کی قراءت بہی اس معنی کے مفید ہے فراء وکسائی نے کہا کہ میت بتشدید وہ ہے جو مرا نہین اور آیندہ مریگا اور میت
بتخفیف وہ ہے جو مرچکا اور روح اُس سے مفارقت کرگئی **خلیل** نے کہا کہ ابو عمرو نے یہ شعر پڑہا ہے ؎

وتسالنی تفسیر میت دمیت	فلو ناک قد فسرت ان کنت تعقل	فمن کان فی اروح فذلک میت	وما المیت الا من الی القبر یحمل

ہین یہ کہا درمیان قرآن کے کسی طرح کا خلاف نہین ہی اسکی مثل کی تقیل ہین بالجملہ پہر اللہ پاک نے مختصمین مین سے ہر
فریق کا حال بیان کیا پس ارشاد فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ پہر اُس سے ظالم کون جن نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہونچی اُس پاس
کیا نہین دوزخ مین ٹھہراؤ منکرون کا اور جو لایا سچی بات او سچ مانا جسنے اُسکو وہی لوگ ہین ڈر والے انکو ہے جو چاہین
اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا نیکی والون کا تا اُتارے اللہ اُنسے بری کام جو کیے تہے اور بدلے مین دے انکا نیگ بہتر کامون کا
جو کرتے تہے ف یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اُس سے بُرا کون اور اگر وہ سچا تہا اور تمنے جھٹلایا تو کر
بُرا کون ف جو سچ لایا وہ نبی جسنے سچ مانا وہ مومن انتہے ف مشرکون نے جو اللہ تعالے پر افترا کیا اور اُسکے
ساتہ اور معبود ٹہیرائے اور دعوی کیا کہ فرشتے دختران خدا ہین اور اُسکے واسطے اولاد ٹہیرائی تعالی اللہ عن قولہم
علوًا کبیرًا اور باوجود اسکے سچی بات کو جھٹلایا جبکہ اُنکے پاس آئی زبان پر رسل علیہم الصلوۃ والسلام کی سو اللہ پاک
انکو مخاطب کرکے یون فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ یعنے پہر کون زیادہ
ظالم ہے اُس سے جسنے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا حق بات کو جبکہ اُسکے پاس آئی مطلب یہ ہے کہ اس سے بڑہ کر کوئی
ظالم نہین ہے کیونکہ اُس نے جمع کیا درمیان دونون طرفون باطل کے اللہ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی تکذیب کی باطل کے قائل ہوئے اور حق کو جھٹلایا اسی لیے اللہ عزوجل نے انکو یہ وعید سنائی اَلَيْسَ فِيْ
جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنی کیا نہین ہے دوزخ مین ٹھیراؤ منکرین جاحدین مکذبین کا مطلب یہ ہے کہ جنکے یہ اوصاف
ہین انکو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ مین رہنا ہے نعوذ باللہ منہا پہر اللہ عزوجل نے فرمایا وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ یعنی اور جو
لایا سچی بات مجاہد و قتادہ و ربیع بن انس و ابن زید نے کہا کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین سدی نے
کہا کہ جبرئیل ہین اور صدق بہ سے مراد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت
ابن عباس سے یہ ہے کہ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وہ شخص ہے جو لا الہ الا اللہ لایا و صدق بہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ہین ربیع بن انس نے وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالصِّدْقِ پڑہا ہے یعنی انبیا وصدقوا بہ یعنی اتباع لیث بن ابی سلیم نے
مجاہد سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ کہا کہ اصحاب قرآن مومنین قیامت کے دن آئین گے پس
کہین گے یہ وہ شے ہے جو تمنے ہمکو دی سو عمل کیا ہمنے اسمین ساتہ اُس شے کے جسکا تم نے ہمکو امر کیا یہ قول جو مجاہد سے
مروی ہے شامل ہے کل مومنین کو کیونکہ مومنین حق کہتے ہین اور اسپر عمل کرتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے بڑہکر مستحق ہین اسکے کہ اس آیت مین داخل ہون اس تفسیر کی بنا پر اسلیے کہ آپ صدق کو لاسے اور رسولون کی تصدیق کی اور ایمان لاسے اس شے پر جو ان پر نازل کی گئی طرف سے ان کے رب کے اور مومنین سب کے سب ایمان لاسے اللہ پر اور اسکی فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس کے رسولون پر عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صَدَّقَ بِہٖ مسلمان ہین اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ وہی لوگ ہین جو کہ شرک سے بچے لَہُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّہِمْ یعنی واسطے انکے وہ شی ہے جسکو چاہین گے نزدیک اپنے رب کے یعنی جنت مین جب طلب کرینگے تو پاوین گے ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ الآیہ جیساکہ اللہ عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْہُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِہِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّۃِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اس سے بڑہکر کوئی ظالم نہین ہے جسنے اللہ پر جھوٹ بولا بانیطور کہ مدعی ہوا اس بات کا کہ اللہ کے اولاد ہے یا اسکا شریک ہے یا اسکے جورو ہے تعالی اللہ عن ذلک اور تکذیب کی حق کی جبکہ اسکے پاس آیا کلمہ اذ ظرف ہے کذب بالصدق کا یعنی قرآن کو جھٹلایا وقت اسکے آنے کے مطلب یہ ہے کہ اس کے سنتے ہی جھٹلانے لگا بدون توقف کو اور بغیر فکر و غور کے کہ سوچ سمجھکر حق و باطل مین تمیز کرتا جیساکہ اہل انصاف کا طریقہ ہے کہ جس بات کو سنتے ہین اس مین فکر کرتے ہین نہ یہ کہ سنتے ہی بغیر غور کے تکذیب کرنے لگے مراد صدق سے وہ شے ہے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر تشریف لائے یعنے توحید کی طرف بلانا فرائض شرائع کے ساتھ قائم ہونے کا امر کرنا محرمات شرع سے منع کرنا بعث و نشر کی خبر دینا اور اس ثواب کی جو مطیع کے لیے اللہ تعالے نے تیار رکھا ہے اور اس عذاب کی جو عاصی کے واسطے مہیا کیا ہے قرآن شریف ان سب امور کا جامع ہے پس قرآن شریف کا جھٹلانا ان سب کا جھٹلانا ہے پھر اللہ پاک نے ان افترا کرنے والون صدق و راستی کے جھٹلانے والون کو باستفہام تقریری یہ تہدید سنائی اَلَیْسَ فِیْ جَہَنَّمَ مَثْوًی

لکلا فریقین سے مثوی کہتے ہین مقام کو ماخوذ ہے ثوی بالمکان او ثا قام بہ یثوی ثواء وثویا
سے مثل مضی یمضی مضاء ومضیا کے ابو عبیدہ نے حکایت کیا ہے کہ اثوی بہی بولتے
ہین اصمعی نے اسکا انکار کیا اور کہا ہم اثوی کو نہین پہچانتے ہین بالجملہ پہر اللہ پاک
نے فریق مومنین مصدقین کا ذکر فرمایا والذی جاء بالصدق وصدق بہ موصول مبتدا
ہے اور اولئک ہم المتقون خبر ہے مراد اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے
متبعین ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ الذی جاء بالصدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما ہین اور حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے بہی یہی طرح مروی ہے مجاہد نے کہا کہ الذی جاء بالصدق رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہین بعض قول
اول گذر چکے ہین کسی نے کہا کہ یہ عام ہے ہر اُس شخص مین جسنے دعوت کی طرف
توحید اللہ کے اور راہ بتائی اُس شے کی جسکو اللہ نے اپنے بندون کے لیے
مشروع فرمائی ابن جریر نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور محققین مین بہی اسی
قول کو پسند فرمایا ہے قرارت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والذین جاؤا بالصدق
وصدقوا بہ اسی کی مؤید ہے اور لفظ الذی جیسا کہ قرارت جمہور مین واقع ہوا ہے گو
مفرد ہے لیکن معنی اُسکے جمع ہین اس لیے کہ مراد اُس سے جنس ہے چنانچہ اولئک
ہم المتقون اسی بات کو مفید ہے یعنی جو لوگ موصوف باوصاف مذکورہ ہین وہی
متصف ہین ساتہ تقوی کے جو کہ عنوان نجات ہے ابو صالح نے صدق بتخفیف
پڑہا ہے اسے صدق بہ الناس یعنی لوگون کو سچے طور پر پہونچایا جیسا نازل ہوا
یا صدق بہ کے یہ معنی ہین کہ آپ بسبب نزول قرآن کے صادق ہوئے آپ کا
صدق اُسکے سبب سے ظاہر ہوا اس لیے کہ قرآن آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ اللہ
کی طرف سے نبیون کی تصدیق ہوتا ہے فتح البیان مین بعد نقل کل قولون کے
فرمایا ہے کہ سب صحیح ہین علماء نے کہا ہے عربیت مین بہتر یہ ہے کہ جاء وصدق
دونون فعل ایک فاعل کے ہون اس لیے کہ اگر غیر ہون گے تو یہ تغایر اس بات کو

چاہے گا کہ الذی کو مضمر مانین حالانکہ یہ جائز نہین ہے اور اس بات کو کہ فاعل
کو مضمر کرین بدون تقدم ذکر کے اور یہ بعید ہے غرضکہ ان صادقین مُصدّقین
کے واسطے آخرت مین جو ثواب ہے اللہ پاک نے اُسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لَهُم مَّا
يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ یعنے اُنکے واسطے ہر وہ شے ہے جسکو چاہین گے درجے بلند
کیے جائین گے مضرتین دور ہون گی گناہ مٹا دیے جائین گے منافع اُنکو ملین گے
اور جس شے کو وہ چاہین گے فوراً اُنکے پاس آ جاے گی یہ جو فرمایا اسمین ترغیب
عظیم و تشویق بالغ ہے ذَٰلِكَ مبتدا ہے جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ خبر یعنے یہ جزا جس کا
ذکر ہوا جزا ہے اُن لوگون کی جنھون نے اپنے اعمال مین احسان کا برتاؤ کیا صحیح
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت
کرے اللہ کی گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اُسے نہین دیکھتا ہے تو وہ تجھے
دیکھ رہا ہے بالجملہ متقیون کے واسطے جو ثواب اُنکے رب کے پاس ہے اُسمین
سے جو شے غایت ہے اللہ پاک نے اُسکا ذکر کیا پس فرمایا لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ
أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا یعنے تاکہ اُتارے اللہ اُنسے بدتر عمل کو اُنکے اعمال سے جو
کیے تھے کیونکہ ضرر کا اُنسے دفع کرنا یہ بزرگتر ہے ان امور کا جنکی وہ امید رکھتے ہین
اس لیے کہ اللہ تعالے نے اُن کے واسطے وہ عمل بخش دیا جو کہ اُنکے اعمال سے
بدتر تھا تو جو اُس سے کم درجے کا ہے اُسکو تو بطریق اولے بخشا حرف لام متعلق
ہے يشاؤن سے یا محسنین سے گویا یون کہا گیا کہ اُنھون نے احسان و اخلاص کیا
واسطے تکفیر کے یعنے گناہ مٹانے کے یا متعلق ہے محذوف سے اے یسر لهم
ذلك ليكفر الخ یعنے سہل و آسان کر دیا اُنکے لیے یہ ثواب تاکہ مٹا دے اللہ الخ
جمہور نے اسوء بصیغہ اسم تفضیل پڑھا ہے اور تفضیل اپنے باب پر ہے معنے
وہی ہین کہ جب بدتر کو بخشا تو کمتر بطریقہ اولے بخشا غرضکہ بڑے چھوٹے
سب گناہ بخشدیے کسی نے کہا کہ تفضیل اپنے باب پر نہین ہے بلکہ اسوء بمعنے
سیئی ہے تو اس اعتبار سے اسوء اُنکے سارے معاصی کو اور حسن اُنکے سارے

حسنات کو عام و شامل ہوگیا ابن کثیر نے ایک روایت میں اسوا بروزن احمال پڑھا ہے یہ جمع ہے سو کی پھر حبیب اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو اسپر دال ہے کہ مفسرتین ان سے دور کر دین تو وہ شے ذکر فرمائی جو دال ہے اسپر کہ بزرگترین منافع انکو عطا فرمایا پس ارشاد کیا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ اضافت احسن کی طرف ابعد کی اضافت مفضل اسلے المفضل علیہ کے باب سے نہین ہے بلکہ اضافت شے الے بعضہ کے باب سے ہے واسطے قصد توضیح کے بدون اعتبار تفضیل کے اور جسطرح اسوء عام ہے اُنکے سارے معاصی کو اسی طرح احسن شامل ہے اُن کے جمیع حسنات کو اور اگر یہ تاویل نہ ہو تو نظم قرآنی اسکی متقضی ہوگی کہ فقط اُن کے اقبح سیات کو مٹا دے گا اور فقط افضل حسنات پر اُنکو جزا دے گا مقاتل نے کہا کہ جزا دے گا اُنکو ساتھ محاسن کے انکے اعمال سے اور بدلا نہ دے گا اُن کو ساتھ مساوی کے أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ۝

محاسن نیک اعمال اور مساوی برا اعمال
ع ۱

کیا اللہ بس نہین اپنے بندے کو اور تجھکو ڈراتے ہین ان سے جو اُسکے سوا ہین اور جسکو راہ بہلاوے اللہ تو کوئی نہین
اُسکو راہ دینے والا اور جسکو راہ دکہاوے اللہ اُسکو کوئی نہین بہلانے والا کیا نہین ہے اللہ زبردست بدلا لینے والا اور
جو تو اُن سے پوچہے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہین اللہ نے تو کہہ بہلا دیکہو تو جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوا
اگر چاہے اللہ مجہپر کچہ تکلیف وہ ہین کہ کہولدین تکلیف اُسکی ڈالی یا وہ چاہے مجہپر مہر وہ ہین کہ روکدین اُسکی
مہر تو کہہ مجہکو بس ہے اللہ اسی پر بہروسا رکہتے ہین بہروسا رکہنے والے تو کہہ اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہہ
مین بہی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کس پر آتی ہے آفت کہ اُسکو رسوا کرے اور اُترتی ہے اُسپر مار سدا کی
ہمنے اُتاری ہے تجہپر کتاب لوگون کے واسطے سچے دین کے ساتہہ پہر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بہلے کو اور
جو کوئی بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے بُرے کو اور تجہ پر انکا ذمہ نہین **ف** تجہکو ڈراتے ہین یعنی تو بتون کو نہین
مانتا تو وہ تجہپر غضب ہون گے کچہہ تیرا بُرا کر دین گے سو جسکی مدد پر اللہ ہو اُسکا بُرا کون کر سکے **ف**
وہ دنیا مین یہ آخرت مین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے کیا اللہ کافی نہین ہے
اپنے بندے کو بعض نے عبادہ پڑہا ہے یعنی اللہ کفایت کرتا ہے اُس شخص کو جسنے اُسکو پوجا اور اُسپر توکل کیا
فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تہے فلاح پائی
اُس شخص نے جو ہدایت کیا گیا طرف اسلام کے اور ہوئی گزران اُسکی کفاف اور اسپر قناعت کی رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ
وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ حَیْوَۃَ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِیِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ صَحِیْحٌ
قولہ تعالی وَیُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ یعنی مشرکین جہالت و گمراہی کے طور پر ڈراتے ہین رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور وہ ہکاتے ہین اپنے بتون سے جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا اسی لیے اللہ عز و جل نے فرمایا
وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ الی قولہ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ یعنے اللہ پاک بڑا غالب و منیع الجناب ہے جس نے اُسکی بارگاہ
عالی جاہ پر تکیہ کیا اور اُسکے باب عالی کی طرف پناہ پکڑی اُسپر کوئی ظلم نہین کر سکتا ہے کیونکہ وہ تو ایسا عزیز ہے
کہ اُس سے بڑہ کر کوئی عزیز نہین ہے اور نہ کوئی اُس سے زیادہ سخت انتقام لینے والا ہے اُن لوگون سے جنہون
نے اللہ کے ساتہہ کفر و شرک کیا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد و دشمنی کی قولہ تعالی وَلَئِنْ
سَاَلْتَهُمْ الآیہ سے مراد وہ مشرکین ہین جو یہ اقرار کرتے تہے کہ ساری اشیاء کا خالق اللہ ہی ہے اور باوجود
اس اقرار کے اُسکے غیر کو اُس کے ساتہہ پوجتے تہے اُن مین سے جو انکا نہ بُرا کرین نہ بہلا اسی لیے اللہ پاک نے یون
فرمایا قُلْ اَفَرَاَیْتُمْ الآیہ یعنی وہ ضرر و نفع مین سے کچہ بہی طاقت نہین رکہتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے تو نگاہ رکہہ اللہ کو تو وہ تجہکو نگاہ رکہے گا تو نگاہ رکہہ اللہ کو تو اُسے پائیگا اپنے
روبرو پہچان کر اللہ کی طرف رخا مین یعنے راحت و آرام مین تو وہ تجہے پہچانیگا شدت مین جب تو سوال کرے تو

سوال کر اللہ سے اور جس وقت تو مدد مانگے تو مدد مانگ اللہ سے اور جان رکھہ کہ امت اگر جمع ہو جاوین اسپر کہ تجھے ضرر پہونچاوین ساتہہ اس شے کے جسکو اللہ تعالے نے تجھہ پر نہین لکھا ہے تو وہ تجھکو ضرر نہ پہونچاوینگے اور اگر وہ جمع ہو جاوین اسپر کہ نفع پہونچاوین تجھکو ساتہہ کسی شے کے جسکو اللہ نے تیرے واسطے نہین لکھا ہے تو وہ نفع نہ پہونچاوینگے تجھکو صحیفے سوکھہ گئے اور قلم اُٹھا لیے گئے اور عمل کر واسطے اللہ کے ساتہہ شکر کے یقین مین اور جان رکھہ اس بات کو کہ صبر کرنے مین اُس شے پر جسکو تو مکروہ رکھتا ہے خیر کثیر ہے اور بیشک نصر ساتہہ صبر کے ہے اور بیشک کشایش ساتہہ کرب کے ہے اور بیشک ساتہہ تنگی کے آسانی ہے قولہ تعالے قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ الآیہ یعنی تو کہہ مجھے بس ہے مجھکو اللہ اور اُسی پر مین نے توکل کیا اور اُسی پر بس چاہیے توکل کرین توکل کرنے والے جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا جبکہ اُنکی قوم نے کہا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْہِدُ اللّٰہَ وَاشْہَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے جو شخص دوست رکھے کہ ہووے قوی تر لوگون کا تو چاہیے کہ توکل کرے اللہ تعالی پر اور جو کوئی یہ دوست رکھے کہ ہووے غنی تر لوگون کا تو چاہیے کہ ہووے ساتہہ اس شے کے جو کہ اللہ عز وجل کے ہاتہہ مین ہے زیادہ تر بھروسا کرنے والا اُس سے ساتہہ اُس شے کے جو اس کے ہاتہہ مین ہے اور جو کوئی یہ دوست رکھے کہ ہووے اکرم لوگون کا تو چاہیے کہ اللہ عز وجل کا تقوی رکھے قولہ تعالی قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ الآیہ یعنی اے قوم تم عمل کرو اپنے طریقے پر یہ تہدید و وعید ہے مین عمل کرنے والا ہون اپنے طریقے و راہ پر فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ الآیہ یعنی تم عنقریب جان لوگے اسکا انجام و وبال کہ کس کو آویگا عذاب جو اُسے ذلیل و خوار کریگا دنیا مین اور نازل ہوگا اسپر عذاب دائم و مستمر کہ جس سے اُسکو کوئی مفر نہ ہوگا یہ عذاب روز قیامت مین ہے اعاذنا اللہ منہ **ف** قولہ تعالے اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ ہم نے اتارا تجھہ پر قرآن واسطے ساری خلق کے انس و جن سے ساتہہ حق کے تاکہ تو اُس سے اُنکو ڈرائے پھر جو راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو یعنی اسکا نفع اُسی کے نفس کیطرف راجع ہوگا اور جو بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے بُرے کو یعنی اُسکا وبال اُسی کی جان پر پڑیگا اور نہین ہے تو اُنپر وکیل یعنی تو اُسپر نہین مقرر کیا گیا ہے کہ وہ راہ پا جاوین تجھپر تو یہی پہونچا دینا ہے اور ہمپر حساب ہے **ف** فتح البیان کا بیان فائدہ یہ ہے جمہور نے عبدہ بافراد پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے عبادہ بجمع اول کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین یا جنس عبد اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بدخول اولی اُسمین داخل ہین اور دوسرے کی بنا پر مراد انبیاء علیہم السلام ہین یا مومنین یا دونون ابو عبید نے اول کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ بعد کو ویخوفونک مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے الیس اللہ بکاف عبدہ نہ فرمایا حالانکہ منظور کفایت الہی کی خبر دینا ہے بلکہ اس مضمون کو استفہام انکاری کے پیرایہ مین ادا کیا سو مقصود اس سے اللہ پاک کی کفایت بڑے مبالغے سے

ثابت کرنا ہے گویا وہ کفایت ایسی کہلی ہوئی ہے کہ کسی سے اُسکا انکار بن نہین آتا ہے کسی نے کہا کہ عبد وعباد سے مراد
بالعموم مسلم وکافر ہین جرجانی نے کہا کہ اللہ کافی ہے اپنی بندہ مومن اور بندہ کافر کو مومن کو تو ساتہہ ثواب کے اور کافر کو
ساتہہ عقاب کے کسی نے بکافی عبادہ باضافت پڑہا ہے اور کسی نے بکافی بصیغہ مضارع قولہ تعالی ویخوفونک جائز ہے کہ محل
نصب مین ہو بنا برحال اس لیے کہ معنی یہ ہین کیا کافی نہین ہی تجہکو اللہ اس حال مین کہ وہ تجہی ڈراتے ہین اپنے
معبودون سے جنکو وہ پوجتے ہین اُنہون نے کہا تہا البتہ تو باز رہے ہمارے معبودون کے برا کہنے سی یا البتہ تجہ
اُن سے پہونچے گا فساد عقل یا جنون گویا معنی یہ ہین کہ وہ تجہی کافی ہے ہر حال مین یہان تک کہ اس حال مین بہی
بہی ہوسکتا ہے کہ مستانفہ ہو قولہ تعالی وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص پر اُسکی گمراہی کے ساتہ
قضا ثابت ہو چکی یہان تک کہ وہ غافل ہو گیا اللہ تعالی کی کفایت سے واسطے اپنی بندہ مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اور اُسکو ڈرایا ایسی شے سے جو نہ نفع پہونچائے نہ ضرر تو اُس کے واسطے نہین ہے کوئی ہادی کہ اُسے ہدایت
کی راہ بتائے اور گمراہی سے اُسکو پہیرائے اور جسکو اللہ ہدایت کرے تو نہین ہے اُس کے لیے کوئی گمراہ کرنے والا
کہ ہدایت سے اُسکو نکالے اور ضلالت مین اُسے ڈالے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ یعنی کیا نہین ہے اللہ غالب
وقاہر ہر شے پر بدلہ لینے والا جو کہ بدلا لیتا ہے اپنے نافرمانون سے ساتہہ اس عذاب کے جسکو اُنپر ڈالتا ہے اور اُمر
تازیانہ عقاب کے ساتہہ جسکو اُن پر نازل کرتا ہے اسم جلیل کو جو بجائے ضمیر رکہا سو منظور اس سے مضمون کلام کی
تحقیق ہے اور پیدا کرنا مہابت وخوف کا ہے قولہ تعالی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الآیہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ جب مشرکون
سے کوئی پوچہے کہ خالق کون ہے تو اقرار کرین گے اور کہین گے کہ وہ اللہ سبحانہ ہے اس لیے کہ اُس کے تفرد بالخالقیت
پر واضح وظاہر برہان ہے باوجود اس کے کہ بتون کو پوجتے ہین اور اللہ کے سوا اور معبود ٹہیرلتے ہین اس مین بڑی سی بڑی
دلیل ہے اسپر کہ وہ ایک سخت غفلت اور عظیم جہالت مین تہے اس لیے کہ جب وہ یہہ جان چکے کہ انکا خالق اور جنکو اللہ
کے سوا پوجتے ہین انکا خالق اللہ پاک ہی ہے تو خالق کل کے غیر کو پوجنا اور اپنے خالق کے ساتہ عبادت مین مخلوق
کو شریک کرنا اس بات کو انکی عقلون نے کیونکر مستحسن جانا حالانکہ انکا یون ذکر کیا جاتا تہا کہ اُنکی عقلین اچہی ہین اور
اُنکا ادراک وفطنت کامل وتمام ہے لیکن جبکہ اُنہون نے اپنے بڑکہون کی تقلید کی اور اُنکے ساتہہ حسن ظن کیا تو
مقتضائے عقل کو چہوڑ دیا اور جوبات محض جہل تہی اُسپر عمل کیا پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
حکم دیا کہ بعد اس اعتراف اقرار کے اُنکو توبیخ وتہدید کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ الآیہ ضر سے
مراد شدت وبلا ہے رحمۃ سے مراد نعمت ورخا ہے جمہور نے کاشفات وممسکات کو دونو جگہہ باضافت پڑہا
ہے اور ابو عمرو نے بتنوین ابو عبید وابو حاتم نے ابو عمرو کی قرارت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ کاشفات اسم فاعل
استقبال کے معنی مین ہے اور جو ایسا ہوتا ہے تو اُسکی تنوین اجود ہوتی ہے حضرت حسن وعاصم نے بہی اسی طرح پڑہا ہی

معنی یہ ہین تو کہہ تم مجھکو خبر دو اپنے ان معبودون کی کہ آیا وہ قدرت رکھتے ہین اُس ضرر کے دور کرنے کی جسکا اللہ نے میرے
ساتھہ ارادہ کیا یا اُس رحمت کے روکنے کی جسکا اسنے میرے ساتھہ ارادہ کیا بایں طور کہ وہ خیر مجھہ تک نہ پہونچے مقاتل نے کہا
جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے سوال کیا تو وہ ساکت ہوئے کسی نے کہا یہ بولے کہ وہ
دفع نہیں کرسکتے ہین کسی شے کو اللہ کی قدر سے لیکن شفاعت کرتے ہین پس یہ آیت نازل ہوئی قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
الآیہ یعنی تو کہہ کافی ہے مجھکو اللہ اپنے سارے کامون مین جلب نفع و دفع ضر مین اُسی پر اعتماد کرتے ہین اعتماد
کرنے والے نہ اُس کے غیر پر پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ انکو تہدید کرین اور یہہ وعید
سنائین قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ الآیہ یعنی تو کہہ اے قوم عمل کرو اپنی حالت پر جسپر تم ہو اور جمی ہوئی
ہو اِنِّي عَامِلٌ اَيْ عَلٰى حَالَتِي الَّتِي اَنَا عَلَيْهَا چونکہ ماقبل سے یہ لفظ معلوم ہوتا ہے اس لیے یہان سے حذف کردیا
ہے یعنی مین عمل کرتا ہون اپنی حالت پر جسپر مین ہون اور جما ہوا ہون اور مکانت بمعنی مکان ہے پس یہ
استعارہ کیا گیا ہے واسطے معنی کے جس طرح کہ کلمہ ہنا وحیث کا استعارہ کیا جاتا ہے واسطے زمان کے حالانکہ وہ دونو
واسطے مکان کے ہین فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ الآیہ یعنی عنقریب تم جان لوگے کس پر آتا ہے عذاب جو اسکو ذلیل وخوار
کریگا دنیا مین پہر اس وقت ظاہر ہوجاویگا کہ وہ باطل پر ہے اور اسکا خصم حق پر مراد اس سے دنیا کا عذاب ہے اور وہ قتل و قید و قہر و ذلت جو ان پر نازل
ہوئی پہر عذاب آخرت کا ذکر فرمایا وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ یعنی اور نازل ہوگا اسپر عذاب دائم و مستمر دار آخرت
مین یہہ وہی عذاب نار ہے عذاب کی طرف جو مقیم کی نسبت کی سو یہہ یا تو مجاز ہے طرف مین یا اسناد مین اصل اسکی
یہ ہے مقیم فیہ صاحبہ یعنی ایسا عذاب کہ ہمیشہ رہیگا اُس مین صاحب اُسکا بالجملہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر مشرکین کا اصرار کرنا کفر پر گران گذرتا تہا تو اللہ پاک نے آپکو خبر دی کہ انکو صرف بیان کی تکلیف دی گئی ہے
نہ اسکی جو گمراہ ہوا ہے اسکو ہدایت کردین پس ارشاد فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ یعنی ہمنے نازل کی تجہپر کتاب واسطے
لوگون کے اور واسطے بیان اُس شے کے جسکے ساتہہ مکلف کیے گئے ہین اس لیے کہ وہ مناط ہے انکے مصالح کا انکی
معاش و معاد مین سو وہ واسطے سارے لوگون کے ہے کافہ سو واسطے کہ تیری رسالت بہی ایسی ہی ہے بالحق حال ہے فاعل
سے ای محقین یا مفعول سے ای متلبسا بالحق وما انت عليهم بوكيل یعنی تو انکی ہدایت کا ساتہہ مکلف و مخاطب نہیں
ہے بلکہ تجہپر تو صرف یہی پہنچانا ہے اور تو انکو کہ جبکا یہ آیتین آیت سیف سے منسوخ ہین بعد اسکے اللہ پاک نے
اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ ان سے قتال کرین یہان تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین اور احکام
اسلام کے عامل ہون پہر اللہ پاک نے اپنی قدرت بالغہ و صنعت عجیبہ کے انواع سے ایک نوع ذکر کی پس فرمایا

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ
الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اللہ کہینچ لیتا ہے جانین جب وقت ہو اُن کے مرنے کا اور جو نہین مرین

انکی نیند مین پہر رکہہ چہوڑتا ہے جنپر مرنا ٹہیرایا ہے اور بہیجتا ہے دوسرون کو ایک ٹہیرے وعدے تک البتہ

اس مین پتے ہین ان لوگون کو جو دہیان کرین کیا اُنہون نے پکڑے ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ

اگرچہ انکو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ بوجہہ تو بہی تو کہہ اللہ کے اختیار ہے سفارش ساری اُسیکا راج ہے آسمان

وزمین مین پہر اُسی کی طرف پہیرے جاؤ گے اور جب نام لیجیے اللہ کا نرا رُک جاوین دل اُنکے جو یقین نہین رکہتے

پچہلے گہر کا اور جب نام لیجیے اُسکے سوا اور رون کا تبہی وہ لگین خوشیان کرنے ف یعنی نیند مین ہر روز

جان کہینچتا ہے پہر بہیجتا ہے یہی نشان ہے حشر کا معلوم ہوا کہ نیند مین بہی جان کہچتی ہے جیسے موت مین

اگر نیند مین کہچکر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جسکو ہوش کہتے ہین اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے

او نبضین اُچہلتی ہین اور کہانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہین کہچتی ف یعنی اللہ کے

روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہین چہوڑتا

ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالی اپنی ذات پاک کی خبر دیتا ہے کہ وہ متصرف ہے وجود مین سا

اس شے کے جو چاہتا ہے اور وہی جانون کو بڑی وفات دیتا ہے اُن نگہبان فرشتون کے واسطہ سے جنکو بہیجتا ہے

وہ انکو بدنون سے قبض کر لیتے ہین اور وفات صغری وقت سونے کے ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ اللہ پاک نے اس آیت مین دونون وفات کا ذکر فرمایا صغری کا

پہر کبری کا اور یہان کی آیت مین کبری کا ذکر کیا ہے پہر صغری کا اور اسی لیے یون فرمایا ہے اللہ یتوفی الانفس

الآیہ اس مین دلالت ہے اس پر کہ روحین ملأ اعلی مین جمع ہوتی ہین چنانچہ اس باب مین حدیث مرفوع وارد

ہوئی ہے جسکو ابن مندہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحیح بخاری ومسلم مین حدیث عبید اللہ بن عمر عن سعید

بن ابی سعید عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت

ٹہکانا پکڑے ایک تمہارا طرف اپنے بستر کے تو چاہیے کہ جہاڑے اسکو اپنے داخلہ ازار سے پس بیشک وہ نہین جانتا

ہے اس شے کو جو خلیفہ ہوئی ہے اُس کے اُسپر پہر چاہیے کہ کہے بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ

اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی ساتہہ نام

تیرے کو اے رب میرے رکھی مین نے اپنی کروٹ اور تیرے ساتھ اسکو اٹھاؤن گا اگر تو روک رکھے میری جان تو
تو اسکو رحم کرنا اور اگر تو چھوڑے اسکو تو نگاہ رکھنا ساتھ اُس شے کے جسکے ساتھ تو نگاہ رکھتا ہے اپنے نیک بندون
کو بعض سلف نے کہا ہے کہ قبض کرتا ہے مُردون کی روحون کو جبکہ وہ مرتے ہین اور زندون کی روحون کو جبکہ
وہ سوتے ہین پس زندون مردون کی روحین ایک دوسرے کو پہچانتی ہین اُتنا پہچاننا جتنا اللہ تعالی چاہتا ہے
پہر روک رکھتا ہے اُن روحون کو جنپر موت جاری کی جو کہ مر چکین اور بہیجتا ہے دوسری روحون کو ایک مدت
مقرر تک سدی نے کہا اپنی بقیہ اجل تک حضرت ابن عباسؓ نے کہا روک رکھتا ہے مردون کی جانون کو
اور بہیجتا ہے زندون کی روحون کو اور غلطی نہین کرتا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون قولہ تعالی ام اتخذوا
من دون اللہ شفعاء الآیہ اللہ پاک مشرکون کی ذم فرماتا ہے اس بات مین کہ انہون نے سفارشی ٹہیرائے ہین اللہ
کے سوا یہ سفارشی بت ہین جنکو انہون نے اپنی طرف سے ٹہیرایا ہے بدون کسی دلیل و برہان کے جو انکو اس طرف راہ
بتائی حالانکہ وہ کسی کام کے مالک نہین ہین بلکہ اُنکو تو عقل نہین ہے جس سے سمجہین اور نہ کان جس سے سُنین اور نہ
آنکہ جس سے دیکہین بلکہ وہ تو جماد ہین اُنکا حال تو حیوان سے بہی کہین بدتر ہے پہر فرمایا اے محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سے کہدے جنہون نے زعم کیا ہے کہ جنکو اُنہون نے پکڑا ہے وہ اُنکے لیے سفارشی
ہین نزدیک اللہ کے اور خبر دے اُنکو کہ سفارش اللہ کے پاس نفع نہ دیگی مگر واسطے اُسکے جسکو وہ پسند کرے
اور اُس کے واسطے اذن دے اُسی کے واسطے ہے ملک آسمان و زمین کا یعنی اس سب مین وہی متصرف ہے
اور پہر اُسی کی طرف پہیرے جاؤگے یعنی قیامت کے دن پہر وہ درمیان تمہارے فیصلہ کرے گا اپنے عدل
سے اور ہر ایک کو اُس کے عمل کی جزا دیگا پہر اللہ پاک نے دوسرے طور پر مشرکون کی مذمت فرمائی و اذا
ذکر اللّٰہُ وحدہ یعنی جس وقت کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالآخرۃ
مجاہد نے کہا انقبضت یعنی تو منقبض ہوجاتے ہین دل اُنکے جو نہین مانتے ہین آخرت کو سدی نے کہا نفرت
یعنی نفرت کرتے ہین قتادہ نے کہا کفرت و استکبرت امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے استکبرت
یعنی اُن کے دل کفر و استکبار کرتے ہین کما قال تعالی انہم کانوا اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ
یستکبرون یعنی جب اُن سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو تکبر کرتے ہین متابعت سے اور اُس کے واسطے
مطیع و منقاد ہونے سے پس اُن کے دل قبول نہین کرتے ہین خیر کو اور جو کوئی خیر کو قبول نہین کرتا ہے
تو قبول کرتا ہے شر کو اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے و اذا ذکر الذین من دونہ یعنی اور جسوقت
ذکر کیا جاتا ہے اُن کا جو اُسکے سوا ہین مراد اصنام و انداد ہین قالہ مجاہد اذا ہم یستبشرون بت ہی وہ خوش
ہوتے ہین ف فتح البیان کا بیان یہہ ہے کہ اللہ تعالی قبض کرتا ہے روحون کو وقت حاضر ہونے

انکی جلون کے اور نکالتا ہے انکو بدنون سے اور وفات دیتا ہے ان نفسون کو جنکو اجل حاضر نہین ہوئی ہے اپنی نیند
مین اسمین اختلاف کیا ہے پس کسی نے یون کہا کہ قبض کرتا ہے انکو تصرف سے مع باقی رہنے روح کے جسم مین قرار
سے کہا معنے یہ ہین اور قبض کرتا ہے ان نفسون کو جو نہین مرے وقت پورے ہونے انکی اجل کے کہا اور کبہی انکی
توفی انکی نیند ہوتی ہے پس اس بنا پر تقدیر یہہ ہوگی والتی لم تمت وفاتہا نومہا یعنی جو نفوس نہین مرے انکی
وفات انکی نیند ہے زجاج نے کہا ہر انسان کے دو نفس ہین ایک تو نفس تمیز کا ہے یہ وہ ہے جو اُس سے
مفارقت کرتا ہے جبکہ سوتا ہے تو وہ بے عقل ہوجاتا ہے دوسرا نفس حیات ہی یہہ جب زائل ہوتا ہے تو اُس کے
ساتہہ نفس زائل ہوجاتا ہے اور سونے والا سانس لیتا ہے قشیری نے کہا کہ اس قول مین بعد ہے اس لیے
کہ آیت سے مفہوم یہہ بات ہے کہ نفس مقبوضہ دونون حال مین ایک شے ہے اسی لیے یون فرمایا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى
عَلَيْهَا الْمَوْتَ پس اسکو نہین پہیرتا ہے طرف بدن کے وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اور بہیجتا ہے نفس نائم کو طرف اُس کے
بدن کے وقت بیدار ہونے کے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنے اُسوقت تک جو اُسکی موت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یہہ
غایت ہے جنس ارسال کا قول زجاج کے مثل ابن انباری نے بہی کہا ہے سعید بن جبیر نے کہا اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ
اَرْوَاحَ الْاَمْوَاتِ اِذَا مَاتُوْا وَاَرْوَاحَ الْاَحْيَاءِ اِذَا نَامُوْا فَتَتَعَارَفُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَتَعَارَفَ فَيُمْسِكُ الَّتِي
قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى فَيُعِيْدُهَا یہ قول بعینہ وہی ہے جو بعنوان بعض سلف اول گزرچکا ہے اولی
یہ ہے کہ یون کہین کہ وفات دینا نفوس کا نیند کی حالت مین باین طور ہے کہ احساس کو زائل کردیتی ہین اور احساس
پر آفت حاصل ہوجاتی ہے محل حس مین پہر روک رکہتا ہے اُن نفوس کو جنپر موت جاری کی اور نہین پہیرتا ہے انکو
طرف اُن جسمون کے جن مین وہ تہے اور چہوڑدیتا ہے دوسرے نفوس کو باین طور کہ اُن کے احساس کو اُنپر
اعادہ کردیتا ہے کسی نے کہا معنی یتوفی الانفس حین موتہا کی بنا برحذف مضاف ہین ای عند موت اجسادہا ✤
حضرت ابن عباس رض فرمایا ایک نفس ہے اور ایک روح ہے درمیان اُن کے مثل شعاع شمس کے ہے پس وفات دیتا ہے
اللہ نفس کو اُسکی نیند مین اور چہوڑ رکہتا ہے روح کو اُس کے جوف مین وہ تقلب کرتی رہتی ہے اور زندہ رہتا ہے
پہر اگر اُسکو یہہ ظاہر ہوا کہ اُسے قبض کرے تو روح کو قبض کرلیتا ہے تو وہ مرجاتا ہے اور اگر اُسکی اجل کو تاخیر دیتا ہے
تو نفس کو اُسکے مکان کی طرف پہیر دیتا ہے جو اُس کے جوف سے ہے اَخْرَجَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ دو
دوسرا لفظ انکا یہہ ہے کہ زندون کی روحین اور مردون کی روحین خواب مین ملتی ہین پہر وہ آپس مین ایک
دوسرے سے پوچہہ پاچہہ کرتی ہین جو اللہ چاہتا ہے پہر روک رکہتا ہے اللہ مُردون کی روحون کو اور چہوڑ
دیتا ہے زندون کی روحون کو طرف اُن کے جسمون کے ایک مدت مقرر تک غلطی نہین کرتا ہے ساتہہ کسی شے
کے اُن مین سے اَخْرَجَهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُهٗ تیسرا لفظ اُن کا یہ ہے ہر نفس کے واسطے ایک سبب ہے

جس مین وہ جاری ہوتا ہے پہر جب موت اسپر جاری کی تو وہ سوگیا یہان تک کہ وہ سبب منقطع ہوجاتا ہے اور وہ نفس جو اپنی نیند مین نہ مرا تو وہ چہوڑ دیا جاتا ہے اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ عقلا نے نفس و روح مین اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ ایک شے ہین یا دو شی گفتگو اس باب مین بنہایت طویل ہے اس کی کتب مولفہ مین معروف و مشہور ہے اظہر یہ ہے کہ دونون ایک ہی شے ہین آثار صحیحہ اسی پر دال ہین جمہور نے قضی کو بصیغہ معروف پڑہا ہے ای قضی اللہ علیہا الموت حمزہ وغیرہ نے بصیغہ مجہول ابو عبید و ابو حاتم نے قرارت اولی کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اللہ یتوفی الانفس سے موافق ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ یعنی یہ توفی و امساک و ارسال نفوس جسکا ذکر ہوا بیشک اسمین لَاٰیٰتٍ البتہ عجیب و بدیع نشانیان ہین جو اللہ پاک کی قدرت باہرہ پر دلالت کرتی ہین لیکن ان نشانیون کا ایسا ہونا اسکو ہر ایک نہین سمجہتا ہے بلکہ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ یعنی اس مین عجیب و غریب نشانیان اُن لوگون کے واسطے ہین جو اس مین غور و فکر کرتے ہین سوچتے سمجہتے ہین اور اس سے استدلال کرتے ہین اللہ سبحانہ کی توحید و کمال قدرت پر بس بے شک اس توفی و امساک و ارسال مین ایک موعظت عظیم ہے واسطے متفطنین کے اور ایک تذکرہ بلیغہ ہے واسطے متذکرین کے مناسبت اس آیت کے ماقبل سے یہہ ہو کہ جب اللہ پاک نے اول یہ بات بیان کی کہ راہ پانا اور گمراہ ہونا اسکا نفع و ضرر اسی کے واسطے ہے جو کہ راہ پاوے اور گمراہ ہووے تو یہ بات ذکر کی کہ ہدایت و ضلال حاصل نہین ہوتے ہین مگر طرف سے اللہ پاک کی پس فرمایا اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا الآیہ ہدایت کو مثل ٹہیرا لی حیات و بیداری کی اور ضلال کو مثل قرار دی موت و نیند کی سو جس طرح ہے کہ حیات و بیداری و موت و نوم نہین حاصل ہوتی ہین مگر اللہ تعالی کی تخلیق و ایجاد سے اسی طرح ہدایت و ضلال بہی حاصل نہین ہوتی ہین مگر طرف سے اللہ پاک کی یا یون کہو کہ ایک اور حجت ذکر فرمائی اس بات کے ثابت کرنے مین کہ وہ معبود ہے عالم کا تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ وہ عبادت کا زیادہ ترحق دار ہے ان بتون سے جو کہ محض جماد ہین قولہ تعالی اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَآءَ کلمہ ام منقطعہ مقدر ببل و ہمزہ ہے یعنی بلکہ کیا ٹہیرائے ہین کفار قریش نے اللہ کے سوا اور معبود سفارشی کہ وہ اُن کے واسطے سفارش کرین گے نزدیک اللہ کے اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم اُن سے یون کہو اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ہمزہ واسطے انکار و توبیخ کے ہی اور حرف واو واسطے عطف کے محذوف مقدر پر ای یشفعون و لو کانوا الخ اور جواب لو کا محذوف ہے و ان کانوا بہذہ الصفۃ تتخذونہم شفعاء یعنی کیا وہ سفارش کرین گے اور اگر وہ ہون اس صفت کے کہ مالک ہون کسی شے کے اور نہ سمجہتے ہون کسی شے کو شیا سے کیونکہ وہ تو جماد ہین انکو کسی طرح کی عقل نہین ہے تو بہی تم انکو شفیع ٹہیراؤگے مطلب یہہ کہ وہ کسی شے کے مالک نہین ہین شیا سے شفاعت بدخول اولی اس مین داخل ہوگی بتون کے واسطے واو نون کی جمع ذکر فرمائی حالانکہ وہ مختص ہے ساتہہ عقلا کے اس لیے کہ کفار اُن کے حق مین یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ وہ عقل رکہتے ہین ماقبل کے

اسکا ٔیہہ ہو کہ اس سے قبل یون فرمایا ہے ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون یعنی توفی وہساک وارسال جو مذکور ہوا انہین نشانیان ہین واسطے سوچنے والون کے سو کفار سے عدم اسکی علم چہوڑ دو کہ وہ ان مین فکر کرین گے تو اللہ کی کمال قدرت وحکمت پر استدلال کر سکے اُسکے امر وحکم کی منقاد ومطیع ہون گے اورانکی فرط جہالت کی طرف نظر کرو کہ کہان تک پہونچی ہے انہون نے تو ما سوے جہل ونادانی کے ایسون کو اللہ کے نزدیک سفارشی ٹہیرایا جو کہ کسی شے کے مالک نہین ہین اور نہ عقل رکہتے ہین بلکہ وہ تو محض جماد ہین پس جب ان کی حماقت اس درجے کی ہے تو ان سے کیا خاک اسکی امید ہوگی کہ یہ آیات الٰہی مین فکر کرین گے اور اگر اللہ یتوفی الانفس الآیہ کو یون قرار دین کہ یہہ واسطے استدلال کے ہے اس بات پر کہ عاقل پر یہہ واجب ہے کہ ایسے معبود کو پوجے جو کہ اس قدرت وحکمت کے ساتہہ موصوف ہو اور بتون کو نہ پوجے جو کہ جمادات محض اور بے شعور ہیں جب مین قدرت وحکمت کا کیا ذکر ہے تو ام اتخذوا الآیہ کا لگاؤ ما قبل سے یون ہوگا کہ یہہ جواب ٹہیرے گا کفار کے اعتراض کا جسکو انہون نے سابق دلیل پر باین طور وارد کیا تہا کہ ہم بتون کو باین اعتقاد نہین پوجتے ہین کہ وہ معبود وضار ونافع ہین ہم تو انکو صرف اس لیے پوجتے ہین کہ وہ ان شخصون کی مورتین ہین جو اللہ کے نزدیک مقربون مین سے تہے سو ہم انکو اس غرض سے پوجتے ہین کہ وہ اکابر اللہ تعالی کے پاس ہمارے سفارشی ہو جائین پس اللہ پاک نے اسکا یہ جواب دیا ام اتخذوا الآیہ بیان جواب کا یہ ہے کہ یہہ کفار یا تو ان بتون کے پوجنے سے انکی شفاعت مین طمع کرتے ہین یا اُن شخصون سے امیدوار شفاعت ہین جنکی یہ بت مورتین ہین اول تو بالبداہتہ باطل ہے کیونکہ صدور شفاعت کا جماد سے متصور نہین ہے کون جماد جو کسی شے کا مالک نہین ہے اور نہ عقل رکہتا ہے اور دوسرے شق بہی باطل ہے اس لیے کہ روز قیامت ایک ایسا دن ہے کہ اُس مین کوئی بہی کسی شے کا مالک نہین ہے تو شفاعت پر کوئی قادر نہ ہوگا مگر اللہ کے اذن سے پس حقیقت مین شفیع اللہ ہی ہوگا جو کہ اُس شفاعت مین اذن دیگا تو اُس کے غیر کی عبادت مین مشغول ہونے سے اُسی کی عبادت مین اشتغال کرنا اولی ہے چنانچہ یہی مراد ہے اس آیت سے قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا یعنی تو کہدے کہ اللہ ہی کے واسطے ہے شفاعت ساری پس کسی کے واسطے اُس مین سے کچہہ بہی نہین ہے مگر یہ کہ اُس کے اذن سے ہو واسطے اُس کے جسکو وہ پسند کرے کما قال تعالی مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وقال تعالی وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى نصب جمیعا کا بنا بر حال ہے شفاعت کی تاکید جو اُس کلمے کے ساتہہ کی جسکے سا تہہ وہ اور دوسرے یاد کی تاکید کی جاتی ہے سو اس لیے کہ شفاعت مصدر ہے واحد وتثنیہ وجمع پر بولا جاتا ہے پہر اللہ پاک نے ما قبل کی تقریر وتاکید فرمائی اور اپنی وسعت ملک کا وصف کیا پس ارشاد فرمایا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اُسی کا ہے ملک آسمانون اور زمین کا مطلب یہہ کہ انکا اور جو اُن مین ہے اُسکا وہی مالک ہے جس طرح چاہتا ہے اس سب مین تصرف کرتا ہے اور جو کچہہ ارادہ کرتا ہے وہ کر ڈالتا ہے پس وہ سارے ملک کا مالک

کسی کو یہ قدرت نہین ہے کہ بدون اُسکے اذن و رضا کے بول سکے ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ یعنی پھر بعد بعث کے اُسی کی طرف
پھیرے جاؤ گے نہ طرف اُسکے غیر کے پس اُس وقت بھی اُسی کا ملک ہوگا پھر اللہ پاک نے انکو اعمال قبیحہ مین سے
ایک اور نوع ذکر فرمائی کہ وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ الآیہ یعنی جس وقت تو ذکر کرے اکیلے اللہ کا اس طور کہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ
لاشریک لہ تو ظاہر ہوتے ہین آثار نفرت اُن کے دلون مین اور چہرون مین اور جب بتون کا ذکر کیا جاتا ہے تو فرح
و بشاشت کے آثار ظاہر ہوتے ہین اُنکے دلون مین اور چہرون مین یہ بات دال ہے اُنکی کمال جہالت و حماقت پر اس
لیے کہ اللہ تعالی کا ذکر اور اُسکی توحید سر ہے ہر خیر کا اور کنجی ہے ہر سعادت کی اور ذکر بتون کا جو کہ خسیس و ردی جمادات
مین سر ہے ساری جہالتون حماقتون کا پس اللہ وحدہ کے ذکر سے انکی نفرت اور ان بتون کے ذکر سے انکی خوشی کو
ترین دلائل سے ہے جہل غلیظ و حمق شدید پر وحدہٗ کا نصب بنا بر حال ہے نزدیک یونس کے اور بنا بر مصدر نزدیک
خلیل و سیبویہ کی اشمئزت لغت مین بمعنی نفور ہے ابو عبیدہ نے کہا اشمأزت نفرت مبرد نے کہا انقبضت
اول کے قائل قتادہ اور ثانی کے مجاہد ہین معنی متقارب ہین مؤرج نے کہا انکرت ابو زید نے کہا اشمأز الرجل ذعر من
الفزع ہو مناسب مقام تفسیر اشمأزت کی ساتھ انقبضت کہ ہے اشمئزاز اصل مین ازورار ہے مشرکون سے جب کہا
جاتا لا الہ الا اللہ تو منقبض ہوجاتے تہے جیسا کہ اللہ پاک نے اُن سے نقل فرمایا ہے وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ
وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِہِمْ نُفُوْرًا حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے اشمأزت قست و نفرت
یعنی سخت ہوتے ہین اور نفرت کرتے ہین دل ان چار آدمیون کے جو کہ ایمان نہین لاتے ہین آخرت پر ابو جہل
بن ہشام و ولید بن عقبہ و صفوان و ابی بن خلف اور جب ذکر کیے جاتے ہین وہ لوگ جو اُسکے سوا ہین لات و عزا
وغیرہما من الاصنام اِذَا ہُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ یعنی تب ہی وہ خوش ہوجاتے ہین یہ سبب دوام کے ہر ایک تو انکا فرط افتتان
بتون سے دوسرا بھول جانا اُن کا حق اللہ کو اللہ پاک نے ان دونون مین خوب ہی مبالغہ کیا کہ غایت کو پہونچا
دیا اسواسطے کہ استبشار یہ ہے کہ آدمی کا دل سرور سے بھر جائے یہان تک کہ اُسکے چہرے کا جِلدہ اُسکے لیے
منبسط ہوجائے اور اشمئزاز یہ ہے کہ غضب و غم سے بھر جائے یہان تک کہ اس کے چہرے کا چمڑہ منقبض ہوجائے
کلمۂ اذا جو کہ اذا ذکر اللہ مین ہے عامل اس مین فعل مابعد ہے یعنی اشمأزت اور اذا ذکر الذین کے اذا مین
وہ فعل عامل ہے جو کہ اذا فجائیہ مین عامل ہے تقدیر یہ ہے فاجئوا الاستبشار وقت ذکر الذین من دونہ بالجملہ جبکہ
کفار کے تمردون سے تعجل نہ کیا ہو حال الیٰ الخیر کو جبکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر اُن کے پاس آئے اور کفر پر
جمے رہے تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر کیا کہ اپنے کام کو اللہ پاک کے حوالے کرین اور
اسی کو ملک ساتھ التجا کرین پس ارشاد فرمایا قُلِ اللّٰہُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ
اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ

وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان و زمین
کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے توہی فیصلہ کرے اپنے بندون مین جس چیز مین وہ جھگڑ رہے تہے اور اگر گنہگارون
کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین مین ہے سارا اور اتنا ہی اور اُسکے ساتھ سب ڈالین اپنی چہڑوائی مین بُری طرح کی مار سے
دن قیامت کے اور نظر آیا انکو اللہ کی طرف سے جو خیال نہ رکھتے تہے اور نظر آئے انکو بُرے کام اپنے جو کمائی تہی اور الٹ پڑا
اُنپر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تہے انتہی ف اللہ پاک نے اہل مشرکون کی یہ مذمت کی کہ وہ شرک کو دوست رکھتے ہین اور
توحید سے نفرت کرتے ہین بعد اسکے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ تو دعا کر اللہ وحدہ سے جس نے آسمان و زمین
کو پیدا کیا اور غیر مثال سابق پر انکو بنایا عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ یعنی تو جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنی توہی عنقریب فیصلہ کریگا درمیان اپنے بندون کے جس دن کہ انکا معاد و نشور ہوگا اور اپنی
قبرون سے اُٹھ کھڑے ہونگے اس بات مین جسمین وہ جھگڑتے تہے دنیا مین مسلم نے اپنے صحیح مین ابو سلمہ بن
عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت عائشہ رضے اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کس شے کے ساتھ شروع فرماتے تہے اپنی نماز کو جبکہ قیام کرتے رات کو تو کہا جس وقت آپ قیام کرتے رات کو تو
اپنی نماز کو یون شروع فرماتے تہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ
الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہے اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ
لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ
وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ مگر
اللہ عز وجل اپنے فرشتون سے فرمائیگا قیامت کے دن کہ بیشک میرے بندے نے مقرر مجھسے ایک عہد کیا ہے سو تم پہنچا
کرو اُس سے وہ عہد پہر اللہ اسکو جنت مین داخل کردیگا تفرد بہ الامام احمد نیز امام احمد نے ابو عبد الرحمن
سے روایت کیا ہے کہا نکالا واسطے ہمارے عبد اللہ بن عمر رضے اللہ عنہما نے ایک کاغذ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہمکو سکہاتے تہے کہ ہم یون کہین اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ
رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَاِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ
رَسُوْلُكَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى

نَفْسِيْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ ابو عبد الرحمن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سکہاتے تہے عبد اللہ بن عمرو کو اور یہہ کہ کہین اسکو جب کہ ارادہ کرین سونے کا تفرد بہ احمد ایضًا نیز امام احمد نے ابو راشد حبرانی سے روایت کیا ہے کہا مین آیا پاس عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پہر مین نے اُن سے کہا آپ ہم سے بیان کرین اُس شے کو جو آپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تو اُنہون نے میرے آگے ایک صحیفہ ڈالدیا پہر کہا یہ وہ شے ہے جو میرے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکہی پس مین نے اُس مین نظر کی تو ناگاہ اس مین یہہ تہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہے سکہائین وہ شے جسکو مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا ای ابو بکر تو کہہ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ اَوْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَرَفَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ بِهٖ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ نیز امام احمد نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہے امر کیا کہ مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون اور جبکہ اپنے بستر پر آؤن رات کو اللہم فاطر السموات والارض الخ قولہ ولو ان للذین ظلمون الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہو واسطے مشرکون کے وہ ساری شے جو زمین مین ہے اور اُتنے ہی اُس کے ساتہہ اور تو البتہ فدیہ مین دی اُسکو بُرے عذاب سے جس کو اللہ تعالی نے اُن کے واسطے واجب کیا ہے قیامت کے دن اور باوجود اسکے قبول نہ کیا جائے گا اُن سے فدیہ اگرچہ وہ ہو زمین بہر سونا جیسا کہ دوسری آیت مین ہے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ یعنی ظاہر ہوا اُن کے واسطے اللہ کی طرف سے وہ عذاب و نکال جو نہ اُن کے دل مین تہا نہ اُن کے حساب مین وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا اور ظاہر ہوئی واسطے اُن کے جزا اُن محارم و مآثم کی جو اُنہون نے دار دنیا مین کمائی تہی وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنی احاطہ کر لیا انکا اُس عذاب و نکال نے جسکے ساتہہ دنیا مین ٹہٹہا کیا کرتے تہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے اللہم کی اصل یا اللہ ہے حرف یا حذف کیا گیا اور اُسکے عوض مین حرف میم لایا گیا بسبب اُسکے قرب کے حرف علت سے اور مشدد کیا گیا تاکہ مثل معوض عنہ کے دو حرف پر ہو جائے اسی لیے حرف یا اور اللہم دونون جمع نہین کیے جاتے مین پس کلام فصیح مین یا اللہم نہین بولتے ہین اور یہ قول

	اَقُوْلُ يَا اَللّٰهُمَّ يَا اَللّٰهُمَّا		اِنِّيْ اِذَا مَا حَدَثٌ اَلَمَّا	

جو مسموع ہوا ہے سو ضرورت شعری ہے کما قال الکرخی **فاطر** کے معنی ہین مبدع یعنی پیدا کرنے والا بغیر مثال سابق کے **غیب و شہادۃ** وہ شے ہے جو غائب ہے اور وہ شے جو مشاہدہ کی ہوئی ہے فاطر و عالم کا نصب بنا بر ندا ہے یعنی یا فاطر و یا عالم قولہ تعالی انت تحکم بین عبادک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تو جزا دیگا نیک کو اُسکی نیکی کی

اور بدکو انکی بدی کی پس اس سے ظاہر ہو جائیگا وہ شخص جو کہ حق پر ہے اور وہ جو باطل پر ہے اور اسکو نزدیک خلاف مختلفین
کا اور تخاصم متخاصمین کا رفع ہو جائیگا حاصل یہہ ہے کہ جس آیت دگمراہی ہین بندے اختلاف کر رہے ہین تو ہر ایک کو
اُسکے عمل کا بدلا دیکر فیصلہ کر دیگا کسی نے کہا یہ محاکمہ ہے طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مشرکون کے طرف اللہ
تعالی کے ابن مسیب نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کوئی ایسی آیت کہ وہ پڑہی جاوے پہر اُس کے نزدیک دعا کی جاوے مگر وہ
مقبول ہو سوا اس آیت کے ربیع بن خثیم قلیل الکلام تہے یعنی بہت ہی کم بات کرتے تہے انکو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے
قتل کی خبر دی گئی لوگون نے کہا کہ اب وہ کلام کرین گے پس اُنہون نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ آہ وقد فعلوا اور یہہ آیت پڑہی اللہم فاطر
السموت الآیہ یہہ بھی مروی ہے کہ اُنہون نے بعد اُسکے یہہ کہا کہ قتل کیا گیا وہ شخص جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنی گود مین بٹہلاتے تہے اور اُسکا مُنہ اپنے مونہہ پر رکہتے تہے بالجملہ حبیب اللہ پاک نے کفار کی طرف سے یہ بات نقل فرمائی
کہ اللہ کے ذکر کے وقت تو منقبض ہوتے ہین اور وقت ذکر بتون کے خوش ہوتے ہین تو بعد اُسکے وہ شے ذکر کی جو دال ہے
انکی شدت عذاب پر اور غلظت عقوبت پر پس فرمایا وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الآیہ اس آیت کی تفسیر سورۂ ال عمران مین
گزر چکی ہے قولہ تعالی وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ الآیہ یعنی اللہ تعالی کی اقسام عقوبات سخط و شدت عذاب سے اُن کے واسطے
وہ شے ظاہر ہوئی جو اُن کے حساب مین نہ تہی اور نہ وہ اپنے جی مین اُسکی بات کرتے تہے مطلب یہہ ہے کہ ایسے ایسے
سخت عذاب مین مبتلا ہوئے جسکا خطرہ تک اُن کے دل مین نہین گزرا تہا نعوذ باللہ الرحیم الرحمن من عذابہ وعقابہ
اس مین اُنکے واسطے ایسی وعید عظیم و تہدید بالغ ہے جسکی کوئی غایت نہین ہے مجاہد نے کہا اُنہون نے عمل کیے
جنکو وہم کیا کہ وہ نیکیان ہین پس ناگاہ وہ سیّات تہے اسی طرح سُدی نے بہی کہا ہے سفیان ثوری رضی
اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ہذہ آیتہم وقصتہم یعنے خرابی ہے واسطے
اہل ریا کے یہ اُنکی آیت ہے اور یا انکا قصہ ہے حکایت عکرمہ بن عمار کہتے ہین کہ محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی اپنی
موت کے وقت سخت گہبرائے تو اُن سے کہا گیا یہ کیا گہبراہٹ ہے کہا مین کتاب اللہ کی ایک آیت سے ڈرتا ہون وبدالہم
من اللہ الآیہ پس مین اس سے ڈرتا ہون کہ ظاہر ہو واسطے میرے وہ شے جسکا مین خیال نہین کرتا تہا قولہ تعالی وَبَدَا لَھُمْ
سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا یعنی ظاہر ہوئے واسطے انکی بداعمال اُنکے شرک اور اللہ کے دوستون پر ظلم کرنا کلمہ ما
احتمال ہے کہ مصدریہ ہو اسے سیئات کسبہم یعنی بُرائیان اُنکے کسب کی یہ بہی احتمال ہے کہ موصولہ ہو ای سیئات الذی
کسبوہ یعنی بُرائیان اُس شی کی جسکو کمایا جبکہ اُن کے نامۂ اعمال پیش کیے جاوینگے اور وہ اُنپر مخفی تہے یا اسکا عقاب وَ
حَاقَ بِھِمْ الآیہ یعنی گہیر لیا اُنکو اور نازل ہوئی اُنپر وہ شے جس سے ٹہٹہا کیا کرتے تہے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا انذار ہے جسکے ساتہہ آپ اُنکو ڈرایا کرتے تہے مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آپ اُنکو خوف دلایا کرتے تہے وہ
اُنپر نازل ہوگیا فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰہُ نِعْمَۃً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ ھِیَ

فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ع ۱۱

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ سو جب لگے آدمی کو کچھ تکلیف ہمکو پکارے پہر جب ہم بخشین اُسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے یہ تو مجہکو ہے کہ آگے سے معلوم تہی کوئی نہین یہ جانچ ہے پر وہ بہت لوگ نہین سمجہتے کہہ چکے ہین یہ بات اُن سے اگلے پہر کچھہ کام نہ آیا اُنکو جو کماتے تہے پہر پڑین اُنپر برائیان جو کمائین تہین اور جو گنہگار ہین انین سے اُنپر بہی اب پڑتی ہین برائیان جو کمائی ہین اور وہ نہین تہکانے والے اور کیا نہین جان چکے کہ اللہ پہیلاتا ہے روزی جسکو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے البتہ اسمین پتے ہین اُن لوگون کو جو مانتے ہین ف یعنی آگے سے معلوم تہی یعنی قیاس ہی چاہتا تہا کہ یون ہوا اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے عقل اُسکی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے اور قسمت آ پہونچتی ہے ف یعنی عقل دوڑانے مین تدبیر کرنے مین کوئی کمی نہین کرتا پہر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ جان لو کہ عقل کا کام نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف انسان کے کہ تکلیف کی حالت مین اللہ عز وجل سے تضرع وزاری کرتا ہے اُسکی طرف رجوع ہوتا ہے اُسکو پکارتا ہے اور جب وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے کوئی نعمت اسے بخشی تو باغی طاغی سرکش ہوتا ہے اور کہتا ہے انما اوتیتہ علی علم یعنی وہ تو مجہے صرف اس لیے ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا استحقاق اُسکے واسطے جانتا ہے اگر مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک خصیص یعنے برگزیدہ وپسندیدہ نہوتا تو وہ نعمت مجہے نہ بخشتا قتادہ نے کہا علی علم علی خیر عندی اللہ عز وجل نے فرمایا بل ہی فتنۃ یعنی بات ایسی نہین ہے جیسی اُس نے خیال کی بلکہ ہم نے تو اس نعمت کا انعام اُسپر صرف اس لیے کیا ہے کہ اُسکو جانچین اُس شے مین جسکا ہمنے اُسپر انعام کیا ہے دیکہین اطاعت کرتا ہے یا نافرمانی باوجود ہمارے علم کے جو اول ہمکو اُسکا ہو چکا ہے سو یہ نعمت تو ایک جانچنا ہے لیکن اکثر اُن کے اس بات کو نہین جانتے ہین اسی لیے کہتے ہین جو کچہہ کہتے ہین اور دعوی کرتے ہین جو کچہ کرتے ہین ان سے پہلی اگلی امتون مین سے بہت لوگ یہی بات کہہ چکے ہین اور یہی زعم ودعوی کر چکے ہین فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ الآیہ یعنی پہر ٹہیک نہوئی اُنکی بات اور نہ نفع دیا اُنکو اُنکے جمع کرنے نے اور اُس شے نے جسکو کماتے تہے پس پہونچین اُنکو برائیان اُس شے کی جو کمائی تہی قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ الآیہ یعنی اور وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ان مخاطب لوگون مین سے عنقریب اُنکو پہونچین گی برائیان اُس شے کی جو انہون نے کمائی ہے جس طرح کہ اُنکو پہونچین اور نہین ہین وہ تہکانے والے جس طرح کہ اللہ پاک نے قارون کی طرف سے خبر دی ہے کہ اُسکی قوم نے اُس سے کہا لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ

إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي أَوَلَمْ
يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ
عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ وقال تعالی وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ اور
تعالی أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الآیۃ یعنی کیا نہ جانی یہ بات کہ اللہ فراخی کرتا ہے روزی کی ایک
قوم پر اور تنگی کرتا ہے اسکی دوسرون پر بیشک اسمین البتہ عبرتین اور حجتین ہین واسطے ان لوگون کے جو مانتے
ہین ف فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے الانسان سے مراد اس جگہہ جنس انسان ہے باعتبار اُس کے بعض
افراد یا غالب افراد کے کسی نے کہا مراد اس سے فقط کفار ہین لیکن حمل اول اولی ہے انسان کی جنس پر حمل کرنے سے اس
کا خصوص سبب مانع نہین ہے اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے بلحاظ وقائے حق نظم قرآنی و دخلے مدلول نظم
قرآنی معنے یہ ہین کہ غالب نوع انسان کی شان یہہ ہے کہ جس وقت اُسکو کوئی تکلیف آلگتی ہے مرض ہو یا فقر یا کچھ
اور تو اُس کے رفع و دفع مین اللہ پاک کو پکارتا ہے اسکی طرف تضرع کرتا ہے پہر جب اُس نے کوئی نعمت اُسکو عطا کی ایسی
نعمت جو اُس کے پاس سے ہوتی ہے تو کہتا ہے انما اوتیتہ علی علم یعنے منی بوجوہ المکاسب یعنی یہ نعمت مجھے صرف اس
لیے ملی ہے کہ مین کمائیون کے طریقے خوب جانتا ہون یا علی خیر عندی یعنی بسبب کسی خیر و خوبی کے جو میرے پاس
ہے یا علی علم من اللہ بفضلی یعنے اس لیے کہ اللہ میری فضیلت کو جانتا ہے حضرت حسن نے فرمایا علی علم علمنی اللہ ایاہ یعنی بسبب
علم کے جسکو اللہ نے مجھے سکھایا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین بتحقیق مین نے جان لیا کہ جب مین یہ دیا گیا دنیا مین تو
بیشک میرے لیے اللہ تعالی کے نزدیک کوئی مرتبہ ہے کسی نے کہا کہ اگر یہ نعمت بہرہ مندی ہے مال مین تو یون کہتا
ہے کہ یہ میری سعی و کوشش سے حاصل ہوا ہے اور اگر صحت و عافیت ہے نفس مین تو کہتا ہے کہ یہ بسبب فلان علاج
کے حاصل ہوئی ہے ان باتون مین تناقض قبیح ہے اس لیے کہ جس وقت عاجز و محتاج تہا تو سب امور کی نسبت اللہ پاک
کی طرف کی تہی اور سلامت و صحت کے حال مین انکو اللہ تعالی کی طرف سے قطع کر کے اپنے کسب نفس کی جانب منسوب
کیا پس اللہ پاک نے اُس کے قول کو رد کیا فرمایا بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ یعنے وہ شی جو ہم نے تجھے عطا کی اس سبب سے
نہین ہے جو تو نے بیان کیا بلکہ وہ تو تیرے واسطے آزمایش اور جانچ ہے تیرے حال کی تو شکر کرتا ہے یا ناشکری
سے پیش آتا ہے ولیکن اکثر لوگ اُسکو نہین جانتے ہین کہ یہ اُن کے واسطے اللہ کی طرف سے استدراج ہے اور امتحان ہے
شکر کا یا ناشکری کا جو اُن کے پاس ہے اوتیتہ مین جو ضمیر مذکر لائی باوجود اسکے کہ نعمت کی طرف راجع ہے سو
اس لیے کہ نعمت بمعنی انعام ہے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف ما کے جو انما مین ہے اور وہ موصولہ ہے والاول
اولی فراء نے کہا کہ ھی ضمیر مؤنث لائی گئی بسبب تانیث فتنہ کے اگر بل ہو فرماتا تو بہی جائز ہوتا نحاس نے کہا
کہ ھی کی ضمیر راجع ہے طرف عطیہ کے ای عطیۃ فتنۃ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنی یہ کلمہ جو اُنہون نے

کہامراد انما اوتیتہ علی علم ہے اسی کو اُن لوگون نے کہاہے جو ان سے پہلے تھے جیسے قارون وغیرہ اسی لیے کفار دنیا یون کہا
تہا انما اوتیتہ علی علم عندی قولہ تعالی فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اول کا کلمہ ما نافیہ ہے اور دوسرا موصولہ یعنی
نہین کفایت کی اُن سے اُس متاع دنیا نے جو اُنہون نے کمائی کچہہ مطلب یہہ ہے کہ اُس مین سے کچہہ بہی اُن کے کام
نہ آیا یا کلمہ ما استفہامیہ ہے یعنی کیا کفایت کی اُن سے اُس شئے نے جو کماتے تہے مطلب یہہ ہے کہ وہ کچہہ کام نہ آئی فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا اسے جزا سیئات کسبہم یعنی پہر پہونچی اُن کو جزا اُنکے کسب کی برائیون کی یا یہہ معنی ہین کہ پہونچین
اُنکو برائیان کہ وہ جزا ہین اُن کے کسب کی جزا کا نام سیئات رکہا اس لیے کہ وہ واقع ہے مقابلے مین اُن کے
سیئات کی بیچ ازدواج ومشاکلت کے باب سے ہوگی کما قال تعالی وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اس مین
اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اُن کے سارے اعمال ایسے ہی ہین پہر اللہ پاک نے وعید سُنائی اُن کافرون کو جو حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصر مین تہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ الآیہ حرف سین واسطے تاکید کے
ہے یعنی جن لوگون نے ظلم کیاہے اُن کفار موجودین سے ضرور انکو پہنچین گی برائیان اُس شئے کی جو انہون نے کمائی دنیا
مین انکو قحط وقتل وقید وغیرہ پہونچا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ یعنی نہین ہین وہ فوت ہونے والے اللہ پر بلکہ اُنکا
مرجع اُسی کی طرف ہے وہ جو عقوبت چاہے گا انکو کرے گا اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا مین ضمیر راجع ہے طرف اُن لوگون کے
جو قائل ہین انما اوتیتہ علی علم کے اور ہمزہ استفہام کا ہے اور واو واسطے عطف کے ہے محذوف پر ای اقالوا ما
ولم یعلموا او اغفلوا ولم یعلموا اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ یعنی کیا یہہ کلمہ کہا یا غافل ہوگئے اور نہ
جانا اس بات کو کہ اللہ فراخی کرتاہے رزق کی جس کے واسطے فراخی کرنا چاہتاہے بطور آزمایش کے اور تنگی
کرتاہے جس پر تنگی کرنا چاہتاہے بطور امتحان کے اگرچہ اول کے واسطے کوئی حیلہ وتدبیر وقوت نہ ہو اور
دوسرا قوی اور ہوشیار بڑا مدبر ہو کسی نے کہا یقدر کے یہ معنے ہین کہ اسکی روزی بقدر قوت کے کرتاہے مقاتل
نے کہا کہ اللہ نے انکو وعظ کیا تاکہ عبرت لین اُسکی توحید مین یہہ جب ہوا کہ سات برس کے بعد اُنپر پانی برسا پہر فرمایا اولم
یعلموا ان اللہ الآیہ پس کوئی قابض وباسط نہین ہے مگر اللہ تعالی اس پر یہہ بات دال ہے کہ ہم فراخی وتنگی رزق
مین لوگون کو مختلف دیکہتے ہین تو ضرور ہے کہ اُسکی کوئی حکمت وسبب ہو یہ سبب آدمی کی عقل وجہالت نہین ہے
کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ عاقل قادر تو سخت تر تنگی مین ہے اور جاہل ضعیف نہایت درجے کی فراخی مین اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنی بے شک اس فراخی وتنگی رزق مین جس کا ذکر ہوا البتہ بڑی بڑی دلیلین
اور نشانیان ہین واسطے اُنکے جو اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہین مومنین کو اس لیے خاص کیا کہ آیات سے نفع پانے
والے اور اُن مین فکر وغور کرنے والے وُہی ہین پہر جب اللہ پاک نے وعید ذکر کی تو بعد اُسکے اپنی رحمت وسیعہ
ومغفرت عظیمہ کا ذکر کیا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بندون کو اُس کی خوش خبری دین پس ارشاد فرمایا

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ
هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ
وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝
اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ
اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ کہدے

اے بندو میرے جنہون نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف اور اُسکی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آوے تمپر عذاب پہر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا اور چلو بہتر بات پر جو اُتری تمکو تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہونچے تمپر عذاب اچانک اور تمکو خبر نہ ہو کہین کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اسپر کہ مین نے کمی کی اللہ کی طرف سے اور مین تو ہنستا ہی رہا یا کہنے لگے اگر اللہ مجھکو راہ دیتا تو مین ہوتا ڈر والون مین یا کہنے لگے جب دیکھے عذاب کسی طرح مجھکو پہر جانا ہے تو مین ہون نیکی والون مین کیون نہین پہونچ چکے تہے تجھکو میرے حکم پہر تو نے انکو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تہا منکرون مین **ف** جب اللہ تعالی نے اسلام غالب کیا تو کافر دشمنی مین لگے تہے سمجھے کہ برحق اللہ اس طرف ہے اور پچتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوتے کہ ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑی جانین مارین تب اللہ نے یہ فرمایا ایسا گناہ کوئی نہین جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے ناامید مت ہو توبہ لاؤ اور رجوع ہو بخشے جاؤگے مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی تب کی توبہ قبول نہین انتہی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ بلاتی ہے سارے عاصیون کو کافر وغیر کافر کو طرف توبہ و انابت کے اور خبر دیتی ہے اس بات کی کہ اللہ پاک سارے گناہون کو بخشدیگا واسطے اس شخص کے جس نے اُن سے توبہ کی اور اُن سے رجوع ہوا گو وہ کیسی ہوئے ہون اور کثیر ہون اگرچہ مثل جہاگ دریا کے ہون اور اس آیت کو غیر توبہ پر حمل کرنا ٹہیک نہین ہے اس لیے کہ شرک نہین بخشا جاتا ہے واسطے اُسکے جس نے اُس سے توبہ نہین کی ہے ۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ اہل شرک مین کے بکثرت قتل و زنا کر چکے تہے سو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے پہر عرض کیا کہ بیشک جو بات آپ کہتے ہین اور جس کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہین البتہ وہ خوب ہے اگر آپ ہمکو یہ خبر دین کہ جو کچھ ہمنے کیا ہے اس کے واسطے کوئی کفارہ ہے اُسپر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ اور یہہ آیت اُتری قُلْ يٰعِبَادِیَ الاٰیہ وَهٰكَذَا رَوَاهُ

مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ یَعْلٰی بْنِ مُسْلِمِ الْمَکِّیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یہ مراد اول آیت سے قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا الآیہ ہے
امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثوبان مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے ثوبان کہتے ہین مین نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے مین دوست نہین رکھتا ہون کہ میرے واسطے دنیا و ما فیہا
ہو بعوض اس آیت کی یا عبادی الذین اسرفوا الی آخر الآیۃ پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر وہ شخص
جس نے شرک کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا الا ومن اشرک اس کلمہ کو تین بار فرمایا تَفَرَّدَ بِہٖ
الْاِمَامُ اَحْمَدُ یعنی شرک توبہ سے معاف ہو جاتا ہے نیز امام احمد نے عمرو بن عنبسہ رضے اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ ایک شخص بوڑھا اپنے عصا پر تکیہ لگائے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا پھر عرض کیا یا
رسول اللہ بے شک میرے واسطے غدرات و فجرات ہین سو کیا میرے لیے مغفرت کی جائے گی پس آپ نے فرمایا کیا
تو گواہی نہین دیتا ہے اسکی کہ لا الہ الا اللہ اُس نے عرض کیا کیون نہین اور مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ بیشک
آپ اللہ کے رسول ہین پس آپ نے فرمایا مغفرت ہے غدرات و فجرات بخشے گئے تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ نیز امام احمد نے
اسماء بنت یزید رضے اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ
پڑھتے تھے اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ اور مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے یا عبادی الذین الآیہ ولا یبالی انہ
ہو الغفور الرحیم وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ثَابِتٍ بِہٖ پس یہ سب حدیثین دال
ہین اس پر کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے یہہ سارے گناہ مع توبہ کے اور آس نہ توڑے کوئی
بندہ اللہ کی رحمت سے اگرچہ اُسکے گناہ عظیم و کثیر ہون اس لیے کہ رحمت و توبہ کا دروازہ واسع ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وقال عزوجل وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً
اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا اور اللہ جل شانہ و علا نے حق مین
منافقون کے فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَہُمْ نَصِیْرًا
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وقال جل جلالہ لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ وَمَا مِنْ
اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ یَنْتَہُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پھر
اللہ پاک نے فرمایا اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وقال تعالیٰ اِنَّ
الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا حضرت حسن بصری رضے اللہ عنہ فرماتے ہین
اس کرم و جود کو تو دیکھو کہ اُنہون نے تو اللہ کے اولیا کو قتل کر ڈالا اور وہ انکو بلاتا ہے طرف توبہ و مغفرت کے
آیتین اس باب مین بہت سی ہین صحیحین مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ ایک شخص نے ننانوسے جانین مارڈالی تہین پہر وہ نادم ہوا اور عابد
بنی اسرائیل مین کے ایک عابد سے سوال کیا کہ آیا اُس کے واسطے توبہ ہے تو اُس نے کہا وہ کون ہے جو حائل ہے درمیان
تیرے اور توبہ کے پہر اُسکو امر کیا جانے کا طرف ایک گاؤن کے کہ اُس مین اللہ کی عبادت کرے پس اُس نے اُس گاؤن کا
قصد کیا تو اثناءے راہ مین اُسکو موت آگئی پہر رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اُس مین جہگڑے پس اللہ عزوجل
نے امر کیا کہ ناپین اُس مسافت کو جو درمیان دو زمینون کے ہے اُن مین کی جس زمین کی طرف زیادہ ترقریب
ہو تو وہ اُسی سے ہی پس اُسکو زیادہ ترقریب پایا طرف اُس زمین کے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی ہتی بالشت بہر
پہر اُسکو رحمت کے فرشتون نے قبض کیا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے سینے سے دور ہو گیا تہا وقت موت کے اور اللہ
تبارک و تعالی نے نیک شہر کو امر کیا کہ قریب ہو جائے اور اُس شہر کو حکم دیا کہ دور ہو جائے یہہ معنی ہین حدیث
کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین ہم نے اس حدیث کو بلفظہ دوسری جگہہ لکہا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن
عباس سے یاعبادی الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے اس شخص کو
جس نے یہ زعم کیا ہے کہ مسیح اللہ کے فرزند ہین اور جس کا یہ زعم ہے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہین اور جس نے یہہ زعم
کیا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور جس نے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ کا ہاتہہ مغلول ہے اور جس کا یہ زعم ہے کہ اللہ ثالث
ثلاثہ ہے اللہ تعالی ان لوگون سے فرماتا ہے افلا یتوبون الی اللّٰہ ویستغفرونہ واللہ غفور الرحیم پہر توبہ کی طرف
بلایا اُس شخص کو جو بات مین ان سب سے بڑہ کر ہے جس نے یون کہا انا ربکم الاعلی اور کہا ما علمت لکم من الہ
غیری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہین کہ جس شخص نے ناامید کیا اللہ کے بندون کو توبہ سے
بعد اُسکے تو مقرر اُس نے انکار کیا اللہ عزوجل کی کتاب کا لیکن بندہ قادر نہین ہے کہ توبہ کرے یہان تک
کہ اللہ تعالی رجوع کرے اُس پر طبرانی نے بطریق شعبی سنید بن شکل سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہ وہ فرماتے تہے کہ عظیم تر آیت کتاب اللہ مین یہہ ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور جامع تر آیت قرآن مین خیر و شر کی یہہ ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
اور اکثر آیت فرآن مین از روئے فرح کے سورۂ غرف مین یہہ ہے قل یاعبادی الآیہ اور سخت تر آیت کتاب
اللہ مین از روی تفریف کے یہہ ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ
پس مسروق نے سنید سے کہا کہ تو نے سچ کہا اعمش نے عن ابی سعید عن ابی الکنود روایت کیا ہے کہ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک واعظ پر گذرے اور وہ لوگون کو وعظ و نصیحت کر رہا تہا تو فرمایا اسے وعظ
کرنے والے تو کیون لوگون کو ناامید کرتا ہے پہر یہہ آیت پڑہی قل یاعبادی الآیہ رواہ ابن ابی حاتم ذکر
احادیث نفی قنوط (۱) امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطا کرتے یہان تک کہ
بھر دیتی تمہاری خطائین آسمان وزمین کو پھر تم مغفرت مانگتے اللہ تعالی سے تو البتہ وہ مغفرت کرتا واسطے تمہارے
قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے اگر تم خطا نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل ایک قوم کو وہ خطا کرتی پھر مغفرت
مانگتی اللہ سے پھر وہ اُنکو بخشتا تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ (۲) امام احمدؒ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
کیا ہے کہ اُنہون نے کہا جبکہ اُنکو وفات حاضر ہوئی مقرر مین چھپاتا تہا تم سے ایک شے جس کو مین نے سُنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم گناہ کرتے ہو تو البتہ اللہ عزوجل پیدا کرتا ایک
قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پھر وہ بخشش کرتا واسطے اُن کے هٰكَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ
وَالتِّرْمِذِيُّ جَمِيْعًا عَنْ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ بِهٖ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِّنْ وَّجْهٍ اٰخَرَ بِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
كَعْبِ الْقُرَظِيِّ عَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ وَهُوَ الْاَنْصَارِيُّ صَحَابِيٌّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِهٖ (۳)
امام احمدؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کفارہ گناہ کا ندامت ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر تم گناہ نکرتے تو البتہ لاتا اللہ تعالے
ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پھر وہ مغفرت کرتا واسطے اُن کے تفرد بہٖ احمد (۴) عبداللہ بن امام احمدؒ نے عن
ابی جعفر محمد بن علی عن محمد بن الحنیفہ عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ وَلَمْ يُخَرِّجُوْهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ
یعنی بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے اُس بندے کو جو بسبب گناہ کے فتنے مین ڈالا گیا اور بہت توبہ کرنیوالا ہے
(۵) ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے کہ ابلیس لعنہ اللہ تعالی
نے عرض کیا یا رب تو نے تو مجھے نکالا جنت سے بسبب آدم کے اور مین اُسکی طاقت نہین رکہتا ہون مگر
ساتھ تیرے سلطان کے فرمایا تو مسلط ہے عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کر فرمایا نہین پیدا کیا جائے گا واسطے
اُس کے کوئی بچہ مگر پیدا کیا جائے گا واسطے تیرے مثل اُس کے عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کر فرمایا مین کر دونگا
اُن کے سینے کو مسکن واسطے تمہارے اور تم جاری ہوگے اُن سے جگہہ جاری ہونے خون کی عرض کیا یا رب
مجھے زیادہ کر فرمایا اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا پہر حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا یا رب مقرر تو نے
اسکو مسلط کر دیا مجھہ پر اور مین ممتنع نہ ہونگا مگر ساتھ تیرے اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا نہین پیدا کیا جائیگا
واسطے تیرے کوئی ولد مگر مین تعین کرونگا اُس پر اُس شخص کو جو اُسے محفوظ رکہے گا بُرے ساتہیون سے
عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کر فرمایا ایک نیکی کی دس نیکیان یا زیادہ دونگا اور بدی ایک یا اُسکو مٹا دونگا

عرض کیا یا رب مجہے زیادہ دے فرمایا توبہ کا دروازہ کہلا ہوا ہے جبتک کہ روح جسم مین ہے عرض کیا یا رب مجہے زیادہ دے فرمایا یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ تا الرَّحِیْمُ (۶) محمد بن اسحاق نے کہا کہ نافع نے عن عبد اللہ بن عمر عن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی حدیث مین روایت کیا ہے فرمایا ہم کہتے تہے نہین ہے اللہ قبول کرنے والا اُس شخص سے جو فتنے مین ڈالا گیا صرف کو نہ عدل کو یعنی فرض کو نہ نفل کو نہ توبہ کو پہچایا انہون نے اللہ کو پہر رجوع ہو گئے طرف کفر کے بسبب کسی بلا کے جو اُنکو پہونچی کہا اور وہ اسکو کہا کرتے تہے واسطے اپنے نفوس کے کہا پہر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو اللہ تعالی نے اُن کے بارے مین اور ہمارے قول کے بارے مین جو اُن کے واسطے اور ہمارے نفوس کے لیے تہا یہ آیت نازل فرمائی یا عبادی (تا) لاتشعرون حضرت عمر فرماتے ہین پس مین نے اُس کو اپنے ہاتہ سے ایک صحیفہ مین لکہا اور ہشام بن العاص کی طرف اُسکو بہیجا کہا پہر ہشام نے کہا جبکہ وہ میرے پاس آئے تو مین اسکو پڑہنے لگا ذی طوی مین اُس کو لیکر اُس مین چڑہتا تہا اور آواز کرتا تہا اور اُس کو سمجہتا نہ تہا یہان تک کہ مین نے کہا الٰہی تو اسکو مجہے سمجہا دے کہا پہر اللہ عز وجل نے میرے دل مین یہ القا کیا کہ وہ جو نازل کی گئی سو ہم مین اور اُس بات مین جو ہم کہتے تہے حق مین اپنے نفوس کے اور کہی جاتی تہی ہمارے بارے مین کہا پہر مین برجوع ہوا طرف اپنی اونٹ کی تو اُسپر بیٹہا پہر مین جا ملا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مدینے مین پہر اللہ تبارک و تعالی نے آمادہ کیا اپنے بندون کو طرف مسارعت کے توبہ کی طرف پس فرمایا وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ الخ یعنی تم رجوع ہو جاؤ طرف اللہ کے اور اُس کے مطیع و منقاد ہو جاؤ قبل اس کے کہ آوے تم کو عذاب پہر تم مدد نہ کیے جاؤ یعنی مبادرت کرو ساتہ توبہ و عمل صالح کے قبل حلول نقمت کی اور پیروی کرو بہتر اُس شے کی جو اُتاری گئی طرف تمہارے اپنے رب سے یہ قرآن عظیم ہے پہلے اس سے کہ آوے تم کو عذاب اچانک اور تم کو شعور نہ ہو پہر اللہ عز وجل نے فرمایا ان تقول نفس الآیہ یعنی قیامت کے دن حسرت کرے گا مجرم جس نے توبہ و انابت مین تفریط کی ہے اور تمنا کرے گا کہ کاش وہ ہوتا محسنین مخلصین مطیعین اللہ عز وجل سے قولہ تعالے وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ یعنی میرا عمل جو دنیا مین تہا سو یہی عمل ٹہٹہا کرنے والے کا نہ یقین کرنے والے نہ تصدیق کرنے والے کا قولہ تعالی اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدٰىنِیْ (تا) مُحْسِنِیْنَ یعنی تمنا کریگا اسکی کہ کاش عود کیا جائے طرف دنیا کے تا کہ نیک عمل کرے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ پاک نے خبر دی اُس بات کی جس کو بندے کہنے والے ہین قبل اس کے کہ کہین اور اُن کے عمل کے قبل اس کے کہ کرین فرمایا اللہ پاک نے وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ (تا) الْمُحْسِنِیْنَ پس اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ اگر پہر لائے جاتے تو بہی ہدایت پر قادر نہ ہوتے پس فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کل اہل نار دیکھینگے اپنے ٹہکانے کو جنت سے تو کہینگے
لو ان اللہ ہدانی پس اُنہر حسرت ہوگی فرمایا کل اہل جنت دیکہینگے اپنے ٹہکانے کو نار سے تو کہینگے لولا ان اللہ
ہدانی فرمایا پس اُن کے واسطے شکر ہوگا وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ بِہٖ جبکہ جرم
والون نے دنیا کی طرف پہر آنے کی تمنا کی اور تصدیق آیات واتباع رسل اللہ پر حسرت وافسوس کیا تو اللہ پاک نے
فرمایا بلیٰ قَدْ جَاءَتْکَ اٰیَاتِیْ الآیہ یعنی اے بندہ ندامت کرنے والے اُس شی پر جو تجھ سے صادر ہوئی مقرر میری
آیتین تیرے پاس آئین دار دنیا مین اور میری حجتین تجھ پر قائم ہوئین سو تو نے اُن کو جھٹلایا اور اُن کی پیروی کرنے
سے تو نے تکبر کیا اور تو تہا اُن کے منکرون سے **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ جمہور نے یا عبادی
کو باثبات یا پڑہا ہے وصل ووقف مین اور ابو بکر نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ وہ وقف کرتے تہے بغیر یا اور
دونون سبعیہ ہین لا تقنطوا کو جمہور نے بفتح نون اور ابو عمرو کسائی نے بکسر نون پڑہا ہے رحمت سے مراد
مغفرت ہے معنی یہ ہین اے میرے بندو جنہون نے افراط کیا اپنی جانون پر کفر مین یا معاصی مین اور کثرت
کی اُن مین نا امید مت ہو اللہ کی مغفرت سے اس آیت کریمہ مین انواع معانی وبیان سے کئی اشیاء حسن
ہین ایک یہ کہ اللہ پاک اپنے بندون پر متوجہ ہوا اور بحرف یا اُن کو ندا فرمائی دوسرے یہ ہے کہ باضافت
تشریف انکو اپنی طرف مضاف کیا تیسرے یہ ہے کہ تکلم سے غیبت کی طرف التفات کیا من رحمۃ اللہ فرمایا
چوتہے یہ ہے کہ اسمائے حسنیٰ مین سے اجل وبزرگتر اسم کی طرف رحمت کی اضافت فرمائی پانچوین یہ ہے
کہ ان اللہ مین بلفظ اسم ظاہر کا اعادہ کیا کذا ذکرہ اسمین حضرت عبد اللہ وعمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ یہ
آیت ارجی آیت ہے کتاب اللہ سبحانہ مین یعنی سب آیتون سے بڑہ کر بندون کو امیدوار مغفرت کرتی ہے اس لیے
کہ مشتمل ہے اعظم بشارت پر کیونکہ اول تو بندون کو اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب کیا واسطے قصد اُن کے تعظیم
اور مزید تبشیر کے پہر اُن کا یہ وصف کہ معاصی مین مسرف اور ذنوب کے مستکثر ہین پہر ان کثرت سے گناہ کرنے
والون کو نہی کی کہ رحمت سے نا امید مت ہو پس جو گناہ گار کہ مسرف نہین ہین تو اُن کے واسطے تو قنوط سے نہی
بطریق اولی اور بنحو اسے خطاب ہوگی کسی نے کہا یہ آیت عام ہے حق مین ہر کافر کے جو کہ توبہ کرتا ہے اور مومن
عاصی کے بارے مین جو کہ توبہ کرتا ہے پس اُس کی توبہ اُس کے گناہ کو مٹا دیتی ہے مراد اس سے تنبیہ ہے اس بات
پر کہ عاصی کو لائق نہین ہے کہ یہ گمان کرے کہ اسکو عذاب سے کوئی خلاصی نہین ہے کیونکہ جو کوئی یہ اعتقاد کریگا
تو وہ اللہ تعالی کی رحمت سے نا امید ہوگا اس لیے کہ گناہ گارون مین سے کوئی نہین ہے مگر جب وہ توبہ کرے گا
تو اسکا عتاب زائل ہو جائے گا اور مغفرت ورحمت والون سے ہو جائے گا حق یہ ہے کہ یہ آیت توبہ کے
ساتہہ مقید نہین ہے بلکہ اپنے اطلاق پر ہے بالجملہ جبکہ گنہ گار بندون کو نا امیدی سے نہی کی تو انکو خبر دی

اُس شئ کی جو قنوط کو رفع دفع کر دے اور قنوط کی جگہہ رجا و امید کو رکہہ دے اور وہ بات ذکر کی جس کے بعد کوئی شک باقی نہ رہے اور نہ اُس کے سُننے کی وقت کوئی گمان دل مین چبھے پس فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ الف ولام جو جمع پر داخل ہوا ہے سو اُس نے اُس کو جنس کے واسطے کر دیا کون جنس جو کہ مستلزم ہے اپنے افراد کی استغراق کو پس یہ اس قوت مین ہے کہ بیشک اللہ بخشدیگا ہر گناہ کو کوئی سا ہو مگر وہ گناہ جسکو نص قرآنی نے خارج کر دیا ہے یعنی شرک کما قال تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ پہر یہ مغفرت ہر گناہ کی جو کہ جمع معرف بلام جنسی سے معلوم ہوئی اور جس کی خبر اپنے بندون کو دی اُس پر بہی کفایت نہ کی بلکہ بالتصریح اپنے قول مبارک سے اُس کی تاکید فرمائی جَمِيْعًا یعنی سارے گناہون کو بخشدیگا پس کیا کہنا ہے اس بشارت پر نضارت کا جس کے واسطے مومنون کے دلون کی کلیان کہلتی ہین کون مومن جو اپنے پروردگار سے نیک گمان رکہنے والے ہین اپنی رجاء وامید مین صادق و راست باز ہین قنوط و ناامیدی کے لباس کو اُتارنے والے ہین بدگمانی کے چہوڑنے والے ہین اُس ذات پاک کے ساتہہ جس کے نزدیک کوئی گناہ کوئی بڑی شے نہین ہے اور نہ وہ اپنی مغفرت ورحمت کی ساتہہ بخل کرتا ہے اپنے بندون پر جو کہ اُسکی طرف متوجہ ہونے والے ہین طلب مین عفو و درگذر کے پناہ پکڑنے والے ہین اُسکی اپنے گناہون کی مغفرت مین اور کیا خوب و مرغوب ہے وہ علت جس سے اس مضمون کی تعلیل بیان فرمائی ہے یون فرما کر کہ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی وہ سارے گناہون کو بخشدے گا اس لیے وہ کثیر و عظیم و بلیغ و واسع المغفرة والرحمة سے ہے نہ اُسکی مغفرت کی کوئی حد ہے نہ اُسکی رحمت کی کوئی نہایت اسی جگہہ سے فی الجملہ سمجہانے کو شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے ؎

	اگر دردہد یک صلائے کرم		عزازیل گوید نصیبے برم	

دیکہو اپنی کثرت مغفرت و رحمت کو اس مختصر جملے مین کیسی دہوم دہام سے بیان فرمایا ہے اول تو غفور و رحیم دونون صیغے مبالغے کے جنسے موسلا دہار مغفرت و رحمت کا مینہ برس رہا ہے پہر جملہ اسمیہ جو کہ دوام و ثبات و استمرار پر دال ہے پہر اُس کی تاکید کلمہ اِنَّ سے جو کہ مضمون جملے کی تحقیق کو محقق کر رہا ہے پہر ضمیر فصل جو کہ تاکید و حصر کو بتا رہی ہے اور اعادہ اُن دو صفتون کا جنکو آیت سابقہ متضمن ہے اب جو کوئی اس تفضل عظیم و عطائے جسیم و فضل عمیم و رحم وسیع کا انکار کرے اور یہ خیال مین لائے کہ اللہ پاک کے بندون کا اُسکی رحمت سے ناامید کرنا اولی تر ہے اُن کو اُس شے سے جس کی اللہ سبحانہ نے اُن کو بشارت دی تو ہمقر رانع بڑے سے بڑے غلط کا ارتکاب کیا اور قبیح سے قبیح غلطی کی کیونکہ خوشخبری دینا اور ناامید نہ کرنا اللہ پاک کی کتاب مین مواعید الٰہی ہی کو لے کر آئے ہین اور اسی مسلک کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا ہے دیکہو آپکا فرمان و جب

الاذعان ہے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا یعنی آسانی کیجو مشکل مین مت ڈالیو خوشی سنائیو
نفرت مت دلائیو جبکہ تمہارے واسطے یہہ بات قرار پاچکی تو اب یہ سمجھو کہ اس آیت مین اور اس کریمہ مین کہ
ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ الآیہ جمع یہہ ہے کہ ہر گناہ کوئی سا ہو سوا شرک باللہ کے مغفور ہے واسطے اُس
شخص کے جس کے لیے اللہ بخشنا چاہے علاوہ اس کے یون کہہ سکتے ہین کہ اللہ پاک کا ہم کو یہ خبر دینا کہ وہ
سارے گناہون کو بخش دے گا دال ہے اسپر کہ وہ اُن سب کا بخشنا چاہتا ہے اور یہ اسکو مستلزم ہے کہ وہ
مسلمانون مین کے سب گناہ گارون کے واسطے مغفرت چاہتا ہے آب باین حیثیت دونون آیتون مین
کچھہ تعارض باقی نہ رہا رہا اس بات کا مقید کرنا ساتہہ توبہ کے بعد یہ کہ مغفور نہ ہون گے گر تائبون کے گناہ
جس کا مفسرون کی ایک جماعت نے زعم کیا ہے اور اس کے مدعی ہوئے کہ یہ اس لیے کہا ہے کہ درمیان آیتون کے
جمع ہوجائے سو یہ جمع ہے درمیان ضبّ و نون کے اور ملاح و حادی کے وَعَلٰی نَفْسِهَا تَمرَّا فِی تَعَنِّی
اگر یہہ بشارت عظیم مقید بتوبہ ہوتی تو اُس کے واسطے کوئی ایسا عمدہ موقع نہ ہوتا اس لیے کہ بسبب توبہ
کے تو اللہ تعالی شرک کہ مشرک کو بھی بخش دیتا ہے باجماع مسلمین اور اسی لیے یون فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر
ان یشرک بہ الآیہ بس اگر توبہ مغفرت مین قید ہوتی تو شرک پر نص کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا حالانکہ اللہ پاک
نے تو یون فرمایا ہے وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ واحدی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین سارے
مفسرون نے کہا ہے کہ یہ آیت حق مین ایک قوم کے نازل ہوئی ہے جو اس سے ڈرے کہ اگر وہ مسلمان
ہوجائین تو اُن کے واسطے وہ بڑے بڑے گنہ بخشے جائین جنکو کرچکے ہین جیسے شرک و قتل نفس و دشمنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شوکانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین ہم نے مانا کہ آیت انہین کی شان
مین اُتری ہے پہر کیا ہوا اس واسطے کہ اعتبار تو لفظ عموم کا ہی جسپر وہ مشتمل ہے نہ خصوص سبب کا چنانچہ یہ
بات درمیان اہل علم کے متفق علیہ ہے اگر آیات قرآنی و احادیث نبوی اپنے اسباب نزول و ورود کے
ساتہہ مقید ہوتی اور اُن سے آگے نہ بڑہتی تو اکثر تکالیف و احکام شرعی اُمت سے مرتفع ہوجاتے گو کل
نہ ہوتے حالانکہ لازم بالاجماع باطل ہے تو ملزوم بھی اس کے مثل باطل ہے وَفِی السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ
الثَّابِتَةِ فِی الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا فِی هٰذَا الْبَابِ مَا لَوْ عَرَفَهُ الْمُطَّلِعُ عَلَيْهِ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَقَدَرَهٗ
حَقَّ قَدْرِهٖ عَلِمَ صِحَّةَ مَا ذَكَرْنَاهُ وَعَرَفَ حَقِّيَّةَ مَا حَرَّرْنَاهُ قَالَهُ الشَّوْكَانِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی
ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ وحشی
جس وقت اسلام لایا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الآیہ
وحشی اور اُس کے ساتہیون نے کہا کہ ہم نے اس سب کا ارتکاب کیا ہے اسپر اللہ تعالی نے قل یاعبادی الآیہ اُتاری

بخاری نے ادب مفرد مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک گروہ پر اپنے اصحاب کے اور وہ ہنس رہے تھے اور بات چیت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے
ہاتھ مین میری جان ہے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو البتہ ہنستے تم تھوڑا اور البتہ روتے بہت پھر آپ تشریف
لے گئے اور لوگون کو رلایا اللہ تعالی نے آپکی طرف وحی بھیجی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کیون ناامید کرتا
ہے میرے بندون کو تو نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم لوٹ کر تشریف لائے پھر فرمایا اَبْشِرُوْا وَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا
ابن مردویہ و بیہقی نے اپنے سنن مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی حق مین اُس شخص کے جو مفتون ہوا ابن جریر نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے
کہا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کون آیت زیادہ تر وسیع ہے تو لوگ ذکر کرنے لگے آیتون
کا قرآن سے من یعمل سوء او یظلم نفسہ الآیہ اور مثل اسکے پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا نہین ہے
قرآن مین زیادہ تر وسیع یا عبادی الآیہ سے صحیحین مین بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
اُس شخص کی حدیث طویل ہے جس نے کہا تھا کہ مجھ کو ہوا مین برا ڑا دینا اور سنن ابی داود مین جلنے والے دو متحابین کی حدیث ہے ترمذی نے حضرت انس
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ فرماتے تھے
اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اے ابن آدم بیشک تو جبتک مجھے پکارے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تو مین
بخشون گا واسطے تیرے اوپر اُس شے کے جو تجھ سے ہوگئی اور مین پروا نہین کرتا ہون اے ابن آدم
اگر پہونچ جائین تیرے گناہ عنان آسمان کو پھر تو مغفرت مانگے مجھ سے تو مین مغفرت کرون واسطے
تیرے اور مین پروا نہین کرتا ہون اے ابن آدم اگر تو آئے میرے پاس قراب زمین بھر خطایا لے کر
پھر تو مجھ سے ملے اس حال مین کہ شریک کرے تو ساتھ میرے کسی شے کو تو البتہ آؤن مین تیرے پاس

قراب زمین بھر مغفرت لے کر عنان بمعنے سحاب ہے اور قراب الارض بضم القاف ہو ما یقارب ملاہا .

بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے بندون کو یہ بشارت دی کہ وہ سارے گناہ بخش دے گا تو اُن کو امر کیا کہ اسکی طرف رجوع
ہون باین طور کہ طاعات بجالائین اور معاصی سے بچین پس ارشاد فرمایا وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ یعنی رجوع ہو طرف
اپنے رب کی اُس مین وہ شے نہین ہے جو اسپر دال ہو کہ اول آیت کو توبہ کے ساتھ مقید کرین نہ تو بمطابقت
اور نہ بہ تضمن اور نہ بالتزام جو بات اس مین ہے غایت اسکا یہ ہے کہ بندون کو اُس بشارت عظمی کی خوشی
سنائی پھر اُن کو خیر کی طرف بلایا اور شر سے اُن کو ڈرایا علاوہ اسکے یون کہہ سکتے ہین کہ یہ جملہ مستانفہ
ہے اور کفار کو خطاب کیا ہے جو اسلام نہین لائے ہین بدلیل اس قول کے وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اول تو مسلمانون
کو ترغیب دی ساتھ اول آیت کے اور انکو خوشخبری دی بعد اُس کے کفار کو تحذیر کی اور انکو ڈرایا گو یہ بات بعید ہے

لیکن ممکن ہے کہ اسکے قائل ہون معنی ظاہر کی بنا پر سہ ہین کہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو واسطے ان باتون مین جمع کیا کہ انکو
بشارت عظیم دی اور اپنی طرف رجوع ہونیکا امر فرمایا اور اپنے واسطے اخلاص کرنے کا حکم دیا اور اپنے امر و حکم کے لیے مطیع
و خاضع و فرمان بردار ہونیکا امر کیا اور قولہ تعالی مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ یعنی پہلے اسکے کہ آوے تمکو عذاب دنیا کا
چنانچہ قولہ تعالی من قبل ان یاتیکم اسی عذاب دنیا کو مفید ہے پس اس مین وہ شی نہین ہے جو دال ہو اوپر بات کے جس کا زعم
کرنے والون نے زعم کیا اور جس سے نا امید ہونیوالون نے ڈر نا امید کرنے والون نے تمسک فرمایا ہے والحمد للہ رب
العالمین ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنی پھر تم منع نہ کیے جاؤ اُس عذاب سے اگر تم توبہ کرو قبل نزول عقاب کے **قولہ**
تعالی واتبعوا احسن ما انزل اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ احسن سے مراد قرآن شریف ہے یعنی حلال جانو
اُس کے حلال کو اور حرام جانو اُس کے حرام اور قرآن سب کا احسن ہے حضرت حسن نے فرمایا ملتزم ہو تو اُس کی طاعت
کے اور بچو اُس کے معاصی سے خازن کا لفظ یہ ہے لازم کرو اللہ کی طاعت کو اور بچو اسکی معصیت سے اس واسطے
کہ نازل کیا گیا ہے قرآن مین ذکر قبیح کا تاکہ اس سے بچو اور ذکر احسن کا تاکہ اُس کو اختیار کرو اور اسکو تو سدی
نے کہا احسن وہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے امر کیا ہے اپنی کتاب مین ابن زید نے کہا مراد محکمات آیتین ہین اور
سونپو علم متشابہ کا طرف اُس کے عالم کے کسی نے کہا پیروی کرو ناسخ کی نہ منسوخ کی کسی نے کہا عفو کی نہ انتقام
کی ساتھ اُس شے کے جس مین انتقام لائق ہے کسی نے کہا پیروی کرو احسن اُس شے کی جو تمہاری طرف نازل کی
گئی ہے اخبار امم ماضیہ سے اِسی کی مثل یہ آیت ہے اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ حنفاوی
نے کہا کہ احسن ما انزل قرآن ہے اس واسطے کہ ہمارے رب کی طرف سے بہت کتابین نازل کی گئی ہین احسن انکا قرآن
ہے بیضاوی کا لفظ یہ ہے القران او المامور به دون المنهی عنه او العزائم دون الرخص او الناسخ دون المنسوخ
و لعله ما هو انجی و اسلم کالانابة والمواظبة علی الطاعة انتہی بیان اس کا یہ ہے کہ مراد احسن ما انزل سے احسن اُس شے
کا ہے جو اُتاری گئی نبی آدم پر اس بنیاد پر کہ خطاب بنی آدم کو ہے معنی یہ ہین اتباع کرو احسن وحی کا یا اَحْسَنَ
کتاب کا جو نازل کی گئی طرف تمہارے اور یہ کل قرآن ہے یہ ایک معنی ہوئے دوسرے معنے یہ ہین کہ مراد احسن قرآن
سے وہ مامور بہ ہے جو اس کے ضمن مین ہو اس لیے کہ مامور بہ لامحالہ احسن ہے منہی عنہ سے تیسرے معنی یہ ہین کہ مراد
احسن قرآن سے عزیمتین ہین اس لیے کہ وہ احسن ہین رخصتون سے چوتھے یہ معنی ہین کہ احسن سے مراد ناسخ ہے کیونکہ
ناسخ ہمارے حق مین احسن ہے پھر اس احتمال کو ترجیح دی کہ احسن قرآن سے مراد وہ شی ہے جو کہ ظاہر رہے ہو پہنچانے میں
طرف نجات و سلامت کے کیونکہ یہ شے فائدے مین اکثر و اشمل ہے جیسے انابت اور طاعت پر مداومت کذا فی
شیخ زادہ **قولہ تعالی** مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی انابت
و اسلام و اتباع احسن ما انزل کرو قبل اس کے کہ آجائے تمپر عذاب اچانک اس حال مین کہ تم اُس سے غافل ہو اور

تم کو اس کا شعور نہ ہو کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تم اچانک مرجاؤ تو عذاب مین پڑو لیکن قول اوّل اولیٰ ہے اس لیے کہ جو عذاب انکو ناگہان آئے گا وہ عذاب دنیا مین ہے ساتھہ قتل و قید و خوف و قہر و قحط سالی کے نہ عذاب آخرت کا اور نہ موت کیونکہ آنے کی نسبت اس کی طرف نہین کی گئی ہے پھر اللہ پاک نے کفار سے تین قول نقل فرمائے پہلا قول یہ ہے ان تقول نفس الآیہ بصریون نے کہا تقدیر یہہ ہے حذرا ان تقول کوفیون کی تقدیر یہ ہے لئلا تقول مبرد نے کہا بادروا خوف ان تقول او حذرا من ان تقول زمخشری کی یہ تقدیر ہے کراہتہ ان تقول ابن عطیہ نے کہا وانیبوا من اجل ان تقول ابوالبقا وحوفی نے کہا انذرنا کم مخافۃ ان تقول حلبی نے بعد نقل بعض تقادیر مذکورہ کے کہا کہ انیبوا کے ہوتے ہوئے اس عامل کے اضمار کی کچھہ حاجت نہین ہے زجاج نے کہا خوف ان تصیروا الی حال تقولون فیہا یاحسرتیٰ نفس نکرہ لایا گیا اس لیے کہ مراد اس سے بعض الانفس ہین یعنی نفس کافرہ جو کہ متمیز ہے ساتھ لجاج و اصرار شدید کے کفر مین یا ساتھہ عذاب الیم کے کسی نے کہا کہ مراد اس سے تکثیر ہے جسطرح کہ اس آیت مین ہے عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ یعنی نفوس کثیرہ مراد کفار ہین اور مومنین عاصین جمہور نے یاحسرتا بالف پڑھا ہے یای متکلم مضاف الیہ کو الف سے بدل لیا ہے اصل مین یاحسرتی ہے اور ابن کثیر نے وقف مین یاحسرتاہ بہائے سکتہ اور ابوجعفر نے یاحسرتی بیا بنابر اصل حسرۃ کہتے ہین نادم و پشیمان و غمگین و محزون ہونے کو اس شے پر جو فوت ہو گئی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ مین کلمہ ما مصدریہ ہے ای علی تفریطی و تقصیری فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ ای فی طاعتہ قالہ الحسن معنی یہ ہین کہ رجوع ہو طرف اپنے رب کے ناگہان عذاب آنے سے قبل و اسطے خوف اس بات کے کہ کافر لوگ اور عاصی مومن کہین ای ہماری حسرۃ و ندامت ہماری کمی و تقصیر کرنے پر اللہ کی طاعت مین مارے رنج و غم کے حسرت و ندامت کو پکارین گے کہ او کمبخت ندامت تو کدہر گئی یہ تو تیری حضوری کا وقت ہے اس سے بڑھکر اور کون وقت حسرت کا ہوگا کہ کام کرنے کا وقت نکل گیا اور تدارک مشکل ہو گیا اب تو ہی مونس و ہمدم ہے ہم ہین اور تو ہے تیرے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مصاحب غمخوار اور حسرت و ندامت بزبان حال یون کہی ؎

چہچہے بلبل نادان کو سُنے ہنس ہنس کر	اب جگر تہام کے بیٹہو میری باری آئی

نعوذ باللہ من جمیع ما کرہہ اللہ اللہم اغفر لنا ذنوبنا ووفقنا الصالح الاعمال قبل الموت وارزقنا التدارک قبل الفوت آمین یا مجیب الداعین آمین جنب و جانب دونون بمعنی جہت شی ہین جو کہ محسوس ہو اطلاق جنب کا طاعت پر مجاز استعارہ ہے باین طور کہ طاعت کو جہت سے تشبیہ دی وجہ شبہ یہہ ہے کہ طاعت و جہت کو اپنے اپنے صاحب سے تعلق ہوتا ہے پس طاعت کو اللہ کے ساتھہ تعلق ہے جسطرح کہ جہت کو اپنے صاحب سے تعلق ہے ضحاک نے کہا فی ذکر اللہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے اور اسپر عمل کرنا ہے ابو عبیدہ نے کہا فی ثواب اللہ کسی نے کہا فی حق اللہ یا فی امر اللہ یا فی ذات اللہ فراء نے کہا جنب بمعنی قرب و جوار ہے یعنی فی قرب اللہ و جوارہ اسی معنی سے والصاحب

بِالْجَنْبِ ہے معنی اس قول کی بنا پر یہ ہین اے حسرت میری اُس شے پر کہ تقصیر کی مین نے اللہ کے قرب وجوار طلب کرنے مین مراد بہشت عنبر سرشت ہے ابن اعرابی بھی اسی کے قائل ہین زجاج نے کہا اُس طریق مین جو کہ اللہ کا طریق ہے اُس کی توحید سے اور اقرار کرنے سے ساتھہ نبوت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی بنا پر جنب بمعنی جانب ہو یعنی تقصیر کی مین نے اُس جانب مین جو کہ پہونچا دے طرف رضاء اللہ تعالیٰ کے محاورے مین بولتے ہین انا فی جنب فلان یعنی مین فلان کی رضا مین ہون اور فلان لین الجانب والجنب ہے یعنی راضی ہے پہر کہا ہے کہ فرط فی جنبہ وجانبہ یعنے فلان نے تقصیر کی فلان کے حق مین یہ باب کنایہ سے ہے جملہ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ محل نصب مین ہے بنا بر حال ضمیر فرطت سے یعنی مین نے تقصیر کی اللہ کی حق مین اس حال مین کہ مین نہین تہا مگر اُن مین سے جو کہ ٹہٹہا کرتے ہین اللہ کے دین سے دنیا مین اور اُس کی کتاب ورسول ومومنین سے قتادہ نے کہا اُس کو کفایت نہ کی اس بات نے کہ اللہ کی طاعت کو ضائع کیا یہان تک کہ اہل طاعت سے سخریہ کیا پہر دوسرا قول نقل فرمایا اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یعنی اگر اللہ مجہے اپنے دین کی راہ بتاتا تو البتہ ہوتا ان مین سے جو کہ شرک ومعاصی سے بچتے ہین یہ قول اُنہین کی باطل حجتون سے ہے جن کے ساتہہ مشرک حجت پکڑتے ہین اور اُن باطل بہانون سے ہے جن کے ساتہہ وہ بہانہ کیا کرتے ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا یعنی ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیتے ہین اِن کا مادہ ہی ناقابل تہا ورنہ اُن سے کیا دشمنی تہی اگر بجائے قول مذکور یون کہتے تو بجا تہا ٥

ہرچہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست	✤	ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست

ابو منصور نے کہا یہ کافر زیادہ تر عارف ہے اللہ کی ہدایت کا معتزلہ سے اور اسی طرح سے یہ کفار جنہون نے اپنے اتباع سے یون کہا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ولیکن اُس نے ہم سے اختیار ضلالت وغوایت جانا تو ہم کو مخذول وبے مدد چہوڑ دیا اور توفیق نہین دی معتزلہ کہتے ہین بلکہ اُن کو ہدایت کی اور توفیق عطا فرمائی لیکن راہ یاب نہ ہوئے پہر اللہ پاک نے اُن کا تیسرا قول نقل فرمایا اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی یا کہے جبکہ عذاب کو دیکہے کہ اگر میرے واسطے پہر جانا ہوتا طرف دنیا کے تو مین ہوتا اُن مین سے جو کہ اللہ پر ایمان لاتے ہین اُس کی توحید کرتے ہین اپنے اعمال مین احسان واخلاص کا برتاؤ رکہتے ہین نصب فَاَكُوْنَ کا یا تو اِس لیے ہے کہ کرۃ پر معطوف ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یا اس سبب سے ہے کہ جواب ہے تمنی کا جو کہ لو ان لی کرۃ سے مفہوم ہوتی ہے کلمہ او کے ساتہہ تعبیر کی اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ نفس ان قولون سے خالی نہ ہوگا مارے تحسر وتحیر وتعلل وبہانہ جوئی کے ساتہ

اُس بات کی جس کے تحت مین کسی طرح کا فائدہ نہین ہے تو اب کلمہ او واسطے تنویع کے ہوگا یعنی اُس وقت نفس جو باتین
کرے گا سوا اسکے انکی قسمین تہا نا منظور ہے یہ بہی صحیح ہے کہ او مانعۃ الخلو ہو تو اب جمع جائز ہوگی یعنی ان باتون مین کی
کوئی بات ضرور کہے گا یا سب کہے گا پہر اللہ پاک نے ایسا جواب ذکر کیا جو نفس متمنی کو دیگا کون نفس جو کہ بدون علت
کے زبردستی بہانہ جوئی کرتا ہے پس ارشاد فرمایا بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ الآیہ یعنی پہر اللہ کی طرف سے اُس کو کہا جائیگا
بلیٰ الخ گویا نفس کافرہ نے کہا کہ اللہ نے مجھے ہدایت نہین کی تو کہا جائیگا کیون نہین مقرر آئین تیرے پاس میری
آیتین راہ بتاتی تجھکو مراد آیات سے تنزیلی آیتین ہین یعنی قرآن شریف پہر تو نے انکو جھٹلایا وہ یہ قول ہے اسکا
کہ وہ اللہ کے پاس سے نہین ہین اور تو نے تکبر کیا اُنپر ایمان لانے سے اور تہا تو باوجود اس تکذیب و استکبار کے
اُن مین سے جو کہ انکار کرنے والے ہین اللہ کا اللہ پاک نے جاءتک و کذبت و استکبرت و کنت مین مذکر کا
خطاب ذکر فرمایا اس لیے کہ نفس کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے مبرد نے کہا عرب لوگ کہتے ہین نفس واحد یعنے
انسان واحد یا اس کی تذکیر باعتبار اُس کے شخص کافر ہونے کے ہے جمہور نے ان جگہون مین بفتح تا پڑہا ہے
اور جحدری و ابو حیوہ و یحیی بن یعمر نے سب مین بکسر تا یہ قرات امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور انکی صاحبزادی
ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی ہے اور ابن کثیر سے بہی مروی ہے وَ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ٥
وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ٥
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ اور قیامت کے

ع ۱۱

دن تو دیکھے انکو جو جہوٹ بولتے ہین اللہ پر اُن کے منہ سیاہ کیا نہین دوزخ مین ٹہکانا غرور والون کو اور بچا دیگا
اللہ انکو جنہون نے ڈر رکہا اُن کے بچاؤ کی جگہہ نہ لگی انکو برائی اور نہ وہ غم کہاوین اللہ بنانے والا ہے ہر چیز
کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے اسی کے پاس ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئی ہین اللہ کی
باتون سے وہ جو ہین وہی ہین ٹوٹے مین پڑے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک
خبر دیتا ہے روز قیامت کی کہ اس مین کتنے منہ تو سیاہ ہون گے اور کتنے منہ سفید اہل فرقت و اختلاف کی
سونہ تو سیاہ پڑجائین گے اور اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید براق ہون گے اور اس جگہہ اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہے ویوم القیمۃ تری الذین کذبوا علی اللہ یعنی قیامت کے دن تو دیکھے گا اُن لوگون کو جو اپنے اس
دعوی مین جہوٹے ہین کہ اللہ کے واسطے شریک اولاد ہے اُن کے منہ بسبب اُن کے کذب و افترا کے
سیاہ ہون گے قولہ تعالی اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ یعنی کیا دوزخ کافی نہین ہے غرور والون
کو از روے قید خانے اور جاے رجوع کے اُن کے واسطے اس مین رسوائی و ذلت و خواری ہے بسبب

اُن کے تکبر و تجبر کے اور بوجہ اُن کے انکار کرنے کے حق کے لیے منقاد ہونے سے **ابن ابی حاتم** نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک متکبر لوگ حشر کیے جائینگے قیامت کے دن مثل چہوٹی چیونٹیون کی صورتون مین آدمیون کے ہر قسم کی ذلت وخواری اُنپر چڑہی ہوگی یہانتک کہ داخل کیے جائینگے ایک قید خانے مین آگ کے ایک وادی مین جسکو بولس کہتے ہین آگ اُنکی آگ سے اور پلائی جائینگی نچوڑ سے اہل نار کے اور طینۃ الخبال سے **قولہ تعالی** وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ الآیہ یعنی نجات دیگا اللہ اُن لوگون کو جنہون نے ڈر رکہا بسبب اُس سعادت و فوز کے جو اُن کے واسطے سابق ہوچکی ہے نزدیک اللہ کے نہ لگے گی اُنکو برائی قیامت کے دن اور نہ وہ غم کہاوینگے یعنے فزع اکبر انکو غمگین نہ کریگا بلکہ وہ بے خوف ہونگے ہر خوف و گہبراہٹ سے دور ہونگے ہر شر سے پانیوالے ہونگے ہر خیر کو **قولہ تعالی** خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ الآیہ یعنی اللہ پاک خالق و رب ملیک ہے سارے اشیاء کا اور اُن مین تصرف کرنیوالا ہے اور ہر شے اُس کی تدبیر و قہر و حفظ کے تحت مین ہے **قولہ تعالی** لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **مجاہد** نے کہا کہ مقالید فارسی مین مفاتیح کو کہتے ہین یعنی کنجیان اسی طرح قتادہ و ابن زید و سفیان بن عیینہ نے بہی کہا ہے **سُدی** نے کہا کہ لہ مقالید السموات والارض کے یہ معنی ہین کہ اللہ کے واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے معنی دونون قول کی بنا پر یہہ ہین کہ کامون کی باگین اللہ تبارک و تعالی کے ہاتہہ مین ہین اُسی کے لیے ملک ہے اور اُسی کے واسطے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اسی لیے اللہ جل و علا نے یون فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی اور وہ لوگ جو منکر ہوئے اللہ پاک کی حجتون اور برہانون کے وہی ہین ٹوٹا پانیوالے **ابن ابی حاتم** نے اس جگہہ ایک نہایت غریب حدیث روایت کی ہے حالانکہ اُس کی صحت مین نظر ہے لیکن ہم اُسکو ذکر کرتے ہین جیسے اُنہون نے ذکر کی ہے وہ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عمر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لہ مقالید السموات والارض کی تفسیر پوچہی تو آپنے فرمایا اے عثمان کسی نے تیرے قبل مجہسے اسکا نہین پوچہا آپ نے فرمایا تفسیر اسکی یہہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اے عثمان ...... جو اُسکو کہے جس وقت کہ صبح کرے دس بار تو وہ چہہ خصلتین دیا جائے گا اول اُنکی تو یہ ہے کہ حراست کیا جائے گا ابلیس سے اور اُس کے لشکرون سے دوسری یہ ہے کہ دیا جائے گا ایک قنطار اجر سے تیسری یہ ہے کہ بلند کیا جائے گا واسطے اُس کے ایک درجہ جنت مین چوتہی یہہ ہے کہ بیاہ کیا جائے گا حور عین

سے پانچوین یہہ ہی کہ بارہ فرشتے اُس کے پاس حاضر ہون گے چھٹے یہہ ہے کہ دیا جاوے کا اجر سے مثل اُس شخص کے جس نے پڑہا
قرآن و توریت و انجیل و زبور کو اور روا طواس کے مع اُس کے اسے عثمان اجر سے مثل اُس شخص کے ہے جس نے حج کیا اور اسکا حج
قبول کیا گیا اور عمرہ کیا پہر اُسکا عمرہ قبول کیا گیا پہر اگر اسی دن مر گیا تو مہر کی جاوے گی اُسپر ساتہہ طابع شہدا کے رَوَاہُ
اَبُوْ یَعْلٰی اَلْمَوْصِلِیُّ مِنْ حَدِیْثِ یَحْیٰی بْنِ حَمَّادٍ بِہٖ مِثْلَہٗ وَھُوَ غَرِیْبٌ وَفِیْہِ نَکَارَۃٌ شَدِیْدَۃٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
ف فتح البیان کا بیان فاتح یہہ ہے کہ قیامت کے دن دیکہے گا تو اُن لوگون کو جنہون نے جہوٹ بولا اللہ پر
باین طور کہ اُس کے واسطے شریک ہے اور جورو اور اولاد مُنہ اُن کے سیاہ ہون گے اس لیے کہ عذاب نے اُن کا احاطہ کیا ہوگا
اور بسبب غضب و نقمت اللہ کے جس کا وہ مشاہدہ کرین گے جملہ وجوہہم مسودۃ محل نصب مین ہے بنا بر حال اخفش نے
کہا کہ تری عامل نہین ہے وجوہہم مسودۃ مین یہ جو ہے سو مبتدا و خبر ہے اولی یہہ ہے کہ تری اگر بصری رویت سے ہو تو جملہ
وجوہہم مسودۃ حالیہ ہوگا اور اگر قلبی رویت سے ہے تو تری مفعول ثانی ٹہیرے گا قولہ تعالی اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی
لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ مین استفہام واسطے تقریر سیاہ ہونے اُن کے چہرون کے ہے اور اُس کی تعلیل ہے گویا یون کہا کہ اُن
کے چہرے سیاہ ہون گے اس لیے کہ اُن کے واسطے جہنم مین قرار گاہ اور جاے قیام ہے کبر کہتے ہین بطر حق و غمط ناس کو جیسا
کہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے غرض کہ جو لوگ اللہ پاک کی طاعت و عبادت سے تکبر کرتے ہین اور حق کو نہین مانتے اور لوگون
کو حقیر جانتے ہین انکی قیام گاہ جہنم ہے اور نجات دیگا اللہ اُن لوگون کو جو شرک و معاصی سے بچے حرف با بِمَفَازَتِہِمْ مین محذوف
سے متعلق ہے اور وہ حال ہے موصول سے ای متلبسین بمفازتہم یعنے نجات دیگا اللہ انکو جہنم سے اس حال مین کہ وہ متلبس ہون گے
ساتہہ مکان فوز اپنے کے جو کہ جنت ہے باین طور کہ اُس مین رکہے جاوین گے جمہور نے بمفازتہم کو بافراد پڑہا ہے
بنا بر مصدر یہی فوز کہتے ہین ظفرمند ہونے کو ساتہہ خیر کے اور نجات پانے شر سے مبرد نے کہا مفازہ بروزن مفعلہ ہے فوز
سے اور فوز بمعنے سعادت ہے اور اگر مفازہ جمع کیا جاوے تو بہتر ہے جیسے سعادت و سعادات کہتے ہین معنی یہ ہین کہ نجات
دیگا انکو اللہ ساتہہ فوز اُن کی کے یعنی ساتہہ نجات اُنکی کے نار سے اور ساتہہ فائز ہونے انکی کے جنت سے حمزہ و کسائی
و ابوبکر نے بمفازاتہم بجمع پڑہا ہے مفازہ کو جمع کیا باوجود اس کے مصدر ہونے کی یہ سبب اختلاف انواع کے کسی نے کہا
کہ یہان مضاف محذوف ہے تقدیر یہ ہے بدواعی مفازتہم او باسبابہا اور مفازہ بمعنی منجاۃ ہے کسی نے کہا اُسکی کچہہ حاجت
نہین ہے اس لیے کہ مفازہ سے مراد فلاح ہے اور جملہ لَا یَمَسُّھُمُ السُّوْٓءُ اور جملہ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ مفسر ہین
بمفازتہم کے گویا کسی نے کہا کہ اُن کا مفازہ کیا ہے سو یہ اس کا جواب ہے کہ مفازہ اُن کا یہہ ہے کہ نہ چہوئے گی اُن کو
بُرائی اور نہ وہ غم کہاوین گے کسی نے کہا کہ یہہ دونون جملے محل نصب مین ہین بنا بر حال الذین اتقوا سے
یعنی اللہ انکو نجات دیگا اس حال مین کہ دور کی جاوے گی اُن سے بُرائی اور غم کسی نے کہا کہ حرف با بمفازتہم مین سببیہ
ہے یعنی نجات دیگا انکو اللہ بسبب انکی فوز کے مع اُس کے کہ بُرائی اُن کو نہ لگے گی اور نہ غم اُن کے دلون کی طرف پہونچے گا

اس واسطے کہ وہ راضی ہوئے اللہ کے ثواب سے اور امن مین ہوئے اُس کے عقاب سے پھر اللہ پاک نے وعدہ وعید مین کلام کو طول دیا تو دلائل الہیت و توحید کی طرف عود کیا پس فرمایا اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ یعنی اللہ سبحانہ پیدا کرنے والا ہے ہر شے کا اُن اشیا سے جو کہ موجود ہین دنیا و آخرت مین کوئی سی شے ہو بدون فرق کے ایک شے مین اور دوسری شے مین اس مین رد ہے معتزلہ و ثنویہ پر جو کہ قائل ہین اس کے کہ اللہ تعالیٰ شر کا اور افعال عباد کا خالق نہین ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کل شے کو شامل کیا ہے واسطے شر و خیر و کفر و ایمان کے پھر فرمایا کہ وہ ہر شے پر وکیل ہے یعنی ہر شے مین متولی تصرف کا وہی ہے ساری اشیا اُسی کی طرف سپرد کی گئی ہین سو وہ اُن کے حفظ و تدبیر کے ساتھ قائم ہے بدون کسی مشارک کے جملہ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مستانفہ ہے مثلاً کسی نے کہا کہ وہ ہر شے پر وکیل کیونکر ہے سو یہ اُسکا جواب ہے کہ اسی کے واسطے کنجیان ہین آسمانون کی اور زمین کی یہ کلام باب کنایہ سے ہے اس لیے کہ حافظ و مدبر خزانون کا وہی شخص ہوتا ہے جو کہ اُنکی کنجیون کا مالک ہوتا ہے پس کنایہ ہے شدت تمکن و تصرف سے ہر شے مین جو کہ مخزون ہے آسمان و زمین مین اور ظاہر پر حمل کرنا اولیٰ ہے اس جگہہ مراد مقالید سموات و ارض سے کنجیان ہین آسمان و زمین کی اور کنجیان رزق و رحمت کی جیسا کہ مقاتل و قتادہ وغیرہما نے کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُنکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ مفاتیحہا الیث نے کہا کہ مقلاد یعنی خزانہ ہے معنی آیت کے یہہ ہین کہ اُسی کے واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے ضحاک و سُدی بھی اُسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ خزائن سموات کے مطر ہے اور خزائن زمین کے نبات کسی نے کہا کہ مقالید السموات والارض یہہ کلمے ہین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ واللہُ اکبر و سُبحان اللہ وبحمدہ و استغفر اللہ ولاحول لاقوۃ الا باللہ ابو یعلیٰ و یوسف قاضی کا لفظ اُن کی سُنن مین اور ابو الحسن القطان و ابن السنی و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ کا لفظ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً یہ ہے لَآ الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و سُبحان اللہ والحمد للہ و استغفر اللہ الذی لَآ الٰہ الا ہو الاول والآخر والظاہر والباطن یحیی ویمیت وہو حی لایموت بیدہ الخیر وہو علیٰ کل شیء قدیر اسکے اور کئی طریق ہیں حضرت عثمان سے اس کے سوا اور کئی قول ہین اس قول کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ اللہ کو واسطے یہ کلمے ہین انکے ساتھ اُسکی توحید و تمجید کی جاتی ہے اور یہ کنجیان ہین خیر سموات و ارض کی جو کوئی ان کلمون کو کہے تو اس خیر کو پہونچے مقالید کا واحد مقلید و مقلاد ہے یا اُسکے لفظ سے اُس کا کوئی واحد نہین ہے مثل اساطیر کے اور اقلید و اقالید بھی کہتے ہین یا اس کلمے کی اصل فارسی ہے بنا بر اُس قول کے جو کہا ہے کہ جمع ہے اقلید معرب اکلید کی جوہری نے کہا کہ اقلید مفتاح ہی پھر کہا کہ جمع مقالید ہے قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی جن لوگون نے کفر کیا ساتھ قرآن کے اور باقی آیتون کے جو کہ دال ہین اللہ پاک پر اور اُسکی توحید پر وہی ہین کامل خسران زیان مین اس لیے کہ وہ بسبب اس کفر کے آگ کی طرف گئے محلی نے کہا کہ یہ جملہ متصل ہے وینجی اللہ الخ سے اور جو کچھہ انکی

درمیان آئی ہے وہ کلام معترض ہے بیضاوی نے کہا یعنی بیان ہے معطوف ہے عطف اوپر المتقابلین پر و بگر اگرچہ
معطوف جملہ اسمیہ ہے اور معطوف علیہ جملہ فعلیہ سو یہ اختلاف صحت عطف کو مانع نہیں ہے غایت اسکا یہ ہے کہ حسن عطف
سے خالی ہے انتہی شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ اصل کلام یون ہو ینجی اللہ المتقین بمفازتہم و
الذین کفروا اولئک ہم الخاسرون پر عطف ہو اور المتقابلین کا ذکر اس لیے کہ اور المجملین کی مفردات دو جملے
کی مقابل ہیں یعنی کی جہت سے یہ دو جملے جبکہ یہ بات بیان کرنے کو لائے گئے کہ اللہ تعالی اہل تقوی و اہل کفر مین سے ہر ایک
کو جزا دیگا موافق ان کے افعال کے تو درمیان ان کے وہ جملہ معترضہ لایا گیا جو اس بات کی تاکید کرتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالی
ہر شے کا خالق ہوا اور ساری اشیا اسی کی طرف موکل ہوئیں اور خزائن سموات و ارض کا وہی مالک ہوا تو اس سے یہ لازم
آیا کہ اللہ تعالی افعال مکلفین پر مطلع ہے اور انپر جزا دینے والا ہے ہی یہ بات کہ ینجی اللہ الذین اتقوا جملہ فعلیہ ہے اور والذین
کفروا جملہ اسمیہ اور اسمیہ کا عطف فعلیہ پر حسین نہیں ہے سو اسکا یہ جواب ہے کہ مقتضی ظاہر کا یون تھا کہ یہلک الکافرین
کہا جاتا مگر ایسا نہ کہا اور طرز کلام کو بدلا واسطے عمدہ نکتون کے اول نکتہ یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ متقیون کو
جو بھلائی پہونچی سو وہ طرف اللہ تعالی کے ہے بسبب اسکے فضل و رحمت کے اور کافرون کو جو برائی پہونچی سو وہ طرف سے انکی
جانون کے ہے اس لیے کہ انہون نے اپنے بہرہ و نصیب کا خسران و زیان کیا بسبب اپنی سوء اختیار کے اور دوسرا نکتہ
کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بوجہ اپنی غایت کرم کے وعدہ متقین کی تصریح فرمائی اور اپنی ذات مقدس کی طرف اسکی
نسبت کی اور وعید کفار کی تصریح نہ فرمائی اپنی طرف نسبت کرنے کا کیا ذکر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ والذین
کفروا متصل ہے قولہ تعالی اللہ خالق کل شیء الآیہ سے یعنی اللہ تعالی کا کمال قدرت و حکمت ایسا ہو کہ آسمان و زمین
مین اسی اکیلے کا تصرف ہے اور وہی ان کا حافظ و نگہبان ہے اور جو لوگ اسکے منکر ہون تو وہی ہین کامل
زیان کار پھر اگر مقالید السموات والارض کنایہ ہوگا اللہ پاک کی قدرت سے تو آیات اللہ سے مراد دلائل قدرت
الہی ہونگی اور اگر مقالید کی تفسیر حدیث مذکور کے ساتھ کیجاوے گی تو مراد آیات اللہ سے کلمات توحید و تمجید باری
تعالی ٹھیرینگے بالجملہ جبکہ کفار نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بت پوجنے کی طرف بلایا جس پر وہ قائم تھے تو اللہ
پاک نے ایکو امر فرمایا کہ ان سے یون کہو قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أُوحِيَ
إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ
وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ
مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ تو کہہ اب اللہ کے سوا کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجون اے نادانون
اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلون کو اگر تو نے شریک مانا اکارت جاوینگے تیرے کیے اور تو ہوگا ٹوٹے مین آیا
بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والون مین اور نہین سمجھے اللہ کو جیسا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے

اُس کی دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہین اُسکے داہنے ہاتھہ مین وہ پاک ہے اور بہت اوپر اُس سے کہ شریک بتاتے ہین
ف اللہ کے فرمانے موافق اللہ کا دہنا ہاتھہ کہیے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین قل افغیر اللہ الآیہ کے سبب نزول
مین وہ روایت ذکر کی ہے جو کہ ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکون نے
اپنے جہل و نادانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا طرف پوجنے اپنے معبودون کے اور وہ آپکے ساتھہ اُنکو معبود کو
پوجین اسپر یہ آیت نازل ہوئی تا من الخاسرین یہ آیۃ مثل اس آیت کے ہے وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ قولہ تعالے بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰاکِرِیْنَ کا یہہ مطلب ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے
اخلاص عبادت کرتو اور وہ لوگ جنہون نے تیری پیروی کی ہے اور تجھے سچا مانا ہے قولہ تعالی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ
حَقَّ قَدْرِہٖ الآیہ یعنی مشرکون نے قدر نہ کی اللہ کی جیسا کہ حق ہے اسکی قدر کرنے کا جبکہ اُس کے ساتھہ اُس کے غیر کو پوجا
حالانکہ وہ ایسا عظیم ہے کہ اُس سے بڑہکر کوئی عظیم نہین ہے اور قادر ہے ہر شے پر مالک ہی ہر شے کا اور ہر شے
اُس کے قہر و قدرت کے تحت مین ہے مجاہد نے کہا کہ قریش کے بارے مین نازل ہوئی ہے سُدی نے کہا
کہ تعظیم نہ کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اسکی تعظیم کرنے کا محمد بن کعب نے کہا اگر وہ اُسکی قدر کرتے جیسا کہ حق ہے اُسکی قدر
کرنے کا تو اُسکی تکذیب کرتے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباسؓ سے یہ ہی کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ کفار ہین جو کہ اُسکی
قدرت پر ایمان لائے کہ اُس کو اُنپر قدرت ہی پس جو کوئی ایسا ایمان لائے کہ اللہ ہر شے پر قدیر ہے تو مقرر اُس نے قدر کی
اللہ کی حق قدرہ اس آیت کریمہ کی متعلق بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین طریق اس مین اور اس کے مثل اور آیتون
مین مذہب سلف کا ہے وہ یہی اُنکا امرار ہے جیسے وہ آئی ہین بدون تکییف کے اور بغیر تحریف کے بخاری نے
تفسیر ما قدروا اللہ حق قدرہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبر آیا احبار سے
طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر کہا اے محمد بیشک ہم پاتے ہین یعنی اپنی کتاب مین کہ اللہ عز وجل رکہے گا
آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی پر اور درختون کو ایک انگلی پر اور پانی و ثری کو ایک انگلی پر اور باقی خلق
کو ایک انگلی پر پہر کہے گا مین ہون بادشاہ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہو گئین آپ کی
کچلیان واسطے تصدیق قول حبر کے پہر آپنے یہ آیت پڑہی ما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ
الآیہ رواہ البخاری ایضا فی غیر ہذا الموضع من صحیحہ والامام احمد ومسلم والترمذی و
النسائی فی التفسیر من سننیہما کلہم من حدیث سلیمان بن مہران الاعمش عن ابراہیم عن
عبیدۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بنحوہ ۲ - امام احمد نے عن علقمہ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت
کیا ہے کہ ایک شخص آیا طرف نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل کتاب مین سے پس کہا اے ابو القاسم کیا تجھ کو پہونچی
ہے یہ بات کہ اللہ تعالی اُٹہائے گا خلائق کو ایک انگلی پر اور آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی پر اور

درختون کو ایک انگلی پر اور آب وثری کو ایک انگلی پر کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہوگئین
آپکی کچلیان کہا اور اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل فرمائی وما قدروا اللہ الی آخر الآیہ وھکذا رواہ البخاری ومسلم
والنسائی من طرق عن الاعمش بہ ۳- امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی
کہ ایک یہودی نے گزر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ جلوس فرما تہے پس کہا ای ابو القاسم تو کس طرح
کہتا ہے جس دن کہ اللہ سبحانہ وتعالی رکہے گا آسمان کو اس پر اور اشارہ کیا انگشت سبابہ سے اور زمین کو اس پر اور
پہاڑون کو اس پر اور باقی خلائق کو اس پر ہر ایک مین اپنی انگلیون سے اشارہ کرتا تہا پس اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل
فرمائی وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ وکذا رواہ الترمذی فی التفسیر عن عبد اللہ بن عبد الرحمن
الدارمی عن محمد بن الصلت عن ابی جعفر عن ابی کدینۃ یحیی بن المہلب عن عطاء بن السائب
عن ابی الضحی مسلم بن صبیح بہ وقال حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ ۴- پہر بخاری
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے
تہے قبض کرے گا اللہ تعالی زمین کو اور لپیٹے گا آسمان کو اپنے دہنے ہاتہ مین پہر فرماے گا مین ہون بادشاہ کہان
ہین زمین کے بادشاہ تفرد بہ من ھذا الوجہ ورواہ مسلم من وجہ آخر ۵- بخاری نے دوسری جگہہ
عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالی قبض
کرے گا قیامت کے دن زمینون کو ایک انگلی پر اور ہونگے آسمان اسکے دہنے ہاتہ مین پہر فرماے گا مین ہون بادشاہ
تفرد بہ ایضا من ھذا الوجہ ورواہ مسلم من وجہ آخر ورواہ الامام احمد من طریق اخری
بلفظ اخر ابسط من ھذا السیاق واطول عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ۶- حضرت ابن عمر کہتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ایک دن منبر پر وما قدروا اللہ تا یشرکون اور آپ یون اشارہ فرماتے
تہے اپنے ہاتہ سے ہلاتے تہے اسکو آگے لے جاتے تہے اسکو اور پیچہے لاتے تہے اسکو تمجید کرتا ہے رب اپنے نفس کی
مین جبار ہون مین متکبر ہون مین بادشاہ ہون مین عزیز ہون مین کریم ہون پس منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو لیے ہوے کانپا یہان تک کہ ہم نے کہا کہ البتہ وہ آپکو گرا دیگا وقد رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ
من حدیث عبد العزیز بن ابی حازم زاد مسلم ویعقوب بن عبد الرحمن کلاھما عن ابی حازم عن
عبید اللہ بن مقسم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بہ نحوہ لفظ مسلم کا عبید اللہ بن مقسم سے اس حدیث مین
یہ ہے کہ اس نے نظر کی طرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیسی حکایت کرتے تہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی کہا کہ پکڑے گا اللہ تبارک وتعالی اپنے آسمانون کو اور اپنی زمینون کو اپنے ہاتہ مین اور فرماے گا مین ہون
بادشاہ اور قبض کرتے تہے اپنی انگلیون کو اور کشادہ کرتے تہے انکو مین بادشاہ ہون یہان تک کہ نظر کی مین نے

طرف منبر کے کہ وہ ہلتا تہا اپنے اسفل کی شے سے یہان تک کے البتہ مین کہتا تہا کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر گرنے والا ہے ۷۔ بزار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ آیت پڑہی منبر پر وما قدروا اللہ حق قدرہ یہان تک کہ پہونچے سبحانہ وتعالی عما یشرکون کو فقال المنبر ہکذا فجاء وذہب ثلاث مرات واللہ اعلم یعنی پس منبر یون ہو گیا پہر آیا اور گیا تین بار مطلب یہہ ہے کہ تین بار منبر آگے کو آیا پہر پیچہے ہو گیا وقد رواہ الامام الحافظ ابو القاسم الطبرانی من حدیث عبید بن عمیر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وقال صحیح ۸۔ طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کے ایک گروہ سے فرمایا مین پڑہنے والا ہون تم پر آیتون کو آخر سورہ زمر سے پس جو کوئی تم مین سے روئے گا تو واجب ہو گی اس کے واسطے جنت پہر آپنے انکو پڑہا پاس سے وما قدروا اللہ حق قدرہ کے آخر سورت تک سو ہم مین سے بعض تو روئے اور بعض نہین روئے پہر جو نہ روئے انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ البتہ مقرر ہم نے جہد کیا کہ ہم روئین سو نہ روئے پس آپنے فرمایا لو اب مین انکو پڑہتا ہون تم پر فمن لم یبک فلیتباک یعنی اب جس کو رونا نہ آئے تو چاہیے کہ رونے کی صورت بنائے ہذا حدیث غریب جدا اس سے بڑہ کر غریب وہ حدیث ہے

۹ جس کو طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے تین خصلتین ہین کہ مین نے انکو غائب کر دیا ہے اپنے بندون سے اگر انکو دیکہہ لیتا کوئی شخص تو نہ کرتا کوئی برائی کبہی اگر مین کہولدیتا اپنا پردہ پہر وہ مجہے دیکہہ لیتا یہان تک کہ یقین کر لیتا اور جان لیتا کہ کس طرح مین کرون گا اپنی خلق کے ساتہ جبکہ مین ان کے پاس آؤن گا اور قبض کرون گا آسمانون کو اپنے ہاتہ مین پہر قبض کرون گا زمینون کو پہر کہون گا مین بادشاہ ہون کون ہے وہ جس کے واسطے ملک ہے سوا میرے پہر مین انکو دکہاؤن گا جنت اور وہ شے جو مین نے ان کے واسطے اس مین تیار کر رکہی ہے ہر خیر سے پہر وہ اس کا یقین کر لین گے اور دکہاؤن گا انکو نار اور وہ شے جو مین نے تیار کر رکہی ہے واسطے ان کے اس مین ہر شر سے پہر وہ اس کا یقین کر لین گے ولیکن عمدا مین نے انکو ان سے غائب کر دیا ہے تا کہ مین جانون کہ وہ مجہے کیا جانتے ہین اور مقرر مین نے انکو ان کے واسطے بیان کر دیا ہے وہذا اسناد متقارب وہی نسخۃ تروی بہا احادیث جمۃ واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہہ ہے کہ ہمزہ واسطے استفہام انکار توبیخی کے ہے اور حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہوتا ہے اور غیر منصوب ہے اعبد سے اور اعبد معمول ہے تامرونی کا بر تقدیر ان مصدریہ کے پہر جب وہ حذف کیا گیا تو اس کا عمل باطل ہو گیا اصل ع

ہے افتامروتی ان اعبد غیر اللہ قالہ الکسائی وغیرہ یعنی کیا پہر تم مجہے امر کرتے ہو بعد مشاہدہ کرنے ان نشانیون کے
جو کہ دال ہین اللہ کی انفراد اور توحید پر اس بات کا کہ مین پوجون اللہ کے غیر کو تیہہ بہی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو تامرونی
سے اور اعبد اُس سے بدل اشتمال ہو اور اَن بہی اُس کے ساتہہ مضمر ہو تیہہ بہی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو فعل مقدر سے
ای اَفتلزمونی غیر اللہ اے عبادۃ غیر اللہ او اعبد غیر اللہ اعبد جمہور نے تامُرُونی پڑہا ہے باین طور کہ نون ضمیر
کو نون وقایہ مین ادغام کیا ہے مع اُس اختلاف کے جو اُن کے درمیان ہے حرف یا کی فتح مین اور اُس کے ساکن کرنے
مین اور نافع نے تامرونی بنون خفیفہ وفتح یا اور ابن عامر نے تامرونی بفک ادغام وسکون یا حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرف بلایا
کہ اُن کو مال عطا کرین تو وہ سب سے بڑہ کر غنی ہوجائین مکے مین اور نکاح کر دین اُن کا جس عورت سے وہ چاہین اور
روندین اُنکی ایڑی کو یعنی سب انکی فرمان بردار ہو کر اُن کے پیچہے اردلی مین چلین پہر قریش نے آپ سے کہا اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب تیرے واسطے ہے اور تو باز رہے ہمارے معبودون کو بُرا کہنے سے اور نہ ذکر
کرے تو اُنکا بُرائی سے آپ نے فرمایا یہان تک کہ مین دیکہون کہ کیا آتا ہے میرے پاس طرف سے میرے رب کے پس
اللہ یہ وحی لایا قل یا ایہا الکافرون الی آخر السورۃ اور اللہ تعالے نے آپ پر یہہ آیت نازل فرمائی قل افغیر اللہ تامرونی
الخاسرین اخرجہ ابن مردویۃ حرف لام لقد مین اور لئن مین دال ہے قسم مقدر پر ای واللہ لقد و
اللہ لئن اوحی نائب فاعل اوحی کا الیک ہے کسی نے کہا کہ نائب فاعل اُسکا جملہ قسم ثانی مع اپنے جواب کے ہو اسے اوحی
الیک ہذا الکلام یعنی لئن اشرکت الخ کسی نے کہا کہ نائب فاعل محذوف ہے سیاق اُس پر دال ہے ای اُوحی
الیک التوحید اور حرف لام لیحبطن اور لتکونن کا واقع ہے جواب مین قسم ثانی کے اور قسم ثانی مع اپنے جواب
کے جواب ہے قسم اول کے اور جواب شرط کا محذوف ہے اس واسطے کہ قسم کا جواب اُس پر دال ہے معنی یہ ہین قسم ہے اللہ کی
البتہ مقرر وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف اُن رسولون کے جو تجہہ سے پہلے تہے قسم ہے اللہ کی البتہ اگر تو اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالفرض شرک کرے گا تو البتہ اکارت جائے گا تیرا عمل اور البتہ تو ہوگا ٹوٹا پانیوالون
سے اب رہی یہ بات کہ جنکی طرف لئن اشرکت الخ کی وحی کی گئی ہے وہ ایک جماعت ہین یعنی حضور صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ سے پہلے کے پیغمبر تو لئن اشرکت بصیغہ مفرد کیونکر درست ہوگا بلکہ ظاہر یہ تہا کہ لئن
اشرکتم بصیغہ جمع کہا جاتا سو اسکا یون جواب دیا ہے کہ یہان تقدیم وتاخیر ہے اصل عبارت یہہ ہے اوحی الیک
لئن اشرکت الخ والی الذین من قبلک مثلہ یعنے تیری طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو شرک کرے گا تو اکارت جائیگا
تیرا عمل اور ہوگا تو خاسرین سے اور وحی کی گئی ہے طرف ہر ایک کے اُن مین سے کہ اگر تو نے شرک کیا الخ جس طرح
کہ ایک جماعت یون کہے کہ کسانا الامیر حلۃ تو اُس کے یہ معنی ہون گے کہ امیر نے ہم مین سے ہر ایک کو جوڑا پہنایا

اسی طرح یہان بہی ہے تو اب معنی ٹہیک ہو گئے مقاتل نے کہا معنی یہ ہین کہ وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف
نبیون کے جو تجہ سے پہلے ساتہہ توحید کے اور توحید بدلالت سیاق یہان سے محذوف ہے، پہر کہا لئن اشرکت
یا محمد لیحبطن عملک یہ خطاب خاص ہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غرض که اللہ پاک کو شرک کی مذمت اور شدت
بیان کرنا منظور ہے سو اُس کو پیرایہ تعریض مین ادا کیا خطاب تو فرمایا پیغمبرون کو اور مراد اُن کے سوا اور لوگ ہین
اس لیے کہ اللہ پاک نے پیغمبرون کو شرک سے معصوم رکہا ہے اس طرز خاص پر بیان کرنے سے مقصود بندون کو
ڈرانا ہے شرک سے کیونکہ جب شرک موجب حبط اعمال انبیا رہے بطور فرض و تقدیر تو اُن کے سوا اُنکی اُمتون کے
اعمال کو بطریق اولی حبط کر دیگا کسی نے کہا یہ خاص ہے ساتہ انبیا علیہم السلام کے اس لیے کہ اُن سے شرک کا
صادر ہونا بدتر ہے گناہ مین بہ نسبت اُن کے غیر کے لیکن قول اول اولی ہے یعنی خطاب انبیا کو بطور تعریض
ہے اور مراد انکی اُمتین ہین جو کوئی اُن مین سے شرک کرے گا اُس کے عمل باطل ہو جائین گے مگر یہ آیت شرک
پر مرنے کے ساتہہ مقید ہے جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ
وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ بالجملہ پہر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی توحید
کا امر کیا پس ارشاد فرمایا بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ اس مین رد ہے مشرکون پر اس جہت سے کہ اُنہون نے آپکو بت پوجنے
کا امر کیا تہا وجہ رد کی وہ قصر و حصر ہے جس کا اسم مبارک اللہ کا مقدم کرنا فائدہ دیتا ہے یعنی اُنکی ایک مت سُن
تو تو اکیلے اللہ ہی کو پوج زجاج نے کہا اسم مبارک اللہ منصوب ہے اعبد سے یعنی اُس کا مفعول مقدم ہے کہا
اس مین درمیان بصریین کوفیون کے کسی طرح کا اختلاف نہین ہے فرا نے کہا کہ باضمار فعل منصوب ہے کسائی
سے بہی مثل اس کے مروی ہے یعنی فعل ناصب اُس کا اعبد محذوف ہے جس کی تفسیر اعبد مذکور کر رہا ہے الاول
اولی زجاج نے کہا کہ حرف فا فاعبد کا واسطے مجازات کے ہے اخفش نے کہا کہ زائد ہے عطا و مقاتل نے
کہا کہ فاعبد کے معنی وحّد ہین یعنی تو اللہ کی توحید کر اس واسطے کہ عبادت اللہ کی صحیح نہین ہوتی ہے مگر ساتہہ
اُسکی توحید کے خطیب نے کہا کہ بل اللہ فاعبد معطوف ہے مقدر پر جس پر سیاق کلام دال ہے ای فلا تشرک
بل اللہ فاعبد یعنی تو شرک مت کر بلکہ اللہ ہی کو پوج وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے
جو تجہ پر یہ انعام فرمایا کہ توحید کی طرف اور اپنے دین کی طرف بُلانے کی تجہے ہدایت کی اور رسالت کے ساتہ تجہہ کو
اختصاص بخشا سو تو اس انعام کا شکر ادا کر وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یعنی نہین پہچانا مشرکون
نے اللہ کو جیسا کہ حق ہے اُس کے پہچاننے کا مبرد نے کہا کہ تعظیم نہ کی اسکی جیسا کہ حق ہے اسکی عظمت کا جبکہ
شریک کیا اس کے ساتہ اُس کے غیر کو ماخوذ ہے اس قول سے کہ فلان عظیم القدر اللہ پاک نے جو مشرکون کو
اس وصف کے ساتہ موصوف کیا سو اس لیے کہ اُنہون نے غیر اللہ کو پوجا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کو امر کیا کہ وہ بہی شرک مین اُن کی شل ہوجائین حضرت حسن و ابوحیوہ و عیسی بن عمر نے قدروا بہ تشدید دال پڑہا ہے
پہر اللہ پاک نے اپنی عظیم قدرت و جلالت شان پر آگاہی بخشی ارشاد فرمایا وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ قبضہ لغت مین وہ شے ہے جس پر آدمی اپنی ساری ہتیلی سے قبضہ کرے یعنی مٹہی بہر اللہ سبحانہ
اپنی قدرت عظیم کی خبر دیتا ہے کہ ساری زمین باوجود اپنی عظمت و کثافت و طول و عرض کے اُسکے
مقدور مین مثل اُس شے کے ہے جس پر قابض ہتیلی سے قبضہ کرتا ہے۔ یہ یون سمجہو کہ مثلا کسی شے مین
کسی شخص پر تصرف آسان ہوا اگرچہ وہ اُس شے پر قبضہ نکرے مٹہی مین نہ پکڑے اُس کے حق مین تم کہو کہ
وہ شے اُس کے ہاتہ مین ہے اُس کے قبضہ مین ہے مطلب یہ ہے کہ اُس مین تصرف کرنا اُس پر سہل ہے
اس کے نزدیک اُسکی کچہ ہستی نہین ہے اسی طرح وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ کو سمجہو کلمۂ ارض کا گو لفظا ہر مفرد
ہے مگر مراد اُس سے ساتون زمینین ہین جمیعا کا کلمہ اس کی گواہی دیتا ہے کیونکہ اس تاکید کا داخل کرنا جیمز
نہین ہوتا ہے مگر جمع پر اسی طرح لفظ سموات کا بہی اس کا شاہد ہے اور اس لیے کہ یہ جگہہ جائے تعظیم
ہے تو تعظیم مبالغے کی مقتضی ہوتی ہے قبضہ کے دو معنی آتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ ایک بار
مٹہی بہرنا یہ معنی مصدری ہین دوسرے معنی یہ ہین کہ مٹہی بہر شے کو کہتے ہین یہان دونون معنے کا احتمال
ہے اول کی بنا پر قبضتہ کے معنی ذوات قبضتہ ہین یعنے ساتون زمینین اسکی ایک بار مٹہی بہرنے کی
چیزین ہین کہ اُن کو ایک بار مٹہی بہرنے مین قبض کرلے گا مطلب یہ ہے کہ ساتون زمینین مع اپنی
عظمت و فراخی کے نہ پہونچین گی مگر ایک قبضہ کو اُس کے قبضات سے گویا ایک ہتیلی سے ایک بار اُن
کی مٹہی بہرلے گا۔ اور دوسرے معنی کی بنا پر معنے ظاہر ہین یعنے ساری زمینین کل کی کل بقدر
اُس شے کے ہین جس کو ایک ہتیلی سے قبض کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سب بمقدار مٹہی بہر کے ہین
ارض کو سموات پر اس لیے مقدم کیا کہ اُس پر سہتے بستے ہین اُسکی حقیقت کو جانتے پہچانتے ہین +
روز قیامت کا خاص کرکے ذکر فرمایا گو اُس کی قدرت دار دنیا کو بہی عام و شامل ہے سو صرف اس
واسطے کہ اُس دن دعوے منقطع ہوجائینگے کما قال تعالی وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ وقال مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ اور اسی لیے حدیث شریف مین یون فرمایا ہے ثم یقول انا الملک این ملوک الارض
یعنی پہر فرمائیگا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے بادشاہ مطویات ماخوذ ہے طے سے
طے ضد نشر ہے طے لپیٹنا نشر پہیلانا ہے کما قال تعالی يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ
یمین کا ذکر واسطے مبالغے کے ہے کمال قدرت مین جس طرح کہ آدمیون سے کوئی شخص لپیٹتا
ہے اپنے سیدہے ہاتہ سے اُس شے کو جسکا لپیٹنا اُس کے مقدور اور قابو مین ہوتا ہے یمین کا لفظ

ع ۱
اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اُس کی
دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں اُس کے داہنے ہاتھ میں

کہ تم کہتے ہو قیامت قائم ہوگی فلان فلان مدت تک حضرت عبداللہ نے فرمایا البتہ مقرر قصد کیا مین نے کہ حدیث نہ کرون تم کو کسی شے کی مین نے تو صرف یہ کہا ہے کہ عنقریب تم دیکھو گے بعد تھوڑی سی مدت کے ایک امر عظیم کو پہر حضرت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلے گا دجال میری امت مین پہر وہ ٹہیرے گا اُن مین چالیس مین نہین جانتا ہون کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس یا چالیس رات پہر بہیجے گا اللہ تعالی عیسی ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہین پہر وہ غالب ہون گے پس ہلاک کردے گا اسکو اللہ تعالی پہر ٹہیرین گے لوگ بعد اُس کے سات برس نہین ہوگی درمیان دو آدمیون کے عداوت پہر بہیجے گا اللہ تعالی ایک سرد ہوا شام کی طرف سے پہر باقی نہ رہے گا کوئی جس کے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر وہ ہوا اسکو قبض کرے گی یہان تک کہ اگر ہوتا ایک اُن کا کسی پہاڑ کے جگر مین تو البتہ وہ اُس پر داخل ہوتی حضرت عبداللہ نے کہا کہ مین نے سنا ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور باقی رہ جاوین گے بد لوگ خفت مین پرندون کے اور عقلون مین درندون کے نہ پہچانین گے کسی نیک بات کو اور نہ برا جانین گے کسی بری بات کو پہر متمثل ہوگا اُن کے واسطے شیطان تو کہے گا الا تستجیبون یعنی تم کیون نہین کہا مانتے ہو پہر اُن کو بت پوجنے کا حکم دے گا تو وہ اُن کو پوجین گے وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ یعنی اس حال مین ان کی روزی فراخ اور گذران اچہی ہوگی پہر پہونکا جائے گا صور مین تو نہ سنے گا اسکو کوئی اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا یعنے مگر جہکائے گا گردن کی ایک جانب کو اور اٹہائیگا دوسرے کو پہلے پہل جو اُسکو سنے گا وہ ایک شخص ہوگا جو اپنے حوض کی اصلاح و درستی کرتا ہوگا تو وہ بیہوش ہو جائے گا پہر کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہ بیہوش ہوگا پہر بہیجے گا اللہ تعالی یا نازل کرے گا ایک باران گویا وہ طل ہے یعنی شبنم یا ظل نعمان راوی نے شک کیا ہے تو اُس سے لوگون کے جسم اُگین گے پہر اُس مین اور پہونک پہونکی جائے گی تو ناگاہ وہ کہڑے ہوئے دیکہتے ہون گے پہر کہا جائے گا اے لوگو آؤ طرف اپنے رب کے وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ یعنی ٹہیراؤ اُن کو اُن سے پوچہہ ہوگی کہا پہر کہا جائے گا نکالو بعث نار کا یعنی اُن لوگون کو الگ کرو جو دوزخ مین بہیجے جائین گے کہا پہر کہا جائے گا کہ کس قدر۔ تو کہا جائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو ننانوے فَيَوْمَئِذٍ تُبْعَثُ الْوِلْدَانُ شِيْبًا یعنی اس دن مبعوث ہونگے بچے بڈہے وَيَوْمَئِذٍ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ یعنی اُس دن پنڈلی کہولی جائے گی انفرد باخراجہ مسلم فی صحیحہ بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تہے کہ آپ نے فرمایا درمیان دو نفخون کے چالیس ہین لوگون نے کہا اے ابوہریرہ چالیس دن مین انکار کرتا ہون کہا چالیس برس کہا مین انکار کرتا ہو کہا چالیس مہینے کہا مین انکار کرتا ہون اور بوسیدہ ہو جائیگی ہر شے انسان سے مگر عجب ذنب

نزدیک بعض کے مظہری نے کہا کہ مراد اس کا طول بقا ہے مراد نہین ہے کہ وہ ہلاک و بوسیدہ ہی نہین ہوتی گو کہ یہ بات خلاف محسوس ہے واللہ اعلم کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

انکی اسی مین خلق مرکب کی جاے گی ابو یعلی نی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جبرئیل
علیہ الصلوۃ والسلام نے اس آیت کا پوچھا ونفخ فی الصور الآیہ وہ کون ہین جنکو اللہ تعالی نے نہین چاہا کہ اُن کو
بیہوش کرے کہا وہ شہدا ہین گردن مین لٹکاے ہون گے اپنی تلوارین گرد عرش اُس کے کہینے کو
آئین گے اُنکے فرشتے قیامت کو دن یاقوت کی عمدہ اونٹنیان لیے ہوے جنکی مہار نرم تر ہون گے حریر سے
درازی اُن کے قدمون کی درازی ابصار رجال کی ہوگی سیر کرین گے جنت مین کہین گے وقت درازہونے
سیر کے لے چلو ہم کو طرف ہمارے رب کے تاکہ ہم دیکہین کس طرح فیصلہ کرتا ہے درمیان اپنی خلق کے ہنسیگا
اُن کی طرف معبود بیلاد جس وقت ہنسا طرف کسی بندے کی کسی مقام مین تو اُس پر کچھ حساب نہین ہے
رجاله کلهم ثقات الا شیخ اسمعیل بن عیاش فانه غیر معروف والله سبحانه وتعالی
اعلم قولہ تعالی وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا یعنی روشن ہوجائے زمین جس وقت کہ حق جل وعلا تجلی
فرمائے گا واسطے خلائق کے فصل قضا کے لیے وَوُضِعَ الْكِتَابُ یعنی اور رکہی جائیگی کتاب تا پڑہین وہ کتاب اعمال
کی وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ یعنی اور لاے جائین گے نبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا وہ
گواہی دین گے امتون پر اس بات کی کہ اُنہون نے اللہ کی رسالتین اُنکو پہونچادین وَالشُّهَدَاءِ
یعنی اور لاے جائین گے گواہ فرشتون مین سے جو کہ نگہبان تہے بندون کے اعمال خیر وشر پر وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ یعنی فیصلہ کیا جاے گا درمیان اُن کے عدل سے اور اُن پر ظلم
نہ ہوگا اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا
وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ وقال تعالی إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا اسی لیے یہان فرما
فرمایا ہے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ الآیہ یعنی ہر نفس کو پورا دیا جاوے گا بدلا اُس کی خیر وشر کا جو اُس
نے کیا ہے اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہین **ف** فتح البیان کا بیان ملخص یہ ہے کہ اس آیت
مین نفخ فی الصور سے پہلا نفخہ مراد ہے اور صور وہ نرسنگا ہے جس مین اسرافیل علیہ السلام پہونکینگے
اسکا بیان کئی بار گذر چکا ہے کہا ہے کہ حضرت اسرافیل کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بہی ہون گے اس لیے
کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
ان صاحبی الصور بایدیہما او فی ایدیہما قرنان یلاحظان النظر حتی یومران اخرجه ابن ماجة یعنی
بے شک دو صاحب صور اُن کے ہاتہون مین دو قرن ہین ملاحظہ کر رہے ہین نظر کا یہان تک کہ امر کیے
جائین ابوداؤد مین حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صاحب صور کا ذکر

کہا اور فرمایا کہ اس کی سیدھی جانب جبرئیل اور اس کی بائیں طرف میکائیل علیہ السلام ہوں گے قرطبی نے اس کو ذکر
کیا ہے **صعق** کے یہ معنی ہیں کہ آسمان و زمین والوں کی عقلیں زائل ہو جائیں گی پھر وہ غش کھا کر گر پڑیں گے کسی نے
کہا کہ مر جائیں گے **واحدی** کہتے ہیں مفسرین نے کہا ہے کہ مر جائیں گے خوف اور گھبراہٹ اور شدت آواز سے اہل
سموات وارض **جمہور** نے صعق بکون را و پڑھا ہے و قتادہ و زید بن علی نے [illegible] و اوج صورۃ کی **استثنا**
الا من شاء اللہ میں متصل ہے اور مستثنیٰ حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل حضرت اسرافیل و حضرت ملک الموت علیہم السلام
ہیں کسی نے کہا کہ رضوان و حاملین عرش معلی وخازنین جنت و نار اور حور عین ہیں کسی نے کہا کہ تنہا باری تعالیٰ ہے قول حضرت
حسن کا ہے اس میں نظر ہے اس جہت سے کہ من فی السموٰت و من فی الارض فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن کا استثنا
کیا ہے وہ آسمان و زمین والوں سے ہیں کیونکہ استثنا متصل ہے اور باری تعالیٰ حیز و مکان سے پاک ہے ہاں حضرت حسن
کے قول کی بنا پر یہ بات متعین ہوگی کہ استثنا منقطع ہو کسی نے کہا کہ مستثنیٰ زبانیہ ہیں کسی نے کہا کہ عقارب و حیات اہل
نار ہیں یہ دو تو قول اول چند کہ ہوا ہو اس میں اگرچہ **بخاری و مسلم** وغیرہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ یہود کے ایک شخص نے مدینہ کے بازار میں کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے برگزیدہ کیا موسیٰ کو بشر پر پس
انصار کے ایک شخص نے اپنا ہاتھ اٹھایا پھر اس کو طمانچہ مارا اور کہا کیا تو یہ کہتا ہے حالانکہ ہم میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم ہیں پھر میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ونفخ
فی الصور الی قولہ ینظرون پس میں اول ان لوگوں کا ہوؤں گا جو اپنے سر اٹھائیں گے تو ناگاہ میں کیا دیکھوں گا
کہ موسیٰ پکڑنے والے ہیں ایک پایہ عرش کے پایوں سے سو میں نہیں جانتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا یا
وہ ان میں سے تھے جن کا اللہ نے استثنا کیا ہے اور شہدا کی حدیث اول گذر چکی ہے جس کو ابو یعلیٰ نے اور دارقطنی
نے افراد میں اور ابن منذر اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا اور ابن مردویہ و بیہقی نے شعب میں مرفوعاً روایت کیا ہے
اور سعید بن منصور و عبد بن حمید نے قول ابو ہریرہ سے یعنی موقوفاً **حضرت انس** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے الا من شاء اللہ کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جبرئیل و میکائیل و ملک الموت و اسرافیل
و حملۃ العرش ہیں اخرجہ الفریابی و ابن جریر و ابو نصر السجزی فی الابانۃ **ابن منذر** نے حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ وہ اس سے پہلے بیہوش ہو چکے
تھے یہاں **ایک اشکال** ہے جس کو بعض سلف نے وارد کیا ہے وہ یہ ہے کہ نص قرآنی تو اس پر دال ہے کہ یہ استثنا
بعد نفخہ صعق کے ہے یعنی نفخہ اولیٰ جس میں وہ لوگ مر جائیں گے جو روئے زمین پر باقی رہے ہوں گے اور حدیث متقدم اس پر
دال ہے کہ وہ نفخہ بعث کے بعد ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت موسیٰ ان میں سے ہوں جو کہ منجملہ انبیا نہیں مرے
سو یہ احتمال باطل ہے بسبب صحت نبی کی وفات کے **قاضی عیاض** نے کہا احتمال ہے کہ یہ صعقہ فزع ہو بعد نشر کے جبکہ [illegible]

وآسمان شق ہوجائینگے پس آیتین اور حدیثین باہم متوافق ہوجائینگی **قرطبی** نے کہا اُسکو وہ بات رد کرتی ہے جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہونگے یعنی یہ ہوگا اسوقت نفخہ بعث کے ہوگا نیز یہ ہو کہ چار نفخے ہوجائینگے حالانکہ ثقات نے اُسکو نقل نہین کیا ہے **شہاب** نے کہا پس جس شخص نے صعق کو اُس غشی پر حمل کیا ہے جو کہ ایک نفخہ سے ہوگی بعد نفخہ بعث کو واسطے ڈرانے اور رعب ڈالنے کے سو اُس کا کلام مردود ہے بسبب اُن باتون کے جسکو تم پہچان چکے ہو منجملہ امر غریب باتون کے کہ بعض نے نفخون کو بسبب حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پانچ ٹہیرایا ہے وقد سمعنا من زاد فی الطنبور نغمۃ ولم نسمع بمن زاد فی الصور نفخۃ یہ ایک مثل ہے یعنی ہم نے یہ تو سنا ہے کہ کسی نے طنبور مین نغمہ زیادہ کیا اور اس شخص کو نہین سنا جس نے صور مین نفخہ زیادہ کیا **قرطبی** نے کہا جو بات اشکال کو دور کرتی ہے وہ ہے جو ہمارے بعض مشائخ نے کہی ہے کہ موت عدم محض نہین ہے بہ نسبت انبیا و شہدا کے کیونکہ وہ تو زندہ موجود ہین گو ہم اُن کو نہین دیکھتے ہین پہر جس وقت نفخہ صعق ہو نکا جائے گا تو جو لوگ آسمان و زمین مین ہین وہ سب بیہوش ہوجائینگے اور غیر انبیاء کا صعق تو موت ہے اور انبیا کا صعق غشی ہے پہر جب نفخہ بعث کا ہوگا تو جو مرگئے ہین وہ زندہ ہوجائینگے اور جن پر غشی طاری ہوگئی تہی وہ افاقہ پاجائینگے اسی لیے صحیحین مین واقع ہوا ہے پس مین اول اُن لوگون کا ہونگا جو افاقہ پائینگے کیفیت نفخ صور مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین وہ بہت سی ہین اس مقام مین سلیمان جمل نے ابن الوردی وغیرہ سے وہ اقوال ذکر کیے ہین جو کہ صور کی صورت ہیئت و تعداد نفخات مین آئے ہین تفسیر سے اُنکو کچہ تعلق نہین ہے قولہ تعالی ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ جائز ہی کہ اخری محل رفع مین ہو اس بنا پر کہ نائب فاعل ہو نفخ کا اور وہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای نفخ فیہ نفخۃ اخری یہی جائز ہے کہ محل نصب مین ہو اور نائب فاعل کلمہ فیہ ہو فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ یعنی پہر پہونکی جائیگی صور مین اور پہونک تو ناگاہ ساری خلق اپنے پاؤن پر کہڑی ہوئی دیکہتی ہوگی اُس شے کو جو اُس سے کہی جائے گی یا انتظار کرتی ہوگی اس کا آستثنا اس مین بہی لحاظ کیا گیا ہے اس واسطے کہ جو نہین مرے ہین بیہوش ہین تو اُن کے واسطے یہ نہین کہا جائے گا آیت کریمہ اس پر دال ہے کہ نفخے دو ہین ایک تو موت کا دوسرا بعث کا جمہور اس پر ہین کہ تین ہین اول فزع کا جیسا کہ فرماتا ہے ونفخ فی الصور ففزع دوسرا موت کا تیسرا اعادے کا جمہور نے قیام برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے اور ینظرون محل نصب مین ہے بنا بر حال زید بن علی نے قیاما بنصب پڑہا ہے بنا بر حال اور خبر ینظرون ہے اور حال مین عامل وہ شے ہے جس نے اذا فجائیہ مین عمل کیا کسائی نے کہا جیسے تم کہتے ہو خرجت فاذا زید جالسا قولہ تعالی وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا اشراق بمعنی اضاءت ہو یعنی روشن ہونا جس وقت سورج روشن ہوتا ہے تو بولتے ہین اشرقت الشمس اور جب طلوع ہوتا ہے

توکہتے ہین اشرقت الارض سے عرصات قیامت ہے یعنی وہ جدید زمین جس کو اللہ تعالی اُس وقت
ایجاد کرے گا تاکہ لوگ اُس پر حشر کیے جائین دنیا کی زمین اُس سے مراد نہین ہے بنور ربہا حضرت حسن وغیرہ نے کہا
بعدل ربہا ضحاک نے کہا بحکم ربہا معنی یہ ہین کہ زمین روشن ہوجائے گی بسبب اُس عدل کے جس کو اللہ تعالی درمیان
زمین والون کے قائم کرے گا اور بسبب اس حق کے جس کے ساتھ اُن مین فیصلہ فرمائے گا پس عدل تو نور ہے اور
ظلم تاریکیان ہین کسی نے کہا یہ اس وقت ہوگا کہ رب تبارک وتعالی تجلی فرمائے گا واسطے فصل قضا کے درمیان اپنی
خلق کے پس باہم ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرین گے اور نہ جھگڑین گے اُس کے نور مین جس طرح کہ مخالفت و جھگڑا
نہین کرتے ہین سوجھ مین جس دن کہ ابر نہ ہو صاف روشن دن ہو کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک نور پیدا فرمائے گا
قیامت کے دن روز زمین پر اس کو ڈھانک دے گا تو زمین اُس سے روشن ہوجائے گی یہ نور نور آفتاب و مہتاب کے سوا ہوگا
اس سے کوئی مانع نہین ہے کہ نور اپنے حقیقی معنے پر عمل کیا جائے اس لیے کہ اللہ سبحانہ تعالی تو نور السموت والارض ہے
جمہور نے اشرقت بصیغہ معروف اور حضرت ابن عباس و ابوالجوزا و عبید بن عمیر نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے **قولہ**
تعالی وَوُضِعَ الْكِتَابُ کسی نے کہا کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے قتادہ نے کہا کہ مراد وہ کتابین اور صحیفے
ہین جن مین بنی آدم کے اعمال ہین پس کوئی تو اپنے دست راست مین لینے والا ہے اور کوئی دست چپ مین
مقاتل نے بھی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ یہ وضع اس بات سے ہو کہ محاسب کتاب محاسبہ کو اپنے روبرو رکھتا ہے
یعنی رکھی جائے گی کتاب واسطے حساب کے وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ کا یہ مطلب ہے کہ انبیا علیہم السلام لائے جائین گے
طرف موقف کے پھر وہ پوچھے جائین گے اُس شے سے جس کے ساتھ اُن کی اُمتون نے اُنکو جواب دیا وَالشُّهَدَاءِ
یعنی اور لائے جائین گے گواہ جو کہ گواہی دین گے امتون پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے جیسا کہ اس آیت
مین ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کسی نے کہا مراد شہدا
سے وہ لوگ ہین جو کہ اللہ تعالی کی راہ مین شہید کیے گئے ہین پس وہ گواہی دین گے قیامت کے دن واسطے ہر
شخص کے جسنے اللہ کے دین سے دفع کیا ہے یہ قول سدی کا ہے کسی نے کہا کہ مراد فرشتگان حافظین اعمال ہین
کما قال تعالی وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ یہ قول ابن زید کا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے
کہ نبیین سے مراد رسل ہین اور شہدا سے مراد وہ لوگ ہین جو گواہی دین گے واسطے اُن کے رسالت پہونچانے کی
نہ ہوگا اُن مین کوئی لعان نہ طعان یعنی لعن و طعن کرنے والے گواہ نہ ہون گے دوسرا لفظ اُن کا شہدا کی
تفسیر مین یہ ہے کہ گواہی دین گے رسالت کے پہونچانے کی اور امتون کے جھٹلانے کی اُن کو جبکہ اللہ پاک نے یہ
بات بیان کی کہ ہر حق والے کو اس کا حق پہونچائے گا تو اس مضمون کو چار عبارتون مین ادا فرمایا پہلی عبارت
یہ ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ یعنی درمیان بندون کے عدل و صدق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا دوسری

یہ ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یعنی اس حال میں کہ اُن کے ثواب سے کچھہ کم نہ کیا جائے گا اور نہ جس عقاب کے وہ مستحق ہین اُس پر کچھہ [illegible] کی جائے گی آیت کو نفی ظلم کے ساتھ ختم کیا جس طرح کہ اثبات عدل کے ساتھ اسکو شروع فرمایا تھا تیسری عبارت یہہ ہے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ یعنی پورا دیا جائے گا ہر نفس جزا خیر و شر کی جو اس نے کیا ہے چوتھی یہہ ہے وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ یعنی وہ خوب جانتا ہے اس شے کو جو وہ کر رہے ہین دنیا مین نہ کسی کاتب و حاسب کا محتاج ہے نہ کسی گواہ و شاہد کا نیاز مند اس لیئے کہ وہ تو اُن کے افعال و اعمال کی مقادیر و کیفیات کا عالم ہے پس بھول چوک کا اُس پر داخل ہونا ممتنع ہے کذا قال الکرخی قرطبی نے کہا اور باوجود اس کے پہر نامۂ اعمال اور گواہ گواہی دین گے واسطے الزام حجت کے انتہی یعنی کتاب جو رکھی جائے گی اور انبیا و شہدا لائے جائین گے سو صرف واسطے کامل کرنے حجت کے اور قطع کرنے عذر و معذرت کے **غرضکہ** اس سب سے اجمالاً یہ معلوم ہوا کہ ہر نفس کو اُسکی کمائی کا بدلا پورا پورا ملیگا پہر اللہ پاک نے اُسکی تفصیل ذکر کی پس ارشاد فرمایا وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ اور ہانکے گئے جو منکر تھے دوزخ کو جتھے جتھے یہان تک کہ جب پہونچے اسپر کہولے گئے اُس کے دروازے اور کہنے لگے اُن کو داروغہ اُسکے کیا نہ پہونچے تھے تم پاس رسول تم مین کے پڑھتے تمپر باتین تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولے کیون نہین پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکرون پر حکم ہوا کہ پیٹھو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اُس مین سو کیا بُری ہے جگہہ رہنے کی غرور والون کو انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ خبر دیتا ہے اشقیای کفار کی حال کی کہ وہ کیونکر ہانکے جائین گے طرف نار کے اور وہ جو ہانکے جائینگے سو سخت ہانکنے کر ساتھ زجر و تہدید و وعید کے کما قال تعالی يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا یعنی وہ دھکے دیے جائین گے دھکے دینے کر اور باوجود اس کے وہ پیاسے ہون گے کما قال عز وجل يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۙ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا اور وہ اس حال مین اندہے بہرے گونگے ہونگے اُن مین سے بعض اپنے مُنہ کے بل چلین گے کما قال تعالی وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا قولہ تعالی حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا یعنی یہان تک کہ جس وقت وہ پہونچے اُس پر تو بمجرد اُن کے پہونچنے کے طرف جہنم کے کہولے جائین گے اُن کے لیے دروازے اس کے جلدی سے تاکہ اُن کے واسطے عقوبت کی جلدی کی جائے پہر اُس کے داروغہ زبانیہ فرشتون مین کے جو کہ سخت خو اور سخت قوی ہین بطور ڈانٹنے و ہمکانے

کے اُن سے کہینگے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ الآیۃ یعنی کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس کے جنسے
.... بات چیت کرنے پر او ان سے اخذ کرنے پر تم قادر تھے یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ پڑھتے تھے آیتیں
تمہارے رب کی یعنی قائم کرتے تم پر حجتین برہانین صحت پر اُس شے کی جس کی طرف اُنہون نے تم کو بلایا وَ
یُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَاۤءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا یعنی اور ڈراتے تم کو اس دن کی برائی سے بس کفار انکو جواب دینگے
بَلٰی یعنے مقرر ہمارے پاس آئے اور ہم کو ڈرایا اور برہانین حجتین ہم پر قائم کین وَلٰکِنْ حَقَّتْ الآیۃ یعنی ہمنے
انکو جھٹلایا او انکی مخالفت کی بسبب اُس شقاوت سابقہ کے جس کے ہم مستحق تھے جب تو ہم نے میل کیا حق
سے طرف باطل کے جس طرح کہ اللہ عز وجل نے انکی طرف سے دوسری آیت مین خبر دی ہو کُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا
فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ
مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ
السَّعِیْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ مطلب یہ ہو کہ دوزخی اپنی جانون پر ملامت
کرنے کو لوٹ پڑے اور پشیمان ہوئے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا ۱۲ دفع ہون دوزخ والے اور نقصان و زیان مین
پڑین اور اس جگہہ اللہ پاک نے یون فرمایا قِیْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا یعنی ہر شخص جو انکو
دیکھیگا اور انکے حال کو جانیگا تو وہ اُن پر اس بات کی گواہی دیگا کہ وہ عذاب کے مستحق مین اسی لیے اس قول
کی نسبت کسی قائل معین کی طرف نہین کی بلکہ اُس کو مطلق چھوڑا تاکہ یہ اطلاق اس پر دال ہو کہ اُن پر اس
بات کا شاہد ہوتا کہ وہ اُس عذاب کے مستحق ہین جس مین وہ ہین بسبب اُس حکم کے ہے جو کہ عادل و خبیر نے
دیا ہے اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے یون فرمایا قیل ادخلوا الآیہ یعنی اُن سے کہدیا گیا کہ تم داخل ہو دوزخ
کے دروازون مین درانحالیکہ تم ہمیشہ ہمیشہ اُس مین رہنے بسنے والے ہو تمہارے واسطے نہ اُس مین
کسی طرح کا نکلنا ہے نہ تم کو وہان سے کسی طرح کا زوال ہے فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ سو تمہارا کیا برا مصیر ہے
اور کیا برا مقیل ہے یعنی دوزخ نہایت درجہ بری پھر آنے کی جگہہ اور لیٹنے کی جگہہ ہے بسبب اُسکے کہ دنیا مین
تم نے تکبر کیا اور حق کی پیروی کرنے سے باز رہے سو اسی نے تم کو پہونچایا طرف اُس عذاب کے جس مین تم ہو
پس تم کیا برا حال ہے اور کیا برا مآل و انجام **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کافر لوگ جہنم کی
طرف درشتی و سختی سے ہانکے جاوینگے اس حال مین کہ وہ متفرق جماعتین ہونگی بعض پیچھے بعض کے
ابو عبیدہ و اخفش نے کہا زمرًا کے یہ معنی ہین کہ جماعتین متفرق ہونگی بعض اُن کے پیچھے بعض کے زمر
کا واحد زمرہ ہے زمرہ مشتق ہے زمر سے زمر کہتے ہین آواز کو چونکہ جماعت غالبًا آواز سے خالی نہین
ہوتی ہے اس لیے جماعت و گروہ کا نام زمرہ رکھدیا یہ کلمہ حتّٰی وہ ہے جس کے بعد جملے حکایت کیے جاتے ہین

ف جس وقت ڈالے جاوینگے بیچ اُسکے گروہ پوچھینگے ان سے نگہبان اُسکے کیا نہ آیا تھا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا کہینگے کیون نہیں البتہ آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے والا پس جھٹلایا ہم نے اور کہا ہم نے نہین اتارا اللہ نے کچھ نہین ہو تم مگر بیچ گمراہی بڑی کے اور کہینگے اگر ہوتے ہم سنتے یا سمجھتے نہ ہوتے ہم بیچ دوزخ والون کے پس اقرار کیا گناہ اپنے کا پس دور ہون دوزخ والے ۱۲

إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا یعنی کفار جہنم کی طرف سختی سے ہانکے جائینگے گروہ گروہ کرکے یہان تک کہ جب وقت
وہ اُس کے پاس پہونچین گے تو اُس کے دروازے کہولے جائین گے تاکہ اس مین داخل ہون یہ سات دروازے
ہین اس سے پہلے بند تہے سورہ حجر مین اسکا بیان گزرچکا ہے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا الآیہ خزنہ جمع ہے خازن
کی جیسے سدنہ جمع ہے سادن کی منکم سے مراد من انفسکم و من جنسکم ہے یومکم سے مراد وقت شدت ہے سارا روز
قیامت مراد نہین ہے زمخشری نے کہا کہ استعمال یوم و ایام کا اوقات شدت مین مستفیض آیا ہے یعنی استعمال یوم
و ایام کا سختی کے اوقات مین محاورہ عرب مین مشہور و معروف ہے مطلب یہ ہے کہ وقت داخل ہونے دوزخ
کے توبیخ و سرزنش کرنے کو فرشتے کفار سے کہین گے کیون جی کیا تمہارے پاس رسول نہین آئے تم مین کے
تمہاری جنس کے کہ پڑہتے تم پر آیتین تمہارے رب کی جن کو اُس نے تم پر نازل کیا اور ڈراتے تم کو اس
شدت کے وقت کے ملنے سے جس مین تم پہونچے ہو پس کفار اعتراف و اقرار کا جواب دین گے اور جس جہگڑے
کے ساتہ دنیا مین ہاہا جولی کیا کرتے تہے اس پر قادر نہ ہون گے کیونکہ حال کہل گیا جہل و باطل کی رات
گذر گئی حق و یقین کا دن روشن ہوگیا اسی لیے یون کہا بَلٰی یعنی بیشک رسول اللہ کی آیتین لے کر ہمارے
پاس آئے اور اُس عذاب سے ہم کو ڈرایا جس کی ہم ملاقات کرین گے ولیکن ثابت ہوا کلمہ عذاب کا کافرون پر
مراد کلمے سے یہ آیت ہے لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ رہی یہ بات کہ علینا نہ فرمایا علی الکافرین
کہا اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہہ مین رکہا سو منظور بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ جو عذاب کے مستحق ہوئے سبب اس کا
اُن کا کفر ہے پہر جب اُنہون نے یہ اقرار کیا تو اُن کے واسطے کہا گیا فرشتون کی طرف سے جو کہ اُن کے عذاب
پر موکل و مقرر ہین ادخلوا ابواب جہنم الآیہ یعنی تم داخل ہو جہنم کے دروازون مین جو کہ تمہارے واسطے کہولے گئے
ہین تاکہ تم اس مین داخل ہو اس حال مین کہ تمہارا دخول اور ہمیشہ رہنا اُس مین مقدر کیا گیا ہے خالدین حال
مقدرہ ہے فبئس مثوی المتکبرین مخصوص بالذم محذوف ہے ای بئس مثواہم جہنم اور الف لام جنسی ہے اور یہان
بہی اسم ظاہر یعنی متکبرین کو بجائے مثواکم کے رکہا سو اس سے بہی مقصود بیان کرنا اُن کے کفر کا سبب ہے کہ
جس کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق ہوئے وہ سب کفر ہی اُن کا تکبر کرنا ہے اتباع حق سے ثوی بمعنے اقام ہے
اور مثوی بمعنے جائے اقامت اس کی تحقیق کئی جگہہ گزرچکی ہے جبکہ اللہ پاک نے اول کافرون اور اُن کے
ہانکنے کا حال بیان کیا طرف جہنم کے تو بعد اس کے متقی لوگون کا اور اُن کے ہانکنے کا حال ذکر کیا طرف
جنت کے پس ارشاد فرمایا وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ
أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

الربع ۵ ع ۵

اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تہے پروردگار اپنے سے بہشت کو جتہے جتہے یہان تک کہ جب پہونچے اُس پر اور کہولے گئے اُس کے دروازے اور کہنے لگے اُن کو دار وغہ اُس کے سلام پہونچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو پس جاؤ اس مین سدا رہنے کو اور وہ بولے شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہم کو اس زمین کا گہر کر لین بہشت مین سے جہان چاہین سو کیا خوب نیگ ہے محنت کرنے والون کا اور تو دیکہے فرشتے گہر رہے ہین عرش کے گرد پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان اور فیصلہ ہوا ہے اُن مین انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا ف اُن کو حکم ہے کہ جہان چاہین رہین لیکن ہر کوئی وہی جگہہ چاہے گا جو اُس کے واسطے رکہی ہے ف فرشتون مین فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پہر اللہ تعالی ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بہی ہے اور قیامت مین بہی انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سے سعداے مومنین کے جبکہ وہ ہانکے جائینگے نفیس وعمدہ اونٹنیون پر وفد ہو کر طرف جنت کے ایک جماعت کہ اول مقرب لوگ ہونگے پہر ابرار نیک لوگ پہر وہ جو اُن سے قریب ہین پہر وہ جو اُن سے متصل ہین ہر گروہ ہمراہ اُن لوگون کے ہوگا جو اُس کے مناسب ہین انبیا ہمراہ انبیا کے اور صدیق لوگ اپنے امثال کے ساتہ اور شہدا اپنے اشباہ کے ہمراہ اور علما اپنے ہمسرون کے ساتہ ہر صنف مع صنف کے ہر گروہ بعض اُس کا بعض کے مناسب ہوگا یہان تک کہ جب وہ پہونچین گے طرف دروازون جنت کے بعد مجاوزت صراط کے تو روکے جائینگے ایک پل پر جو کہ درمیان جنت و نار کے ہے پہر بدلا لیا جائے گا واسطے اُن کے اُن مظلومون کا جو درمیان اُن کے تہے دنیا مین یہان تک کہ جب پاک صاف کر دیے جائینگے تو اُن کو اذن دیا جائے گا دخول جنت مین حدیث صور مین وارد ہوا ہے کہ مومنین جس وقت پہونچین گے طرف دروازون جنت کے تو مشورہ کرین گے حق مین اس شخص کے جو کہ اذن مانگے واسطے اُن کے دخول مین پس قصد کرین گے آدم کا پہر نوح کا پہر ابراہیم کا پہر موسی کا پہر عیسی کا پہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہم اجمعین کا جس طرح کہ اُنہون نے عرصات قیامت مین کیا وقت طلب شفاعت اپنی کے طرف اللہ عز وجل کے جیکہ آئے گا واسطے فصل قضا کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ظاہر ہو جائے سارے بشر پر سارے مقامات مین صحیح مسلم مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین اول شفیع ہون جنت مین مسلم کے ایک لفظ مین یون ہے انا اول من یقرع باب الجنۃ امام احمد نے عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آؤن گا مین دروازہ جنت پر قیامت کے دن پہر دروازہ کہولنے کی درخواست

پا بیان بہی ہو چکا واللہ سبحانہ اعلم ۱۲ از معجم اول

کرون گا تو خازن کہے گا تو کون ہے مین کہون گا محمد کہا پہر وہ کہے گا تیرا ہی مجکو حکم ہوا تہا کہ کہولون واسطے کسی کے قبل تیرے رَوَاہُ مُسْلِمٌ بِسَنَدِہٖ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۳۔ امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ جو داخل ہوگا جنت مین صورتین اُن کی چاند کی صورت پر ہون گی بدر کی رات مین نہین تہوکین گے وہ اس مین اور نہ وہ ناک سنکین گے اُس مین اور نہ پاخانہ پہرین گے اُس مین برتن اُن کے اور کنگہیان اُن کی سونا اور روپا اور عودوان اُن کی اُلوّہ ہے اور پسینا اُن کا مشک ہے اور واسطے ہر ایک کے اُن مین سے دو بیبیان ہین جنکی پنڈلی کا گودا دکہائی دیگا گوشت کے ورے سے مارے حسن کے اُن کے آپس مین نہ کسی طرح کا اختلاف ہوگا اور نہ کسی طرح کا بغض دل اُن کے ایک دل پر ہون گے تسبیح کرین گی اللہ تعالی کی صبح وشام رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ باسانید ہما وکذا رواہ ابو الزناد عن الاعرج عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۴۔ حافظ ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ جو جنت مین داخل ہون گے چاند کی صورت مین بدر کی رات مین اور وہ لوگ جو اُن سے متصل ہین روشنی پر اُس تارے کی جو کہ نہایت درجہ روشن ہو آسمان مین پیشاب نہ کرین گے اور نہ پاخانہ پہرین گے اور نہ تہوکین گے اور نہ ناک سنکین گے کنگہیان اُنکی سونا ہے اور پسینا اُن کا مشک ہے اور عود اُنکی اُلوہ ہے اور بیبیان اُنکی حور عین ہین یعنی بڑی آنکہون والی عورتین جنکی آنکہون کی سپیدی ویسا ہی گہری ہوگی اخلاق اُنکا ایک شخص کے خلق پر صورت پر اپنے باپ آدم کے ساٹھ گز طول مین وَاَخْرَجَاہُ ایضا من حدیث جریر ۵۔ زہری نے عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے فرمایا کہ داخل ہوگا جنت مین میری امت سے ایک زمرہ وہ ستر ہزار ہون گے روشن ہونگے چہرے اُن کے مثل روشن ہونے چاند کے شب بدر مین پس عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے پہر عرض کیا یارسول اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ وہ مجہے اُن مین سے کر دے تو آپ نے فرمایا اے اللہ تو اس کو کر دے اُن مین سے پہر کہڑا ہوا ایک شخص انصار مین کا پہر عرض کیا یارسول اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ وہ مجہے کر دے اُن مین سے تو آپ نے فرمایا سبقک بہا عکاشۃ یعنی عکاشہ اُس کلمے کے ساتہہ تجہہ سے سبقت کر گیا اَخْرَجَاہُ وقد روی ھذا الحدیث فی السبعین الفاً ید خلون الجنۃ بغیر حساب البخاری ومسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وجابر بن عبد اللہ وعمران بن حصین وابن مسعود ورفاعۃ بن عرابۃ الجہنی وام قیس بنت محصن رضی اللہ تعالی عنہم

اجمعین ۶۔ بخاری ومسلم نے عن ابی حازم عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ داخل ہون گے جنت مین میری امت سے ستر ہزار یا سات
لاکھہ پکڑنے والا ہوگا بعض اُن کا بعض کو یہان تک کہ داخل ہوگا اول اُن کا اور پچھلا اُن کا جنت مین چہرے
اُن کے صورت پر چاند کے شب بدر مین ۷۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے وعدہ کیا مجھ سے میرے رب
عزوجل نے کہ داخل کرے گا جنت مین میری امت مین سے ستر ہزار کو ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار جنپر نہ کسی طرح
کا حساب ہے نہ عذاب اور تین لپین میرے رب عزوجل کی لپون سے وکذا رواہ الولید بن مسلم بسند
عن ابی امامۃ و ترواہ **الطبرانی** عن عُتبۃ بن عبد السلمی ثم مع کل الف سبعین الفا
ویروی مثلہ عن ثوبان وابی سعید الانماری ولہ شواہد من وجوہ کثیرۃ **قولہ تعالی**
حتی اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا الآیہ یہان جواب اذا کا مذکور نہین ہوا تقدیر جواب یہہ ہے سعدوا
وطابوا وسروا وفرحوا بقدر کل مایکون لہم فیہ نعیم معنی یہ ہین کہ جس وقت متقی لوگ جنت کے پاس آئین گے اور
یہ امور ہون گے یعنی اُن کے اکرام وتعظیم کے لیے جنت کے دروازون کا کھولنا اور ملائکہ خازنین جنت کا بشارت
وسلام دینا کے ساتھ انکا استقبال کرنا جس طرح کہ داروغہ نار توبیخ وسرزنش وملامت کے ساتھ کفار کا استقبال
کرین گے پس جب یہ امور ہون گے تو متقی لوگ سعید وبہرہ مند وشادان وفرحان ہون گے بقدر ہر اس شئے
کے جس مین اُن کے واسطے نعیم وراحت وعیش ہوگا جبکہ اس جگہہ جواب اذا کا حذف کیا جائے گا تو رجا
وامید مین ذہن ہر طرف جائے گا اور جس کسی نے یہ زعم کیا کہ وفتحت ابوابہا مین واو ثمانیہ ہے اور
اُس نے اس پر استدلال کیا کہ جنت کے دروازے آٹھہ ہین تو متعرض اُس نے ابعاد کجھ کیا اور نزع مین اغراق
رہا جنت کے آٹھہ دروازے ہونا سو یہ صحیح حدیثون سے مستفاد ہوتا ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی خرچ کرے دو چیز
اپنے مال سے اللہ کی راہ مین تو وہ بلایا جائے گا دروازون سے جنت کے اور واسطے جنت کے دروازے
مین پس جو شخص ہوگا نماز والون سے تو وہ بلایا جائے گا دروازہ نماز سے اور جو کوئی ہوگا صدقہ وخیرات کرنے
والون سے تو بلایا جائے گا دروازہ صدقہ سے اور جو کوئی ہوگا جہاد والون سے تو بلایا جائے باب جہاد
سے اور جو کوئی ہوگا روزے والون سے تو بلایا جائے گا باب الریان سے پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ ما علی احد من ضرورۃ دعی من ایہا دعی فہل یدعی منہا کلہا احد یعنی نہین ہے کوئی
ضرورت وحاجت اُس شخص پر جو کہ سارے دروازون سے بلایا جائے اسواسطے کہ اگر وہ ایک دروازے

سے بلایا گیا تو اُس کا مقصود حاصل ہوگا مقصود یہی جنت مین داخل ہونا ہے اور باوجود اسکے کہ اسپر کوئی ضرورت
اسکی نہین ہے کہ سب دروازون سے بلایا جاوے پہر آیا کوئی ایسا ہے کہ وہ سب سے بلایا جاوے گا تو آپ نے
فرمایا ہان اور امید کرتا ہون اس کی کہ تو اُن مین سے ہووے وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِیْثِ
الزُّهْرِیِّ بِنَحْوِہٖ صحیحین مین سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک جنت مین آٹھ دروازے ہین اُن مین سے ایک دروازہ ہے نام رکھا جاتا ہے ریان
داخل نہ ہون گے اُس مین مگر روزہ دار لوگ صحیح مسلم مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے تم مین سے کوئی کہ وضو کرے پہر
مبالغہ کرے یا پہر کامل کرے وضو کو پہر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مگر کہولے جاتے ہین
واسطے اُس کے آٹھون دروازے جنت کے داخل ہو جونسے دروازے سے چاہے حسن بن عرفہ
نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا
کنجی جنت کی لا الہ الا اللہ ہے ذکر جنت کے دروازون کی فراخی کا نسأل اللہ الکریم
من فضلہ العظیم ان یجعلنا من اہلہا بکرمہ العمیم آمین صحیحین مین حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے حدیث طویل شفاعت مین مروی ہے پس فرمائے گا اللہ تعالی اے محمد داخل کر اُس شخص کو
جسپر کسی طرح کا حساب نہین ہے تیری امت سے دروازہ راست سے اور وہ شریک ہین لوگون کے دوسرے
دروازون مین قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے بیشک مابین دو کواڑون کے کواڑون جنت
سے مابین دو بازو دروازے کے البتہ جیسا کہ درمیان مکہ وہجر کے ہے یا ہجر ومکہ کے اور ایک روایت مین کہ
وبصری ہے ۲ صحیح مسلم مین عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ انہون نے لوگون کو خطبہ سنایا تو اُس
مین کہا اور البتہ مقرر ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ مابین دو کواڑون کے جنت کے کواڑون سے چالیس برس کی
راہ ہے اور البتہ آئے گا اُس پر ایک دن اور وہ پر ہوگا مارے ازدحام کے ۳ مسند مین عن
حکیم بن معاویہ عن ابیہ رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ ۴ عبد بن
حمید نے عن ابی سعید رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ مابین
دو کواڑون کے جنت مین البتہ چالیس برس کی راہ ہے قولہ تعالی وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ یعنی پاک ہوئے تمہارے اعمال واقوال اور پاکیزہ ہوئی تمہاری سعی و کوشش اور پاک
ہوئی تمہاری جزا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا اس بات کا کہ ندا کی جائے
درمیان مسلمانون کے بعض غزوات مین کہ بیشک جنت مین داخل نہ ہوگا مگر نفس مسلمہ ایک روایت مین

مومن ہے **قولہ تعالیٰ** فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ یعنی داخل ہو جنت مین دران حال کہ ہمیشہ رہنے والے ہو اُس مین
مومنین وہان سے نقل کرنا نہ چاہین گے اور جب جنت مین وہ ثواب وافر و عطای عظیم و نعیم مقیم و ملک کبیر معاینہ کرینگے
تو اُس وقت یون کہین گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ یعنی سب خوبی ہے اُس اللہ کو جس نے سچا کیا ہم سے
وہ وعدہ جو اپنے رسل کرام کی زبانون پر کیا تہا جس طرح کہ دنیا مین انہون نے یہ دعا کی تہی رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا
عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ نِ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ
لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ **قولہم** وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ الآیہ **ابو العالیہ** و ابو صالح و قتادہ و سدی و
ابن زید نے کہا کہ مراد ارض سے ارض جنت ہے پس یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ
بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ اسی لیے انہون نے یون کہا نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَآءُ یعنی جہان ہم چاہتے ہین نزول کرتے ہین سو کیا خوب اجر ہمارا اجر ہے اپنے عمل پر **صحیحین**
مین حدیث الزہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصہ معراج شریف مین مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا داخل کیا گیا مین جنت مین تو ناگاہ اس مین گنبد ہین موتیون کے اور ناگاہ مٹی اُس کی مشک ہے
۲ **عبد بن حمید** نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابن
صائد سے جنت کی مٹی کا پوچہا تو اُس نے کہا درمکۃ بیضاء مسک خالص یعنی میدہ سپید مشک خالص ہے تو آپ
نے فرمایا اُس نے سچ کہا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ۳
نیز **مسلم** نے حضرت ابو سعید رضی سے روایت کیا ہے کہ ابن صائد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
جنت کی مٹی کا پوچہا تو آپ نے فرمایا درمکۃ بیضاء مسک خالص ۴ - **ابن ابی حاتم** نے وسیق الذین اتقوا
الآیہ کی تفسیر مین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہانکے گئے
یہان تک کہ پہونچے طرف دروازون جنت کی تو اُن کے نزدیک ایک درخت پایا جس کے تنہ کے نیچے سے دو چشمے
نکل رہے ہین پہر اُن مین سے ایک کی طرف قصد کیا پہر اُس سے طہارت کی تو تازگی نعیم اُن پر جاری ہوئی
پہر بعد اُس کے نہ کبہی اُن کے چہرے غبار آلودہ ہوے اور نہ اُس کے پیچہے اُن کے بال کبہی پریشان ہوے گویا
انہون نے تیل لگایا پہر قصد کیا طرف دوسرے چشمے کے گویا اُن کو اُس کا حکم کیا گیا تو اُس سے پیا سو اُن کے
شکمون مین رنجش یا خس و خاشاک جو کچہ تہا اُس کو دور کر دیا اور جنت کے دروازون پر فرشتون نے اُن کا استقبال
کیا یہ کہتے ہوے کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین اور ہر غلمان نے اپنے صاحب کا استقبال کیا اُس کے گرد پہرے

جس طرح کنبے اپنے رشتہ دار مقرب کے ساتھ کرتے ہین جو کہ سفر سے آیا ہو تو خوش ہو جا مقرر اللہ نے تیری واسطے کرامت سے ایسا ایسا تیار کر رکھا ہے مقرر اللہ نے تیرے لیے کرامت سے ایسا ایسا مہیا کر رکھا ہے اور ایک غلام اس کے غلمان سے جاتا ہے طرف اس کی بیبیون کے جو کہ حور عین مین سے ہین تو کہتا ہے یہ فلان شخص ہے اسکا نام لے کر جو دنیا مین تہا سو وہ کہتی ہین تو نے اُسکو دیکھا ہے تو وہ کہتا ہے ہان پہر خوشی اُنکو برانگیختہ کریگی یہان تک کہ وہ نکل آئین گے دروازے کی دہلیز تک کہا پہر وہ آئے گا تو کیا دیکھتا ہے کہ تکیے صف بصف لگے ہوئے ہین آبخورے رکہے ہوئے ہین مسندین بچہی ہوئی ہین کہا پہر وہ نظر کرے گا طرف تاسیس اپنے بنگیان کے تو کیا دیکھتا ہے قد اسس علی جندل اللؤلؤ بین احمر و اخضر و اصفر و ابیض و من کل لون پہر اپنی نظر اٹہائے گا طرف اس کی چہت کے سو اگر یہ بات نہ ہوئی کہ اللہ نے اُسکو اُس کے لیے مقدر کیا ہے تو البتہ قریب ہوتا کہ اُس کی بینائی کو لے جائے وہ تو البتہ بجلی سا ہے پہر نظر کرے گا اپنی بیبیون کی طرف جو کہ حور عین مین کی ہین جنکی بڑی بڑی آنکھین نہایت درجہ گہری سیاہی و سپیدی پہر تکیہ لگا کر بیٹھے گا کسی چہپر کہٹ پر اپنے چہپر کہٹون سے پہر کہے گا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا و ما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ الآیہ پہر ابن ابی حاتم نے مسلمہ بن جعفر بجلی سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا ابو معاذ بصری کو وہ کہتے تہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس کی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے جس وقت وہ نکلین گے اپنی قبرون سے تو استقبال کیے جاینگے یا لائی جائین گی اونٹنیان جن کے پر ہونگے اور اُنپر سونے کی کجاوے ہون گے تسمے انکی جوتیون کے نور ہوگا جو کہ چمک رہا ہوگا ہر قدم اُن کا درازی نگاہ ہوگا پہر وہ پہونچین گے طرف ایک درخت کے جس کی جڑ سے دو چشمے اُبل رہے ہونگے تو اُن مین کے ایک سے تو پئین گے تو وہ دہو ڈالے گا اُس میل کچیل کو جو اُن کے شکمون مین ہوگا اور دوسرے سے نہائین گے پہر بعد اُس کے نہ اُن کے چہرے غبار آلودہ ہون گے کبہی اور نہ اُن کے بال اور جاری ہوگی اُنپر تازگی نعیم کی پہر وہ پہونچین گے یا پہر آئین گے جنت کے دروازے پر تو ناگاہ ایک حلقہ ہے یاقوت سرخ کا سونے کے پترون پر پہر وہ اُس حلقے سے اُس چہوٹے پتر پر ضرب لگائین گے تو اُسکی ایک جہنکار سنائی دیگی اے علی پہر پہونچ جائے گی ہر حور کو یہ بات کہ اُس کا خاوند آگیا پہر وہ بہیجے گی اپنے قیم کو یعنی داروغہ کارکن کو تو اُس کے واسطے کہولے گا یعنے دروازہ پہر جب اُس کو دیکہے گا تو اُس کے لیے گر پڑے گا مسلمہ کہتے ہین مین گمان کرتا ہون ابو معاذ کو کہ انہون نے کہا ساجداً یعنی یہ مومن اُس داروغہ کو دیکہہ کر سجدے مین گرے گا پہر وہ اُس سے کہے گا کہ تو اپنا سر اُٹہا لے کیونکہ مین تو بہی تیرا قیم ہون تیرے کام پر مقرر کیا گیا ہون پہر وہ اُس کے ساتہ ہو جائیگا اور اُس کے پیچہے پیچہے چلے گا پہر اُس حور کو عجلت برانگیختہ کرے گی تو وہ موتی و یاقوت کے خیمون سے نکل آئیگی

یہان تک کہ اُس سے معانقہ کرے گی پہر کہے گی تو میرا دوست ہے اور مین تیری دوست ہون [illegible]ین وہ ہمیشہ رہنے والی
ہون کہ نہین مرون گی اور وہ آسودہ ہون کہ مفلس ہون گی اور وہ خوش رہنے والی ہون کہ خفا نہ ہوؤن گی اور
وہ اقامت گزین ہون کہ کوچ نہ کرون گی پہر وہ داخل ہوگا ایک ایسے گہر مین جس کی بنیاد سے اُس کی چہت تک ایک
لاکہہ گز کا فاصلہ ہے بنا اُس کی موتیون کے تختے پر تہہ ہین زرد و سبز و سُرخ جن مین سے کوئی تہہ اپنے ساتہی کا ہمشکل
نہین ہے اُس گہر مین ستر تخت ہین ہر تخت پر ستر گدیلے ہین ہر گدیلے پر ستر بیبیان ہین ہر بی بی پر ستر
حُلّے ہین حُلّون کے اندر سے اُس کی پنڈلی کا گودا دکہائی دے رہا ہے پورا کرے گا جماع اُن سب کا ایک رات کی
مقدار مین تمہاری راتون سے یہ نہرین ہین اُن کے نیچے سے بہ رہی ہین نہرین ہین ماءِ غیر آسن کی کہا صاف پانی
کی جس مین کچہ کدورت نہین ہے اور نہرین ہین دودہ کی جس کا مزا نہین بگڑا کہا جو نہین نکلا مویشی کے تہنون سے اور
نہرین ہین شراب کی لذت ہے پینے والون کو کہا جس کو نہین نچوڑا آدمیون نے اپنے قدمون سے اور نہرین ہین
عسل مصفّٰی کی کہا جو نہین نکلا مہوک کے شکمون سے چنے گا میوے پہر اگر چاہے گا تو کہڑے ہو کر اور اگر چاہیگا
تو بیٹہہ کر اور اگر چاہے گا تو تکیہ لگا کر پہر یہ آیت پڑہی وَدَانِیَةً عَلَیْہِمْ ظِلَالُہَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُہَا تَذْلِیْلًا
پہر چاہیگا کہانا تو آئینگے اُسکے پاس بط اور ریا اوقات کہا کہ سبز کہا پہر وہ اپنے بازو اٹہائینگے تو کہائیگا اُن پہلو سے جس قسم کا کہانا چاہیگا پہر وہ
اڑ جائیگا تو چلا جائیگا پہر داخل ہوگا فرشتہ تو کہیگا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَنْ تِلْکُمُوا الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
اور اگر ایک بال حور کے بالون سے گر پڑے زمین مین تو البتہ روشن کرے سورج اس کے ساتہ سیاہی ہے نور مین یہ
حدیث غریب ہے اور گویا مرسل ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ وَتَرَی الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ
الْعَرْشِ الآیہ جبکہ اللہ پاک نے اپنے حکم ذکر کیا اہل جنت و نار مین اور یہ بات بیان کی کہ اس نے ہر ایک کو اُس جگہ
مین اُتارا ہے جو اُس کے لائق و صالح و مناسب ہے اور وہ اس مین ایسا عادل ہے کہ جور نہین کرتا ہے تو اپنے
فرشتون کی خبر دی کہ وہ عرش مجید کے گرد گہرنے والے ہین تسبیح کرتے ہین اپنے رب کی حمد کے ساتہ متلبس
ہو کر اور اُس کی تمجید و تعظیم و تنزیہ و تقدیس کرتے ہین نقائص و جور سے اور قضیہ فیصل ہو چکا اور امر جاری کیا گیا
اور ساتہ عدل کے حکم ہو چکا اسی لیے اللہ عز وجل نے یون فرمایا وقضی بینہم یعنی درمیان خلائق کے حق کے
ساتہ فیصلہ کیا گیا پہر فرمایا وقیل الحمد للہ رب العالمین یعنی سارا کون بولا اُس کے ناطق اور بہائم واسطے اللہ
رب العالمین کے ساتہ حمد کی اُس کا حکم و عدل مین اور اسی لیے قول کی نسبت کسی قائل کی طرف نہین کی
بلکہ اُس کو مطلق چہوڑا تو اس نے اس پر دلالت کی کہ ساری مخلوقات نے اُس کے واسطے شہادت دی ساتہ حمد
کے قتادہ نے کہا کہ اللہ پاک نے خلق کو شروع کیا ساتہ حمد کے ابتدا اس قول مین الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض
اور اختتام کیا ساتہ حمد کے اپنے اس قول مین وقضی بینہم بالحق وقیل الحمد للہ رب العالمین کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان میں فاتح یہ ہے کہ سیق الذین اتقوا الآیۃ کے یہہ معنی ہین کہ ہانک لائے متقی لوگون کو فرشتے ہانکنا اعزاز و تشریف و تکریم کا مراد اس سوق سے اُن کا جلد لانا ہے طرف دار کرامت و رضوان کے جس طرح کہ اُس شخص کو لاتے ہین جس کا اکرام و اعزاز کیا جاتا ہے اُن لوگون مین سے جو کہ بعض ملوک کے پاس واسطے زیارت و طلب عطا کے آتے ہین اور سوق اول جو دوزخیون کے بارے مین گزر چکا ہے مراد اُس سے اُنکا ہانکنا ہے طرف عذاب کے ساتھہ ذلت و خواری کے جس طرح کہ قیدی کے ساتھہ معاملہ کیا جاتا ہے جبکہ اُس کو قید کی یا قتل کی طرف ہانک لے جاتے ہین ان دونون ہانکنے مین بڑا فرق ہے وہ کہان اور یہ کہان وہ تو عذاب نیران کی طرف ہے اور یہ روضۂ رضوان کی طرف یہہ سوق جو دونون جگہہ لایا گیا منجملہ بدائع انواع بدیع ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک ایک کلمہ حق مین کفار کے لاتا ہے تو وہ دال ہوتا ہے اُن کی ذلت و عقاب پر اور وہی کلمہ بعینہ مومنون کے حق مین لاتا ہے تو دلالت کرتا ہے اُن کے اکرام و اعظام پر ساتھہ حسن ثواب کے فسبحان من انزلہ معجز المبانی متمکن المعانی عذب الموارد و المثانی کسی نے کہا کہ کلام بنا بر حذف مضاف ہے ای سیق مراکبہم یعنی انکی سواریان ہانکی گئین کیونکہ وہ نہین لائے جائین مگر سواریون پر سوار جیسا کہ حدیثون مین وارد ہوا ہے معنی زمر کے اول گزر چکے ہین یعنے گروہ گروہ لائے جائین گے مثلاً اہل نماز علیحدہ اور اہل صوم جدا اور اہل صدقہ الگ اسیطرح اور اعمال صالحہ والے جواب اذا کا محذوف ہے مبرد نے کہا تقدیر یہہ ہے سعدوا و فتحت یعنی یہان تک کہ جس وقت وہ جنت کے پاس آوین گے تو بہرہ مند کیے جائینگے اور انکے دروازے کہولے جائینگے زجاج نے کہا قول میرے نزدیک یہہ ہے کہ جواب محذوف ہے بتقدیر کہ حتی اذا جاؤہا و کانت ہذہ الاشیاء التی ذکرت دخلوہا یعنی یہان تک کہ جب وہ آوین گے جنت کو اور یہ چیزین ہون گی جن کا ذکر ہوا تو وہ اُس مین داخل ہون گے پس جواب دخلوہا ہے اور اس لیے حذف کیا گیا کہ کلام مین اُس پر دلیل ہے اخفش و کوفی اس کے قائل ہین کہ جواب فتحت ہے اور حرف واو زائد ہے بصریون کے نزدیک یہ قول خطا ہے اسواسطے کہ واو حروف معانی سے ہے تو وہ زائد نہ ٹہیرایا جائے کسی نے کہا کہ زیادتی واو کی اس پر دلیل ہے کہ دروازے اُن کے لیے کہولے گئے قبل اس کے کہ وہ آوین بسبب انکی کرامت و عزت کے اللہ تعالی پر تقدیر یہہ ہے حتی اذا جاؤہا و ابوابہا مفتحۃ یعنے یہان تک کہ وہ آوے اُس کو اور اُس کے دروازے کہلے ہوئے تہے بدلیل اس آیت کریمہ کے جنات عدن مفتحۃ لہم الابواب اور اہل نار کے قصے مین واو اسواسطے حذف کیا گیا کہ وہ ٹہیرائے گئے نار پر اور بعد انکو ٹہیرانے کے اُس کے دروازے کہولے گئے واسطے ذلیل کرنے کے اور ڈرانے کے نحاس نے اس کے معنے ذکر کیے ہین منسوب کر کے طرف بعض اہل علم کے نحاس نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ اس سے پہلے کسی نے

اس کی طرف سبقت کی ہو اس قول کی بنا پر واو حالیہ ہوگا بتقدیر قد کے لئے جاؤ یا وقد فتحت لہم الابواب کسی نے
کہا کہ واو ثمانیہ ہے عرب کی یہ عادت تھی کہ عدد مین یون کہا کرتے تھے خمسۃ ستۃ سبعۃ وثمانیۃ اس کا بیان
سورہ برات مین پورے طور پر گذر چکا ہے اور سورۂ کہف مین بھی جنت کی آٹھہ دروازے ہونے مین صحیح
وغیرہا مین حدیثین وارد ہوئی ہین کتاب مثیر ساکن الغرام الی روضات دار السلام تالیف
سیدنا ابو الوفا الصدیق صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ احوال جنت مین احسن وارجح کتب ہے یہ کتاب
بزبان عربی ہے مطبوع ہوکر دست برد طلبۂ علم ہو چکی ہے بعد اس کے بنظر نفع عام ایک کتاب اردو مین
حادی القلوب الی السلیم نام اسی باب مین تالیف فرمائی یہ بھی عجب منور کتاب ہے طبع ہوکر مطبوع خاص و عام
ہوئی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا بالجملہ پھر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ جنت کے خزانچی مومنون پر سلام کرین گے
پس ارشاد فرمایا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ یعنی سلامتی ہے تم کو ہر آفت سے بعد اس کے اب
کوئی مکروہ تمکو پیش نہ آئے گا طبتم پاک رہے تم دنیا مین شرک و معاصی کے چرک سے میلے کچیلے نہ ہوئے
مجاہد نے کہا طبتم بطاعۃ اللہ کسی نے کہا بالعمل الصالح معنے ایک ہین کسی نے کہا طاب لکم المقام یعنی پاکیزہ
ہوا واسطے تمہارے مقام کسی نے کہا طابت حالکم وحسنت یعنی اچھا ہوا تمہارا حال دخول جنت کو
سبب ٹھیرایا طیب و طہارت کے اس لیے کہ وہ گھر ہے طیبین کا اور جائے اقامت ہے طاہرین کی اللہ سبحانہ نے
ہر میل کچیل سے اس کو مطہر کیا ہے اور ہر گندگی سے اس کو پاک صاف فرمایا ہے سو اس مین داخل نہو گا
مگر وہی جو اس کے مناسب ہو اور اس کی صفت کے ساتھ موصوف ہو گا مقاتل نے کہا جبکہ جہنم کے پل کو قطع کر چکینگے
تو ایک پل پر روکے جائین گے جو کہ درمیان جنت و نار کے ہے پھر بدلا لیا جائے گا واسطے بعض کے بعض
سے ان مظالم کا جو ان کے آپس مین تھے یہان تک کہ جس وقت پاک صاف کر دیے جائین گے تو رضوان
و رضوان کے اصحاب ان سے یون کہین گے سلام علیکم بخاری نے اس حدیث قنطرہ کو اپنے جامع صحیح
مین بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے یہ حدیث نہایت طویل ہے فَادْخُلُوهَا
خَالِدِينَ یعنی اب تم داخل ہو جنت مین در انحال کہ مقدر کیا گیا ہے تمہارا ہمیشہ رہنا اس مین پس
اہل جنت اس وقت کہین گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الآیہ یعنی سب خوبی ہے اللہ کو جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ اپنا
وعدہ بعث کا اور جنت کے ساتھ ثواب دینے کا اپنے اس قول مین تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ
عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا اور جس نے وارث کیا ہم کو ارض کا مراد ارض سے زمین جنت ہے یہ قول قتادہ و ابو العالیہ
کا ہے گویا وہ ان کے غیر سے ان کی طرف آگئے سو وہ اس کے مالک ہو گئے اور اس مین تصرف
کیا جس طرح کہ وارث تصرف کرتا ہے اس شے مین جس کا وہ وارث ہوتا ہے پس اس معنی کی بنا پر کلام

مین مجاز ہے کسی نے کہا وہ وارث ہوے اُس زمین کے جو اہل نار کے واسطے تہی اگر وہ مومن ہوتے اکثر مفسرین نے
یہی کہا ہے اس قول کی بنیاد پر وراثت اپنے حقیقی معنے پر ہے کسی نے کہا کہ مراد ارض سے ارض دنیا ہے اور
کلام مین تقدیم و تاخیر ہے جملہ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ حال ہے اور نا کی ضمیر سے یعنی وارث
کیا ہمکو زمین جنت کا در انحال کہ ہم ٹہیرا لیتے ہین اُس مین منازل و مقامات سے جو چاہتے ہین جہان چاہتے
ہین اس سے نہ سمجہنا چاہیے کہ کوئی شخص اپنے غیر کے مکان کو پسند کرے گا اس واسطے کہ جنت مین تو
ہر ایک کو ایسی فراخ و حسین و صاحت سے زیادہ جنت ملے گی کہ بیان سے باہر ہے سو وہ اپنی ہی جنت سے
جہان چاہے گا ٹہکانا پکڑے گا اپنے غیر کے جنت کی طرف اُسے حاجت نہ ہوگی کسی نے کہا کہ امت محمدی
سب اُمتون سے پہلے جنت مین داخل ہوگی سو یہ لوگ جہان چاہین گے اُترین گے یعنی اُن مین سے
ہر ایک کو اختیار دیا جائے گا واسطے اُسکی اکرام کے کہ جہان چاہے اُترے اگرچہ وہ اختیار نہ کرے گا مگر اُس
شے کو جو اُس کے لیے قسمت کی گئی ہے زمین اور اُمتین سو وہ داخل ہون گی بعد اُمت محمدی کے تو وہ
اُن مکانون مین اُترین گی جو اُن سے بچے ہون گے کرخی نے کہا کہ جنت دو قسم کی ہے ایک تو جسمانی جنتین
اُن مین احتمال مشارکت کا نہین ہے تو دوسری روحانی جنتین اُن کا حصول ایک کے واسطے مانع نہین ہے اُنکی
حصول سے واسطے دوسرون کے فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ مخصوص بالمدح محذوف ہے ای فنعم اجر العاملین
الجنة یہ قول تتمہ قول اہل جنت ہے یعنے وہی جنت والے کہتے ہین کہ جب ہمارے عیش کا یہ حال ہے کہ ہم جہان چاہتے
ہین اُترتے ہین جس مکان مین چاہتے ہین رہتے بستے ہین کسی طرح کی روک ٹوک نہین ہے سو کیا خوب
مزدوری ہے اُن کی جنہون نے دنیا مین نیک کام کیے یہ بہشت عنبر سرشت کسی نے کہا کہ یہ قول اللہ
پاک کے قول سے ہے جبکہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے درجات عالیات کا ذکر کیا جو اُن کو عطا ہوئے
تو بعد اُس کے اُن اہل کرامات کا بیان کیا جنکو عبادات سے کوئی شے باز رکھنے والی نہین ہے پس خطاب
کو اشرف خلق کی طرف پہیر کر ارشاد فرمایا وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ اس واسطے
کہ اس رؤیت کا حق سوا آپکے اور کسی سے ادا نہین ہو سکتا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
دیکہے گا تو اس دن فرشتون کو اس حال مین کہ وہ احاطہ کرنے والے گہیرنے والے قیام کرنے والے
ہونگے ساتہ جمیع اطراف کے جو اُن پر ہین عرش کی جوانب سے جنکا احاطہ کرنا ممکن ہوگا بہر سبب اُنکے
احاطہ کرنے کے تسبیح و تحمید و تقدیس کی آواز سنائی دے گی کلمہ من نے یہ بات سمجہائی کہ فرشتے باوجود
اپنی کثرت کے جس کا شمار سوا اللہ عز و جل کے اور کوئی نہین کر سکتا ہے عرش کے گرد کو نہ بہرین گے یہ قول
اولی ہے بعضون کے اس قول سے کہ کلمہ من زیادہ ہے اخفش بہی اسی کے قائل ہین کہ زائد ہے۔ یا کلمہ

من ابتدای غایت کا ہے یعنی ابتدا فرشتون کے احاطہ کرنے کی گرد عرش سے وہان تک ہے جہان تک اللہ پاک نے چاہا ہے معنی یہ ہین کہ اُس دن دیکھنے والا اُن کو یاین صفت دیکھے گا حافین جمع ہے حاف کی قالہ الاخفش حاف کہتے ہین محدق بالشی یعنی جو کوئی کسی شے کا احاطہ کرنے والا ہو تو وہ اسکا حاف ہے ماخوذ ہے حففت بالشی سے یہ جب کہو گے کہ تم اُس شے کا احاطہ کرو گے اور یہ ماخوذ ہے حفاف سے حفاف بمعنی جانب ہے فرا نے کہا کہ حافین کا واحد نہین ہے اُس کے لفظ سے زمخشری نے بھی فرا کی پیروی کی ہے گویا ان دونون نے یہ خیال کیا کہ وجہ حاف نہین ہو سکتا ہے اس لیے کہ حفوف احداق و احاطہ بشے ہے اور یہ متحق نہین ہوتا ہے مگر جمع مین جملہ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ محل نصب مین ہے بنا بر حال حافین کی ضمیر سے یعنی وہ گھیرنے والے ہین گرد عرش سے اس حال ہین کہ تسبیح کرنے والے ہین اُس کی حمد کے ساتھ متلبس ہو کر مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے یہ معنی ہین کہ نماز پڑھتے ہین گرد عرش کے اپنے رب کے شکر کے واسطے یہ تسبیح تلذذ کی ہے تسبیح تعبد کی نہین ہے کیونکہ اس دن تکلیف زائل ہو جائے گی اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ اُن کا ثواب بعینہ یہی تسبیح ہے اور اُس نے یہ بات بھی سمجھا دی ہے کہ درجات و لذات علیین کا منتہے استغراق ہے اللہ سبحانہ کی صفات مین اللہم ارزقنا آمین وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان ساری عباد وخلائق کے ساتھ عدل کے باین طور کہ بعض جنت مین اور بعض نار مین داخل کیے گئے کسی نے کہا درمیان انبیا کے جو کہ لائے گئے ساتھ شہدا کے اور درمیان انکی امتون کے کسی نے کہا درمیان فرشتون کے باین طور کہ اُن کو اُن کے منازل ہین قائم کیا موافق اُنکے درجون کے والا ولی ولی وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قائل اس کے مومنین ہین اُنہون نے اللہ کی حمد کی اس پر کہ اُس نے فیصلہ کر دیا درمیان اُن کے اور اہل نار کے ساتھ حق کے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کسی نے کہا کہ اس کے قائل فرشتے ہین اُنہون نے اللہ پاک کی حمد کی اس پر کہ اُس نے حکم مین عدل کیا اور اسپر کہ اُس نے درمیان اپنے بندون کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا اللہ سبحانہ نے اس آیت کو حمد کے ساتھ شروع کیا اور اسی کے ساتھ ختم فرمایا مقصود اس سے آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ ہر کام کی بدایت و نہایت مین اُس کی حمد کرنا چاہیے اور جبکہ پہلے حمد تو صدق وعدہ پر اور جنت کے وارث کرنے پر ہے اور یہ حمد حق کے ساتھ فیصلہ کرنے پر ہے تو اب اس مین کسی طرح کی تکرار نہین ہوئی حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہما کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر آخر سورۂ زمر پڑھا تو منبر نے دو بار حرکت کی ذکرہ القرطبی رحمہ اللہ تعالی ف قولہ تعالی وتری الملائکۃ حافین الآیۃ مین دو احتمال ہین یا تو یہ قول واسطے شرح احوال ملائکہ کے ہے تو اب مین بعد واسطے بیان اس بات کہ اُن کا دار ثواب جوانب و اطراف عرش

سلہ اعہد تمام ان کی دعا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو ہے جو صاحب ساری جہان کا ہے

متعلق ہے بعد شرح ثواب بشر کے اور بیان کرنے اس امر کے کہ اُن کا درثواب جنت ہے پس قولہ تعالی یسبحون بحمد ربہم اس بات کو مشعر ہوگا کہ انکا ثواب بعینہ یہی تحمید و تسبیح ہے اور یہ بزرگترین سبحات ثواب استغراق عقول عباد ہے درجات تنزیہ و منازل تقدیس میں اور قولہ تعالی وقضی بینہم بالحق کے یہ معنی ہون گے کہ فیصلہ کیا گیا درمیان فرشتون کے ساتھ حق کے یہ بات بتانے کو کہ وہ باب معرفت و طاعت مین درجات مختلف و مراتب متفاوت پر ہین اور ہر ایک اُن مین کا اپنے مرتبے سے آگے نہین بڑہتا ہے جو اُس کے واسطے مقرر کر دیا گیا ہے پہر جب درمیان اُن کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا تو اُنہون نے کہا الحمد للہ رب العالمین یعنے سب خوبی اللہ رب العالمین کو ہے اس پر کہ اُس نے درمیان ہمارے حق کے ساتھ فیصلہ کیا یہان ایک نکتہ نفیس ہے وہ یہ ہے کہ جب فرشتون نے متقی لوگون کا باین قول خطاب کیا کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین تو متقیون نے اس وقت یہ کہا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ یعنی حمد ہے اللہ کو جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا جو باین لفظ کیا تہا کہ لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ بخلاف فرشتون کے کہ اُن کے درمیان جبکہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا تو اُنہون نے یون کہا الحمد للہ رب العالمین بسبب اس فیصلے کے اللہ کی حمد نہ کی بلکہ اس واسطے اُس کی حمد کی کہ وہ رب العالمین ہے اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ باب معرفت مین اُن کا طبقہ بلند تر ہے کیونکہ جس شخص نے منعم کی حمد کی بسبب اس کے انعام کے جو اُس کی طرف پہونچنے والا ہے تو حقیقت مین اُس نے منعم کی حمد نہین کی اُس نے تو صرف انعام کی حمد کی رہا وہ شخص جس نے اُس کی حمد کی بسبب اُس کی صفات کمال و علو شان و کبریائی کے سو بیشک باب معرفت مین اسکا استغراق اکثر ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ وتری الملائکۃ الآیۃ تتمہ شرح ثواب متقین سے ہی بیان اسکا یہ ہے کہ یون کہین جبکہ متقیون نے الحمد للہ الذی صدقنا الآیہ کہا اور اُس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ جنت مین اللہ کی حمد کے ساتھ مشغول ہین تو اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ جس طرح متقیون کا حرفہ جنت مین اشتغال ہے ساتھ اس تحمید کے سو اسی طرح ملائکہ حافین حول العرش کا حرفہ اشتغال تسبیح و تحمید ہے پہر فرمایا وقضی بینہم بالحق یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان بشر کے حق کے ساتھ کذا افادہ العلامۃ محی الدین شیخزادہ رزقہ اللہ الحسنی وزیادہ و

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ کہ سورۂ زمر کی تفسیر محلہ امین گنج مین سیوم ماہ ربیع الاول قریب نصف شب یکشنبہ تمام ہوئی اللہ سبحانہ تعالی قبول فرمائے اور آیندہ لکہنے کی توفیق عطا فرماوے اللہم اغفر لنا وتب علینا وارحمنا واحسن عواقبنا فی الامور کلہا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ آمین یا رب العالمین وصلے اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ مل ما علمت وزنۃ ما علمت وعدد ما علمت والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۂ غافر

اس سورۃ کو سورۃ المومن اور سورۃ الطول بھی کہتے ہین اس کی بچاسی آیتین ہین کسی نے کہا بیاسی قالہ القرطبی یہ
سورت مکی ہے حضرت حسن و عطا و حضرت جابر و عکرمہ کے قول مین حضرت حسن نے فرمایا مگر قولہ تعالیٰ وسبح بحمد ربک
اس واسطے کہ نماز بن سینے مین نازل ہوئی ہین حضرت ابن عباس و قتادہ نے کہا مگر دو آیتین مدینے مین نازل
ہوئی ہین ان الذین یجادلون فی آیات اللہ اور وہ آیت جو اسکے بعد ہے وکذا نص علیہ السیوطی
فی الاتقان وفی لب الاصول فی اسباب النزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اتاری گئی
حم المومن مکے مین اخرجہ ابن مردویۃ واخرج ایضا عن ابن الزبیر مثلہ حضرت ابن عباس نے
فرمایا ساتون حوامیم نازل کی گئین مکے مین اخرجہ ابن الضریس والنحاس والبیہقی فی الدلائل
حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نازل ہوئین حوامیم ساری مکے مین اخرجہ
ابن مردویہ والدیلمی **فضیلت** ۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے سُنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ نے عطا کین مجھ کو سات حوامیم بجائی تورات کے اور عطا کین
مجھ کو الراآت طواسین تک بجائے انجیل کے اور عطا کین مجھ کو وہ جو درمیان طواسین کے ہین حوامیم تک بجائے
زبور کے اور تفضیلت دی مجھ کو ساتھ حوامیم و مفصل کے نہین پڑھا اُن کو کسی نبی نے قبل میرے اخرجہ محمد
ابن نصر وابن مردویۃ ۲۔ **حضرت** ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین بیشک واسطے ہر شے کے ایک
لباب ہے اور بیشک لباب قرآن کا آل حم ہے اخرجہ ابوعبید فی فضائلہ ۳۔ **حضرت** ابن مسعود
رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابوعبید وابن الضریس وابن المنذر
والبیہقی فی الشعب ۴۔ و سر الفاظ اُن کا یہ ہے اذا وقعت فی آل حم وقعت فی روضات
دمثات اتانق فیہن اخرجہ ابوعبید ومحمد ابن نصر و ابن المنذر یعنی جس وقت مین ملتفع ہوتا
ہون اُن سورتون بیچ جن کے اول مین حم ہے تو مین ملتفع ہوتا ہون نرم زمین کے چمنون مین اُن سے خوش ہوتا
ہون اور اُن کے محاسن و خوبیون مین لذت لیتا ہون ۵۔ **حضرت** انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابونعیم وابو الشیخ
والدیلمی ۶۔ **خلیل** بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
حوامیم سات ہین اور دروازے دوزخ کے سات ہین آئے گی ہر حم اُن مین سے ٹہیرے گی ایک دروازے پر ان

دروازون سے کہی گئی اسے اللہ جنت داخل کر اس دروازے سے اس شخص کو جو مجھ پر ایمان لاتا تہا اور مجھ کو پڑہتا تہا
اخرجہ البیہقی فی الشعب ۷ سعد بن ابراہیم کہتے ہین کہ حوامیم کا نام عرائس کہا جاتا ہے یعنی دولہنین
ہین رواہ الدارمی فی مسندہ ۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے جو شخص پڑہے حم المومن الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی جبکہ صبح کرے تو وہ محفوظ ہوگا بسبب اُن کے یہان
تک کہ شام کرے اور جو کوئی اُنکو پڑہے جبکہ شام کرے تو محفوظ ہوگا بسبب اُن کے یہان تک کہ صبح کرے اخرجہ
ابُو عبید وابن سعد ومحمد بن نصر وابن مردویۃ والبیہقی فی الشعب ۹ حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین انّ مثل القرآن کمثل رجل انطلق یرتاد لاھلہ منزلا فمر
باثر غیث فبینما ھو یسیر فیہ ویتعجب منہ اذ ھبط علی روضات دمثات فقال عجبت من الغیث
الاول فھذا اعجب واعجب فقیل لہ ان مثل الغیث الاوّل مثل عظم القرآن وان مثل
ھؤلاء الروضات الدمثات مثل آل حم فی القرآن رواہ حمید بن زنجویہ واوردہ البغوی
یعنی مثل قرآن کی مانند مثل اُس شخص کے ہے کہ چلا تلاش کرتا ہے واسطے اپنے گہر والون کے منزل کو پس اُس نے گزر کیا بارش کے
اثر پر سو وہ اس اثنا مین کہ اس مین جارہا تہا اور اُس سے تعجب کرتا تہا کہ ناگاہ اُترا نرم زمین کے چمنون پر
تو بولا کہ مین نے تو اول بارش سے تعجب کیا تہا سو یہ تو اُس سے بہی نہایت درجہ خوب ہے پس اس سے کہا
گیا کہ اول بارش کی مثل تو مثل ہے اکثر قرآن کی اور مثل ان نرم زمین کے چمنون کی مثل ہے حم کی قرآن میں
۱۰۔ ابو عبیدہ کہتے ہین ہم کو حدیث کی تجیبی نے کہا ہم کو حدیث کی مسعر بن کدام نے اُس شخص سے جس نے اُن کو
حدیث کی کہ ایک شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکہا کہ وہ ایک مسجد بنا رہے ہین تو اُن سے
کہا یہ کیا ہے فرمایا ابنیہ من اجل آل حم یعنی مین اُس کو بناتا ہون واسطے آل حم کے شاید یہ مسجد جو
حضرت ابوالدرداء نے بنائی وہی مسجد ہو جو اُن کی طرف منسوب ہے اندر قلعہ دمشق کے اور شاید اُس کا حفظ وصیانت
انہین کی برکت سے اور اُس شے کی برکت سے ہو جس کے واسطے وہ بنائی گئی کیونکہ یہ کلام اُنکا وال ہے نصر علی
الاعداء جیسے طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض غزوات مین اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا
کہ اگر تم شبخون مارے جاؤ رات مین تو کہو حم لا ینصرون ایک روایت مین لا تنصرون ہے۔ ۱۱
بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہے جو کوئی پڑہے آیۃ الکرسی اور اول حم المومن کو تو وہ بچایا جائے گا اُس دن ہر بُرائی سے پہر بزار نے کہا
لا نعلمہ یروی الا بھذا الاسناد ورواہ الترمذی من حدیث الملیکی وقال تکلم فیہ بعض
اھل العلم من قبل حفظہ ف بعض سلف کے جن مین سے ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ ہین

اپنی عقوبت سے اور مجہہ سے وعدہ کیا کہ میری مغفرت کریگا اور **حافظ ابو نعیم** نے حدیث جعفر بن برقان سے اسکو روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کہا پس وہ اپنی جان پر اس کی تکرار کرتا رہا پہر رویا پہر باز رہا تو اچھے طور پر باز رہا پہر جب حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو اُس کی خبر پہونچی تو فرمایا ایسطح اب تم کیا کرو جبکہ دیکھو اپنے کسی بہائی کو کہ اُس نے کوئی لغزش کی فسددوہ ووثقوہ وادعوا اللہ لہ ان یتوب علیہ ولا تکونوا اعوانا للشیطان علیہ یعنی اس کو راہ صواب بتاؤ اسکو راست و درست کرو اور اسکو مضبوط و پختہ کرو اور اس کے واسطے اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ اُسپر رجوع ہو اور ست ہو مددگار شیطان کے اُس پر مطلب یہ ہے کہ وعظ و نصیحت مین میانہ روی کرین افراط و تفریط سے بچین سرزنش و ملامت و سخت کلامی سے پیش نہ آئین ورنہ بجائے نفع کے ضرر نقد وقت ہے **ابن ابی حاتم** نے ثابت بُنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتہ تہا سواد کوفہ مین پس مین داخل ہوا ایک باغ مین کہ دو رکعت نماز پڑہون پہر مین نے حم المؤمن شروع کی یہانتک کہ پہونچا لا الہ الا ھو الیہ المصیر کو پس ناگاہ میرے پیچہے ایک شخص بغلہ[ف۱] شہبا پر سوار ہے اس پر مقطعات[ف۲] یمنیہ ہین پہر اُس نے کہا کہ جب تو کہے غافر الذنب تو یون کہہ یا غافر الذنب اغفر لی ذنبی یعنی اے بخشنے والے گناہ کے تو میرا گناہ بخشدے اور جب تو کہے وقابل التوب تو یون کہہ یا قابل التوب اقبل توبتی یعنی اے قبول کرنے والے توبہ کے تو میری توبہ قبول کر اور جب تو کہے شدید العقاب تو یون کہہ یا شدید العقاب لا تعاقبنی یعنی اے سخت عقاب والے تو مجہ کو عقاب مت کر کہا پہر مین نے پہر کر دیکہا تو کسی کو نہ دیکہا پہر مین دروازے کی طرف نکلا تو مین نے کہا کہ تم پر سے کوئی شخص گذرا ہے جس پر مقطعات یمنیہ تہے لوگون نے کہا کہ ہم نے کسی کو نہین دیکہا پس لوگ خیال کرتے تہے کہ وہ الیاس تہے ثم رواہ من طریق اخری عن ثابت بنحوہ ولیس فیہ ذکر الیاس واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے **حم** کو باشباع فتحۂ حا پڑہا ہے اور حمزہ وکسائی نے باماله محضه وابو عمرو نے باماله بین بین اور جمہور نے بسکون میم مثل باقی حروف مقطعہ کے اور زہری نے بضم میم اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا حم مبتدا اور مابعد اُسکا خبر اور عیسی بن عمر ثقفی نے بفتح میم یہ قراءت دو وجہ کی محتمل ہے ایک یہ ہو کہ فعل مقدر سے منصوب ہے اے اقرا حم یعنی پڑہ تو حم کو اور غیر منصرف جو ہوا بسبب علمیت و تانیث کے یا بسبب علمیت و شبہہ عجمہ کے اس لیے کہ عربی اوزان مین فاعیل کا وزن نہین ہے بخلاف عجمی کے کہ اس مین یہ وزن ہے جیسے قابیل و ہابیل اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اُس کا فتحہ بنائی حرکت ہو واسطے تخفیف کے جیسے اَینَ وکَیفَ اور **ابن ابی اسحاق** و ابو السماک نے بکسر میم پڑہا ہے بسبب التقائے ساکنین کے یا بتقدیر قسم کے جمہور نے حرف حا کا میم سے وصل کیا ہے اور ابو جعفر نے بقطع پڑہا ہے **حم** کے معنی مین اختلاف ہے کسی نے تو کہا کہ ایک اسم ہے اسمائے الہی سے

ف ۱ یعنی خچر جس کی ... سیاہی پر سفیدی غالب ہو ف ۲ ... یعنی باریک ... مراد ...

قالہ ابو امامہ یا ایک اسم ہے اسمائے قرآن شریف سے قالہ قتادۃ ضحاک وکسائی نے کہا کہ اس کے معنے قضی ہین اور اسکو
بمعنی حُمّ ٹھیرایا ہے یعنی قضی و وقع کسی نے کہا مفاتیح خزائنہ یعنی حم کنجیان ہین اللہ پاک کی خزانون کی کسی نے کہا کہ اسم
اللہ الاعظم ہے کسی نے کہا کہ اسمائے الٰہی کی ابتدا ہے جیسے حمید و حکیم و حلیم و حنان اور جیسے مالک و مجید و منان و
متکبر و مصور و مومن و مہیمن کسی نے کہا اس کے معنے ہین حم امر اللہ یعنی قریب ہوئی نصر اللہ کی واسطے اپنے دوستون
کے اور نزدیک ہوا انتقام اُس کا اپنے دشمنون سے یہ سب ایسا تکلف ہے کہ اُس کے واسطے کوئی موجب نہین ہے
اور نہ اسکی طرف کوئی مضطر کرنے والا حق یہ ہے کہ اس سورت کا شروع کلمہ اور اسکے مثل اور شروع کے کلمے اُس متشابہ
مین سے ہین جس کے معنے کا علم اللہ ہی کو ہے چنانچہ فاتحہ سورہ بقرہ مین اسکی تحقیق خوب ہو چکی ہے مہلب بن
ابی صفرہ سے مروی ہے کہ مجھے حدیث کی اس شخص نے جس نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خندق
کی رات کو ان اُتیتم اللیلۃ فقولوا حم لا ینصرون اخرجہ الترمذی والحاکم وصححہ و
ابو داؤد وابن مردویۃ وابو عُبَید وابن سعد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق فی المصنف
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک
تم ملوگے اپنے دشمن سے تو چاہیے کہ ہو شعار تمہارا حم لا ینصرون اخرجہ ابن ابی شیبۃ والنسائی والحاکم
وابن مردویۃ قولہ تعالیٰ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ خبر ہے حم کی اس تقدیر پر کہ وہ مبتدا رہو یا یہ خبر ہے مبتدا
محذوف کی ای ہذا تنزیل یا مبتدا ہے خبر اُس کی مِنَ اللّٰهِ ہے رازی نے کہا کہ مراد تنزیل سے منزل ہے یعنی
بیشک قرآن شریف اُتارا گیا ہے اللہ کے پاس سے اُس پر جھوٹ باندھا گیا نہین ہے الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ
ایسا اللہ کہ منیع ہے بسبب اپنے سلطان وغلبے کے غالب و قاہر ہے اپنے ملک مین بڑا جاننے والا ہے اپنے
خلق کو اور اُس شے کو جو وہ کہتے ہین اور کرتے ہین پس یہ تہدید ہے واسطے مشرکون کے اور بشارت ہے
واسطے مومنون کے غَافِرِ الذَّنْبِ یعنی بخشنے والا ہے مومنین کے گناہون کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی
مروی ہے [illegible] کرنے والا ہے گناہ کا واسطے اُس شخص کے کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے وَقَابِلِ التَّوْبِ اور
قبول کرنے والا ہے رجوع ہونے والون کی توبہ کا حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس شخص سے جو لا الٰہ الا اللہ
کہتا ہے توب و ثوب و اوب مصدر ہین معنی رجوع مین باہم ایک دوسرے کے بھائی اخفش
نے کہا کہ توب جمع ہے توبہ کی جیسے دوم جمع ہے دومہ کی حرف واو اس وصف مین اس لیے داخل کیا ہے
کہ اس بات کا فائدہ دے کہ مذنب تائب کی واسطے دو باتین جمع کی جاتی ہین اُسکی توبہ نہ قبول کرنا اور اُسکے
گناہ کا مٹانا قالہ العمادی یا واسطے تغایر دونون وصفون کے واو لایا گیا اس لیے کہ کبھی اُن کے اتحاد کا
وہم کیا جاوے قالہ البیضاوی شَدِيْدِ الْعِقَابِ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا واسطے اُس شخص کے جو لا الٰہ الا اللہ

ہنین کہتاہے یا یہ معنی ہین کہ سخت عقاب والاہے مخالفون اورکافرون پر کسی نے کہا کہ قبول کرنے والا توبہ کا ہے واسطے
اپنے دوستون کے اورشدید العقاب ہے واسطے اپنے دشمنون کسی نے کہا کہ قابل توبہ ہے شرک سے اورشدید العقاب ہے
واسطے اُس کے جواُسکی توحید نہین کرتاہے **ذِی الطَّوْلِ** یعنی صاحب فضل ہے عارفون پر یاغنی وبے
نیاز ہے سارے عالمون سے اصل طول کی انعام وتفضل ہے یعنی صاحب انعام وتفضل ہے اپنے بندون پرحضرت
ابن عباسؓ مجاہد کاقول ذی الغنا والسعۃ گزرچکاہے اسی معنی سے یہ آیت ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا ای
غنًی وسعۃً **جوہری** نے کہاکہ طول بالفتح من ہے اسی معنی سے ہے جبکہ کوئی شخص کسی پرمنت واحسان رکہتاہے تومحاورے
مین بولتے ہین طال علیہ وتطول علیہ محمد بن کعبؒ نے کہا ذی التفضل حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ذی الغنا **ماوردی**
نے کہاکہ من وتفضل مین فرق یہ ہے کہ من توعفو ہے گناہ سے اورتفضل احسان غیرمستحق ہے آللہ سبحانہ علی الدوام
ان صفات سے ہرایک کرساتہ موصوف ہے پس ان ہین سے اضافت مشتق کی واسطے تعریف کی ہے مثل صفت
اخیرہ کے **سمین** نے کہا ان صفتون مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ کل صفات ہین واسطے اسم پاک اللہ کے
دوسری یہ ہے کہ سب بدل ہین اس واسطے کہ اضافت اُن کی غیر محضہ ہے تیسری یہ ہے کہ غافر
وقابل تونعت ہین اورشدید العقاب بدل ہے انتہی بیان اس کا یہ ہے فراء نے کہاکہ غافر وقابل وشدید کومثل
نعت کے ٹہیرایا واسطے معرفہ کے حالانکہ وہ نکرہ ہین یعنی اُنکی اضافت لفظی ہے لیکن یہ جائز ہے کہ اُنکی اضافت
معنوی ٹہیرائی جائے جیساکہ سیبویہ نے کہاکہ ہروہ شے جس کی اضافت غیرمحضہ ہے جائز ہے کہ وہ محضہ قرار
دی جاوے اوراُس سے معرفون کی صفت کی جاوے مگرصفت مشبہ رہ ہے کوفی لوگ سواُنہون نے کسی شے کا
استثنا نہین کیا بلکہ صفت مشبہ کومثل اسم فاعل کے ٹہیرایا اس بات مین کہ اُس کی اضافت محضہ ٹہیرانا جائز ہے
اوریہ وہان ہے کہ اُس سے کوئی مخصوص زمانہ مراد نہو پس اس جگہہ شدید مین جائز رکہتے ہین کہ اُس کی اضافت
محضہ ہواورسیبویہ کی قول کے بناپراُسکی تاویل مشدد کے ساتہ کرنا ضروری ہوگا زجاج نے کہاکہ یہ تینون صفات
مجرور ہین بنابربدل اُن سے یہ بہی مروی ہے کہ اُنہون نے غافر وقابل کو تومجرور بنا برصفت ٹہیرایا ہے اور
شدید کومجرور بنابربدل بالجملہ پہراللہ پاک نے وہ شے ذکر فرمائی جودلالت کرتی ہے اس پرکہ وہ واحد ہے
اوروہی مستحق عبادت کاہے پس ارشاد فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ یعنے نہین ہے کوئی معبود مگروہ
اوراُس کی طرف پہرجاناہے پچہلے دن مین نہ طرف اُس کے غیرکے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایاکہ کفار قریش اللہ
تعالیٰ کی توحید نہین کرتے تہے سواُس نے اپنے نفس کی توحید کی اُسی کی طرف مصیرہے اُس شخص کاجولا الہ
الا اللہ کہتاہے سووہ جنت مین داخل ہوگا اورمصیر اُس شخص کاجولا الہ الا اللہ نہین کہتاہے تووہ داخل ہوگا
نارمین جملہ لا الہ الا ہو مستانفہ ہے یاحال لازمہ ہے ابوالبقاء نے کہاکہ صفت ہے ابن عادل نے کہاکہ یہ قول ایسے

ا؎ اور جو کوئی نہ پاوے تم مین مقدور اسکا ۱۲ منہ

ظاہر کی بنا پر فاسد ہے اس لیے کہ جملہ معرفوں کی صفت نہیں ہوتا ہے یہ ممکن ہے کہ اُن کی مراد یہ ہو کہ وہ صفت ہے شدید
العقاب کی کیونکہ وہ اُن کے نزدیک اضافت سے معرفہ نہیں ہوتا ہے کرخی نے کہا کہ الیہ المصیر میں بھی وہی احتمال ہیں
جو جملہ ماقبل میں تھے اور یہ بھی جائز ہے کہ حال ہو جملہ ماقبل سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف
اللہ کی کتاب ہے اس کو اس لیے نازل کیا ہے کہ اس سے راہ پائیں تو ان لوگوں کا حال ذکر فرمایا جو اس میں جھگڑتے
ہیں بقصد اس کے باطل کرنے کے پس ارشاد کیا مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ

فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ
لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ
حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ
شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا
وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ع وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں سو نہ بہکاوے اس پر کہ چلتے پھرتے ہیں
شہروں میں جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے اُن سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر اُمت
نے اپنے رسول پر کہ اُس کو پکڑ لیں اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے کہ اس سے ڈگا دیں سچا دین پھر میں نے
اُن کو پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دینی اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیری رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں
دوزخ والے جو لوگ اُٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اُس کے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں
اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے
تیری مہر اور خبر میں سو معاف کر اُن کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا اُن کو آگ کی مار سے اے
رب ہمارے اور داخل کر اُن کو بسنے کی باغوں میں جنکا وعدہ دیا تو نے اُن کو اور جو کوئی نیک ہو اُنکے
باپوں میں اور عورتوں میں اور اولادوں میں بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا اُن کو بُرائیوں سے
اور جسکو تو بچاوے بُرائیوں سے اس دن اُس پر مہر کی تو نے اور یہ جو یہی ہے بڑی مراد پانی ف یعنی آشنائیاں رکھتے ہیں سزا دار
سے اس کا اندیشہ نہ کر ف یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے۔ جورو۔ بیٹا۔ اور ماں۔ باپ
کام نہیں آتا لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلیٰ درجے پہونچا دے اپنی عمل سے
زیادہ اور بدلا ہوا اپنے ہی عمل کا وہ عمل یہ کہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اُسی کی چال چلیں یہ نیت

وقف لازم

ع

قبول پڑ جاوے **ف** یعنی تیری مہربانی ہو کہ برائیون سے بچے پر اپنے عمل سے کوئی نہین بچ سکتا تہوڑی بہت برائی سے
کون خالی ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے دفع نہین کرتے ہین حق کو اور نہ اُس مین
جہگڑتے ہین بعد بیان و ظہور برہان کے مگر وہی لوگ جو کہ اللہ تعالی کی آیتون کا اور اسکی برہانون حجتون کا انکار
کرنے والے ہین سو نہ دہوکا دیوے تجہ کو اُن کا چلنا پہرنا شہرون مین یعنی شہرون کے اموال و نعیم و تازگی و رونق
مین کما قال تعالی لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمِهَادُ وقال تعالی نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ پہر جن لوگون نے
حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوم مین سے انکو جہٹلایا تو اس باب مین اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی تسلی کی کہ تجہ کو اگلے انبیاء علیہم السلام کا اقتدار کرنا چاہیے کیونکہ ان کو اُن کی اُمتون نے جہٹلایا اور انکی مخالفت
کی اور اُن مین سے ایمان نہ لائے مگر تہوڑے پس فرمایا کہ جہٹلایا اُن سے پہلے قوم نوح نے یہ پہلے رسول ہین جن کو
اللہ تعالی نے مبعوث کیا منع کرتے تہے بتون کے پوجنے سے اور کتنے فرقون نے تکذیب کی اُن سے پیچہے اور
ہر اُمت نے حرص کی اپنے اپنے رسول کے قتل پر ساتہ ہر ممکن کے اور بعض نے تو اپنے رسول کو قتل ہی کر ڈالا اور
مکر کیا شبہے ڈال کر کہ واضح و جلی حق کو اُس سے رد کرین ابو القاسم طبرانی نے عن عکرمہ عن ابن عباس عن
النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جو کوئی اعانت کرے کسی باطل کی تا کہ پہسلاوے اُس سے کسی حق کو
تو مقرر بری ہوا اُس سے ذمہ اللہ تعالی کا اور ذمہ اُس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قولہ تعالی فَأَخَذْتُهُمْ
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ یعنی پہر مین نے انکو ہلاک کر ڈالا ان بڑے بڑے گناہون پر جو انہون نے کیے تہے سو کیسا ہوا
تجہ کو میرا عذاب کرنا اُن کو اور میرا انکال اُن پر مقرر وہ نہایت سخت اور درد دہندہ تہا قتادہ نے کہا کان شدیدا
واللہ یعنی قسم ہے اللہ کی وہ بنہایت سخت تہا قولہ تعالی وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الآیہ یعنی جیسا کہ
عذاب کا اگلی اُمتون کے کافرون پر ثابت ہوا ایسا ہی ان لوگون مین کے جہٹلانے والون پر ثابت ہوگا بطریق
اولی جنہون نے اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تیری تکذیب کی ہے کیونکہ جنہون نے تجہے جہٹلایا اُن پر تیرے
غیر کی تصدیق کا کچہ وثوق و اعتماد نہین ہے واللہ اعلم **قولہ تعالی** الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ
حَوْلَهُ الآیہ اللہ پاک خبر دیتا ہے ملائکہ مقربین کی جو کہ چار فرشتے عرش کے اُٹہانے والے ہین اور اُس کے
گرد کے ملائکہ کروبین اس بات کی کہ وہ جمع کرتے ہین درمیان تسبیح کے جو کہ دال ہے نفی النقائص پر اور تحمید کے
جو کہ مقتضی ہے اثبات صفات مدح کی وَيُؤْمِنُونَ بِهِ کے یہ معنی ہین کہ اُس کے واسطے عاجزی و فروتنی کرتے
ہین اللہ اُس کے روبرو ذلیل و فرمان بردار رہتے ہین اور بخشش مانگتے ہین واسطے مومنین اہل زمین کے اُن
لوگون مین سے جو کہ غیب پر ایمان لائے ہین پس اللہ پاک نے اپنے مقرب فرشتون کو مقرر کیا ہے اسپر کہ مومنون

کے واسطے دعا مانگین پس یہہ پیچہے اور چونکہ پس پشت دعا مانگنا ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصائل سے ہو اسر
لیے جو مومن اپنے بہائی مومن کے لیے پس پشت دعا مانگتا ہے تو فرشتے اُس کی دعا پر آمین کہتے ہین جیسا کہ
صحیح مسلم مین ثابت ہوا ہے کہ جس وقت مسلمان اپنے بہائی کے واسطے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ
کہتا ہے آمین اور تیرے واسطے ساتہ مثل اُسکی کے امام احمد نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ
عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا صدق امیۃ بن ابی الصلت فی شيء من شعرہ فقال

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ	وَالنَّسْرُ لِلْأُخْرَىٰ وَلَيْثٌ مُرْصَدُ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ ؎

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ	حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ
تَأْبَىٰ فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رِسْلِهَا	إِلَّا مُعَذَّبَةً وَإِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَهٰذَا الْإِسْنَادُ جَيِّدٌ یہ حدیث
اس کی مقتضی ہے کہ حاملین عرش معلی آج کل چار ہین پہر جب روز قیامت ہوگا تو وہ آٹہہ ہو جائین گے
کما قال تعالی وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ یہان ایک سوال ہے وہ یہہ
ہے کہ کیا جمع ہے درمیان اُس شئے کے جو اس آیت سے اور اس حدیث کی دلالت سے سمجہی جاتی ہے اور
اور اُس حدیث کی جس کو ابو داؤد نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا ہم
تہا بطحا مین ایک جماعت مین جس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تہے پس اُن پر سے ایک بدلی نے
گذر کیا تو آپ نے اُس کی طرف نظر کی پہر فرمایا تم اس کا کیا نام رکہتے ہو لوگون نے عرض کیا سحاب فرمایا اور
مزن عرض کیا اور مزن فرمایا اور عنان عرض کیا اور عنان ابو داؤد نے کہا و لم اتقن العنان جیدا
فرمایا کیا تم جانتے ہو دوری مابین آسمان و زمین کے عرض کیا ہم نہین جانتے ہین فرمایا دوری اُن کے
مابین کی یا ایک یا دو یا تین اور ستر برس کی ہے پہر آسمان اُس کے اوپر ہے اسی طرح یہان تک کہ سات
آسمان کا شمار کیا پہر ساتوین آسمان کے اوپر ایک دریا ہے مابین اُس کے اسفل و اعلے کے ایسا فاصلہ ہے
جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پہر اُس کے اوپر آٹہ اوعال ہین یعنی پہاڑی بکری مابین
اُن کے کہرون کے اور گہٹنون کے ویسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پہر
اُن کی پشت پر عرش ہے درمیان اُس کے اسفل و اعلا کی مثل اس مسافت کے ہے جو کہ درمیان ایک آسمان
کے ہے دوسرے تک پہر اللہ تبارک و تعالی اُس کی فوق ہے ثم رواہ ابو داؤد والترمذی
و ابن ماجۃ من حدیث سماک بن حرب قال الترمذی حسن غریب یہہ حدیث

شریف اسکی مقتضی ہے کہ حاملین عرش آٹھہ ہین جیساکہ شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حملۂ عرش آٹہ ہین چار
تو اُن مین سے کہتے ہین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ اور چار یہہ کہتے ہین
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ اور اسی لیے وہ کہتے ہین جبکہ مغفرت
مانگتے ہین واسطے مومنین کے رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یعنے اے رب ہمارے تیری رحمت
سما لیتی ہے اُن کے گناہون اور خطاؤن کو اور تیرا علم اُن کے سارے اعمال و اقوال و حرکات و سکنات
کو محیط ہے فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ یعنی پس تو درگزر فرما گناہ گارون سے جبکہ وہ
توبہ و انابت کرین اور باز رہین اُس کام سے جس مین وہ تہے اور پیروی کرین اُس شے کی جس کا تو نے اُن کو
امر کیا ہے یعنی نیکیون کا کرنا اور بُرائیون کا چہوڑنا وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور دور رکہہ اُن کو عذاب
جحیم سے یہ وہی عذاب دردناک ہے یا درد دہندہ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ الٰہی
جمع کر تو درمیان اُن کے اور اُن کے ماں باپ و بیبیون اور اولاد کے تاکہ اس سے اُن کی آنکہین ٹہنڈی ہون
بسبب جمع ہونے کے اُن مکانون مین جو ایک دوسرے سے لگے ہوئے ہون کما قال تبارک و تعالی وَالَّذِيْنَ ع ۲
وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
یعنی برابری کر دی ہم نے درمیان سب کے منزلہ و درجے مین تاکہ اُنکی آنکہین ٹھنڈی ہون اور کم نہین کیا ہم نے
عالی کو یہان تک کہ وہ برابر ہو دانی کے بلکہ ناقص عمل والے کو ہم نے بلند کر دیا سو ہم نے اُسکو برابر کیا کثیر عمل
والے سے براہ تفضل و منت کی ہماری طرف سے سعید بن جبیر کہتے ہین جس وقت مومن جنت مین داخل کیا جائیگا
وہ پوچہے گا اپنے باپ بیٹے بہائی کو کہ وہ کہان ہین تو کہا جائے گا کہ وہ تیرے طبقے کو نہین پہونچے عمل مین تو کہے گا کہ مین نے
جو عمل کیا تہا سو واسطے اپنے اور اُن کے پہر وہ اُس کے ساتہ ملا دئے جائینگے درجے مین پہر سعید نے یہہ
آیت پڑہی تا الحکیم مُطَرِّف بن عبد اللہ بن الشخیر رضے اللہ عنہ فرماتے ہین ناصح ترین بندگان خدا واسطے
مومنون کے ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام ہین پہر یہہ آیت پڑہی اور غش ترین بندگان خدا واسطے مومنون کے شیاطین ہین اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
یعنی بیشک تو ہی غالب ہے کوئی تیری ممانعت کر سکتا نہی تجہہ پر غلبہ تو نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا اور تو اپنے شرعی و قدری افعال و اقوال مین
بڑی حکمت والا ہے وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ یعنی اور تو انکو بچائے بُرائیان کرنے سے یا اُن کے وبال سے
جن سے وہ واقع ہو گئے ہین وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ اور جس کو تو بچائے گا بُرائیون
سے قیامت کے دن تو مقرر تو نے اُس پر لطف کیا اور اُسے نجات دی عقوبت سے وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی مراد ملنی ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ اللہ کی آیتون
و دفع کرنے مین اور اُن کے جہٹلانے مین اُن مین طعن کرکے نہین جہگڑتے مین مگر کفار مراد جہگڑنا ہے ساتہ

ف ۴ اور جو یقین لائے اور چلی اُن کی راہ ... [illegible]

باطل کے اور ساتہہ قصد کرنے کے طرف پہسلانے حق کے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ **تنبیہ** رہا اس بیے جہگڑنا کہ حق کا واضح ہونا چاہین اور ملتبس ورمشتبہ شی کو واضح کرین مشکل کو حل فرمائین دشوار بات کو کہولین معانی کا استنباط کرین اور جو لوگ حق سے مائل ہو رہے ہین انکو اُن سے رد کرین اور التباس کو دور کرین اور راجح و مرجوح محکم و متشابہ سے بحث کرین اور جن متشابہات قرآن سے اہل باطل دلیل پکڑتے ہین اُن کو دفع کرین اور جہگڑ کر اُن کو محکم کی طرف پہیر لائین سو یہ امور منجملہ بزرگترین عبادات ہین جن کے ساتہ قربت چاہنے والے قربت چاہا کرتے ہین اور بہترین اُن چیزون کے ہین جن مین مجاہدہ و کوشش کرنے والے مجاہدہ کیا کرتے ہین اور اسی بات پر اللہ پاک نے اہل کتاب سے پکا عہد لیا ہے پس فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُوْنَ اور ارشاد فرمایا وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ **خلاصہ** یہ نکلا کہ جدال دو قسم ہے ایک جدال تو تقریر حق مین ہے اور ایک جدال ہے تقریر باطل مین سو پہلا جدال تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حرفہ ہے اسی باب سے وہ جدال ہے جس کو اللہ پاک نے طرف سے قوم نوح علیہ السلام کے نقل فرمایا ہے يَا نُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا دوسرا جدال سو وہ مذموم ہے اس آیت مین وہی مراد ہے بس جدال کفار کا اللہ پاک کی آیتون مین یہ ہی کہ قرآن شریف کی شان مین کبہی تو کہتے یہ سحر ہے کبہی کہتے کہ شعر ہے کبہی کہتے کہ کاہنون کا قول ہے کبہی کہتے کہ اگلون کی کہانیان ہین کبہی کہتے کہ اُس کو تو کوئی بشر سکہاتا ہے اُن کی مثل اور قول بیہودہ کہا کرتے تہے کما ذکرہ الخطیب **عبد بن حمید** و ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جدال قرآن مین کفر ہے **نیز** اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرا یعنی جہگڑنا قرآن مین کفر ہے اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوُدَ وَغَیْرُہٗ ✻ **حضرت عبد اللہ** بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ مین دوپہر کے وقت آیا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دن پہر آپ نے دو آدمیون کی آوازین سُنی کہ اُنہون نے اختلاف کیا کسی آیت مین تو آپ نکلے آپکے چہرۂ مبارک مین غصہ معلوم ہوتا تہا پہر فرمایا انما هلك من كان قبلكم باختلافهم في الكتاب اخرجه مسلم یعنی تم سے اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے سو بسبب اُن کے اختلاف کی کتاب مین **ابو العالیہ** نے کہا دو آیتین کیا سخت تر ہین اُن لوگون پر جو جہگڑتے ہین قرآن مین ایک تو یہی آیت ہے اور دوسری یہ آیت وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتَابِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ **تنبیہ** مجمع البحار مین المراء في القرآن كفر کی شرح مین کہا ہے مراء یہ ہے کہ قصد کرے تکذیب قرآن کا ساتہ قرآن کے تا کہ بعض کو بعض کے

ساتہ دفع کرے پس لائق یہ ہے کہ کوشش کرے موافق کرنے مین دو مخالف کے ایسی طور پر کہ عقیدہ سلف کے موافق ہو
پہر اگر یہ اُس کو میسر نہ ہو تو چاہیے کہ اُسکو اللہ تعالی کے سپرد کرے اس کے سوا اور قول بہی لکہے ہین والتوفیق بید اللہ
سبحانہ اللہم وفقنا لما تحب وترضی آمین بالجملہ جو لوگ کہ اللہ تعالی کی آیتون مین باطل کے ساتہہ جہگڑتے ہین جبکہ
اُنپر کفر کا حکم لگا یا تو آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کیا اس سے کہ کفار کو جو حظوظ دنیوی حاصل ہین
سو اُن مین سے کسی شے کے ساتہ دہوکا کہائین پس ارشاد فرمایا فَلَا یَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ یعنی یہ کافر جو
شام ویمن کے شہرون مین چلتی ہوئی تجارتین کرتے ہین اور کمائیان اور نفع حاصل کرتے ہین اور مال جمع کرتے
ہین اور سالم وغانم جاتے آتے ہین سو یہ بات تجہ کو دہوکا نہ دے کیونکہ یہ تو عنقریب عذاب کیے جائین گے تو اُنکو
مہلت دیگئی ہے پر چہوڑ نہین دیے جائین گے زجاج نے کہا دہوکا نہ دے تجہ کو سلامتی اُن کی بعد اُن کے کفر کے
کیونکہ انجام اُن کا ہلاک ہی ابو السعود نے کہا یہ تسلی ہے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور وعید ہے کفار
کو اور حرف فا واسطے ترتیب نہی کے ہے یا وجوب انتہا کے ماقبل پر یہی حکم لگانا ہے اُن پر ساتہ کفر کے کون کفر جبر
سے بڑہ کر اللہ کے نزدیک کوئی شے مبغوض نہین ہے اور نہ اس سے زیادہ تر کہینچنے والی خسران دنیا و زیان
آخرت کی کوئی چیز ہے زادہ نے کہا کہ یہ جواب ہے شرط مقدر کا اے اذا تقرر عندک ان المجادلین فی آیات اللہ کفار
فلا یغررک الخ یعنی جبکہ تیرے نزدیک یہ بات قرار پا چکی کہ اللہ کی آیتون مین جہگڑنے والے کافر ہین تو اب تجہے
دہوکا نہ دے اُن کا مہلت دنیا اور چلنا پہرنا بلاد شام ویمن مین نافع تجارتین لے کر کیونکہ وہ عنقریب پکڑے
جائین گے جیسے اُن سے اگلے پکڑے گئے جمہور نے فلا یغررک کو بفک ادغام پڑہا ہے اور زید بن علی اور عُبید
بن عمیر نے بادغام پہر اللہ پاک نے ان سے اگلون کا حال بیان کیا اور ذکر کیا کہ یہ لوگ انہین کی چال چلے
ہین پس ارشاد فرمایا كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ یعنی جہٹلایا تکے والون سے پہلے نوح کی قوم نے نوح کو وَالْأَحْزَابُ
مِنْ بَعْدِهِمْ اور جہٹلایا اُن گروہون نے جو جتہی بن گئے تہے رسولون پر بعد قوم نوح کے جیسے عاد وثمود وغیرہ
اپنے اپنے رسول کو وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ یعنی نرے جہٹلانے پر بس نہ کیا بلکہ ہر امت
نے اُن جہٹلانے والی امتون مین سے قصد کیا اپنے اپنے رسول کے ساتہ جو اُسکی طرف بہیجا گیا کہ اُسپر قابو پائین
تو اُسے قید کرین اور اسے عذاب اندا وضرر پہونچائین اور جو چاہین اُس کے ساتہ کرین قتادہ وسُدی نے
کہا لیقتلوہ یعنی تاکہ اُسے مار ڈالین اخذ کبہی بمعنے اہلاک آتا ہے مثل قولہ تعالی ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيرِ اور عرب لوگ اسیر یعنی قیدی کا اخیذ نام رکہتے ہین اور اخذ بمعنے اسر آتا ہے وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ یعنی اور جہگڑے اپنے رسول سے ساتہ باطل بات کے تاکہ زائل کردین اُس سے حق
کو اسی معنی سے مکان دحض ہے اسے مزلقۃ ومزلۃ اقدام یعنے وہ جگہہ جہان پاؤن پہسلتے ہین اور باطل

کو واحض کہتے ہین اس لیے کہ وہ زائل ہوجاتا ہے یعنی پہسل جاتا ہے جبتا نہین ہے یحییٰ بن سلام نے کہا جدال کیا نبیون
سے ساتہہ شرک کے تاکہ باطل کرین اُس سے ایمان کو فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ یعنی پہر پکڑا مین نے
ان جہگڑنے والون کو ساتہ باطل کے سو کیسا ہوا میرا عتاب جس کے ساتہ مین نے اُنکو عقاب کیا عقاب اصل مین عقابی
ہے وصل و وقف مین کسرہ پر کفایت کر کے یائے متکلم حذف کی گئی ہے اس لیے کہ آیت سر ہے وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ
كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ حَقَّتْ کے معنے ہین وجبت و ثبتت و لزمت جب کوئی شے لازم و ثابت
ہوجاتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین حق الشی جمہور نے کلمۃ مفرد پڑہا ہے اور نافع و ابن عامر نے کلمات
بجمع مراد کلمہ سے وعید ہے معنی یہ ہین کہ جس طرح واجب و ثابت و لازم ہوئی وعید عذاب کی اگلی جہٹلانیوالی
امتون پر اسی طرح ثابت ہوئی وعید تیرے رب کی اُن لوگون پر جنہون نے تیرا انکار کیا اور تجہ سے باطل کے
ساتہ جہگڑے اور قصد کیا اُس شی کا جس کو نہ پہونچے چنانچہ اضافت اسم رب کی طرف ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اس بات کی خبر دیتی ہے اس لیے کہ یہ اضافت اس بات پر آگاہ کرنے کو لائی گئی ہے کہ وجوب کلمۂ عذاب کا
کفار پر منجملہ احکام تربیت الٰہی ہے جس کے جملے سے مدد کرنا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اُن کے دشمنون
پر اور اُن کو عذاب کرنا ہے کما افادہ ابو السعود اور جملہ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ تعلیل ہے اخفش نے کہا لانہم
او بانہم یعنی کلمۂ عذاب کا اُنپر اس لیے ثابت ہوا کہ وہ نار کے مستحق ہین یہ بہی جائز ہے کہ محل رفع مین ہو بنا بر
بدل کلمہ سے محلی اسی کے قائل ہین یا تو بدل الکل من الکل ہے بنظر لفظ کلمۃ ربک کے اور بنظر اتحاد اُس کے مدلول کے
ساتہ مدلول بدل کے صدق مین یا بدل اشتمال ہے بنظر اسکے کہ معنی اسکے وعید کرنا اللہ تعالی کا ہے اُن کو اپنے اس
قول سے لاملئن جہنم یا اللہ کا حکم ازلی اُنکی شقاوت کا بیضاوی کا مختار یہی یہی قول ہے پہر جو لوگ کہ اللہ پاک کی
مین جہگڑتے ہین جبکہ اُنپر کفر کا حکم لگایا اور اسکا کہ اللہ کا کلمہ اُنپر ثابت ہوا جو کہ موجب ہے اُن کے عذاب کا
بسبب اُن کے کفر کے تو بعد اس کے فضیلت بیان کی اُن لوگون کی جو کہ آیات الٰہی کو مانتے ہین باین طور کہ اشرف
طبقات مخلوقات جو کہ حاملین عرش معلی اور اُس کے گرد حافین ہین یہ لوگ انکی شفاعت کرنے والے ہین نزدیک
اللہ کے اور اُس سے اُن کے حق مین بہت چیزین طلب کرتے ہین جنکا بیان آتا ہے پس ارشاد فرمایا اَلَّذِيْنَ
يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ مبتدا ہے اور خبر اسکی يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہے اور جملہ مستانفہ ہے واسطے تسلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایا گیا ہے یہ بات
بیان کر کے کہ یہ جنس فرشتون مین کی جو اُن کے طبقات مین اعلیٰ ہین اور وجود مین اُن سے اول ملائی ہین
اپنے تسبیح و ایمان کے ساتہہ مغفرت مانگنے کو واسطے اُن لوگون کے جو کہ اللہ پر اور اُس کے رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہین اور اُن کی تصدیق کی ہے اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان مشترک

ہونا واجب ہے کہ سب بڑہکر داعی ہو طرف نصیحت و شفقت کے گو جنہین متباعد ہون اور مکانون کا بعد ہو دیکھو
انسان خاکی بنیاد اور فرشتے نوری نژاد پہر انکا مکان یہ خاکدان فناہ نشان اور انُ کا مکان عرش بریں رب رحمن
یہ کہان وہ کہان لیکن چونکہ باہم ایمان کے شرکت ہے اس لیے اللہ پاک تسبیح و تحمید کے ساتہ بنظر خیر خواہی و شفقت
ایمانی مومنون کے واسطے رب العرش العظیم سے مغفرت کی دعا کرتے ہین شہر بن حوشب نے کہا
گویا فرشتے بنی آدم کے گناہ دیکھتے ہین اور اُن کے لیے مغفرت مانگتے ہین کسی نے کہا یہ استغفار بمقابلہ اُن کے
اس قول کے ہے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ پس جب اول یہ بات اُن سے
صادر ہو چکی ہے تو اُنہون نے اُس کا یہ تدارک کیا کہ اُن کے لیے مغفرت مانگتے ہین اور یہ مثل تنبیہ کی ہے
واسطے اُن کے غیر کے پس واجب ہے اس شخص پر جو کسی کے حق مین ایسی بات کہے جس کو وہ مکروہ سمجہتا
ہے تو اُس کے واسطے استغفار کرے ذکرہ الخازن قولہ تعالیٰ ومن حولہ محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ معطوف
ہے الذین پر مراد اس سے وہ فرشتے ہین جو کہ تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے عرش کا طواف کرتے ہین یہ کروبین
ہین کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے اس بنیاد پر کہ عرش پر معطوف ہے لیکن ظاہر و اولیٰ قول اول ہی ہے
معنی یہ ہین کہ وہ فرشتے جو عرش معلیٰ کو اُٹہائے ہین اور اسیطرح وہ فرشتے جو گرد عرش کے ہین تنزیہ و پاکی
بولتے ہین اللہ کی اُس کی حمد کے ساتہ متلبس ہو کر اُس کی نعمتون پر اور ایمان لاتے ہین اللہ پر اور بخشش مانگتے
ہین اللہ سے واسطے اُس کے مومن بندون کے غرض کہ اللہ پاک نے دونون فریق کی طرف سے یہ خبر دی کہ
وہ افعال مذکورہ کرتے ہین تسبیح تو منزہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا اُس شے سے جو اُس کے لائق نہین ہے
اور تحمید اقرار کرنا ہے اُس کا کہ وہ منعم ہے علی الاطلاق پس تسبیح عبارت ہے نعوت جلال سے جو کہ
تنزیہ ہے اُس کی ذات کی اُس شے سے جو کہ موجب ہو کسی حاجت و نقصان کی اور تحمید عبارت ہے صفات
اکرام سے اور یہ صفات ثبوتیہ ہین جن کے سبب سے وہ حمد کا مستحق ہے پس یسبحون بحمد ربہم قریب ہے اس آیت کے
تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ تسبیح کو اصل اور حمد کو حال ٹہیرایا اس لیے کہ حمد تو اُنکی
حال کا مقتضا ہے نہ تسبیح کیونکہ حمد ثنا کرنا ہے اُس کی صفات اکرام کے ساتہ اور یہ اُس کی صفات ثبوتیہ
ہین اور فرشتے اغلب احوال مین ان صفات کے ساتہ اُس کا وصف کرتے ہین اور اُسکی حمد کرتے ہین
اور نعوت جلال کے ساتہ جو اس کا ذکر کرتے ہین جو کہ تنزیہ ہے اس کی ذات کی عما لا یلیق بہ ہے سو اُسی وقت
جبکہ اُن کو حاجت ہوتی ہے رد کرنے کی اُس شخص پر جو کہ اُس کا وصف کرتا ہے ساتہ اُس شے کے جو موُدی
ہوتی ہے طرف ما لا یلیق بہ کے یا ظاہر ہوتی ہے اُن کو وہ شے جو دال ہوتی ہے اس کی کمال عظمت پر پہر
اگر کوئی کہے کہ یومنون بہ کا کیا فائدہ ہے باوجود اس کے کہ کبہی بہی انکا ایمان باللہ مخفی نہین ہے خصوصاً

ل؎ بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب کے جو بزرگی رکھتا ہے تعظیم والا ۱۲ منہ

بعد اُس کے کہ اُن کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ یسبحون بحمد ربہم کیونکہ تسبیح و تحمید مین مشغول ہوتا نہین ہوتا ہے مگر بعد ایمان باللہ کے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ واجب نہین ہے کہ کلام خبری فقط واسطے فائدہ دینے نفس حکم کے یا لازم حکم کے ہوتا ہے بلکہ وہ کبھی اور غرضون کے لیے بھی ذکر کیا جاتا ہے اس جگہہ حکمت ظاہر کرنا ایمان کے شرف و فضل کا ہے اور اُس مین رغبت دلانا جس طرح کہ کئی جگہہ قرآن شریف مین انبیا علیہم السلام کا ایمان و صلاح کے ساتھ وصف کیا ہے باآنکہ اُن کا ایمان و صلاح کسی پر مخفی نہین ہے اللہ پاک نے بعد ذکر ہر نبی کے یون فرمایا کہ انہ من عبادنا المؤمنین و انہ لمن الصالحین واسطے ظاہر کرنے اُن کی شرف کے وجہ اظہار کی یہہ ہے کہ اُن کی صفات جمیلہ مین سے ایمان کا خاص کرکے ذکر کرنا مدح کے مقام مین دلیل واضح ہے اُسکے شرف و فضل پر بہ نسبت اُنکی باقی اوصاف کے باوجود اس کے کہ اُن کے سارے اوصاف شریف ہین جیسا کہ کہا ہے اوصاف الاشراف اشراف الاوصاف اور جبکہ مقام مدح مین اُس کی تخصیص کرنے دلالت کی اُس کے شرف پر تو اہل ایمان کے وصف کرنے نے ساتھ ایمان کے دلالت کی اُن کی تعظیم پر حالانکہ اس آیت کا لانا واسطے تعظیم اہل ایمان کے ہی جیسا کہ گزر چکا ہے اس جہت سے کہ اشرف طبقات مخلوقات مبالغہ کرتی ہین اُن کی محبت و نصرت مین اور اُنکی لیے دعا کرنے مین ساتھ مغفرت و خلاص کے عذاب جحیم سے **دوسری حکمت** اُن کی طرف سے ایمان کے خبر دینے مین یہ ہے کہ آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ حاملین عرش اور حافین حول عرش جو اپنے رب کو پہچانتے ہین سو صرف نظر و استدلال سے نہ بطریق معاینہ و مشاہدہ کے جیسا کہ فرقہ مجسمہ نے زعم کیا ہے جو اُس کے قائل ہین کہ اللہ تعالی متمکن ہے عرش پر کیونکہ جب اللہ پاک نے بطور مدح و ثنا کے اُن کی طرف سے یہہ خبر دی کہ وہ اللہ تعالی کے وجود پر ایمان لاتے ہین اپنے دلون سے تو اس سے یہ بات سمجھی گئی کہ اُن کا ایمان اللہ تعالی پر جو ہے سو برہان کے روسے ہے نہ مشاہدہ و عیان سے اور وہ محجوب ہین اس سے کہ اپنے ابصار سے اُسکا ادراک کرین اور اگر بات ویسی ہوتی جیسی مجسمہ نے خیال کی ہے تو حاملین عرش اور حافین عرش اُسکا مشاہدہ و معاینہ کرتے پس یہ کہنا ٹھیک نہ ہوتا کہ وہ ایمان لاتے ہین اُس پر اپنے دل سے بلکہ یہ جائز نہ ہوتا کہ اُن کا وصف کیا جاے کہ ساتھ مشاہدہ و عیان کے اور اگر اُن کا ایمان اُس تصدیق پر محمول ہوتا جو کہ متفرع ہین مشاہدے پر تو بھی اُنکا ایمان اللہ تعالی کے وجود پر مدح و ثنا کا موجب نہ ہوتا اس لیے کہ کسی شے حاضر و مشاہد کے وجود کی ساتھ اقرار کرنا مدح و ثنا کا موجب نہین ہے پس جب اللہ پاک نے اُنکا ایمان اللہ تعالی پر بطریق مدح و ثنا و تعظیم ذکر کیا تو اس نے دلالت کی اُس پر کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالی پر برہان سے نہ کہ اُنہون اُس کا مشاہدہ کیا ہے اس حال مین کہ وہ حاضر جالس ہے وہان امام رازی نے اس قول کو صاحب کشاف سے نقل کیا پھر فرمایا اللہ رحم کرے صاحب کشاف پر اگر حاصل نہ ہوتا اُس کی کتاب مین مگر یہہ نکتہ تو البتہ شرف و فخر کے واسطے یہی

اُس کو کافی ہوتا بعد اس کے کہا مفسر ثابت ہوئی ہے یہ بات کہ کمال سعادت منوط ہے ساتھ دو امر کے ایک تو تعظیم واسطے
امر اللہ تعالیٰ کے دوسرا شفقت اللہ کے خلق پر اور یہ واجب ہے کہ اول مقدم ہو ثانی پر پس یسبحون بحمد ربہم ویومنون
تو مشعر ہے تعظیم اللہ تعالیٰ کو اور یستغفرون للذین آمنوا مشعر ہے شفقت کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر اس آیت
کریمہ سے بہت سی علما نے حجت پکڑی ہے اس پر کہ ملک افضل ہے بشر سے کیونکہ یہ آیت اس پر دال ہے
کہ جب فرشتے فارغ ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ساتھ تقدیس کے تو مشغول ہوئے مغفرت مانگنے مین واسطے
مومنون کے بغیر اس کے کہ مقدم کرین استغفار کو واسطے اپنے نفوس کے یہ اس پر دال ہے کہ وہ اپنے واسطے
مغفرت مانگنے سے مستغنی ہین کیونکہ اگر وہ اس کے محتاج ہوتے تو اول اپنے نفوس کے لیے مغفرت مانگتے اس واسطے
کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ابدا بنفسک یعنی تو اپنے نفس سے شروع کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون امر فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور جبکہ اللہ
نے اُن کے استغفار کا اپنے نفوس کے واسطے ذکر نہین فرمایا باجود اس کے کہ خواص بشر عوام کا کیا ذکر ہے نیازمند
استغفار ہین کما قال تعالیٰ واستغفر لذنبک تو ظاہر ہوا کہ ملک افضل ہے بشر سے واللہ اعلم مختار ہمارے
نزدیک یہ ہے کہ خاص بنی آدم یعنے مرسلین افضل ہین جملہ ملائکہ سے اور عوام بنی آدم ...... بسوا انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے افضل ہین عوام ملائکہ سے اور خاص ملائکہ افضل ہین عوام بنی آدم سے پھر یہہ
آیت کریمہ دال ہے حصول شفاعت پر طرف سے ملائکہ کے واسطے گنہگار مومنین کے اس لیے کہ قولہ تعالیٰ
ویستغفرون للذین آمنوا دال ہے اس پر کہ وہ استغفار کرتے ہین واسطے کل مومنین کے اور یہ بات ثابت
ہو چکی ہے کہ صاحب کبیرہ مومن ہے پس واجب ہوا دخول اُس کا تحت مین شفاعت واستغفار ملائکہ کے
جو کہ طلب مغفرت ہے اور مغفرت ذکر نہین کی جاتی ہے مگر ساتھ ساقط کرنے عذاب کے گنہگار مومن سے اور یہہ قول
فرشتون کا کہ فاغفر للذین تابوا اس کے معنے واللہ اعلم یہہ ہین کہ مغفرت کر واسطے اُن لوگون کے جنہون
نے توبہ کی کفر سے اور پیروی کی راہ ایمان کی کذا افادہ شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کی صورت وعظمت
والفاظ تسبیح وصفت عرش اور اُس کے بُعد وغیرہ مین احادیث وآثار وارد ہوئے ہین چنانچہ بعض اول گزر
چکے ہین سو اعتماد اُن مین سے انہین پر ہے جو کہ صحیح مین وارد ہوئے ہین بالجملہ پھر اللہ پاک نے اُن کی استغفار
کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یہان قول مقدر ہے اور وہ محل
نصب مین ہو بنا بر حال فاعل یستغفرون سے اے یقولون یا قائلین ربنا الخ اور نصب رحمۃ وعلما کا بنا بر
تمییز کے ہے جو کہ فاعل سے منقول ہے اصل یہہ ہے وسعت رحمتک وعلمک کل شئ پھر یہ ترکیب اپنی اصل سے
زائل کی گئی واسطے مبالغے کے وصف کرنے مین اللہ پاک کے ساتھ رحمت وعلم کے رحمت کو علم پر اس لیے مقدم

کیا کہ اس جگہہ رحمت مقصود بالذات ہے، کما قالہ البیضاوی یعنی اس واسطے کہ یہ مقام مقام استغفار ہے نہ علم تو از
روئے ذات کے متقدم ہے معنی یہ ہین کہ حاملان عرش برین وغیرہم مغفرت مانگتے ہین واسطے مومنون کے اس حال
مین کہ کہتے ہین یا کہنے والے ہین اے رب ہمارے سما لیا تیری رحمت وعلم نے ہر شے کو فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا
وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ یعنی جبکہ تیری رحمت وعلم ہر شے کو سمائے ہوئے ہے تو علم اسکا
مقتضی ہے کہ تجہے اپنے بندون کے اعمال کی خوب خبر ہے اور رحمت عفو ودرگذر کی مقتضی ہے سو تو اپنی رحمت سے
بخشدے اُن لوگون کو جنہون نے اپنے گناہون سے یا شرک سے توبہ کر لی ہے گو اُن پر اور گناہون آور پیروی
کی تیری راہ کی یعنی بُرائیان چہوڑ کر نیکیان کین یا شرک ترک کر کے دین اسلام اختیار کیا موحد ومخلص ہوئے
اور محفوظ رکہہ اُنکو دوزخ کے عذاب سے اور کر دے درمیان اُن کے اور اُس کے بچاؤ باین طور کہ لازم کرے تو
اُن کو استقامت اور پوری کرے تو اُن پر اپنی نعمت کیونکہ تو نے اس کا وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی ایسا ہو گا تو اسکو
تو دوزخ کے عذاب سے بچائے گا اور تیرے نزدیک بات بدلی نہین جاتی ہے گو یہ جائز ہے کہ تو جو چاہے کرے
اور ساری خلق تیری غلام وملک ہے کسی کا تجہہ پر کچہ زور نہین ہے اور نہ کسی طرح کا حق ہے چونکہ دفع ضرر مقدم
ہے طلب نفع پر اس لیے اول عذاب جہنم سے بچانے کی اُن کے لیے دعا کی پہر جنت مین داخل کرنے کی دُعا
مانگی پس کہا رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ یعنی اے رب ہمارے اور داخل کر اُنکو
رہنے بسنے کے باغون مین جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے یہ جملہ معطوف ہے وقہم پر اور ربنا جملۂ دعائیہ کو
مکرر لاکر بقصد مبالغہ معطوف ومعطوف علیہ کے وسط مین ذکر کیا ہے اول مومنین کے لیے دعا کی پہر اُن کی اقارب
کے واسطے دعا مانگی اس واسطے کہ آدمی کا پورا سرور جب ہی ہوتا ہے کہ جس عیش وآرام مین وہ ہے اُسی
مین اُس کے اقارب بہی ہون پس کہا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ مراد
صلاح سے اس جگہہ ایمان لانا ہے اللہ تعالی پر اور عمل کرنا ہے اُس شے کے ساتہ جس کو اُس نے مشروع کیا ہے
پس جس کسی نے یہ کیا تو مقرر وہ لائق ہوا واسطے دخول جنت کے ومن صلح معطوف ہے ادخلہم کی ضمیر منصوب پر
یعنی اور داخل کر اسکو جو نیک ہوا اُنکے باپون اور بیبیون اور اولاد مین سے یہ بہی جائز ہے کہ معطوف ہو وعدتہم
کی ضمیر منصوب پر یعنی داخل کر اُنکو جنات عدن مین جن کا تو نے وعدہ کیا ہے اُن سے اور اُس سے جو نیک ہو
اُنکے باپون اور بیٹیون اور اولاد مین سے فراء وزجاج نے کہا کہ عطف من صلح کا دو جگہہ سے ہے اگر چاہے
تو ادخلہم کی ضمیر پر کر چاہے تو وعدتہم کی ضمیر پر کر ابو السعود نے کہا کہ اولی قول اول ہے اس لیے کہ اُس کی بنا پر
اُن کے واسطے داخل کرنے کی دعا کرنا صریح ہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر ضمنی ہے اور صریح ضمنی سے
بہتر ہوتا ہے کچہہ بہی ہو مطلب یہ ہے کہ درمیان اُن کے اور اُن کے باپون وغیرہم کے مساوات کر دے تا کہ

اُن کا سر ود پورا ہو جمہور نے صلح بفتح لام صلح یصلح فہو صالح باب دخل ونصر سے پڑھا ہے اور ذریاتہم بجمع اور ابن ابی عبلہ نے بضم لام صلح فہو صلیح سے اور عیسی نے ذریتہم بافراد پایا جملہ پھر فرشتون نے اپنی دعا کی یہ علت ذکر کی کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی ہم نے جو تجھ سے امور مذکورہ کی دعا کی تیرے نزدیک اُنکی کچھہ بہی ہستی نہین ہے اس لیے کہ بے شک تو تو بڑا ہی غالب وقاہر وزبردست بڑا حکمتون والا ہے تیرے قبضے سے کوئی شے خارج نہین ہے اور تو جو کچھہ کرتا ہے حکمت کے موافق کرتا ہے اور اسی جملے سے وعدے کا وفا کرنا ہے پہر اور دعا کی وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وقایہ کے معنی یہ ہین محفوظ رکہنا بچانا جیسے کوئی شخص کسی کو نگاہ رکہے تو محاورے مین یون بولتے ہین وقاہ یقیہ وقایۃً اے حفظہ قتادہ نے کہا وقہم مایسوءہم من العذاب یعنی بچا اُن کو اُس عذاب سے جو اُن کو بُرا لگتا ہے سیّئات کے معنی عقوبات کے ہین یا مضاف مقدر ہے ای جزاء السیّئات پس مطلب یہ ہوا کہ بچا اُن کو اُن کے اعمال بد کی جزا سے اب اگر کوئی کہے کہ اس معنی مین اور وقہم عذاب الجحیم کے معنی مین کچہ فرق نہین ہے تو تکرار بلا فائدہ ہوگی تو کہین گے وقہم عذاب الجحیم تو خاص دعا ہے اُن کے محفوظ رکہنے کی عذاب جحیم سے اور وقہم السیّئات دعا ہے اُن کے محفوظ رکہنے کی سارے عقوبات سے یعنی عذاب جہنم وعذاب قبر وموافق قیامت وحساب وپل صراط وسوال وغیرہ سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے دوسرا یہ جواب ہے کہ وقہم عذاب الجحیم تو دعا ہے واسطے اصول کے یعنی وہ لوگ جنہون نے توبہ کی شرک سے اور اتباع کیا راہ اسلام کا اور وقہم السیئات دعا ہے واسطے اتباع کے یہ لوگ آبا وازواج وذریات ہین یا مراد سیئات سے معاصی ہین دنیا مین پس فرشتون نے اول تو اللہ پاک سے یہ بات طلب کی کہ عذاب جحیم سے اُن کو بچائے پہر یہ درخواست کی کہ ثواب کا اُن پر تفضل فرمائے تو یون کہا وادخلہم جنات عدن پہر یہ بات چاہی کہ دنیا مین اُن کو اعمال فاسد وعقائد باطل سے محفوظ رکہے پہر اس حفاظت کے طلب کرنے کی یہ علت ذکر کی کہ دنیا مین اُن سے محفوظ رکہنا سبب ہے رحمت کا آخرت مین بایں طور کہ عذاب جحیم سے بچانا اور جنات نعیم مین پہونچانا پس کہا وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ پس سیئات سے بچانے کو شرط ٹہیرایا واسطے فائز ہونے اُس رحمت کے جو کہ نعمت غیر منقطع ہے مقابلے مین اعمال منقطع کے اور ملک عظیم ہے مقابلے مین اعمال حقیر کے یومئذ مین تنوین عوض ہے اس جملے سے جو کہ عبارت مین موجود نہین ہے بلکہ سیاق سے نکلتا ہے تقدیر یہ ہے یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ ومن تشاء النار المسببۃ عن السیئات وہو یوم القیامۃ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یوم اذ تواخذ بہا اور جواب من کا فقد رحمتہ ہے معنی یہ ہین اور جس کو تو بچائے سیئات سے جس دن کہ تو داخل کرے جنت مین جسکو چاہے اور نار مین

جسکو چاہے کون نا جس کے سبب سیئات ہین یا جس ن کو مواخذہ کرے سیئات سے تو مقرر تو نے اُس پر رحم کیا اپنے عذاب سے اور داخل کیا اسکو جنت مین وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنی یہ جنات عدن مین داخل کرنا اور سیئات سے بچانا جس کا ذکر ہوا یہی ہے وہ ظفر جس کے مثل کوئی ظفر نہین ہے اور وہ نجات ہے جس کے برابر کوئی نجات نہین ہے کیونکہ منقطع اعمال کے بدلے مین وہ عیش و آرام پایا جو کبھی منقطع نہ ہو اور حقیر صاحب حیثیت اعمال کے عوض مین وہ ملک عظیم ملا جس کی کنہ جلالت و بزرگی کی طرف عقول کو رسائی نہین ہے بالجملہ جو بات کہ ایمان کے فضل پر اور اہل ایمان کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے وہ یہان تمام ہوئی چونکہ مقصود اُس کے ذکر سے کفر کی رذالت اور اہل کفر کی خواری بیان کر کے توبیخ و سرزنش کرنا اُن لوگون کا تھا جو کہ اللہ پاک کی آیتون مین جھگڑتے ہین اس لیے اُن کے احوال کی شرح کی طرف رجوع کیا اور بیان فرمایا کہ قیامت مین اپنے گناہون کا اقرار کرین گے اور اس کا کہ وہ عذاب کے مستحق ہین اور سوال کرینگے کہ دنیا کی طرف پھر بھیجے جاوین تا کہ تلافی مافات کرین حالانکہ یہ ممکن نہ ہوگا پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ٥ قَالُوْا

رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ٥ ذٰلِكُمْ

بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ٥ هُوَ

الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ٥ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ٥ جو لوگ منکر ہین اُن کو پکار کر کہین گے اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تھے یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے بولا اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا ہم کو دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہون کے پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر اس واسطے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے اور جب اس کے ساتھ شریک پکارئیے تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا وہی ہے تمکو دکھلاتا اپنی نشانیان اور اُتارتا تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو سو پکارو اللہ کو نری کر کر اُس کے واسطے بندگی اور پڑے برا مانین منکر ف یعنی آج تم اپنے جی کو بیٹکارتے ہو دنیا مین جب کفر کرتے تھے اللہ اُس سے زیادہ تم کو بیٹکارتا تھا اُسی کا بدلا آج پاؤ گے ف پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے پھر جان پڑی تو جی اٹھا پھر مرے پھر جیے یہ ہوئین دو موتین اور دو حیاتین انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے کفار کے کہ قیامت کے دن وہ پکارے جاوین گے اس حال مین کہ آگ مین گھر ایمون مین اور شدت مین ہین

جلتے تپتے ہوسگے اور یہ پکارنا بعد اس کے ہوگا کہ اللہ تعالی کے عذاب مین سے اُس عذاب کے مباشر و ملاقی ہوئے ہون گے جسکی کسی کو طاقت نہین ہے تو اس وقت اپنی جانون کو بغایت مبغوض کہین گے اور اور اُن سے نہایت بیزار ہون گے بسبب اُن بدعملون کے جن کو اول کرچکے ہین اور جو آگ مین داخل ہونیکے سبب ہوئے ہین پس اُس وقت فرشتے اُن کو خبر دین گے اور باواز بلند پکار کر اُن سے یون کہین گے کہ اللہ تعالی کا تم سے بیزار ہونا دنیا مین جبکہ ایمان تم پر پیش کیا جاتا تہا پہر تم منکر ہوتے تہے سخت تر تہا اے معذب لوگو تمہارے مبغوض رکہنے سے اپنی جانون کو آج کے دن اس حالت مین قتادہ نے اس کی تفسیر مین کہا ہے البتہ مقت اللہ تعالی کا اہل ضلالت کو جبکہ پیش کیا گیا اُن پر ایمان دنیا مین پہر اُنہون نے اُس کو چہوڑا اور انکار کیا کہ اُس کو قبول کرین زیادہ تر بڑا اُس سے جو اُنہون نے اپنی جانون کو مقت کیا جبکہ . . . اللہ کے عذاب کا معاینہ کیا قیامت کے دن اسی طرح حضرت حسن بصری و مجاہد و سدی و ذر بن عبید اللہ ہمدانی و عبد الرحمن بن زید بن اسلم و ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے یہی کہا ہے قولہ تعالی قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا الاٰیۃ ثوری نے بسند خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اسی طرح حضرت ابن عباس و ضحاک و قتادہ و ابو مالک نے بہی کہا ہے اور یہی ثواب ہے جس مین کسی طرح کا کوئی شک و شبہہ نہین ہے سُدی نے کہا کہ موت دیے گئے دنیا مین پہر زندہ کیے گئے اپنی قبرون مین پہر خطاب کیے گئے پہر مارے گئے پہر زندہ کیے گئے قیامت مین ابن زید نے کہا زندہ کیے گئے جبکہ اُن پر میثاق لیا گیا آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر پہر اُن کو پیدا کیا ماں کے رحم مین پہر اُن کو مارا پہر جلایا قیامت کے دن یہ دونون قول سدی و ابن زید کے ضعیف ہین اسواسطے کہ اُن کو اپنے قولون کی بنا پر تین بار زندہ کرنا اور تین بار مارنا لازم آئے گا صحیح حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس اور اُن کے تابعین کا قول ہے مقصود اس سب سے یہ ہے کہ کفار رجعت کا سوال کرین گے اس حال مین کہ وہ ٹہیرے ہوئے ہون گے روبرو اللہ عز و جل کے عرصات قیامت مین کما قال تعالی وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ پس اُن کا سوال قبول نہ ہوگا فرمایا اللہ پاک نے وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ پہر جس وقت وہ آگ مین داخل ہون گے اور اس کا چہونا اور اُس کی آواز سنیں گے

اور اُس کے موگریان اور طوق بیڑیان اور اسی قسم کے ساز و سامان عذاب کے مہیا پائین گے اور آگ کا مزا چکہین گے
تو اور بہی زیادہ تر رجعت کا سوال کرین گے در انحال کہ اُس مین چیختے چلاتے ہون گے کہین گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ
فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ اخْسَـُٔوْا
فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اور اس آیت کریمہ مین سوال مین تلطف کیا اور مطلب سے قبل ایک مقدمہ بطور تمہید
پیش کیا وہ یہ ہے کہ ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی اے ہمارے پروردگار تیری قدرت بغایت بڑی
ہے تو نے تو ہم کو زندہ کیا بعد اس کے کہ ہم مردے تہے پہر ہم کو مارا پہر جلایا سو تو قادر ہے اُس پر بہی جسکو
تو چاہے اور اب مقر رہم اپنے گناہون کے معترف ہوئے اور ہم اپنی جانون کا بُرا کرنے والے تہے دنیا
مین اب کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب کیا تو ہماری یہ بات ماننے والا ہے کہ ہم کو دنیا کی طرف پہیر
لے جائے کیونکہ تو تو اس پر قادر ہے تاکہ ہم عمل کرین سوا اُس کے جو کرتے تہے اب اگر ہم پہر وہی کرین
جس مین ہم تہے تو مقرر ہم ظالم ہین پس اُن کو یہ جواب ملے گا کہ تم کو دنیا کی طرف پہر جانے کی کوئی راہ
نہین ہے پہر اس منع کی یہ علت بیان کی کہ تمہاری خصلتین حق کو نہین مانتی ہین اور نہ اُس کی
مقتضی ہین بلکہ وہ تو اُس کو پہینکتی دور کرتی ہین اسی لیے یون فرمایا ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا یعنی تم تو ایسے ہی ہو گئے گو تم دار دنیا کی طرف پہیرے جاؤ
کما قال تعالیٰ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ قولہ تعالیٰ فالحکم
للہ العلی الکبیر یعنی اللہ ہی حاکم ہے اپنی خلق مین ایسا عادل ہے کہ بالکل جور و ظلم نہین کرتا
ہے تو وہی جس کو چاہتا ہے راہ بتاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بہکاتا ہے جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے مار دیتا ہے لا الٰہ الا ہو قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ کا یہ مطلب ہے کہ وہی ظاہر
کرتا ہے اپنی قدرت کو واسطے اپنی خلق کے ساتہ اُن بڑی بڑی نشانیون کے جو کہ دال ہین اپنے
خالق و مبدع و منشی کے کمال پر جن کا وہ مشاہدہ کرتے ہین اُس کے علوی سفلی خلق مین وَيُنَزِّلُ
لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا یعنی وہی اُتارتا ہے واسطے تمہارے آسمان سے پانی جس سے نکالتا ہے وہ
کہیتیان اور میوے جن کے رنگ و مزہ و بو و شکل کا اختلاف حس سے مشاہدہ کیا جاتا ہے حالانکہ جو
پانی اُنکی پیدایش کا سبب ہے وہ ایک ہی ہے پس اُس نے اپنی قدرت عظیم سے درمیان ان چیزون کے تفاوت
کر دیا ہے وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ یعنی عبرت نہین لیتا ہے ان چیزون سے اور فکر نہین کرتا ہے
اُن مین اور نہین استدلال کرتا ہے اُن سے اپنے خالق کی عظمت پر مگر وہی جو رجوع کرنے والا ہوتا ہے

طرف اللہ تبارک و تعالی کے پھر مسلمانون کو مخاطب کر کے فرمایا فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ
الْكٰفِرُوْنَ یعنی مشرکون کا تو یہہ حال ہے جو سن چکے اور اللہ پاک کی قدرت و منت ہر جو مذکور ہوئی سوائے
مسلمانون تم اللہ وحدہ کے واسطے دعا و عبادت خالص کرو اُسی کو پوجو اُسی کو پکارو اور مشرکون کی
راہ و روش مین اُن کی مخالفت کرو امام احمد نے ابو الزبیر محمد بن مسلم بن مدرس مکی سے روایت کیا ہے
یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما کہا کرتے تھے پیچھے ہر نماز کے جبکہ سلام پھیرتے لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَالثَّنَاءُ الْحَسَنُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تہلیل کرتے تھے ان کلمون سے پیچھے ہر نماز کے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ وَمُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ ثَلَاثَتُهُمْ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَذَكَرَ تَمَامَهٗ صحیح مین حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے
ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے بعد فرض نمازون کے لا الہ الا
اللہ وحدہ الخ ابن ابی حاتم نے عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم دعا کرو اللہ تبارک و تعالی سے اور تم یقین کرنے والے
ہو اجابت کے یعنی قبول کرنے کا یقین کر کے دعا کیا کرو اور جان رکھو کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے دعا کو
قلب غافل لاہی سے ف فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے پھر جب اللہ پاک نے اصحاب نار کا ذکر کیا اور
اس کا کلمۂ عذاب کا اُنپر واجب ثابت ہوا تو اُن کا احوال بیان کیا بعد دخول نار کے پس ارشاد فرمایا
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ کفار جبکہ اپنے اعمال دیکھینگے
اور اپنے نامۂ اعمال مین نظر کرین گے اور دوزخ مین داخل کیے جائین گے اور اپنی جانون کو مبغوض
رکھین گے بسبب اپنی بد اعمال کے تو جس وقت اللہ کے عذاب کا معاینہ کرین گے تو ایک پکارنے والا
اُن کو پکار کر یون کہے گا کہ البتہ مبغوض رکھنا اللہ تعالی کا تم کو دنیا مین بزرگتر تھا تمہارے مبغوض رکھنے
سے اپنی جانون کو آج کے دن یا مبغوض رکھنے بعض تمہارے سے بعض کو آج اخفش نے کہا کہ حرف
لام لمقت کا لام ابتدا ہی واقع ہوا ہے بعد ینادون کے اس لیے کہ معنی اس کے یقال لہم ہین اور نداء
قول ہے کلبی نے کہا کہ ہر انسان اہل نار مین کا اپنے نفس سے کہے گا مقتک یا نفسی یعنی مبغوض رکھا مین نے

کلمۂ چہارم منہ

تجھکو اور بیزار ہوا مین تجھسے ای میرے نفس پس پر فرشتے اُن سے کہین گے اور وہ آگ مین ہون گے البتہ
مقت اللہ کا تم کو جب کہ تم دنیا مین تھے سخت تر تہا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو آج حضرت حسن نے فرمایا
دیے جائین گے اپنی کتاب پہر جب نظر کرین گے طرف اپنے گناہون کے تو مبغوض رکہین گے اپنی جانون کو
پس پکارے جائین گے البتہ مقت اللہ کا تم کو دنیا مین جبکہ تم بلائے جاتے تہے طرف ایمان کے پہر تم کفر
کرتے تہے بزرگتر تہا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو جبکہ تم نے معاینہ کیا آگ کا کلمہ اذ ظرف منصوب ہے مقدر محذوف
سے جس پر مقت مذکور دال ہے ای مقتہ تعالی اياكم وقت دعائكم کسی نے کہا کہ وہ محذوف اذکر دا ہے کسی
نے کہا اُسی مقت کا ظرف ہی جو اول مذکور ہو چکا ہے مقت کہتے ہین اشد بغض کو یہان مراد اُس سے اُسکا
لازم ہے وہ لازم ہی اللہ تعالی کا اُنپر غیظ وغضب ہے اور اُن کی تعذیب قالہ ابوالسعود وکرخی نے کہا مراد اُس
سے اس جگہہ اشد انکار وزجر ہے فتکفرون کا یہ مطلب ہے کہ پہر تم اصرار واستمرار کرتے تہے کفر پر اپنے نفوس
امارہ کی پیروی کرنے کو اور اُن کی خواہش کی طرف دوڑنے کو اور اپنے دوستون گمراہ کرنے والون کی اقتدا
کرنے کو اور اپنے اگلے پرکہون کی پیروی کرنے کو اور اُن کی رایون کے محبوب سمجہنے کو پہر اللہ پاک
نے اُس بات کی خبر دی جسکو وہ دوزخ مین کہین گے پس فرمایا قَالُوْا رَبَّنَا الخ دونون اثنتین صفت ہین مصدر
محذوف کی ای امتنا اماتتین اثنتین واحییتنا احیائین اثنتین اسکی تفسیر مین جو مین قول ہین وہ اول گذر چکی ہین حضرت ابن عباس فرماتی ہین کہ تم مٹی تھے
قبل اسکے کہ تمکو پیدا کرے سو یہ ایک مارنا ہے پہر تمکو زندہ کیا دنیا مین یہ آیت حیات ہے پہر تم کو مارے گا تو تم رجوع کیے
جاؤ گے طرف قبرون کے سو یہ دوسرا مرنا ہے پہر تم کو اُٹہا کہڑا کرے گا قیامت کے دن پس یہ دوسری حیات ہے
تو یہ دو موتین اور دو حیاتین ہوئین کقولہ تعالی کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ الآیہ
پہر اللہ پاک نے اُنکا اعتراف ذکر کیا بعد اسکے کہ وہ نار مین پہونچ گئے بسبب اُس شے کے جسکی تکذیب کی
دنیا مین پس اُنکی طرف سے حکایت کرکے ارشاد فرمایا فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا یعنی اب ہمنے اقرار کیا اپنے گناہون
کا جنکو ہم دنیا مین کر آئے ہین مراد رسولون کا جہٹلانا اللہ کے ساتہ شرک کرنا اسکی توحید کو چہوڑنا ہے پس
وہان اقرار کیا جہان کہ اقرار اُن کو نفع نہ دے گا اور اُس جگہہ نادم ہوئے جس جگہہ ندامت اُنکو نفع نہ دیگی
مطلب یہ ہے کہ جب اُنہون نے دیکھا کہ مارنا اور جلانا اُنکا مکرر واقع ہو چکا ہے تو جانا کہ اللہ تعالی دوبارا پیدا
کرنے پر قادر ہے جس طرح کہ اول پیدا کرنے پر قادر ہے پس اب اقرار کر لیا اور اپنے اُس اقرار کو اس بات کے
کہنے کا مقدمہ ٹہیرایا کہ فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ یعنی پہر کیا ہے واسطے ہمارے نار سے نکلنے
کی اور دنیا مین پہر جانے کی کوئی راہ کہ ہم اپنے رب کی اطاعت کرین اور اُس سے خلاصی پا جائین یا اُس کے
واسطے ناامیدی واقع ہے تو نہ نکلنا ہے نہ اُس کی طرف کوئی راہ ہے یہ اُس شخص کی بات ہے جس کو ناامیدی

ناامیدی غالب ہوگئی اور وہ جو یہ بات کہین گے سو تحیر ہو کر اسی کے مثل وہ قول ہے جو اللہ تعالی نے انکی طرف
سے اور جگہہ نقل فرمایا ہے فَهَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ چونکہ ان کا یہ کہنا حیران ہو کر ہے اسی لیے موافق
اُس کے اللہ پاک نے اُن کو یہ جواب دیا ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ الآیہ ذلکم مرفوع
ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی ای الامر ذلکم یا مبتدا ہے خبر اُس کی بانہ الخ یعنی ذالکم العذاب
الذی انتم فیہ کائن بسبب انہ ای الشان یعنی یہ عذاب جس مین تم پڑے ہو بسبب اس کے کہ شان یہ ہے کہ جس
وقت پکارا جاتا دنیا مین اللہ اکیلا نہ اُس کا غیر تو تم اُس کے منکر ہوتے اور اُس کی توحید کو ترک کرتے اور اگر شریک
کیا جاتا ساتھ اُس کے غیر اُس کا بتون سے یا غیر بتون سے تو تم ایمان لاتے شریک کرنے پر اور اُسکی تصدیق
کرتے اور اُس کی طرف بلانے والے کا کہا مانتے پس اللہ پاک نے اُن سے وہ سبب بیان کر دیا جو اس پر باعث
ہوا کہ اُن کی درخواست نار سے نکلنے کی قبول نہ ہوئی وہ سبب یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ اُس کے غیر کو شریک کرتے
تھے عبادت مین جبکا سر دعا ہے اور اللہ کی توحید کو ترک کرتے تھے یہان عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے
فاجیبوا بان لا سبیل الی الرد وذلک لانکم کنتم اذا دعی اللہ وحدہ الخ یعنی اُنہون نے جو دنیا کی طرف پہر آنیکا
سوال کیا تہا سو اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ کوئی راہ نہین ہے طرف پہر جانے کی اس لیے کہ تمہارا تو یہ حال تہا
کہ جس وقت پکارا جاتا اللہ اکیلا الخ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ یعنی پس حکم اللہ اکیلے کو واسطے ہی نہ اُس کے
غیر کے اور اسی نے تم پر حکم کیا ہے ہمیشہ نار مین رہنے کا اور اُس سے نہ نکلنے کا پس عذاب کرنا اُسکا تم کو عدل
نافذ ہے اور اُسکا سلطان برتر ہے اس سے کہ اُس کا کوئی مماثل ہو اُس کے ذات و صفات مین پس اس کی قضا
رد نہین کی جاتی ہے اور وہ بڑا ہے اس سے کہ اُس کا کوئی مثل ہو یا اُس کی کوئی جورو ہو یا لڑکا یا شریک
پس اُسکی جزا احد نہین کی جاتی ہے کہا ہے کہ فرقۂ حروریہ نے اپنا قول لا حکم الا للہ اسی آیت سے لیا ہے قتادہ
نے کہا ہے جبکہ حروراء والے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا یہ کون ہین عرض کیا گیا کہ محکمین
ہین یعنی یون کہتے ہین کہ نہین ہے حکم مگر واسطے اللہ تعالی کے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کلمۃ حق ارید
بہا الباطل یعنی یہ ایک حق بات ہے ارادہ اُس سے باطل کا کیا گیا ہے هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ الآیہ یعنے
جس ذات پاک نے اپنے عدل سے کفار پر نار مین ہمیشہ رہنے کا حکم لگایا ہے اور جسکی صفت علی کبیر ہے وہی
ہے جو اپنی توحید کی دلیلین اور اپنی قدرت کی نشانیان تم کو دکہاتا ہے وہ یہی ہوا و بادل و رعد و برق
ہے اور اسکی مثل اور نشانیان اور اُتارتا ہے واسطے تمہارے روزی مراد رزق سے پانی ہے اس لیئے کہ
وہ سبب ہے ارزاق کا اس جگہہ اللہ پاک نے اظہار آیات و انزال ارزاق کو جمع کیا اس لیے کہ اظہار آیات
سے تو قوام ہے ادیان کا اور ارزاق سے قوام ہے ابدان کا اور یہ آیات وہی تکوینی نشانیان ہین جنکو اللہ

ع [illegible]

پاک نے اپنے آسمانون مین اور زمین مین اور اُن اشیا مین جو زمین و آسمان مین ہین اور اُن مین جو ان کے درمیان مین ہین جمہور نے ینزل کو بتشدید پڑہا ہے اور ابو عمرو و ابن کثیر نے بتخفیف **نکتہ** چونکہ آیات مذکورہ کا دکہانا اور پانی کا آسمان سے نازل کرنا متجدد و مستمر رہتا ہے اس لیے دونو جگہ صیغہ مضارع کا ذکر فرمایا ہے جو کہ تجدد و استمرار پر دال ہے قولہ تعالی وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ یعنی وہ کہلی کہلی نشانیان جنکا ذکر ہوا اُن سے نصیحت پذیر نہین ہوتا ہے اور توحید و صدق وعدو وعید پر اُن سے استدلال نہین کرتا ہے مگر وہی جو کہ رجوع کرتا ہے طرف طاعت اللہ تعالی کے بسبب اُس شے کے جس کو اللہ کی آیتون مین نظر وغور کرنے سے حاصل کرتا ہے اور وہ جو توبہ کرتا ہے شرک سے اور رجوع ہوتا ہے طرف اللہ کے اپنے سارے کامون مین اس لیے کہ جو معاند ہے وہ نہ اُن مین غور کرتا ہے نہ نصیحت پذیر ہوتا ہے پہر جبکہ **اللہ پاک** نے وہ دلیلین ذکر کین جنکو اپنی توحید و تقریر پر قائم کیا تو اپنے بندون کو امر فرمایا کہ اُس کو پکارین اور اُس کے واسطے دین کو خالص کرین پس ارشاد فرمایا فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الآیہ یعنی جب دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو اب تم اُس کو پکارو اُس کے واسطے دین کو خالص کر کے یا جیسی بات ویسی ہے جیسی ذکر کی گئی کہ نصیحت پذیر ہونا اُسی کے ساتہ خاص ہے جو کہ انابت کرتا ہے اور رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اللہ تعالی کے تو تم اُس اکیلے کو پکارو اس حال مین کہ خالص کرنیوالے ہو اُس کیلیے عبادت کو جبکہ اُس نے تم کو امر فرمایا ہے گو کافر لوگ اُسکو مکروہ رکہین پس تم انکی کراہت کی طرف بجہہ التفات مت کرو اور اُن کو چہوڑ دو کہ وہ اپنی غیظ مین مرین اور اپنے حسرت و افسوس مین ہلاک ہون تم ہرگز اُن کا کچہ خیال مت کرو تم اُسی کو خالص کر کے پوجو کیونکہ مستحق عبادت کا وہی یکتا و بے ہمتا ہے

پہر اللہ پاک نے اپنے اور اوصاف ذکر فرمائے رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۙ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۔ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۚ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ
ع ۱۱ ۲ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ صاحب

اونچے درجون کا مالک تخت کا اُتارتا ہے بہید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندون مین کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے جس دن وہ لوگ نکل کہڑے ہون گے چہپی نہ رہے گی اللہ پر اُنکی کوئی چیز کس کا راج ہے اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا بدلا پاوے گا ہر جی جیسا کما یا ظلم نہین

آج بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب اور خبر سنادی انکو اُس نزدیک آنیوالے دن کی جس وقت کہ دل پہونچین گے
گلون کو تو دبا رہے ہون گے کوئی نہین گنہگارون کا دوست اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جاوے وہ جانتا ہو
چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین اور اللہ چکاتا ہے انصاف اور جنکو پکارتے ہین اُس کے سوائے نہین
چکاتے مین کچھہ بیشک اللہ جو ہے وہی ہے سنتا دیکھتا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر لکھتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہو
اپنی عظمت وکبریائی اور اپنے عرش عظیم کے ارتفاع کی جو کہ اسکی ساری مخلوقات کے اوپر ہے مثل سقف کے کما
قال تعالی مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ
اَلْفَ سَنَۃٍ انشاء اللہ تعالی آیندہ اسکا بیان آئے گا کہ یہہ مسافت مابین عرش کے ہے ساتوین زمین
تک قول مین ایک جماعت کے سلف وخلف سے اور انشاء اللہ تعالی راجح یہی قول ہو غیر واحد نے ذکر کیا ہے
کہ عرش یاقوت سرخ .... کا ہے وسعت اُس کی دو قطر کے مابین کی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور
اونچان اُس کی ساتوین زمین سے پچاس ہزار برس کی راہ حدیث اوعال مین وہ بات گزرچکی ہے جو
اس پر دال ہے کہ ارتفاع اُسکا ساتون آسمانون سے بہت کچھ ہے قولہ تعالی یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ
الآیہ مثل اس آیت کے ہے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا
اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ وکقولہ تعالی وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ
الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ اور اس لیے اللہ عزوجل نے یہان یون فرمایا ہے
لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ **علی بن ابی طلحہ** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہو
کہ یوم التلاق ایک نام ہے روز قیامت کے نامون سے اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اُس سے ڈرایا ہے
ابن جریج نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ملین گے اُس مین حضرت آدم اور اُن کا آخر لڑکا۔
ابن زید نے کہا کہ اس مین بندے ملین گے **قتادہ** وسُدی وبلال بن سعد وسفیان بن عیینہ نے
کہا کہ ملین گے اُس مین آسمان والے اور زمین والے **قتادہ** وسُدی نے کہا ملین گے اُس مین آسمان
والے اور زمین والے اور خالق وخلق **میمون بن مہران** نے کہا کہ ملے گا ظالم ومظلوم اور کبھی یون کہا
جاتا ہے کہ یوم التلاق اس سب کو شامل ہے اور شامل ہے اُسکو کہ ہر عامل عنقریب ملیگا اُس خیر وشر سے
جو اُس نے کیا ہے جیسا کہ دوسرون نے کہا ہے **قولہ جل جلالہ** یَوْمَ ہُمْ بٰرِزُوْنَ الآیہ کا یہہ
مطلب ہے کہ وہ سب ظاہر ظہور کہلے ہون گے کوئی شے اُنکو نہ چھپائے گی نہ اُن پر سایہ کرے گی اسی
لیے یون فرمایا یوم ہم بارزون لایخفی علی اللہ منہم شیء یعنی سب کے سب اُس کے علم مین برابر ہونگے **قولہ
تبارک وتعالی** لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی

حدیث مین گزرچکاہے کہ اللہ تعالی لپیٹ لیگا آسمانون کو اور زمین کو اپنے ہاتہ مین پہر فرمائے گا مین ہون بادشاہ مین ہون جبار مین ہون متکبر کہان ہین بادشاہ زمین کے کہان ہین جبار کہان ہین متکبر حدیث صور مین ہے کہ اللہ عزوجل جسوقت قبض کرے گا اپنی ساری خلق کی روحون کو پہر باقی نرہے گا سوا اُس وحدہ لاشریک کے تو اُس وقت فرمائے گا لمن الملک الیوم تین بار یعنی کس کا ملک ہے آج پہر آپ ہی اپنے آپ کو جواب دے گا یہ کہہ کر کہ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ یعنی اُسی اکیلے نے مقہور کر لیا ہے ہر شے کو اور اس پر غالب ہوا ہے **محمد بن ابی حاتم** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے آگے ایک نداکرنیوالا یہ نداکرے گا یَا اَیُّہَا النَّاسُ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ یعنی لوگو آئی تم کو قیامت پس اسکو زندے مردے سُن لین گے کہا اور نازل ہوگا اللہ عزوجل طرف آسمان دنیا کے اور فرمائے گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار **قولہ جلت عظمتہ** اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ الآیہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے اپنے عدل کی جس کا برتاؤ اپنی خلق کے فیصلے مین کرے گا کہ وہ ظلم نہ کرے گا ذرہ برابر خیر سے نہ شر سے بلکہ جزا دے گا بعوض ایک نیکی کے اُس کے دس گنے کی اور بعوض ایک بدی کے ایک اسی لیے یون فرمایا کہ لا ظلم الیوم یعنی آج کسی طرح کا ظلم نہین جیسا کہ **صحیح مسلم** مین حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عزوجل سے حکایت فرماتے ہین کہ اُس نے فرمایا اے میرے بندو بیشک مین نے حرام کیا ہے ظلم اپنے نفس پر اور ٹہرایا مین نے اسکو درمیان تمہارے حرام کیا ہوا سو تم باہم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو یہان تک فرمایا اے میرے بندو وہ جو ہین سو تمہارے اعمال ہین احصا کرتا ہون مین اُن کا تم پر پہر مین بہرپور دون گا تم کو وہ پس جو کوئی پاوے کسی خیر کو تو چاہیے حمد کرے اللہ تبارک وتعالی کی اور جو کوئی پاوے غیر اُس کا تو ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔

قولہ عزوجل اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ یعنی وہ حساب لیگا ساری خلائق سے جس طرح کہ حساب لے گا ایک نفس سے کما قال جل وعلا مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وقال جل جلالہ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ **قولہ تعالی** وَاَنْذِرْہُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ یوم الازفہ ایک نام ہے اسمائے قیامت سے بسبب اُس کے قریب ہونے کے یہ نام رکہا ہے کما قال تعالی اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ لَیْسَ لَہَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَۃٌ **وقال تعالی** اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ **وقال جل جلالہ** اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمْ **وقال سبحانہ وتعالی** اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ **وقال تعالی** فَلَمَّا رَاَوْہُ زُلْفَۃً سِیْٓئَتْ وُجُوْہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیہ **قولہ تبارک وتعالی** اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کَاظِمِیْنَ **قتادہ** نے کہا آٹہیرین گے دل گلون مین مارے خوف کے

کے سو وہ تو نہ بولین گے اور نہ رجوع کرین گے طرف اپنی جگہہ کے عکرمہ و سُدی وغیر واحد نے بہی اسی طرح کہا ہے کاظمین
کے معنی ہین ساکتین یعنے وہ خاموش ہون گے کوئی بات نہ کرے گا مگر اُس کے اذن سے کما قال تعالی یوم یقوم
الروح والملٰئکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابا **ابن جریج** نے
کہا باکین یعنی وہ روتی ہون گی **قولہ تعالی** ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع یعنی جنہون نے
اپنی جانون پر شرک کر کے ظلم کیا ہے اُن کے واسطے نہ کوئی اُن کا ناتے والا ہے کہ اُن کو نفع پہونچاوے اور
نہ کوئی سفارشی کہ اُن کے بارے مین سفارش کرے بلکہ ہر بہلائی سے اُن کے سارے اسباب ورشتے ٹوٹ
چکے **قولہ تعالی** یعلم خائنۃ الاعین الآیہ اللہ تعالی عز وجل اپنے کامل پورے علم کی خبر دیتا ہے
جو کہ ساری چیزون کو گہیرے ہوئے ہے بڑے رتبے کی ہون یا چہوٹے درجے کی بڑی ہون یا چہوٹی باریک
ہون یا باریک سے باریک اُس کے علم سے کچہ بہی باہر نہین ہے تاکہ لوگ اُس کے علم کا حذر کرین جو اُن مین ہے
پہر اللہ تعالی سے شرمائین جیسا کہ شرمانے کا حق ہے اور تقوی رکہین اُس کا جیسا کہ حق ہے تقوی رکہنے کا
اور پاس ولحاظ کرین اسکا مثل لحاظ رکہنے اُس شخص کے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اُسے دیکہہ رہا ہے کیونکہ وہ تو
چور آنکہہ کو جانتا ہے گو وہ آنکہہ ظاہر کرے امانت کو اور جانتا ہے چہپی باتون کو جن پر سینون کی پوشید گیان
لپٹی ہوئی ہین حضرت **ابن عباس** نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے یہ وہ شخص ہے کہ داخل ہوتا ہے گہر
والون پر اُن کے گہر مین اور اُن مین خوبصورت عورت ہوتی ہے یا اُسپر اور اُن پر خوبصورت عورت گذر
کرتی ہے پس جب گہر والے غافل ہوتے ہین تو وہ شخص اُس عورت کی طرف دیکہتا ہے پہر جب وہ ہوشیار ہوجاتے
ہین تو اپنی نگاہ اُس سے نیچی کر لیتا ہے پہر جب وہ غافل ہوتے ہین تو دیکہتا ہے پہر جس وقت وہ ہوشیار
ہوتے ہین تو پست کر لیتا ہے حالانکہ اللہ تعالی مطلع ہو چکا ہے اُس کے دل سے اس پر کہ اُس نے یہ بات دوست
رکہی ہے کہ کاش وہ مطلع ہوتا اُس عورت کی شرمگاہ پر ابن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا ہے **ضحاک** نے کہا
کہ خائنۃ الاعین غمز ہے یعنی آنکہہ سے اشارہ کرنا ہے اور آدمی کا یہ کہنا ہے کہ مین نے فلان شے دیکہی حالانکہ
اُس نے نہین دیکہی یا مین نے نہین دیکہی حالانکہ دیکہی ہے حضرت ابن عباس کا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ
تعالی جانتا ہے آنکہہ سے اسکی نظر کرنے مین کہ آیا وہ ارادہ کرتی ہے خیانت کا یا نہین اسی طرح مجاہد و
قتادہ نے بہی کہا ہے حضرت ابن عباس نے وما تخفی الصدور کی تفسیر مین فرمایا ہے اللہ جانتا ہے اس
بات کو کہ جب تو اس عورت پر قادر ہوگا تو آیا اُس سے زنا کرے گا یا نہین **سُدی** نے کہا اللہ تعالی
جانتا ہے اُس وسوسے کو جسے سینے چہپاتے ہین **قولہ تعالی** واللہ یقضی بالحق یعنی اللہ حکم کرتا ہے
ساتہ عدل کے **اعمش** نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے

قادر ہے اس پر کہ جزا دے بعوض نیکی کے نیکی اور بدلے بدی کے بدی ان اللہ ہو السمیع البصیر جس شے کے ساتہ
حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر کی ہے مثل اس آیت کہ ہے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآؤُا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ
الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی **قولہ تعالی** وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جن اصنام
واوثان وانداد کو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا نہین مالک ہین وہ کسی شے کے اور نہ وہ حکم کرتے ہین ساتہ کسی شے
کے بیشک اللہ اپنی خلق کی باتین سننے والا ہے انکو دیکہنے والا ہے پس جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو
چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ان سب مین حاکم عادل وہی ہے **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ رفیع
الدرجات مرفوع ہے اس بنا پر کہ دوسری خبر ہے مبتدا ے مقدم کی اے ہو الذی یریکم آیاتہ وہو رفیع
الدرجات اسی طرح ذو العرش تیسری خبر ہے یہ بہی جائز ہے کہ دونون خبرین ہون مبتدا ے محذوف
کی **رفیع** صیغہ صفت مشبہہ ہے بمعنی مرتفع اس بنا پر درجات سے مراد اللہ پاک کی صفات جلال وکمال ہونگی
یعنی اس کی صفتین عظیم ہین اور وہ مرتفع ہے بسبب اپنی عظمت کے صفات جلال واکرام مین اور اپنی وحدانیت
مین مستغنی وبے نیاز ہے اپنے کل ماسوا سے اور ساری خلق اسکی محتاج ہے یہ بہی احتمال ہے کہ رفیع بمعنی رافع ہو
اس بنیاد پر درجات سے مراد حضرات انبیاء واولیا کے درجات ہون گے جنت مین اور درجات فرشتون کے
یعنی ان کی چڑہنے کی جگہین اور مراتب مخلوقات کے علو واخلاق فاضلہ مین اور ارزاق وآجال مین کلبی وسعید
بن جبیر نے کہا کہ رفیع السموت السبع یعنی درجات سے مراد ساتون ہین ذو العرش کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے
عرش کا مالک وخالق ہے اور اس مین تصرف کرنے والا ہے اسکو پیدا کیا ہے مطاف واسطے فرشتون کے اسکو
اپنے آسمانون کے اوپر رکہا ہے **بالجملہ** رفیع الدرجات سے اللہ پاک کا علو صمدیت بتانا منظور ہے بطور معقول کے
کون علو جو کہ دال ہے اس کے متفرد ہونے پر الوہیت مین اس لیے کہ رفیع بمعنے مرتفع ہے اور درجات سے
مراد اس کے صفات کمال ہین جو کہ جملہ معقولات سے ہین پس جس ذات پاک کے صفات کمال وجلال ایسی
مرتفع وبلند ہین کہ ان کے ورے کوئی کمال ظاہر نہین ہوتا ہے تو ٹہیک نہین ہے کہ اس کے ساتہ شرک
کیا جائے اسی طرح ذو العرش سے اسکی علو صمدیت پر آگاہی بخشنا مقصود ہے بطور محسوس کے اسواسطے
کہ عرش جنس اجسام محسوسہ سے ہے اور اصل ہے عالم جسمانی کا بس جو ذات پاک ایسے خلق عظیم کا خالق و
مالک ومدبر ہے لائق نہین ہے کہ کسی کو اس کے ساتہ شریک کرین ان دونون صفتون سے معلوم ہوا کہ
ان کا موصوف علی الشان عظیم السلطان ہے پس اسی کے واسطے عبادت واخلاص ثابت وواجب ہے
اور اگر درجات سے مراد مراتب مخلوقات ہون تو رفیع بمعنی رافع ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالی نے انبیا
واولیا کے درجے جنت مین بلند کیے ہین اور علو واخلاق فاضلہ وارزاق وآجال مین خلق کے درجے

بلند فرمائے ہین اور فرشتون مین سے ہر ایک کے واسطے ایک درجہ معین ٹہیرایا ہے جیسا کہ ملائکہ کی طرف سے نقل
فرمایا وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور علماء مین سے ہر ایک لیے ایک درجہ معین قرار دیا ہے کما قال تعالی
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور اجسام مین سے ہر نوع کے واسطے
ایک درجہ معین کیا ہے سو بعض کو تو ارضی سفلی کدر کیا اور بعض کو فلکی علوی روشن بنایا ہے اور بعض کو جواہر
عرش و کرسی سے اور اگر درجات سے مصاعد ملائکہ مراد لیے جائین یہان تک کہ عرش کو پہونچین تو دونون
احتمال ہین کہ رفیع بمعنی رافع و مرتفع ہو یعنی وہ بلند کرنیوالا ہے جاہای صعود ملائکہ کو یا اُس کے ملائکہ
کے صعود کی جگہین مرتفع ہین اسی طرح اگر درجات سے سموات مراد لین تو بھی رفیع بمعنی رافع و
مرتفع ہو سکتا ہے یعنی اُس نے آسمانون کو بلند کیا ہے یا اس کے آسمان بلند ہین جیسا کہ سعید بن جبیر سے
مروی ہے کہ وہ ایک آسمان ہے اوپر ایک کے اور عرش اُن کے اوپر ہے غرض کہ جو ایسی عظیم الشان
باہر البرہان کام کرنے والا ہے وہی عبادت و اخلاص کا مستحق ہے جملہ یُلْقِی الرُّوْحَ محل
رفع مین ہے اس بنا پر کہ چوتہی خبر ہے مبتدائے متقدم کی یا خبر ہے مبتدائے مقدر کی مقصود اس
سے یہ بات بتانا ہے کہ جس طرح جسمانیات اُس کے زیر تسخیر ہین اسی طرح روحانیات بھی اُس کے امر کے مسخر
ہین اس لیے کہ ماسوا اللہ پاک کا یا تو جسمانی ہے یا روحانی سو اللہ تعالی نے اس آیت مین بیان فرمادیا
کہ دونون قسمین اُسکی زیر تسخیر مسخر ہین جسمانی مین تو سب سے بڑا عرش معلی ہے سو ذو العرش فرماکر بتا دیا کہ
وہ کل عالم اجسام پر مستولی ہے اور یلقی الروح الخ سے اس پر آگاہی بخشی کہ روحانیات بھی مثل جسمانیات
کے اُس کے امر کے مسخر ہین دوسری بات یہ ہے کہ بعد تقریر توحید کے نبوت کی تمہید شروع فرمائی
روح سے مراد وحی ہے وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہے کہ لوگ بسبب وحی کے موت کفر سے زندہ
ہوتے ہین جس طرح کہ ابدان ارواح سے زندہ ہو جاتے ہین اس کے مثل یہ آیت ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا
اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یہان مراد روح سے وحی ہے کسی نے کہا کہ وحی سے مراد حضرت جبریل علیہ
السلام ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ وکما قال تعالی
نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ **قولہ تعالی** مِنْ اَمْرِهٖ متعلق ہے یلقی سے یہ بھی جائز ہے
کہ محذوف سے متعلق ہو کر حال ہو اے کائنا من امرہ او ناشئا او مبتدئا من امرہ اور حرف من
واسطے ابتدائے غایت کے ہے یا بیان ہے روح کا جس کے معنی وحی کے ہین یا صفت ہے روح کی ای
یلقی الروح الکائن من امرہ یا حرف من سببیہ ہے اے من اجل امرہ و بسبب امرہ اور مراد امر سے
قول ہے جیسا کہ محلی نے کہا ہے یا امر اوس سے قضا ہے جیسے حضرت ابن عباس ہین کذا فی الخازن

عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ سے مراد انبیا علیہم السلام ہین لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ جمہور نے بصیغہ معروف ونصب یوم پڑھا ہے اور فاعل اللہ پاک ہے یا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا من یشاء اور منذر بہ یعنی جس شے سے ڈرایا وہ محذوف ہے لینذر العذاب یوم التلاق یعنی وہی اللہ پاک جس کی قدرت وعظمت ومنت وتوحید مذکور ہوئی ڈالتا ہے وحی ایسی جو کہ اُس کے قول یا قضا سے ہے جسپر چاہتا ہے اپنے بندون مین سے تاکہ ڈراوے اللہ یا رسول اُس عذاب سے جو کہ ملاقات کے دن ہوگا حضرت اُبَیّ اور ایک جماعت نے بصیغہ معروف ورفع یوم پڑھا ہے بنا بر فاعلیت مجازًا یعنی تاکہ ڈراوے یوم التلاق حضرت ابن عباس وحسن وابن سمیفع نے بتای فوقیہ اس بنا پر کہ فاعل ضمیر مخاطب ہے یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ضمیر راجع ہو طرف روح کے اس لیے کہ روح کی تانیث جائز ہے اور یمانی نے بیائے تحتیہ بصیغہ مجہول ورفع یوم بنا بر نیابت فاعل اور یوم التلاق کو ابن کثیر نے باثبات یا وقف ووصل مین اور قالون نے باثبات وصل مین بخلاف عنہ اور ورش نے وصل مین باثبات اور باقی قراء نے وقف ووصل مین بحذف یا پڑھا ہے فاسی نے شرح شاطبیہ مین اس کی توجیہ ذکر کی ہے اُس کی مراجعت کی جائے کذا ذکرہ الکرخی یوم التلاق کی وجہ تسمیہ مین جو اقوال ہین وہ اول گزر چکے ہین ایک یہ ہو کہ اُس مین عابدین ومعبودین ملین گے قالہ ابو العالیہ ومقاتل کسی نے کہا کہ اولین وآخرین ملین گے کسی نے کہا کہ جزائی اعمال کی اور عمل کرنے والے ملین گے قولہ تعالی یَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ کا یہ مطلب ہے کہ جس دن وہ نکلنے والے ہون گے اپنی قبرون سے نہ چھپائے گی اُن کو کوئی شے نہ پہاڑ نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی بنا اس لیے زمین تو اس دن ایک برابر میدان ہوگی اور اُن پر کچھ کپڑے نہ ہون گے وہ تو ننگے کھلے ہوئے ہون گے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حشر کیے جائین ننگے بدن ننگے پاؤن بے ختنہ یوم بدل ہے یوم التلاق سے بدل الکل من الکل اور یوم ظرف مستقبل ہے مثل اذا کے مضاف ہے طرف جملہ اسمیہ کے طریقہ اخفش پر اور حرکت یوم کی حرکت اعراب ہے بنا بر مشہور کسی نے کہا کہ حرکت بنا ہے چنانچہ کوفی اسی طرف گئے ہین کلمہ یوم یہان اور سورہ ذاریات مین جدا لکھا جاتا ہے اصل یہی ہے جیسا کہ سمین نے کہا ہے اور مثل اسکی شرح جزریہ شیخ الاسلام مین بھی ہے اس لیے کہ کلمہ ہم تو مرفوع با بتدا ہے تو مناسب قطع ہے اور ان دو کے ماسوے جیسے یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ اور حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمْ موصول ہے اس واسطے کہ ان مین هُمْ مجرور ہے تو مناسب وصل ہے ابن عطیہ نے کہا کہ یوم منصوب ہے لایخفی علی اللہ سے کسی نے کہا کہ منصوب باضمار اذکر ہے لیکن قول اول اولی ہے اور جملہ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْهُمْ شَیْءٌ مین تین وجہ ہین ایک یہ ہو کہ مستانفہ ہے اُن کے خروج کے بیان کو لایا گیا ہے یعنی انکی ذات واحوال واعمال سے کوئی

شے اللہ سے مخفی نہین رہے گی کون اعمال جو کہ دنیا مین کر چکے ہین دوسری یہ ہے کہ بارزون کی ضمیر سے حال
ہے یعنی دو قبرون سے نکلین گے اس حال مین کہ اللہ تعالی پر اُن سے کوئی شے مخفی نہ ہوگی تیسری یہ ہے
کہ کلمہ ہم کی دوسری خبر ہے **قولہ تعالی** لِمَنِ خبر مقدم ہے اور اَلْمُلْكُ اَلْيَوْمَ مبتدائے موخر ہے اور جملہ
مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ اُس دن جو خلائق خارج ہوگی تو اُس سے اُس وقت کیا
کہا جائے گا سو یہ اُس کا جواب ہے کہ یون کہین گے کہ آج کس کا ملک ہے مفسرین نے کہا ہے کہ جب ساری
آسمان و زمین والے ہلاک ہو جائین گے تو رب تبارک و تعالی یہ فرمائے گا پھر اُسے کوئی جواب نہ دیگا
تو وہی خود کو جواب دیگا فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہو للہ
حضرت حسن نے فرمایا وہی سائل اور وہی مجیب جبکہ کوئی اُسے جواب نہ دیگا تو وہی خود کو جواب دیگا کسی نے
کہا کہ اللہ پاک ایک منادی کو حکم دے گا کہ اُسکی ندا کرے تو اہل محشر کے مومن و کافر کہین گے للہ الواحد
القہار کسی نے کہا کہ اس منادی کو جواب اہل جنت دین گے اہل نار نہ دین گے افادہ الزمخشری کسی نے کہا
یہ حکایت ہے اُس بات کی جس کے ساتھ زبان حال ناطق ہوگی اُس دن بسبب منقطع ہونے دعاوی مبطلین
کے جس طرح کہ آیت مین ہے وَمَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ **قرطبی** نے کہا یہ قول وقت فنائے خلق کے
ہوگا کسی نے کہا کہ اللہ تعالی درمیان دو نفخون کے اُسکو فرمائے گا اور بعد چالیس برس کے خود کو جواب دیگا
قولہ تعالی اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تتمہ جواب
ہے بنا بر اُس قول کے کہ جواب دینے والا خود اللہ پاک ہے رہا وہ قول کہ مجیب سارے بندے ہین یا بعض
سو اس کی بنیاد پر کلام مستانف ٹھیرے گا واسطے بیان اُس بات کے جسکو اللہ تعالی بعد اُنکے جواب کے
فرمائے گا یعنی آج بدلا دیا جائے گا ہر نفس ساتھ اُس شے کے جو اُس نے کی ہے دنیا مین خیر و شر سے
کسی طرح کا ظلم نہین ہے آج کسی پر اُن مین سے باین طور کہ اُس کے ثواب سے کچھ کم کیا جائے یا اُس کے
عقاب مین کچھ زیادتی کی جائے بیشک اللہ سریع الحساب ہے یعنی اُس کا حساب سریع ہے کیونکہ اُسکو اُسمین
فکر و غور کرنے کی حاجت نہین ہے جس طرح کہ اور لوگ اُس کے حاجت مند ہوتے ہین اس لیے کہ اُس کا
علم تو ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے تو اُس سے تو ذرا بھر غائب نہین ہوتا ہے سرعت حساب مین کہا ہے
کہ دنیا کے دنون مین سے بقدر آدھے دن کے ساری خلق کا حساب لیگا اس واسطے کہ اللہ پاک کو ایک
حساب دوسرے حساب سے باز نہین رکھتا ہے وہ تو ایک وقت مین ساری خلق سے حساب لے گا
اس نسبت ایک حدیث کے جو اس باب مین وارد ہوئی ہے **عبد بن حمید** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

سے روایت کیا ہے کہ جمع کرے گا اللہ ساری خلق کو قیامت کے دن بصعید واحد بارض بیضا کانہا سبیکۃ فضۃ
یعنی ایک میدان مین زمین سفید کے گویا وہ تہکیا ہے چاندی کی جسمین کبہی اللہ کی نا فرمانی نہین کی گئی پہر
پہلی بات جو کرے گا وہ یہ ہے کہ ندا کرے گا ایک منادی لمن الملک الیوم الی قولہ الحساب پہر اول جس شے کی
ساتہ ابتدا کی جائے گی خصومات سے وہ خون ہین یہ آثار اس قول کا مؤید ہے جو اول گذر چکا ہے **پہر اللہ پاک**
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اُس کے بندون کو ڈرائین پس ارشاد فرمایا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ
الْاٰزِفَةِ مراد روز قیامت ہے بسبب اُس کے قرب کے یہ نام اسکا رکہا ہے محاورے مین بولتے ہین ازف فلان
او الرحیل ہے قرب یازف ازفا من باب تعب ازوفا دنا وقرب کسی نے کہا کہ یوم الآزفہ موت کے حاضر ہونے
کا دن ہے لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا قیامت کو آزفہ اس لیے کہا گیا کہ وہ قریب ہے، گو لوگون نے
اُس کے امر کو بعید سمجہا ہے جو شے ہونے والی ہے تو وہ قریب ہے **قولہ تعالی** اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى
الْحَنَاجِرِ یعنی جبکہ دل مارے خوف کے اپنی جگہہ سے زائل ہوجائین گے اور اوپر کو چڑہ آئین گے یہانتک
کہ حنجرہ کو پہونچین گے اور اُن کے حلق سے ملجائین گے پہر نہ تو وہ نیچے کو عود کرین گے کہ سانس لینے سے
راحت پائین اور نہ وہ نکل جائین گے کہ مر کر راحت پا جائین کما قال تعالی وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ
کلمہ حناجر جمع ہے حنجور کی بوزن ومعنی مین مثل حلقوم کے ہے یا جمع ہے حنجرہ کی حنجرہ بہی بمعنی حلقوم ہے
کاظمین کے معنی ہین مغموم مکروب ممتلئین غما یعنی غم وبیقراری سے بہرے ہون گے زجاج نے کہا
معنی یہ ہین کہ جس وقت دل لوگون کے نزدیک حناجر کے ہون گے اُنکی حالت غم مین قتادہ نے کہا کہ
واقع ہون گے دل اُن کے حناجر مین مارے خوف کے پہر وہ نہ تو نکلین گے اور نہ اپنی جگہہ عود کرین گے۔
کسی نے کہا یہ تو نہایت گہبراہٹ کی خبر دی ہے یعنی یہ بات حقیقۃ نہین ہے بطور مجاز کے غایت درجے کی
گہبراہٹ کو اس عبارت مین ادا کیا ہے جس طرح کہ ہندی محاورے مین بولتے ہین کلیجا مُنہ کو چلا آتا ہے
اب رہی یہ بات کہ کاظمین حال ہے قلوب سے تو کاظمۃ ہوتا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ کاظمین باعتبار اہل قلوب
کے کہا ہے اس لیے کہ معنی یہ ہین اذ قلوب الناس لدی حناجرہم یعنی جبکہ دل لوگون کے نزدیک اُن کے
حلق کے ہون گے کاظمین حال ہوگا ناس سے کسی نے کہا کہ یہ حال ہے قلوب سے اس حال کو بصیغہ جمع
مذکر سالم جو کہ عقلا کی شان خاص ہے اسلیے ادا کیا ہے کہ قلوب کیطرف وہ شے نسبت کی گئی ہے جو کہ عقلا کیطرف منسوب ہوتی ہے تو اسکو عقلا ہی کی جمع مین ادا کیا
پہر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس دن کافرون کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا پہر فرمایا مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ یعنی نہ ہوگا واسطے
ظالمون کے کوئی قریب و محب جو ان کو نفع پہونچائے حمیم تیرا وہ تیرا قریب و رشتہ دار ہے جس کے کام
کا تو اہتمام کرتا ہے وَلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ کوئی سفارشی کہ اُن کے واسطے شفاعت کرنے مین اُس کی بات

اسکی بات مانی جاوے کلمۂ یطاع محل جر مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہے شفیع کی کرخی نے کہا کہ حقیقت اطاعت
کی یہان نہین بن سکتی ہے اسلیے کہ مطاع رتبے مین فوق مطیع ہوتا ہے تو اُسکا مقتضا یہ ہے کہ شفاعت کرنیوالا
فوق ہو اُس شخص سے جسکے پاس شفاعت کی جاتی ہے حالانکہ یہ بات یہان محال ہے کیونکہ اللہ پاک کے فوق
کوئی شے نہین ہے تو اب یہ مجاز ہوگا اور معنی یہ ہون گے ولا شفیع یُشفع یعنی نہ کوئی ایسا شفیع ہوگا جسکو شفاعت
مین اذن دیا جاوے یا اُس کی شفاعت قبول کی جاوے محلی نے کہا کہ اس صفت کا کوئی مفہوم مخالف نہین ہے
اسلیے کہ اُن کے واسطے تو اصلا کوئی شفیع نہین ہے یعنی نہ مطاع نہ غیر مطاع پہر اللہ پاک نے اپنے شمول علم کا
ذکر کیا کہ وہ ہر شے کو عام شامل ہے گو وہ شے غایت درجے کی خفا ہی مین کیون نہ ہو پس فرمایا یَعلَمُ خَائِنَۃَ
الاَعیُنِ یہ جملہ ایک اور خبر ہے ہو الذی یریکم کی یا چوتہی خبر ہے اس مبتدا کی جسکی خبر رفیع وما بعد رفیع
ہے اس کے سوا اور قول بہی ہین لیکن ظاہر قول اول ہے **خائنہ** مصدر ہے مثل عافیۃ عاقبۃ کے یعنے
جانتا ہے آنکہون کی خیانت کو وہ خیانت یہی چور نظر سے دیکہنا ہے طرف اس شے کے جسکی طرف نظر کرنا
آدمی کو حلال نہین ہے مُؤرِّج نے کہا اس مین تقدیم و تاخیر ہے اے یعلم الاعین الخائنۃ یعنی اضافت
صفت کی طرف موصوف کے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکہون کو کسی نے کہا
کہ اضافت بمعنی من ہے اے الخائنۃ من الاعین یعنی آنکہون مین سے جو آنکہہ خیانت کرنے والی ہے
اُسکو جانتا ہے **قتادہ** نے کہا خائنۃ الاعین الہمز بالاعین فیما لا یحب اللہ یعنی آنکہہ سے اشارہ
کرنا اُس شے مین جسکو اللہ تعالی محبوب نہین رکہتا ہے **سُدی** کا لفظ انہ الرمز بالعین ہے **سُفیان**
نے کہا کہ نظر بعد نظر ہے فرا بہی اسی کے قائل ہین اول اولی ہے اور مجاہد بہی اسی کے قائل ہین۔
ابوداؤد و نسائی و ابن مردویہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب فتح
مکہ کا دن ہوا تو امن دیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو مگر چار مردون کو اور دو عورتون کو اور فرمایا
کہ قتل کرو اُن کو اگرچہ اُنکو پاؤ لٹکتے ہوئے کعبے کے پردون سے اُن مین سے عبداللہ بن سعد بن ابی
سرح ہے سو وہ چہپ گیا نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پہر جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو بلایا طرف بیعت کے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی اُسکو لیکر آئے پہر عرض کیا
یا رسول اللہ آپ بیعت کرین عبداللہ سے تو آپنے اپنا سر مبارک اوٹہایا پہر تین بار اُسکی طرف نظر کی ہر بار
اُسکی بیعت سے انکار فرماتے تہے پہر اُس سے بیعت کی پہر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے تو فرمایا کیا
نہ تہا تم مین کوئی مرد رشید کہ کہڑا ہو طرف اُس کے جبکہ اُس نے دیکہا تہا مجہے کہ مین نے روک لیا
اپنا ہاتہہ اُس کی بیعت سے پہر اُسے قتل کر ڈالے تو صحابہ نے عرض کیا کون چیز معلوم کراتی ہے ہمکو

ص؎ اصل قول وا... بے یعلم خائنۃ الاعین ای النظرۃ الثانیۃ بعد ... النظرۃ الاولی ... منہ

یارسول اللہ وہ شے جو آپکے جی میں ہے کیون نہین اشارہ فرما دیا آپنے ہماری طرف اپنی آنکھہ سے پس آپنے فرمایا بیشک شان یہ ہے کہ لائق نہین ہے واسطے کسی نبی کے کہ اُس کے واسطے خائنۃ الاعین ہو وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ یعنی اور جانتا ہے اللہ تعالی اُن چھپی باتون کو جنکو دل چھپاتے ہین اور وہ اللہ کی نافرمانیان جنکو وہ پوشیدہ رکھتے ہین یا امانت وخیانت وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ فیصلہ کرتا ہے ساتہ حق کے تو جزا دے گا ہر ایک کو ساتہ اُس شے کے کہ جسکا وہ مستحق ہے خیر و شر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ یعلم خائنۃ الاعین فرمایا جبکہ اس نے نظر کی طرف اُس عورت کے تو وہ ارادہ کرتا ہے خیانت کا یا نہین وما تخفی الصدور فرمایا کہ جب وہ قادر ہوگا اُسپر تو آیا اُس سے زنا کرے گا یا نہین کیا خبر نہ دون مین تم کو اُس آیت کی جو بعد اس کے ہے واللہ یقضی بالحق اللہ قادر ہے اسپر کہ جزا دی ساتہ نیکی کے نیکی کی اور ساتہ بدی کے بدی کی اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ **قولہ تعالی** وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ یعنی وہ لوگ جنکو مشرکین پکارتے ہین اللہ کے سوا نہین فیصلہ کرتے ہین ساتہ کسی شے کی کیونکہ وہ تو نہ کسی شے کو جانتے ہین اور نہ کسی چیز پہ قدرت رکہتے ہین پہر وہ کس طرح شریک ہو سکتے ہین اللہ پاک کے جو کہ فیصلہ کرتا ہے ساتہ حق کے اور جس کا علم وسیع اور قدرت تام ہے یہ بطور تشبیہ کے فرمایا ہے کہ لا یقضون بشیٔ اس لیے کہ جو شے قدرت کے ساتہ موصوف نہین ہوتی ہے جیسے جماد اس کے حق مین یون نہین کہتے ہین کہ یقضی یا لا یقضی جمہور نے یدعون بیائے تحتیہ پڑہا ہے ضمیر راجع ہے طرف ظالمین کے ابو عبید وابو حاتم نے اس کو اختیار کیا ہے نافع وشیبہ وہشام نے بتائے فوقیہ اس بنا پر کہ ظالمین کو...... خطاب کیا ہے دونون قراتین سبعیہ ہین پہر اللہ پاک نے اپنے علم تام وقضائے بالحق کی تقریر و تاکید و تعلیل ذکر فرمائی اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی اللہ پاک جو آنکہون کی خیانت کو اور دلون کی چہپی باتون کو جانتا ہے اور حق کے ساتہ فیصلہ کرتا ہے اس لیئے وہ تو بڑا سننے والا بڑا دیکہنے والا ہے سننے اور دیکہنے کی چیزون سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بہی اسپر مخفی نہین ہے اس مین ظالمین اور مشرکین کو وعید و تہدید بہی ہے کہ وہ اُن کے اقوال و افعال کو سنتا دیکہتا ہے اور اُن کو اُن پر عتاب کرے گا اور اُن کے معبودون کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نہ سنتے ہین نہ دیکہتے ہین نرے جمادبے حس و حرکت ہین السون کا پوجنا کیا ہے

بگذار خدائے کہ بصد رنگ تراشی	آن بُت کہ گہ از چوب گہ از سنگ تراشی

بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے احوال آخرت سے اُن کو ڈرایا تو بعد اُس کے احوال دنیا سے اُن کو ڈراتا

شروع کیا پس ارشاد فرمایا اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ط کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ کیا پہرے نہیں ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُنکا جو تہے اُنسے پہلے وہ تہے اُن سے سخت زور مین اور جو نشان چہوڑ گئے زمین مین پہر اُنکو پکڑا اللہ نے اُن کے گناہوں پر اور نہ ہوا اُنکو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ اسپر کہ اُن پاس آتے تہے اُن کے رسول کہلی نشانیان لے کر پہر منکر ہوئے پہر پکڑا اُن کو اللہ نے البتہ وہ زور آور ہے سخت مار دینے والا انتہی

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا یہ لوگ تیرے رسالت کے جہٹلانیوالے پہرے نہیں ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُنکا جو اُن سے پہلے تہے یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی جہٹلانے والی اُمتین جو عذاب و نکال اُنپر نازل ہوا باوجود اسکے کہ وہ زور مین اُن سے سخت تر تہے اور نشانیان چہوڑنے مین وہ بڑے بڑے مکانات و محل اور گہر زمین مین نشان یہ چہوڑ گئے جن پر اُن کو قدرت نہیں ہے کما قال عزوجل وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وقال تعالی وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا یعنی باوجود اس قوت عظیم و باس و شوکت شدید کے اللہ تعالی نے انکو پکڑا بسبب اُنکے گناہون کے وہ گناہ یہی اُن کا انکار کرنا تہا اپنے رسولون کا وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ یعنی کسی نے اللہ کے عذاب کو اُن سے دفع نہ کیا اور نہ کسی پہیرنے والے نے اُسکو پہیرا نہ کسی بچانیوالے نے اُن کو بچایا پہر اُن کے پکڑنے کی علت ذکر کی اور اُن کے گناہ جن کے وہ مرتکب ہوئے پس فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ یعنی یہ پکڑ اسپر ہوئی کہ اُن کے رسول کہلی کہلی دلیلین پکی پکی برہانین لے کر اُن کے پاس آتے تہے سو انہون باوجود اس بیان و برہان کے انکار کیا تو اللہ تعالی نے اُنکو ہلاک کر ڈالا اور ملیامیٹ کر دیا وللکافرین امثالہا یعنے جواب کہ کافر و منکر ہین اُنکی بہی یہی گت ہوئی ہے اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ بڑے زور والا اور سخت دباؤ والا ہے اور اُسکا عقاب سخت و درد دینے والا ہے اعاذنا اللہ تبارک و تعالی منہ آمین **ف** ہمزہ استفہام کا ہے اور حرف واؤ واسطے عطف کے ہے فعل محذوف پر اے اغفلوا و لم یسیروا اور فینظروا یا مجزوم ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے یسیروا پر یا منصوب ہے بجواب استفہام کیف خبر مقدم ہے کان کی اور عاقبۃ اُس کا اسم ہے اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر مفعولیت ینظروا کے عاقبت بمعنی حال و صفت ہے یا بمعنی

اور ہم سے نقصان ... پہلے ... سخت ... زمین ... زیادہ ... اُن ... زیادہ سے زیادہ

مآل و انجام کار کانوا اشد منهم قوة وآثارا بیان ہے تفاوت کا جو کہ درمیان کفار مکہ کے اور اگلی امتون کے ہے وآثارا معطوف ہے قوۃ پر آثار جمع ہے اثر کی اثر کہتے ہین نقش قدم کو مراد وہ نشانیان ہین جو آدمی اپنے بعد چھوڑتا ہے جیسے مکانات وغیرہ جمہور نے منہم پڑھا ہے ابن عامر نے منکم بنابر التفات غیبت سے طرف خطاب کے جملہ کانوا ہم الخ جواب ہے کیف کا حرف واو اس کا اسم ہے اور اشد اس کی خبر اور کلمہ ہم ضمیر فصل ہے یہان ضمیر فصل درمیان معرفہ و نکرہ کے واقع ہوئی ہے حالانکہ وہ واقع نہین ہوتی ہے مگر درمیان دو معرفون کے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ یہان اشد نکرہ مشابہ معرفہ ہے اس جہت سے کہ الف و لام کا داخل ہونا اس پر ممتنع ہے اس لیے کہ جو فعل تفضیل مقرون بمن ہوتا ہے اس پر الف و لام داخل نہین ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک مکے والون کو اپنے غیر سے عبرت لینے کا ارشاد کرتا ہے کیونکہ عاقل وہی ہے جو کہ اپنے غیر کے حال سے عبرت لیتا ہے پس فرماتا ہے کیا غافل ہو گئے اور پہرے نہین زمین مین کہ دیکھتے کیسا ہوا حال یا مآل ان اگلی امتون کا جنہون نے اپنے رسولون کی تکذیب کی جیسے عاد و ثمود اور ان کے مثل اور تہین وہ سخت تر تہے ان کفار حاضرین سے از روے قوۃ و زور کے اور از روے آثار کے زمین مین انہون نے مضبوط مضبوط قلعے بنائے بلند بلند محفوظ مکان اور پختہ پختہ محل اٹہائے اور آدمیون کے شمار مین اور ساز و سامان دنیا مین نہایت درجہ ان سے بڑہ کر تہے پہر اللہ تعالی نے انپر عقاب نازل کیا اور انکو ہلاک کر ڈالا بسبب اُن کے گناہون کے اور جھٹلانے کے اپنے رسولون کو اور نہین تہا واسطے اُن کے اللہ سے کوئی بچانے والا کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور اُن کو بچائے یہ اُن کا پکڑنا اور ہلاک کرنا اس سبب سے تہا کہ آتے تہے اُن کے پاس رسول اُنکی کہلی کہلی حجتین اور ظاہر ظاہر معجزے لیکر سو اُنہون نے اُس کا انکار کیا جس کو وہ لیکر اُن کے پاس آئے اس پر اللہ تعالی نے اُن پکڑا بیشک اللہ زبردست ہے جو چاہتا ہے وہ کر ڈالتا ہے کوئی شے اسکو عاجز نہین کرتی ہے سخت عقاب والا ہے واسطے اُس کے جس نے اسکی نافرمانی کی اور اُس کی طرف رجوع نہ ہوا کذا فی فتح البیان یہ تو ہلاک شدہ امتون کا ذکر بالاجمال تہا پہر اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ ذکر کیا تاکہ اُس سے عبرت لین پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا

اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ

ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ

دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ اور ہم نے بہیجا موسیٰ کو اپنی نشانیان دیکر اور کہلی سند فرعون اور ہامان ع
اور قارون پاس پہر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جہوٹا پہر جب پہونچا اُن پاس لے کر سچی بات ہمارے پاس سے
بولے مار و بیٹے اُن کے جو یقین لائے ہین اُس کے ساتہہ اور جیتی رکہو اُن کی عورتین اور جو داؤ ہے
منکرون کا سو غلطی مین اور بولا فرعون مجہہ کو چہوڑو کہ مار ڈالون مین موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو
مین ڈرتا ہون کہ بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک مین خرابی اور کہا موسیٰ نے مین پناہ لے چکا ہون
اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کا دن ف ۱ قارون تہا بنی
اسرائیل مین لیکن مرضی مین موافق تہا فرعون والون کے اور انہین کی دولت سے کماتا تہا مال ف
فرعون نے کہا مجہہ کو چہوڑو شاید اُس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہون گے مارنے کا اس سے کہ معجزہ دیکہ
کر ڈر گئے تہے کہین اُسکا رب بدلا نہ لے ف جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے انتہی
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قوم نے جہٹلایا سو اس بارے مین
اللہ پاک اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے اور اُن کو خوشخبری دیتا ہے کہ انجام نیک
اور نصرت دنیا و آخرت مین اُنہین کو ہو گی جسطرح کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا ماجرا گذرا
اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہلی کہلی نشانیان اور واضح واضح دلیلین دے کر اُن کو بہیجا اس لیے یون فرمایا
بآیاتنا و سلطان مبین سلطان سے مراد حجت و برہان ہے طرف فرعون کے یہ قبطیون کا بادشاہ تہا دیار مصر
مین اور ہامان کے یہ شخص اُسکی مملکت مین اُسکا وزیر تہا اور قارون کے یہ اُس کے وقت مین سب
لوگون سے بڑہ کر تہا مال و تجارت مین پہر ان سب نے کہا کہ موسیٰ جادوگر جہوٹا ہے یعنی اُن کی تکذیب
کی اور اُن کو ساحر و مجنون و ملمع کار و کذاب ٹہیرایا اس بات مین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بہیجا ہے یہ آیت
مثل آیت کے ہے كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ
أَتَوَاصَوْا بِهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ پہر جب موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس آئے برہان قاطع
لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو کہ دال تہی اس پر کہ اللہ عزوجل نے اُن کو بہیجا ہے طرف اُن کے
تو کہا مار ڈالو اُن کے بیٹون کو جو اُس کے ساتہہ ایمان لائے ہین اور زندہ رکہو اُن کی عورتون کو یہ دوسرا
حکم ہے طرف سے فرعون کے ذکور بنی اسرائیل کی قتل کا تہا اول حکم سو وہ اس لیے تہا کہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام کے وجود سے احتراز ہو یا واسطے ذلیل کرنے اس قبیلہ بنی اسرائیل کے اور واسطے کم کرنے
اُن کے عدد کے یا واسطے دونون کامون کے اور دوسرا حکم قتل کا سو واسطے علت ثانی کے ہے اور
واسطے ذلیل کرنے اس قبیلے کے اور تا کہ نامبارک سمجہین موسیٰ علیہ السلام کو اسی لیے اُنہون نے

یون کہا اُوْذِینَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَ
یَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ **قتادہ** نے کہا یہ امر ہے بعد امر کے اللہ عزوجل نے
فرمایا وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ یعنی نہین ہے مکر و قصد اُن کا جو کہ کم کرنا بنی اسرائیل کے
عدد کا ہے تا کہ وہ اُن پر منصور نہ ہون مگر وہ جانے والا اور ہلاک ہونے والا ہے غلطی مین وَقَالَ
فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی یہ عزم ہے فرعون ملعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر
یعنی اپنی قوم سے کہا تم مجھے چھوڑو یہان تک کہ مین تمہارے واسطے اُس کو مار ڈالون وَلْیَدْعُ
رَبَّہٗ یعنی چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو مین اُسکی کچھ پروا نہین کرتا ہون یہ بات غایت جحد
وتجہرم وعناد مین سے ہے **قولہ قبحہ اللہ** اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْھِرَ فِی
الْاَرْضِ الْفَسَادَ یعنی فرعون ڈرتا ہے اس بات سے کہ موسیٰ علیہ السلام لوگون کو گمراہ کر دین گا اور
اُن کے رسوم اور عادات کو بگاڑ ڈالین گے۔ یہہ ویسی بات ہے جو مثل مین کہتے ہین کہ صار فرعون
مذکرا یعنی فرعون واعظ بن گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سے لوگون پر خوف کرتا ہے **جب** حضرت
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون کی یہ بات پہونچی کہ ذرونی اقتل موسیٰ تو اُنہون نے کہا مین نے
پناہ لی اللہ کی اس کے شر سے اور اُس کے امثال کے شر سے اسی لیے یون کہا اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ
وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ یعنی مین پناہ لے چکا ہون اپنے رب کی اور تمہارے
رب کی اے مخاطب لوگو ہر تکبر کرنے والے سے جو کہ حق سے تکبر کرتا ہے اور مجرم ہے ایمان نہین
لاتا ہے روز حساب پر اسی لیے حدیث شریف مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کسی قوم سے خوف کرتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا
نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَنَدْرَءُ بِکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ یعنی الٰہی ہم پناہ مین آتے تیری انکی بدیون
سے اور ہم دفع کرتے ہین ساتھ تیرے اُن کے سینون مین **ف** بِاٰیٰتِنَا باعتبار متعلق کے حال
ہے موسیٰ سے اسے متلبسا بہا اور آیات سے مراد وہی نو نشانیان ہین جنکا ذکر کئی جگہہ ہو گیا ہے
سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ یعنی واضح و روشن حجت مراد توریت شریف ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے
خود وہی آیات ہین اور عطف بسبب تغایر عنوانی کے ہے یا اس سے مراد اُن مین کی بعض مشہور
نشانیان ہین جیسے ید بیضا و عصا اُن کے اعتبار و اہتمام کے واسطے علیحدہ کر کے اُن کو ذکر کیا ہے باوجود
اس کے کہ آیات کے تحت مین وہ مندرج ہین معنی یہ ہین کہ البتہ مقرر بھیجا ہم نے موسیٰ کو اس حال
مین کہ وہ لیے ہوئے تہا ہماری نشانیون کو اور حجت واضح کو طرف فرعون و ہامان و قارون کے

خاصکر کے اِن تینون کا ذکر اسلیے کیا کہ موسیٰ علیہ السّلام کی عداوت مین مدار تدبیر کا اُنہین پر تہا اس واسطے کہ مکذبین
موسیٰ علیہ السلام کے سردار یہی تہے پس فرعون تو بادشاہ تہا اور ہامان وزیر اور قارون صاحب اموال وکنوز
فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ پس بولے کہ جادوگر جہوٹا ہے اُس شے مین جسکو اُنکے پاس لیکر آیا ہے قائل اِس قول کا
فرعون اور اسکی قوم ہے رہا قارون سو اُسنے یہ بات نہین کہی تو اب کلام مین تغلیب ہوگی اسی طرح قالوا اقتلوا
مین بہی کہین گے کما قال البغدادی خطیب نے کہا کہ فرعون وہامان وقارون اور اُن کے ساتہ والون نے حضرت
موسیٰ کے حق مین کہا ساحر ہین اس لیے کہ اُن کے مقہور کرنے سے عاجز ہوئے قارون کے سوا جو لوگ تہے
سو اُنہون نے تو اول وآخر بالقوہ وبالفعل یہ بات کہی رہا قارون سو اُسنے آخر کو کہی بیان کیا گیا ہے کہ
وہ کفر پر مطبوع ومخلوق ہوا تہا اگرچہ اول ایمان لے آیا اور یہ قول اُسکا تہا گو بالفعل اُس وقت اُس نے نہین
کہا پس اس سے یہ بات معلوم ہولی کہ وہ ہمیشہ اسی کا قائل رہا کیونکہ اسنے اُسنے توبہ نہین کی پہر فرعون والون
نے حضرت موسیٰ کو کذاب کہا موصوف بہ کذب کیا اس خوف سے کہ لوگ کہین اُن کی تصدیق نہ کرین ابو السعود
نے کہا ساحر کذاب کے یہ معنی ہین کہ جو معجزے اُس نے ظاہر کیے اُس مین تو جادوگر ہے اور یہ دعوی کہ رب
السموات نے اسکو بہیجا ہے اس مین جہوٹا ہے **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا۔ الآیۃ
یعنی پہر جب آیا اُن کے پاس حق لے کر ہمارے پاس سے مراد ظاہر وواضح معجزے ہین تو بولے مار ڈالو بیٹے
اُن لوگون کے جو اُس کے ساتہ ایمان لائے قتادہ نے کہا کہ یہ قتل غیر ہے قتل اول کا اسواسطے کہ وقت
پیدا ہوجانے حضرت موسیٰ کے فرعون لڑکون کے قتل سے رُک گیا تہا پہر جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو
رسول کرکے بہیجا اور فرعون نے معلوم کیا کہ جو بات واقع ہونی تہی وہ واقع ہوچکی تو مارے غیظ وغضب کے
بنی اسرائیل پر قتل کو عود کیا سو وہ حکم دیتا تہا لڑکون کے قتل کا اور لڑکیون کے چہوڑنے کا اسی کی مثل یہ
قول ہے فرعون کا سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ معنی یہ ہین کہ تم عود کرو اُنپر اُس
شے کو جو تم اول کیا کرتے تہے یہ خیال کرکے کہ بہ سبب اس قتل کے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی مدد کرنے
سے باز رکہے گا اور یہ گمان کرکے کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتہ پر اُن کے ملک جانیکا نجومی وکاہنون نے
حکم لگایا ہے سو اللہ پاک نے طرح طرح کے عذاب اُنپر نازل کرکے اُنکو اُس سے مشغول کر دیا وہ عذاب
یہی مینڈک وچیچڑیان اور خون اور طوفان تہا یہان تک کہ مصر سے نکلے پہر اُنکو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا
واستحیوا النساءہم کے یہ معنی ہین کہ باقی رکہو اُنکی بیٹیون کو واسطے خدمت کے **قولہ تعالیٰ** وَمَا كَيْدُ
الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ یعنی نہین ہے مکر کافرون کا مگر زیان ونقصان اور ضائع ہونے
مین اور وبال مین اس لیے کہ وہ بیکار جائے گا اور اُس سے کسی شے کو دفع نہ کرے گا اور جس عذاب کا

اللہ عزوجل نے ارادہ کیا ہے وہ انپر نازل ہوگا اور لوگ ایمان لانے سے باز نہ رہین گے گو اُن کے ساتہ
ایسا معاملہ کیا جاے بلکہ لامحالہ قدر مقدر و قضاے محتم اُنپر نافذ ہوگی **الف و لام** الکافرین کا یا تو
واسطے عہد کے ہے یعنی وہی کفار مذکورین یا جنسی ہے یا جنس کفار یہ ہون یا اُن کی مثل اور کفار مذکورین
بدخول اولی اس مین داخل ہون گے رہی یہ بات کہ کید ہم نہ کہا بلکہ بجاے ضمیر اسم ظاہر رکہا سو منظور اس
سے انکی ذم کرنا ہے ساتہ کفر کے اور خبر دینا ہے علت حکم کی مطلب یہ ہی کہ اُنپر جو یہ حکم لگا یا کہ اُن کا مکر رایگان
مین ہے سو اس کی علت یہی اُن کا کفر ہے جملہ مذکورہ معترضہ ہے فرعون والون کے باطل باتون کے
نقل کرنے کے اثنا مین اس کو لاے ہین سو مقصود اُس سے یہ ہے کہ جس بات کو انہون نے ظاہر کیا ہے
اُس کے بالکل باطل و مضمحل ہونے کا بیان جلدی سے ہو جاے اگر یہ قصد نہ ہوتا تو جب اُنکی ساری باتین
نقل ہو چکتین اُن کے آخر مین یہ جملہ ذکر کیا جاتا پہر اللہ پاک نے فرعون لعین کی اور باطل بات نقل فرمائی
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی یعنی فرعون بولا مجہے چہوڑو کہ مین اسے مار ڈالون اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو حضرت موسی کے قتل سے لوگ منع کرتے تہے جب تو اُس نے کہا مجہے چہوڑو سو
بعض نے کہا ہے کہ فرعون کے خاص لوگون مین سے کچہہ لوگ تہے کہ اُس کو قتل سے روکتے تہے اس
روکنے مین تین وجہ ہین ایک یہ ہی کہ شاید اُن مین وہ شخص ہو جو حضرت موسی کے صادق ہونے کا معتقد ہو
سو وہ حیلہ گری کرتا ہو فرعون کے منع کرنے مین اُن کے قتل سے دوسری وجہ یہ ہے حضرت حسن نے
فرمایا کہ فرعون کے مصاحبون نے اُس سے کہا کہ تو اُسکو مت قتل کر وہ تو یہی ایک کمزور جادوگر ہے اور
وہ ہمارے جادو پر غالب نہین ہوسکتا ہے پہر اگر تو اُس کو مار ڈالے گا تو لوگون پر شبہہ داخل کریگا
لوگ کہین گے کہ وہ حق پر تہا یہ لوگ اُس کے جواب سے عاجز ہوے تو اُسے مار ڈالا تیسری وجہ یہ ہے کہ
وہ لوگ حیلہ گری کرتے تہے فرعون کے روکنے مین اُن کے قتل سے اس لیے کہ فرعون کا دل حضرت
موسی کے ساتہ مشغول رہے قبطی قومون کی تادیب و تنبیہ کے واسطے فارغ نہ ہو کیونکہ امرا کی شان
سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے دل کو کسی خارجی خصم کے ساتہ مشغول رکہتے ہین یہان تک کہ خود پر
اُس بادشاہ کے لوٹنے سے امن مین ہو جائین کذا ذکرہ الخطیب **ابو السعود** نے بعد ذکر وجہ دوم کے کہا ہی
کہ ظاہر حال لعین سے یہ ہے کہ اُس نے اس کا یقین کر لیا تہا کہ وہ نبی ہین اور جو کچہہ وہ لاے ہین حق
ہے لیکن وہ اِس سے ڈرتا تہا کہ اگر اُن کے قتل کا قصد کرے گا تو جلد ہلاک کر دیا جاے گا اور یہ جو اس نے
کہا کہ ذرونی اقتل موسی سو صرف اس بات کا وہم ڈالنے اور ملمع کرنے کو کہ موسی کے قتل سے وہی لوگ
اسکو مانع ہین اگر وہ نہ ہوتے تو ضرور ہی اسکو قتل کر ڈالتا باوجود اسکے کہ اُسکو نہین منع کیا مگر اُسی

ہولناک خوف نے اُسکے جی مین بسا ہوا تہا اور یہ جو کہا وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ سو بہ تکلف دلیر بنتا ہے اور بے پروائی
ظاہر کرتا ہے حالانکہ سب لوگون سے بڑھ کر حضرت موسیٰ سے خائف ہی یعنی چاہیے کہ پکارے اس شخص کو جسکا دعوے
کرتا ہے کہ اُس نے ہماری طرف اسکو بہیجا ہے تو چاہیے کہ وہ اُسکو قتل سے منع کرے اگر وہ اُسپر قادر ہے
مطلب یہ کہ یہ بات تم کو ہول مین نہ ڈالے کیونکہ حقیقۃً اُسکا کوئی رب نہین ہے بلکہ انا ربکم الاعلیٰ یعنی مین ہی
تمہارا رب سب سے بڑا ہون پہر لعین نے وہ علت ذکر کی جسکے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے قتل کا قصد کیا
پس جہک مارا اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ یعنی بیشک مین ڈرتا ہون اگر اسکو قتل نہ کرون اس بات سے
کہ بدل دے تمہارے دین کو جسپر تم ہو وہ یہی غیر اللہ کا پوجنا ہے اور داخل کرے تم کو اپنے دین مین جو اللہ
وحدہ کا پوجنا ہے اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا ڈال دے زمین مین درمیان لوگون کے خلاف
و فتنہ جس شے کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے دعوت کی اُس کے ظاہر ہونے اور پہیلنے کو زمین مین اور
لوگون کے اِسطرف راہ پانے کو لعین نے فساد ٹہیرایا حالانکہ فساد وہی ہے جسپر وہ اور اُس کے تابعین ہین
معنی یہ ہین کہ ان دو امر سے ایک کا یا دونون کا واقع ہونا ضروری ہے اول معنی کی بنا تو کوفیین و یعقوب
کی قرارت پر ہے انہون نے او ان یظہر با و پڑہا ہے جو کہ واسطے ابہام کے ہی اور دوسری معنی کی بنیاد
باقی قرار کی قرارت پر ہے انہون نے وان یظہر بدون الف پڑہا ہے نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے ای
کو بفتح یا اور نافع و ابو عمرو و حفص نے یظہر بضم یا و کسر ہا باب افعال سے پڑہا ہے اور ضمیر اس مین راجع ہے
طرف حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے اور الفساد کو منصوب بنا بر مفعول یہ اور باقی قرار نے بفتح یا و ہا و رفع فساد
بنا بر فاعلیت **علامہ نسفی** نے قرارت ضم یا و نصب دال کو اولیٰ کہا ہے واسطے موافقت یبدل کے
حافظ ابن کثیر نے تین قرارتین ذکر کی ہین ایک تو او کی دوسری واو کی تیسری بضم دال فساد
جبکہ لعین نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو قتل کی دہمکی دی تو انہون نے کہا اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ
الاٰیۃ یعنی اس ملعون کی شدت کے دفع کرنے مین اور کچہہ نہ کیا مگر یہ کہ اللہ عز و جل کے ساتھ پناہ
چاہی ہر اُس شخص سے جو کہ اپنے آپ کو بڑا سمجہنے والا ہے اللہ پر ایمان لانے سے اور غیر مومن
ہے بعث و نشور پر اور اللہ تعالیٰ پر بہروسا کیا سو بالضرور اللہ پاک نے اُنکو ہر بلا سے محفوظ و مامون
رکہا کل متکبر کی عموم مین فرعون بدخول اولیٰ داخل ہے **فرعون** کا نام نہ لیا بلکہ اسکا ذکر ایسے
وصف کے ساتہہ کیا جو اُسکو اور اُس کے غیر کو عام ہے جو کہ جبارون مین سے ہین سو دو واسطے ایک تو
استعاذہ کا عام کرنا مقصود ہے دوسری قساوت و جرأت علی اللہ تعالیٰ کی علت بتانا منظور ہے
اسکی علت یہی تکبر ایمان سے اور عدم ایمان بعث پر **نافع** و **غیرہ** نے عذت کو بادغام ذال باقی

قرار نے باظہار پڑا ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا
اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ
صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝
يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ
فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ اور بولا ایک مرد
ایماندار فرعون کے لوگون مین جو چھپاتا تہا اپنا ایمان کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہے
میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کہلی نشانیان تمہارے رب کی اور اگر وہ جہوٹا ہوگا تو اُسپر پڑیگا
اُسکا جہوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑے گا کوئی وعدہ جو دیتا ہے بیشک اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو
بے لحاظ جہوٹا اے قوم میری تمہارا راج ہے آج چڑہ رہے ہو ملک مین پہر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی
آفت سے اگر آگئی ہم پر کہا فرعون نے مین وہی سوجہاتا ہون تم کو جو سوجہا مجہہ کو اور وہی راہ بتاتا ہون
جس مین بہلائی ہے **ف** یعنی اگر جہوٹا ہے تو جسپر جہوٹ بولتا ہے وہ سزا دے رہیگا شاید سچا ہو
تو اپنا فکر کرو انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین مشہور ہے کہ یہ مرد مومن قبطی تہا فرعون کے لوگون
مین کا سُدی نے کہا کہ فرعون کے چچا کا بیٹا تہا اور کہتے ہین یہ وہی ہے جس نے نجات پائی ہمراہ موسیٰ
علیہ السلام کے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور جو شخص اس طرف گیا ہے کہ وہ اسرائیلی
تہا اُس کے قول کو رد کیا ہے اس لیے کہ فرعون اُس کی بات سے منفعل ہوا اور اُسکو سُنا اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے قتل سے رُک گیا اور اگر وہ اسرائیلی ہوتا تو قریب تہا کہ اُسپر جلد عقوبت کی جاتی اس سبب سے
کہ وہ اُن مین کا تہا ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایمان لایا
لوگون مین سے سوا اس مرد کے اور فرعون کی بی بی کے اور اس شخص کے جس نے یہ کہا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ
الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ رواہ ابن ابی حاتم یہ شخص اپنا ایمان چھپاتا تہا اپنی قوم قبط
سے سوا اس نے ظاہر نہ کیا مگر اس دن جبکہ فرعون نے کہا ذرونی اقتل موسیٰ پس اس شخص کو پکڑا غصہ
نے واسطے اللہ عز و جل کے افضل جہاد کلمۂ عدل کا ہے نزدیک سلطان جائر کے یعنی بادشاہ ظالم
چنانچہ یہ بات حدیث شریف مین ثابت ہوئی ہے نہین ہے عظیم تر اس کلمے سے نزدیک فرعون کے کوئی
کلمہ وہ کلمہ یہی اسکا کہنا ہے اتقتلون رجلا الآیہ اللہم مگر وہ جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین عروہ بن
زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا مین نے کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے
تو مجہے خبر دے سخت ترشے کی جو مشرکون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتہہ کی عبد اللہ

نے کہا اس اثنا مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے صحن مین نماز پڑہ رہے تہے کہ ناگاہ عقبہ بن ابی
معیط آیا تو اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مونڈہا پکڑا پہر آپکا کپڑا آپ کی گردن مبارک مین مروڑا پہر زور
سے آپکا گلا گہونٹا پس حضرت ابوبکر رضے اللہ تعالی عنہ آئے تو اُسکا مونڈہا پکڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو
دفع کیا پہر کہا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم انفرد بہ البخاری من حدیث
الاوزاعی قال وتابعہ محمد بن اسحق عن ابراہیم بن عروۃ عن ابیہ بہ ابن ابی حاتم
نے حضرت عمرو بن العاص رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے اُن سے کسی نے پوچھا کیا سخت تر ہے اُس
شے کا کہ دیکہا تو نے قریش کو کہ پہونچے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو یعنی وہ ایذا اتاؤ جو
سب سے بڑہکر اُنہون نے آپکو پہونچائی ہو تو عمرو نے کہا کہ ایک دن آپ اُنپر گزر کیا پس اُنہون نے آپ سے
کہا تو ہم کو منع کرتا ہے اس سے کہ ہم پوجین اُس شے کو جسے ہمارے باپ دادے پوجتے چلے آئے
تو آپنے فرمایا مین وہی ہون پہر وہ آپکی طرف کہڑے ہوئے تو آپکے مجامع ثیاب کو پکڑا پس مین نے حضرت
ابوبکر رضے اللہ عنہ کو دیکہا کہ آپکو گود مین لیے ہوئے تہے آپکے پیچہے سے اور وہ اپنی بلند آواز سے چلاتے
تہے اور اُنکی آنکہین بہ رہی تہین اور کہہ رہے تہے یاقوم اتقتلون رجلا یہان تک کہ ساری آیت سے فارغ
ہوئے وھکذا رواہ النسائی من حدیث عبدۃ فجعلہ من مسند عمرو بن العاص رضی اللہ
تعالی عنہ قولہ تعالی وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ یعنی تم کیونکر مارے ڈالتے
ہو ایک مرد کو اس وجہ سے کہ وہ یون کہتا ہے کہ رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ قائم کر چکا واسطے تمہارے
دلیل اُس شے کی سچائی پر جسکو وہ لے کر تمہارے پاس آیا ہے حق سے پہر اس لئے تنزل کیا اُن کے ساتہ
بات چیت کرنے مین تو یون کہا فَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ الآیہ یعنی جبکہ ظاہر نہو تم کو صحت
اُس شے کی جسکو وہ لے کر تمہارے پاس آیا ہے تو پوری عقل و رائے و حزم و دور اندیشی کی یہ بات
ہے کہ تم اُسے اور اُسکی جان کو چہوڑ دو تو اُسے ایذا نہ دو کیونکہ اگر وہ جہوٹا ہوگا تو اللہ پاک عنقریب اُسکو
جزا دیگا اُس کے جہوٹ پر ساتہہ عقوبت کے دنیا و آخرت مین اور اگر وہ سچا ہوگا اور تمنے اُسے ایذا دی تو پہونچیگا
تم کو بعض اُس شے کا جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کیونکہ وہ تو تم کو وعید سُناتا ہے کہ اگر تم نے اُسکی مخالفت
کی عذاب کی دنیا و آخرت مین پس منجملہ مجائز تمہارے نزدیک یہ بات ہے کہ وہ سچا ہو تو اس بنا پر لائق یہ ہے
کہ تم اُسکو مت چہیڑو بلکہ تم تو اُس کو اور اُسکی قوم کو چہوڑ دو وہ اُنکو دعوت کرے اور وہ اُسکی پیروی کرین
اسی طرح اللہ عز وجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے کہ اُنہون نے فرعون سے اور
اُس کی قوم سے موادعت طلب کی کہ تم ہم سے تعرض مت کرو ہم کو چہوڑ دو وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ

قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ وَّاَنْ
لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ وَ
اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے
فرمایا تہا کہ وہ انکو چہوڑ دین کہ بلائین اللہ کی طرف اللہ کے بندون کو اور ان کو کچھ ایذا نہ پہونچائین
اور درمیان ان کے اور ان کے جو ناتا ہے اس کو ملائین اس بات مین کہ ان کو ایذا نہ پہونچائین
اللہ تعالی نے فرمایا ہے قُلْ لَّآ اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی تم مجہے
ایذا مت پہونچاؤ اس قرابت مین جو میرے اور تمہارے درمیان مین ہے پس تم مجہے مت ستاؤ
اور چہوڑ دو درمیان میرے اور لوگون کے اور اسی بنیاد پر صلح حدیبیہ واقع ہوئی اور وہ ایک فتح
مبین تہی یعنی اسکا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے مکہ فتح کر دیا **قولہ تعالی** اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
كَذَّابٌ یعنی اگر یہ شخص جو دعوی کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے بہیجا ہے طرف تمہارے جہوٹا ہوتا
جیسا تم خیال کرتے ہو تو اسکا حال کہلا ہوا ہوتا اس کے اقوال و احوال مین ہر ایک کو ظاہر ہوجاتا
پس وہ غایت درجے کی اختلاف و اضطراب مین ہوتے حالانکہ ہم اسکے حال کو درست اور اسکی راہ
کو راست دیکہتے ہین اور اگر وہ مسرفین کذابین مین سے ہوتا تو تم جو اس کے حال اور کام کو درست دیکہہ
رہے ہو اللہ تعالی اسکو اسکی طرف کبہی راہ نہ بتاتا پھر اس مرد مومن نے اپنی قوم کو اس
سے ڈرایا کہ اللہ تعالی کی نعمت ان سے زائل ہوجائے گی اور اس کا عذاب ان پر نازل ہوگا
پس کہا يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالی نے تم پر
یہ انعام کیا ہے کہ تم کو اس ملک مین حکومت و بادشاہت اور بڑی جاہ دی ہے تمہارا حکم سب پر
خوب غلبے سے چلتا ہے پس تم اللہ تعالی کا شکر اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق
کرکے اس نعمت کو نگاہ رکہو اور اللہ تبارک و تعالی کے عذاب سے ڈرو اگر تم نے تکذیب
کی اس کے رسول علیہ السلام کی فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا یعنے یہ لشکر فوجین تمہارے
کچہ کام نہ آئین گی اور نہ کسی شے کو ہم سے دور کرین گے اگر اللہ تعالی ہمارے ساتہ کسی برائی کا ارادہ
کرے گا غرض کہ اس مرد صالح و نیک و راہ یاب دانشمند نے جو کہ فرعون سے بڑہ کر مستحق بادشاہی
کا تہا جس بات کا مشورہ دیا فرعون نے اسکو رد کرکے اپنی قوم سے کہا مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى
یعنی مین تم سے وہی کہتا ہون اور اسی بات کا مشورہ دیتا ہون جسکو اپنی جان کے واسطے پسند
کرتا ہون یہ بات فرعون نے جہوٹ کہی کیونکہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کی صدق و راستی کو خوب

جانتا تہا اس حالت مین جبکو وہ لے کر آئے تہے انہون نے یون کہا تہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ اور اللہ تعالی نے فرمایا وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا
پس اُس نے اپنے اس قول مین کہ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى جہوٹ بولا اور افترا کیا اور اللہ تبارک و تعالی کی اور اُسکے
رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اپنی رعیت کی خیانت کی اور اُن سے فریب کیا اور انکی خیر خواہی نہین کی
اور اسی طرح اُسکا یہ قول ہے وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ یعنی نہین بلاتا ہون مین تم کو مگر طرف راہ
حق وصدق وہدایت کے اسمین بہی اُس نے جہوٹ بولا اگرچہ اُسکی قوم نے اُسکی اطاعت وپیروی کی اللہ سبحانہ
نے فرمایا ہے فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ اور فرمایا. وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ
قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى **حدیث شریف** مین آیا ہے کہ نہین ہے کوئی امام کہ مرے جس دن کہ
مرے اس حال مین کہ وہ خیانت کرنے والا ہے اپنی رعیت کی مگر نہ سونگہے گا بو جنت کی حالانکہ اُس کی بو
البتہ پائی جاتی ہے پانسو برس کی راہ سے واللہ سبحانہ وتعالی ہو الموفق للصواب **ف رجل** کو جمہور نے
بضم جیم اور اعمش وعبد الوارث نے اسکون جیم پڑہا ہے یہ لغت ہے تمیم ونجد کا اور کسی نے بکسر جیم پڑہا ہے لیکن
لغت اول فصیح ہے حضرت حسن ومقاتل وسُدی نے کہا ہے کہ یہ شخص قبطی تہا فرعون کے چچا کا بیٹا اور اسی نے
حضرت موسی علیہ السلام کے ساتہ نجات پائی اور یہی مراد ہے اس آیت مین وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ
يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى الآیہ کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین کا تہا اور آل فرعون سے نہ تہا یہ قول اس آیت کے
خلاف ہے کیونکہ اس مین صریح مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ موجود ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ اس قول کے بنانے کو یون تکلف
کیا کہ آیت مین تقدیم وتاخیر ہے تقدیر یہ ہے وقال رجل من بنی اسرائیل یکتم ایمانہ من آل فرعون **قشیری** نے کہا جس نے
اس شخص کو اسرائیلی ٹہیرایا اُس کے قول مین بعد ہے اس لیے کہ محاورہ عرب مین کتمہ امرکذا بولتے ہین اور کتمہ منہ
نہین کہتے کما قال سبحانہ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا دوسری بات یہ ہے کہ فرعون ایسا نہ تہا کہ بنی اسرائیل
سے ایسی بات کی برداشت کرے **اس شخص** کے نام مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا حبیب ابو اسحق سے
یہی مروی ہے کسی نے کہا شمعون صحیح تر یہی ہے جیسا کہ مبہمات القرآن مین ہے کسی نے کہا کہ
حزقیل حضرت ابن عباس اور اکثر علما اسی کے قائل ہین ابن المنذر نے یہی کہا ہے وہب نے کہا کہ جبرئیل
نام تہا ان کے سوا اور اقوال بہی ہین بالجملہ مومن صفت اول ہے رجل کی اور مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ دوسری صفت
اور یکتم ایمانہ تیسری صفت اور استفہام اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مین واسطے انکار کے ہے اور ان یقول ربی
اللہ موضع نصب مین ہے بنزع خافض ای لان یقول او کراہۃ ان یقول زمخشری نے کہا اسے وقت ان
یقول اسکو یون رد کیا ہے کہ نحویون کی نص اسکے خلاف پر ہے **امام تاج الدین بن مکتوم** نے کہا

کہ ابن جنی نے اسکو جائز کہا ہے لواب تو ایک بڑے نحوی نے اسکو جائز کہا لیکن قول اول اولی ہے ربی اللہ
کے یہ معنے ہین کہ وہ تمہارا بھی رب ہے نہ تنہا اُسی کا رب ہے اس مین اشارہ ہے طرف توحید کے اور یہ اُس مرد
مومن کی طرف سے ایک انکار عظیم ہے گویا یون کہا کیا تم مرتکب ہوتے ہو ایسے فعل زشت کے جو کہ قتل کرنا ایک نفس
محترم کا ہے بدون فکر و تامل کے اُس کے حال مین اور بغیر اطلاع پانے کے کسی سبب پر جو کہ اُسکے قتل کا موجب
ہو اور تمہارے واسطے اس فعل بد کے ارتکاب مین کوئی علت نہین ہے مگر کلمہ حق وہ یہی اسکا قول ہے کہ
ربی اللہ جملہ وَقَدْ جَاۗءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی اور حال یہ ہے کہ وہ لا
چکا تمہارے پاس واضح واضح معجزے اور ظاہر ظاہر دلیلین اپنی نبوت پر اور صحت رسالت پر مطلب یہ
ہے کہ اپنی بات کے صحیح کرنے کو ایک بینہ حاضر نہین کیا ولیکن وہ تو بینات لایا اس کے پاس سے جسکی طرف ربوبیت
منسوب ہوتی ہے غرض اُسکی اس کہنے سے سچ سچ اُتارنا ہے اپنی قوم کا اس طرف کہ رب العالمین کا اقرار
کرلین بزار و ابو نعیم نے فضائل صحابہ رضے اللہ عنہم مین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضے اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے فرمایا لوگو تم مجھے خبر دو کون ہے شجاع تر لوگون کا عرض کیا کہ آپ فرمایا
بے شک نہین مبارزہ کیا مین نے کسی سے مگر مین نے اُس سے بدلا لیا ولیکن تم تو مجھے خبر دو اشجع الناس کی عرض کیا
ہم نہین جانتے ہین پہر کون ہے فرمایا ابوبکر رض مین نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور پکڑا
آپکو قریش نے فَهٰذَا يُجَنِّبُهٗ وَهٰذَا يُتَلْتِلُهٗ یعنی پس ایک تو آپکے پہلو مبارک مین مار رہا ہے اور
ایک جھنجوڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہین کہ تجہی نے معبودون کو ایک معبود کر ڈالا ہے فرمایا پس قسم ہے
اللہ کی نہین قریب ہوا ہم مین سے کوئی مگر ابوبکر یہ مار رہا ہے اور یہ آرہا ہے اور یہ جھنجوڑ رہا ہے بلا رہا ہے اور
ابوبکر کہہ رہے ہین تمہارا برا ہو کیا تم مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس سے کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے
پہر انہون نے بلند کی ایک چادر جو اُنپر تہی پہر روئے یہان تک کہ اُنکی ڈاڑہی تر ہو گئی پہر فرمایا یعنے حضرت
علی نے مین تم کو قسم دیتا ہون کیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابوبکر پس لوگ چپ رہے تو فرمایا تم کیون نہین جواب
دیتے ہو پس قسم ہے اللہ کی البتہ ایک گہڑی ابوبکر کی بہتر ہے مثل مومن آل فرعون سے وہ تو ایک مرد
تہا کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تہا اور یہ ایسے مرد ہین کہ اپنے ایمان کو ظاہر کیا بالجملہ پہر اُس مرد نے اپنی قوم کے
واسطے تلطف کیا دفع کرنے مین حضرت موسی علیہ السلام سے اور بطریق تقسیم اُن پر حجت قائم کی پس کہا وَ
اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ الآیہ یہ ایک ایسا کلام ہے کہ غایت انصاف و عدم تعصب سے صادر ہوا ہے
اسی سبب تردید کی دو شقون سے اُن کے کاذب ہونے کی شق کو مقدم کیا ہے معنی یہ ہین کہ اگر وہ جہوٹا ہوگا
تو اُس کے جہوٹ کا ضرر اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوگا تو پہونچے گا تم کو بعض اُس عذاب کا جسکا تم کو وعدہ

دیتاہے عاجلاً مراد دنیا کا عذاب ہے یہ عذاب بعض ہے مطلق عذاب کا جو کہ شامل ہے عذاب دنیا و عذاب آخرت کو
اس عذاب سے جو اُن کو ڈرایا سو صرف واسطے قصر کرنے کے اُس عذاب پر جو کہ ظاہر تر احتمال تہا نزدیک اُن کی
اور یہ قول اُسکی طرف سے شک نہین ہے کیونکہ وہ تو مومن تہا جیسا کہ اللہ پاک نے اسکو موصوف با یمان کیا ہے
اور مومن شک نہین کرتا ہے **یا یون** کہو کہ بعض کا لفظ جو اُس نے کہا بطور تنزل و تلطف کے ہے واسطے
مبالغہ کرنے کے اُنکی نصیحت مین تاکہ حضرت موسی علیہ السلام کی طرف مائل ہونے کی اُسے تہمت نہ لگائین
مطلب یہ ہے کہ سچے ہونے کی حالت مین اگر کل نہ پہونچا تو کم سے کم بعض تو پہونچیگا خاصکر جبکہ تم اُس سے کسی
بُرائی کے ساتہہ پیش آؤ **ابو عبیدہ و ابو الہیثم** نے کہا کہ بعض اس جگہہ بمعنے کل ہے یعنی پہونچے گی تم کو کل
وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے ابو عبیدہ نے اس کی سند مین لبید کا یہ شعر پڑہا ہے

	تراك امكنة اذا لم ارضها	او يرتبط بعض النفوس حمامها	

یعنی کل النفوس کسی نے اس قول پر اعتراض کیا دوسرے نے اسکا یہ جواب دیا کہ لغت عرب مین بعض بمعنی
کل مستعمل ہے جس طرح کے شاعر کے قول مین ہے

	قد يدرك المتأني بعض حاجته	وقد يكون مع المستعجل الزلل	

کسی اور نے کہا ہے

	ان الامور اذا الاحداث دبرها	دون الشيوخ ترى في بعضها خللا	

ان دونون شعرون مین دعوی مدعی پر دلیل نہین ہے بلکہ کلمہ بعض اپنے معنی پر ہے رہی لبید کی بیت
سو بعض النفوس سے مراد خود اُس کا نفس ہے **نسفی** رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تفسیر البعض بالکل مزیف انتہی
یعنی تفسیر بعض کی کل کے ساتہہ کہوٹی ہے میں کہتے ہین کوئی ضرورت اس طرف بلجی نہین ہے کہ بعض کا کلمہ
جو آیت مین ہے اُسکو کل پر محمول کرین کیونکہ اُس مومن کی مراد تو تنزل ہے قوم کے ساتہہ اور اُن کے وہم
مین یہ بات ڈالنا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کی صحت نبوت کا معتقد نہین ہے چنانچہ یکتم ایمانہ اسی بات کا
مفید ہے **اہل معانی** نے کہا ہے کہ مومن کا قول بظاہر تنفی الحجاج کی بنا پر ہے گویا اس نے یون کہا کہ
کم سے کم جو شے اُس کے صدق مین ہوگی وہ یہ ہے کہ پہونچیگا تم کو بعض عذاب جس کا تم کو وعدہ دیتا
ہے اور اُس کے بعض مین تمہاری ہلاکی ہے تو گویا جو بعض سے حاصل ہے وہی کل سے حاصل ہے **لیث**
نے کہا کہ بعض اس جگہہ زائد ہے یعنی پہونچے گی تمکو وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کسی نے کہا کہ حضرت
موسی علیہ السلام نے اُنکو ثواب و عقاب کا وعدہ دیا تہا پس جب اُنہون نے کفر کیا تو اُنکو عذاب پہونچیگا
اور یہ بعض ہے اُس شے کا جس کا اُن کو وعدہ دیا **کلمہ یک** دونون جگہہ اصل مین یکن ہے نون کو

واسطے تخفیف کے حذف کردیا ہے بسبب کثرت استعمال کے جیسا کہ سیبویہ نے کہا ہے **قولہ** اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ
مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ تتمہ کلام مرد مومن سے ہے اُس نے یہ اور حجت ذو وجہین اُنپر قائم کی ہے ایک
وجہ تو یہ ہے کہ اگر موسی علیہ السلام مسرف وکذاب ہوتے تو اللہ تعالی اُن کو بینات کی طرف راہ نہ بتاتا اور
نہ معجزات سے اُنکی تایید فرماتا دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ ایسے ہوتے تو انکو اللہ تعالی اپنی مدد چھوڑ دیتا اور
ہلاک کر ڈالتا پس تم کو اُن کے قتل کی کوئی حاجت نہین ہے مسرف وہ ہے جو معاصی پر مقیم ہوتا ہے اور
بکثرت گناہ کرتا ہے **کذاب** سے مراد مفتری ہے **پہر** اُس مومن نے اپنی قوم کو ملک وسلطنت یاد دلائی
جسمین وہ تھے پس کہا یَا قَوْمِ لَکُمُ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ظَاھِرِیْنَ فِی الْاَرْضِ تاکہ اللہ پاک کا شکر ادا کرین
اور اپنے کفر مین بڑہتے نہ جائین یعنی اے میری قوم تمکو ملک حاصل ہے آج اس حال مین کہ تم لوگون پر
غالب ہو اور تم کو اُنپر غلبہ وعلو حاصل ہے زمین مصر مین بادشاہی کر رہے ہو فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ
اللّٰہِ اِنْ جَآءَنَا غرض اسکی اس بات سے قوم کو ڈراتا ہے اللہ کے عذاب سے اور اُس عذاب نازل کرنے
سے اُنپر یعنی اگر وہ بسبب خصومی کفر کے تمپر عذاب اتارے تو پہر کون ہے کہ ہم کو اُس کے عذاب روکے
اور اُس کے آنے کے وقت درمیان ہمارے اور اُس کے حائل ہوجائے آمد یہ جو اُس نے ملک وغلبے کی
نسبت اُن کی طرف کی جو کہ اُن کو مسرور کرتا ہے اور اللہ کے عذاب کا آنا جو کہ اُنکو مغموم ومہموم کرتا ہے اسمین
اپنے نفس کو اُن کے جملے مین داخل کیا سو منظور اس سے اُن کے دلون کا خوش کرنا ہے اور اُنکو اُسپر آگاہی
بخشنا ہے کہ وہ خیر خواہی وسعی وکوشش کرنے والا ہے اُس شے کے حاصل کرنے مین جو اُنکو نفع دے
اور دفع کرنے مین اُس شے کے جو انکو ضرر پہونچائے اور ہلاک کردے تاکہ وہ اُسکی نصیحت وخیر خواہی و
دلسوزی سے اثر پذیر ہون **پہر** جب **فرعون** نے اس مرد مومن کی صحیح نصیحت وخیر خواہی کی
تقریر سُنی تو ایک مراوغہ لایا جس سے اپنی قوم کے دل مین یہ وہم ڈالتا ہے کہ وہ اُن کے واسطے غایت
درجے کا ناصح ومراعی ہے اور اُن کو وہی راہ چلاتا ہے جس مین اُن کے نفع کا کھینچ لانا ہے اور ضرر کا
اُن سے دفع کرنا ہے اسی لیے یون کہا مَآ اُرِیْکُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی اے ما اشیر علیکم الا بما اری
لنفسی قالہ ابن زید یعنی مین تمکو اسی بات کا مشورہ دیتا ہون جس کو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہون
یہ تفسیر مآل معنی کی ہے اور وہ تفسیر جو ہر لفظ کے مطابق ہے وہ ہے جو ضحاک نے کہی ہے ما اعلمکم الا
ما اعلم من الصواب یعنی مین تمکو نہین بتاتا ہون مگر وہ صواب جسکو مین جانتا ہون مراد حضرت موسی
علیہ السلام کا قتل ہے رؤیۃ اس جگہہ قلبی اعتقادی ہے بصری عینی نہین ہے پس دو مفعول کی
طرف متعدی ہے دوسرا مفعول الا ما اری ہے **قولہ** وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ یعنی مین

تم کو ہدایت نہین کرتا ہون اور نہ تم کو بلاتا ہون اس راے سے مگر طرف راہ حق وہدایت کے جمہور نے
رشاد کو بتخفیف شین پڑہا ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بتشدید شین اس بناپر کہ صیغہ مبالغہ ہے
مثل ضرّاب کے نحاس نے کہا کہ یہ قرارت لحن ہے یعنے خطا ہے اسکی کوئی وجہ نہین ہے پہر مرد مومن
نے اپنی قوم کے وعظ ونصیحت کرنے کی اور ان کے ڈرانے کی تکرار کی کہ کہین انپر وہ عذاب نازل ہو
جو ان سے اگلون پر اُتر چکا ہے پس اللہ پاک نے اُسکی طرف سے حکایت فرمائی وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۝
مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ
رَسُوْلًا ط كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ اِلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ
مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ
اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ط وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ط
وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ اور کہا اُس ایمان والے نے اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ آوے ع
تمپر دن اُن فرقون کا سا جیسے رسم پڑی قوم نوح کی اور عاد اور ثمود کی اور جو اُن کے پیچھے ہوئے اور
اللہ بے انصافی نہین چاہتا بندون پر اور اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ تمپر آوے دن ہانک پکار کا
جس دن بہاگوگے پیٹھ دیکر کوئی نہین تم کو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی مین ڈالے اللہ تو کوئی
نہین اُسکو سمجہانے والا اور تم پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کہلی باتین لے کر پہر تم رہے دہوکے
ہی مین اُن چیزون سے جو وہ لایا یہان تک کہ جب مرگیا کہنے لگے ہرگز نہ بہیجیگا اللہ اُسکے بعد کوئی
رسول اسی طرح بہکاتا ہے اللہ اُسکو جو ہو زیادتی والا شک کرتا وہ جو جہگڑتے ہین اللہ کی باتون
مین بغیر کچہ سند کے جو پہونچی ہو اُنکو اُنکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اور ایمانداروں کے
یہان اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے اور بولا فرعون اے ہامان بنا واسطے
میرے ایک محل شاید مین پہونچون رستون مین آسمانون کے پہر جہانک دیکہون موسی کے معبود
کو اور میری اٹکل مین تو وہ جہوٹا ہے اور اسیطرح بہلے دکہائے تہے فرعون کو اس کے برے کام
اور روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تہا فرعون کا سو کہپنے کے واسطے ف ہانک پکار کا دن انپر آیا

جس دن غرق ہوئے قلزم مین ایک دوسرے کو پکارنے لگے ڈوبتے مین یہ اسکو کشف سے معلوم ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسیطرح آتا ہے **ف** حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی مین قائل نہ ہوئے بعد اُن کی موت کے جب سلطنت مصر کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تہا ایسا نبی کوئی نہ ہوگا یا وہ انکار رہا یہ اقرار یہہ ہی زیادہ گوئی ہی انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ عز وجل خبر دیتا ہے طرف سے اس صالح مومن کے جو کہ فرعون والون مین کا تہا کہ اُس نے اپنی قوم کو اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرایا جو کہ دنیا و آخرت مین ہوگا پس کہا اے میری قوم مین ڈرتا ہون کہ تم پر مثل یوم احزاب سے یعنی وہ لوگ جنہون نے اللہ تعالی کے رسولون کی تکذیب کی زمانہ قدیم مین جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد وثمود اور وہ جہٹلانے والی اُمتین جو اُن کے بعد ہوئین کیسا اُنپر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور کسی پہیرنے والے نے اُنکو اُن سے نہین پہیرا اور نہ کسی روکنے والے نے اُنکو اُن سے روکا اور نہین ہے اللہ کہ ارادہ کرے ظلم کا واسطے بندون کے یعنے اللہ تعالی نے جو اُنکو ہلاک کیا سو بہ سبب اُن کے گناہون کے اور بسبب اُن کے جہٹلانے کے اُس کے رسولون کو اور بہ سبب انکی مخالفت کے واسطے امر اللہ تعالی کے پس اُس نے اپنی قدر اُن مین نافذ کر دی پھر کہا اے میری قوم مین ڈرتا ہون تم پر روز تناد سے مراد روز قیامت ہے اسکی وجہ تسمیہ مین کئی قول ہین (۱) **بعض** نے کہا اس کا نام یوم التناد اس لیے رکہا کہ حدیث صور مین یون آیا ہے کہ جس وقت زمین ہلائی جاوے گی اور ایک قطرے سے دوسرے قطرے تک شق ہوجاوے گی اور موج مارے گی اور کانپے گی پہر لوگ اسکی طرف نظر کرین گے تو جاوین گے بہاگے ہوئے بعض بعض کو پکارتا ہوگا (۲) دوسرون نے کہا جن مین سے ضحاک ہین بلکہ یہ اُس وقت ہوگا کہ جہنم لائی جائیگی تو جائینگے لوگ اُس سے بہاگتے ہوئے پہر فرشتے اُن کے سامنے آئین گے تو مقام محشر کی طرف اُنکو پہیر لے جائین گے وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وقال تعالی يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (۳) حضرت ابن عباس و حضرت حسن و ضحاک سے مروی ہے کہ انہون نے یوم التناد بتشدید دال پڑہا ہے ماخوذ ند البعیر اذا ترد ی وذہب سے (۴) کسی نے کہا کہ میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا جس وقت بندے کا عمل تولا جائیگا پہر وہ بہاری ہوگا تو فرشتہ اپنی بلند آواز سے ندا کرے گا خبردار فلان فلان کا بیٹا مقرر ایسا سعید و نیکبخت ہوا کہ بعد اُس کے کبہی شقی و بدبخت نہ ہوگا اور اگر اسکا عمل ہلکا ہوا تو ندا کرے گا کہ مقرر شقی ہوا فلان بن فلان انتہی اسی وجہ سے روز قیامت کا

نام یوم التناد رکہاہے ۵۔ قتادہ نے کہاکہ ہر قوم اپنے اعمال کے ساتہہ ندا کی جائیگی ندا کرینگے اہل جنت اہل جنت کو اور اہل نار اہل نار کو ۶۔ کسی نے کہا اس لیے یوم التناد نام رکہاہے کہ اہل جنت اہل نار کو یون ندا کرینگے کہ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ اور اہل نار اہل جنت کو یون پکارینگے اَنْ اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ اور اعراف والے اہل جنت و اہل نار کو ندا کرینگے جیساکہ سورہ اعراف مین مذکور ہے بغوی وغیرہ نے یہ بات پسند کی ہے کہ اسکا نام یوم التناد اس سب کی وجہ سے رکہاہے یہ قول حسن وجید ہے اللہ اعلم +

قولہ تعالی يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ یعنی جس دن تم پیٹہہ پہیر وگے چلتے بہاگتے ہوے کما قال تعالی كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ اسی لیے اللہ عز وجل نے یون فرمایاہے مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یعنی نہین ہے واسطے تمہارے کوئی منع کرنے والا کہ اللہ کے پاس و عذاب سے تمکو منع کرے وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو نہین ہے کوئی ہدایت کرنیوالا اس کو سوا اس کے قولہ تعالی وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے مصر والون مین ایک رسول بہیجا حضرت موسی علیہ السلام سے پہلے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام یہ اہل مصر کے عزیز اور رسول تہے اپنی امت کو اللہ تعالی کی طرف بلاتے تہے ساتہہ عدل کے سو مصر والون نے ان کی اطاعت نہ کی مگر بوجہ وزارت اور جاہ دنیوی کے اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا یعنی تم ناامید ہوگئے تو تم نے کہا طمع کرکے کہ ہرگز نہ بہیجے گا اللہ بعد اسکے کوئی رسول یہ بات انہون نے بسبب اپنے کفر و تکذیب کے کہی تہی كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ یعنی مثل تمہارے اس حال کے ہوتاہے حال اس شخص کا جس کو اللہ گمراہ کرتاہے بسبب اسکے حد سے بڑہنے کے اپنے افعال مین اور بسبب شک کرنے اس کے دل کے پہر اللہ عز وجل نے فرمایا اَلَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ اَتَاهُمْ یعنی جو لوگ کہ دفع کرتے مین حق کو باطل سے اور جہگڑتے ہین حجتون سے بغیر کسی دلیل و حجت کے جو ان کے پاس ہو طرف سے اللہ تعالی کے پس بیشک اللہ عز وجل سخت بغض رکہتاہے اس بات پر اسی لیے یون فرمایاہے كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا یعنی اور مومنین بہی اس شخص کو مبغوض رکہتے ہین جسکی یہ صفت ہے کیونکہ جسکی یہ حالت ہوتی ہے اللہ تعالی اس کے دل پر مہر لگاتاہے سو وہ بعد اسکے کسی نیک بات کو پہچانتاہے نہ کسی بری بات کو برا سمجہتاہے اسی لیے اللہ تعالی یون فرماتاہے كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی اسی طرح اللہ مہر کرتاہے

ہر دل پر اس شخص کے جو کہ حق کی پیروی کرنے سے تکبر و سرکشی کرتا ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت
کیا ہے اور شعبی سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ ان دونون نے کہا ہے کہ انسان جبار نہین ہوتا ہے یہان تک
کہ دو جانون کو قتل کرے ابو عمران جونی و قتادہ نے کہا ہے کہ جبارون کی نشانی ہے قتل کرنا بغیر حق
کے واللہ تعالی اعلم وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا الآیہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے فرعون کے
تمرد و سرکشی اور اُسکے افترا کی جو اس نے حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب مین کیا وہ یہ ہے کہ اُس نے اپنے
وزیر ہامان کو حکم دیا کہ اُس کے واسطے ایک صرح بنائے صرح کہتے ہین بلند اونچے محل کو یہ محل پکی ہوئی
اینٹون سے بنایا تہا جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ
فَاجْعَل لِّي صَرْحًا اسی لیے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مکروہ رکھتے تہے یعنی
سلف صالح پکی اینٹون سے گہر بنانے کو اور اسکو کہ اپنی قبرون مین اُسے لگائین رواہ ابن ابی
حاتم سعید بن جبیر و ابو صالح نے کہا کہ ابواب السموات سے مراد آسمانون کے دروازے مین کسی
نے کہا کہ آسمانون کی راہین اور یہ جو کہا فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا سو اس کے کفر و تمرد کی باتون
مین سے ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کی اس بات مین کہ اللہ عز وجل نے انکو اُسکی طرف بہیجا ہے
اللہ تعالی نے فرمایا وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ یعنی اسی طرح
بہلے دکہائے تہے فرعون کو اُس کے بُرے کام اور روکا گیا راہ سے یعنی بسبب اُس کے کرنے کے اس
کام کو جس سے اُس نے چاہا کہ اپنی رعیت کے جی مین یہ وہم ڈالے کہ وہ ایسی شے بناتا ہے جس سے
حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کی طرف پہونچ جائے گا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وَمَا كَيْدُ
فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا الا فی خسار یعنے نہین مکر فرعون کا مگر نقصان
و زیان مین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ مثل یوم الاحزاب سے مراد مثل یوم عذاب
الاحزاب ہے یعنی وہی مرد مومن اپنی قوم سے کہتا ہے کہ مین تم پر ڈرتا ہون اگلی امتون کے روز عذاب
سے جو کہ اپنے نبیون پر جمع ہو گئی تہین کہکین ویسا عذاب کا دن تم پر نہ آجائے یوم الاحزاب فرمایا
ایام الاحزاب نہ کہا باوجود اس کے کہ احزاب جمع ہے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ احزاب کی جمع لانے نے یوم
کی جمع لانے سے بے نیازی کر دی اور احزاب پر جو عذاب نازل ہوا سو کچھ ایک دن مین سب پر نازل
نہین ہوا بلکہ دنیا کے مختلف و مترتب دنون مین اُترا پہر مرد مومن نے احزاب کی تفسیر کی تو کہا مثل
داب قوم نوح الآیہ یعنی مثل حال قوم نوح وغیرہ کے یا مثل اُنکی عادت کے تکذیب پر قائم رہنے مین
یا مثل جزا اُس کفر و تکذیب کے جسپر وہ تہے وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ذکر یہ معنی ہین کہ اللہ پاک بغیر

گناہ کے بندون کو عذاب وعقاب نہین کرتا ہے اور نہ اُن مین کے ظالم کو بدون انتقام کے چھوڑتا ہے یا بقدر
عذاب کے مستحق ہین اُس سے زیادہ نہین کرتا ہی یا اُن کو ہلاک نہین کرتا ہے مگر بعد حجت قائم کرنے کے اُنپر مطلب یہ ہے کہ انکا ہلاک کرنا
عدل تہا اس لیے کہ وہ بہ سبب اپنے اعمال بد کے مستحق ہلاک ہوچکے تہے اس آیت مین بہ نسبت وَمَا
رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کے مبالغہ زیادہ ہے اس جہت سے کہ اس مین ارادہ ظلم کی نفی کی ہے اور کلمہ ظلم کو
نکرہ ذکر کیا ہے پس جو ذات پاک کہ کسی قسم کے ظلم کے ارادے سے مبرا ہے تو ظلم کرنے سے تو بطریق
اَولیٰ مبرا و منزا ہوگا معتزلہ نے جو یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ ارادہ نہین کرتا ہے واسطے بندون کے کہ وہ ظلم کرین
سو بعید ہے کیونکہ اہل لغت نے کہا کہ جب کوئی شخص دوسرے سے کہے لا ارید ظلما لک تو اسکے یہ معنی ہین کہ مین ارادہ
نہین کرتا ہون اسکا کہ تجہپر ظلم کرون بالجملہ اول مرد مومن نے عذاب دنیا سے ڈرایا پہر اپنے وعظ و نصیحت مین
زیادتی کی اور عذاب آخرت سے خوف دلایا پس کہا وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ جمہور نے
بتخفیف دال و حذف یا پڑہا ہے اصل مین تنادی ہے بروزن تفاعل ندا سے محاورے مین بولتے
ہین تنادی القوم یعنی بعض نے بعض کو پکارا حضرت حسن وغیرہ نے باثبات یا پڑہا ہے بنا بر اصل اور حضرت
ابن عباس و ضحاک و عکرمہ نے بہ تشدید دال بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی خطا ہے اس لیے
کہ ماخوذ ہے ند یند سے جب بولتے ہین کہ کوئی شخص گزر کرے اپنے منہ پر بہاگتا ہوا نحاس نے کہا یہ بات
غلط ہے اور قرارت حسن ہے بنا بر معنے تنادی ضحاک نے اسکے معنے مین کہا ہے کہ جسوقت جہنم کا چیخنا سنینگے
تو ندوا ہر یعنی بہاگین گے بے تک بہاگین گے پہر نہ آئین گے کسی طرف کو اطراف زمین سے مگر پائینگے فرشتون
کی صفون کو تو لوٹ آئین گے طرف اُس جگہہ کہ جس مین تہے پس وہ یہہ قول ہے اللہ تعالی کا یوم التناد اور
جمہور کی قرات پر معنی یہ ہین کہ بعض بعض کو پکارین گے یوم التناد مین جو اقوال ہین وہ اول گزر چکے ہین
ایک اور قول یہ ہے کہ اُس مین ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے امام و پیشوا کے ساتہہ پکارے جائین گے دوسرا
یہ ہے کہ ندا کی جائیگی جس وقت کہ موت ذبح کی جائیگی ای اہل جنت خلود ہی بلا موت اور اہل نار خلود ہی بلا موت تیسرا
یہ ہے کہ مومن ندا کریگا هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ یعنی آو بہی میرا نامۂ اعمال پڑہو اور کافر ندا کرے گا يَا لَيْتَنِي
لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ یعنی ای کاش مین اپنی کتاب نہ دیا جاتا قولہ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ بدل ہی یوم
التناد سے یا منصوب ہے بتقدیر اعنی اور عطف بیان نہین ہوسکتا اس لیے کہ وہ معرفہ اور یہ نکرہ یعنی یوم
التناد وہ دن ہے جس دن تم پیٹہہ پہیرو گے اس حال مین کہ تم رجوع ہونیوالے ہوگے موقف سے طرف
نار کے یا بہاگنے والے ہوگے نار سے اس حال مین کہ عاجز کرنے والی نہ ہوگی قتادہ و مقاتل نے کہا کہ جانے
والے ہوگے طرف نار کے بعد حساب کے پھر اُس مومن نے اپنی تہدید کی یہ تاکید کی کہ مَا لَكُم

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تم نار کی طرف جاؤ گے اس حال مین کہ اللہ کے
عذاب سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہوگا کہ تم کو اُس سے بچائے پھر اپنی قوم کی قوت ضلالت و شدت جہالت
پر تنبیہ کی تو یون کہا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اس کے واسطے کوئی ہادی
نہین ہے کہ اُسے ہدایت کی راہ بتائے هاد کو باثبات و حذف یا پڑھا ہے وقف مین اور وصل مین بحذف
یا مع اُس کے حذف کے خط مین بھی کما فی الجمل قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ الآیہ
مومن آل فرعون کے تتمۂ وعظ سے ہے کسی نے کہا کہ منجملۂ قول موسیٰ علیہ السلام ہے لیکن قول اول اولیٰ
ہے مرد مومن اُنکی قدیم سرکشی اُن کو یاد دلاتا ہے جسکو وہ انبیا پر اوّل سے کرتے چلے آئے ہین کہتا
ہے کہ تم تو پرانے متمرد و سرکش ہو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے یوسف علیہ السلام ظاہر معجزے
واضح واضح نشانیان لے کر تمہارے پاس آئے یعنی تمہارے باپ دادون کے پاس چونکہ ابنا سرکشی
مین مثل آبا کے تھے اس لیے آبا کی طرف آنے کو ابنا کی طرف آنا ٹھیرایا پس تم یعنے تمہارے باپ دادے
ہمیشہ رہے شک مین اُن نشانیون سے جنکو وہ لے کر تمہارے پاس آئے اور اُنپر ایمان نہ لائے یہانتک
کہ جب یوسف علیہ السلام مر گئے تو تم نے یعنی اسلاف نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجیگا اللہ بعد اُن کے کوئی رسول
پس یوسف علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا اُن کی حیات مین اور بعد اُن کی موت کے اُن رسولون کے ساتھ
کفر کیا جو اُن کے بعد ہون گے اور یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ اُنپر حجت کی تجدید نکرے گا یہ بات صرف بطور
تشہی و تمنی کے کہی بدون کسی حجت و برہان کے تاکہ اُن کے لیے یہ ایک بنیاد ہو جائے تکذیب رسل مین جو اُنکے
بعد آئین گے اور یہ بات اُنکی طرف سے یوسف علیہ السلام کی رسالت کا کچھہ اقرار نہین ہے بلکہ اُنکی رسالت مین
جو اُنکو شک تھا اُسکے ساتھہ اُن کے بعد کے رسولون کی رسالت کی تکذیب کو ملانا ہے یہ حاصل افادہ الخطیب
والخازن یوسف مین تین قول ہین ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہین
محلی نے کہا عمر الی زمن موسیٰ انتہی یعنے یوسف بن یعقوب زندہ رہتے چلے آئے زمانہ موسیٰ کلیم
اللہ تک سلیمان جمل نے کہا کہ یہ بات محلی کے سوا کسی اور مفسر نے نہین کہی بعد جستجو کے انتہا کی بات جو
پائی گئی وہ یہی ہے جو شہاب نے نقل کی ہے باین قول کہ بعض تواریخ مین ہے کہ وفات یوسف علیہ
السلام کی چونسٹھہ برس قبل موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوئی ہے قاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ
جس کی عمر بڑی ہوئی وہ فرعون موسیٰ علیہ السلام ہے اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اور جیا یہانتک
کہ موسیٰ علیہ السلام اُسکی طرف بھیجے گئے چار سو چار سو چالیس برس کی اُسکی عمر ہوئی انتہی سیوطی
نے تحبیر مین کہا ہے کہ یوسف بن یعقوب ایک سو بیس برس زندہ رہے اُن کے اور موسیٰ علیہ السلام کے

درمیان چارسو برس کی مدت ہے، انتہی کسی نے کہا کہ وہ کوئی اور فرعون ہے بالجملہ اس قول کی بنا پر کہ یوسف سے مراد یوسف بن یعقوب ہین بینات سے مراد رویائے یوسف علیہ السلام ہوگا کما قالہ ابن جریج کسی نے کہا کہ مراد اُن کا یہ قول ہے ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَھَّارُ دوسرا **قول** یہ ہے کہ مراد یوسف سے یوسف بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام ہین یہ یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کے پوتے ہوئے قبطیون مین بیس برس نبی رہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ نقاش نے ضحاک سے حکایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے انکی طرف ایک رسول بھیجا جن سے جسکو یوسف کہتے تہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ قول اول اولی ہے بالجملہ غرض مرد مومن کے کلام مذکور سے وعظ ونصیحت ہے اپنی قوم کو دیکھو کہ کیا کہلی گمراہی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام رسول ہوکر آئے تو تمہارے پرکہے اُن سکے منکر ہوئے اور جب فات پائی تو بے دلیل کودی تمنا کرکے کہدیا کہ اُن کے بعد کوئی رسول نہ آئیگا سو یہی یون کہا کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنۡ ھُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابٌ یعنی مثل اس گمراہ کرنے تمہارے کے جوکہ ظاہر باہر ہے گمراہ کرتا ہے اللہ اس شخص کو جوکہ حد سے بڑہنے والا ہے معاصی مین کثرت کرنے والا ہے گناہون مین یا شرک کرنے والا ہے شک کرنے والا ہے اللہ کے دین مین اور اسکی وحدانیت وعد ووعید مین **قولہ تعالی** اَلَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ الآیہ مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ یہہ بہی منجملہ کلام مرد مومن ہی اس بنیاد پر محل نصب مین ہوگا بنا بر بدل کلمہ من سے اور جمع لانا باعتبار معنی من کے اور مفرد لانا ضمیر کا باعتبار لفظ من کے ٹہیرے گا یا اس بنا پر کہ بیان ہے لفظ من کا یا اُس کی صفت ہے یا باضمار اعنی منصوب ہے یا محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہم الذین اور بغیر سلطان متعلق ہے یجادلون سے اور اتاہم صفت ہے سلطان کی معنی یہ ہین کہ مرد مومن کہتا ہے کہ مسرف مرتاب وہ لوگ ہین جوکہ جہگڑتے ہین باطل کرنے مین اللہ کی آیتون کے بغیر کسی حجت واضح وبرہان ساطع کے جو اُن کے پاس آئی ہو یہہ صفت فرعون مین اور اسکی قوم مین موجود تہی تو چاہیے تہا یون کہنا کہ تم مسرف ومرتاب ہو اللہ کے معجزون مین بے دلیل جہگڑتے ہو لیکن چونکہ مرد مومن کو انکا نصیحت کرنا اور اُن کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنا منظور تہا اس لیے خطاب ترک کرکے اُن کے حال کو پیرایہ اسم غائب مین اور بطور عموم ادا کر کیا تاکہ نصیحت پذیر ہون اور اپنے حال مین غور کرین خیر خواہ خوش تقریر بلیغ ناصحون کا یہی طریقہ ہوتا ہے ۵

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

اور سنی طریقہ بہی یہی ہے دیکہو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وعظ فرماتے تو ما بال اقوام

فرمایا کرتے تھے کسی شخص خاص کو خطاب فرماتے بالجملہ یہان یہ سوال ہوسکتا ہے کہ مسرف مرتاب گون کا کیا حال ہے نزدیک اللہ تعالی کے سو یہ اسکا جواب دیا کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کبر مین دو احتمال ہین یا تو مراد اس سے تعجب و استعظام ہے یا مراد ذم ہے مثل کلمہ بئس کے اور ضمیر راجع ہے طرف من کے باعتبار لفظ یا طرف جدال کے جو کہ یجادلون سے سمجھا جاتا ہے یعنی وہ مسرف مرتاب لوگ بڑے ہین یا برے ہین از روے بغض کے یا بڑا ہے یا برا ہے جدال انکا براہ بغض کے مطلب یہ ہے کہ بڑا ہے یا برا ہے بغض انکا یا ان کے جدال کا نزدیک اللہ کے اور نزدیک مومنین کے اللہ پاک کا ان سے بغض کرنا تو انکی ذم کرنا اور انکو لعنت کرنا اور ان پر عذاب نازل کرنا ہے اور مومنین کا بغض یہ ہے کہ ان سے سخت تر بغض رکھنا اور نہایت درجہ ان سے کراہت کرنا ہے ۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی جیسے ان مسرف مرتاب مجادل لوگون کے دلون پر نہایت محکم و مضبوط گمراہی کی مہر لگائی ہے کہ باوجود روشن دلیلون کے بے دلیل انکے باطل کرنے مین جھگڑتے ہین ویسے ہی اللہ مہر لگاتا ہے ہر دل پر متکبر جبار کے دوسرا قول یہ ہے کہ الذین یجادلون ابتداے کلام ہے طرف سے اللہ پاک کی مومن کا کلام مرتاب تک تمام ہوگیا اس بنا پر الذین مبتدا ہے اور کبر خبر بنابر حذف مضاف اے جدال الذین یجادلون کبر مقتا محلی نے اسکو اختیار کیا ہے اور ابو حیان نے نہر مین اسکو اولی کہا ہے جمل نے کہا یہ اولی و احسن ہے ان دس اعرابون کا جنکو سمین نے ذکر کیا ہے قاضی نے اسکو بلفظ یجوز ادا کیا ہے یا خبر بغیر سلطان ہے تقدیر یہ ہے الذین یجادلون فی آیات اللہ کائنون او مستقرون فی غیر سلطان اتاہم اور فاعل کبر کا کذلک ہے اسے کبر مقتا مثل ذلک الجدال القبیح اب یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار کلام مستانف ہوگا غرض اس سے اس شے کا بتانا ہے جو کہ ان کے جدال کی موجب ہوئی وہ شے یہی اللہ پاک کا مہر کرنا ہے ان کے دلون پر پس بجاے علی قلوبہم کے علی کل قلب متکبر جبار کہا اس لیے کہ تکبر تجبر کی انپر تسجیل ہوجاے اور مہر لگانے کی علت معلوم ہوجاے انکی جدال کا موجب تو مہر کرنا ہوا اور مہر کرنے کی علت انکا تکبر و تجبر ہوا تکبر و تجبر نہ کرتے تو مہر نہ ہوتی اور مہر نہ ہوتی تو جدال نکرتے اس سے معلوم ہوا کہ جس دل مین تکبر و تجبر گہر کر لیتا ہے اسپر گمراہی کی مہر لگ جاتی ہے پھر کوئی خیر اس مین گھسنے نہین پاتی تو اس کا یہی دھندا ہوتا ہے کہ بے دلیل اندھا دھند اللہ پاک کی کھلی باتون مین جھگڑتا رہتا ہے ابن جریج نے کہا کہ الذین یجادلون سے مراد یہود ہین ۔ فتح القدیر وغیرہ مین ایک وجہ لکھی ہے کہ الذین مبتدا اور یطبع خبر لیکن اسکی توجیہ سمجھ مین

نہین آتی واللہ اعلم جمہور نے یون پڑہا ہے کہ قلب کو متکبر کی طرف مضاف کیا ہے ابو حاتم وابو عبید نے
یہ قرارت پسند کی ہے تقدیر یہ ہے کذلک یطبع اللہ علی کل قلب کل متکبر دوسرے لفظ کل کو بسبب دلالت اول کے
حذف کر دیا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جمیع متکبرین جبارین کے دلون پر مہر کر دیتا ہے ابو عمرو وغیرہ نے
بہ تنوین قلب پڑہا ہے اس بنا پر کہ متکبر صفت قلب ہی پس قلب سے مراد جملہ ہوگا اس لیے کہ قلب محل تکبر
ہے اور باقی اعضا اس باب مین اُس کے تابع ہین یہ دونون قرائین سبعیہ ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ نے علی قلب کل متکبر پڑہا ہے زمخشری کے نزدیک دوسری قرارت کی تقدیر یہ ہے علی کل ذی
قلب متکبر صفت کو صاحب قلب کے واسطے ٹہیرایا ہے شیخ نے کہا کہ اعتبار حذف کی طرف کوئی ضرورت
داعی نہین ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین بلکہ یہان حذف کی ضرورت ہے وہ
یہ ہے کہ حذف ماننے سے دونون قرائین باہم موافق ہوجائینگی اس لیے کہ دونون مین موصوف
ایک ہوجائیگا یعنی صاحب قلب بخلاف عدم تقدیر کے کہ ایک مین تو موصوف قلب ہوگا اور دوسرے
مین صاحب قلب اسی طرح جمل نے بہی کہا ہے محلی فرماتے ہین کہ کلمہ کل کا دونون قرارتون کی
بنا پر واسطے عموم ضلال کے ہے سارے قلب کو یعنی گمراہی نے اُسکے دل کے سارے اجزا کو گہیر لیا
ہے کوئی جگہہ اس مین قابل ہدایت پانے کے باقی نہین ہے عموم قلب کے واسطے نہین ہے یعنی افراد
قلوب کے عموم کے لیے نہین ہے حفناوی نے اسپر یون اعتراض کیا کہ یہ کاریگری تو کل کو نکالنا
ہے اُس کے موضوع سے وہ یہ ہے کہ کل جب داخل ہو نکرہ پر مطلقا یا معرفہ مجموع پر تو عموم افراد کے
لیے ہوتا ہے اور جب داخل ہو معرفہ مفرد پر تو عموم اجزا کے واسطے ہوتا ہے اور اس جگہہ نکرہ پر داخل
ہوا ہے تو حق اُسکا یہ ہے کہ عموم افراد کے لیے ہو نہ عموم اجزا کے جیسے کہ شارح راہ چلے ہین فلیتامل
اگرچہ قاعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حفناوی فرماتے ہین لیکن چونکہ یہان لفظ کل قلب پر داخل ہوا ہے اور اس
سے پہلے طبع کا ذکر ہے اسلیے مفہوم طبع اسی کا مقتضی ہے کہ عموم اجزائے قلب مراد ہو کیونکہ جب کسی
دل پر گمراہی کے ساتہہ مہر کر دی گئی تو وہ گمراہی اس کے سارے اجزا کو عام ہوگئی اب کوئی جزایسا نہ بچا کہ ہدایت
کے قابل ہو واللہ اعلم بالجملہ جب فرعون نے مرد مومن کا وعظ سنا تو اُس کے قبول سے اعراض و نفرت کی
اس لیے کہ اُس کے دل پر تو گمراہی کی مہر ہوچکی تہی اور اپنے تکبر و تجبر کی طرف رجوع ہوا اور کہا یَا هَامَانُ
ابْنِ لِي صَرْحًا یعنی او ہامان بنا میرے لیے ایک قصر مشید محل محکم و پختہ جس طرح کہ اسکی تفسیر سورہ قصص مین
گزر چکی ہے کسی نے کہا صرح سے مراد بنائے ظاہر ہے جو کہ ناظرین پر مخفی تر ہے گو وہ دور ہو اسی معنی سے
یہ ہے کہ جب کوئی شے ظاہر ہوتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین صرح الشی یعنی وہ شے ظاہر ہوئی بصیلہم

ہین ہے الصرح بیت واحد مبنی منفرد اطول الضخامتین نے کہا صرح قصر ہے یا صحن خانہ یا بلاط جو کہ شیشے سے بنایا جاتا ہے
اصل اسکی تصریح سے ہے اور تصریح بمعنے کشف ہے لَعَلِّیٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ شاید مین پہونچون اسباب کو یعنی
راہون کو ایک آسمان سے طرف دوسرے آسمان کے قتادہ و زہری و سُدی و اخفش نے کہا کہ اسباب سے مراد
ابواب ہین یعنی اُس کے دروازے جو کہ اُسکی طرف موصل ہین اسباب السموات بیان ہے اسباب کا اس لیے کہ
شے جب ابہام کی جاتی ہے پہر تفسیر کی جاتی ہے تو نفوس مین زیادہ ترجمتی ہے اور اُسکی شان کی زیادہ تر فخامت
و بزرگی ہوتی ہے یا بدل ہے اسباب سے اخفش نے اس آیت کی تفسیر کے وقت زہیر کی یہ بیت پڑہی ہے

وَلَوْ رَامَ اَسْبَابَ السَّمَآءِ بِسُلَّمٖ		وَمَنْ هَابَ اَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهٗ

یعنی جو کوئی ڈرے موتون کے اسباب سے تو وہ اُسکو پہونچین گے اگرچہ قصد کرے آسمان کے دروازون
کا ساتھ زینے کی مطلب یہ ہے کہ اسباب بمعنی ابواب ہے کسی نے کہا ابواب السموات وہ امور ہین جن سے تک کیا
جاتا ہے شعبی نے کہا اسباب سے مراد طرق و ابواب ہین اور وہ شے جو انکی طرف مؤدی ہو اور ہر شے جو تجہے کسی شے
کی طرف پہونچاوے تو وہ اُسکی طرف سبب ہے مثلا رسی ڈول سبب ہین پانی بہرنے کی قلم دوات کاغذ سبب
ہین لکہنے کی فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى جمہور نے برفع پڑہا ہے ابلغ پر عطف کیا ہے اس بنا پر داخل ہے
ترجی کے تحت مین معنی یہ ہین کہ شاید مین پہونچون اسباب السموات کو اور شاید مین مطلع ہون بعد اس کے یعنی
معبود موسی کی طرف نظر کرون اور اُسکے حال پر اطلاع پاؤن اعرج سلمی وغیرہ نے بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب ہے
ابن لی کے امر کا یہ رائے ہے بصریون کی یا بنا بر جواب ترجی جیسا کہ ابو عبید وغیرہ نے کہا ہے اور یہ رائے ہے
کوفیون کی نحاس نے کہا نصب کے معنی خلاف معنی رفع ہین اس لیے کہ نصب کے یہ معنی ہین کہ جب مین اسباب
کو پہونچون گا تو مطلع ہو جاؤن گا اس کے سوا اور کچہہ بہی کہا ہے اس مین دلیل ہے اسبات پر کہ فرعون بڑا ہی
جاہل تہا اور حقائق اشیا کے سمجہنے سے نہایت ہی دور پڑا ہوا تہا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا یعنی اور بیشک مین البتہ
گمان کرتا ہون موسی کو جہوٹا اس دعوی مین کہ اُسکا ایک معبود ہے میرے سوا استوی عرش پر فوق السموات
یا رسالت مین جسکا وہ دعوی کرتا ہے فرعون نے جو یہ بات کہی سو واسطے ملمع کاری و مکاری کے اور
خلط ملط کرنیکے اپنی قوم پر ورنہ وہ تو جانتا پہچانتا اعتقاد رکہتا تہا حقیت اِلٰہ کا اور اسکا کہ وہ کسی جہت مین
نہین ہے لیکن اُس نے اپنی قوم پر خلط ملط کرنیکا ارادہ کیا اس لیے کہ اُسکو وسیلہ کرے اُن کو باقی رہنے کا کفر پر
سو گویا وہ یون کہتا ہے کہ اگر معبود موسی کا موجود ہوتا تو اُس کے واسطے کوئی محل ہوتا اور اُسکا محل زمین
ہوتی یا آسمان اور ہمنے اُسکو زمین مین نہ دیکہا تو اب یہ باقی رہا کہ وہ آسمان مین ہو اور آسمان کی طرف پہونچ نہین
سکتے ہین مگر زینے کی ذریعہ سے کذا قالہ الخفاجی یہ تو سُن چکے اب ذرا شیخ محی الدین محشی بیضاوی شریف

کابیان واضح سنوتا کہ مطلب آیت کا ذہن مین خوب جم جائے فرماتے ہین اگر پہلے ہی سے یون کہدیا جاتا
کہ لعلی ابلغ اسباب السموٰت تو مقصود پورا ہوجاتا مگر فرعون نے اول تو اسباب کا ذکر کیا بطور ابہام پہر اسباب
السموٰت سے اُنکو واضح کیا واسطے دو فائدون کے اول فائدہ تو تفخیم شان اسباب ہے جن کے پہونچنے کی اُس نے
آرزو کی ہے اس لیے کہ ایضاح شے کا بعد اُسکے ابہام کے جو ہوتا ہے سو واسطے اُسکی شان کی اعتنا و اہتمام کے اور اسکی
جلالت قدر پر آگاہ کرنے کے دوسرا فائدہ مشتاق کرنا سامع کا ہے طرف معرفت اسباب کے کیونکہ نفس جس شے کو
نہین پہونچتا ہے اُسکی طرف بغایت آرزومند ہوتا ہے سو اسباب کا ذکر مبہم کیا تاکہ اسباب سے جو مراد ہی اُسکی
معرفت کی طرف ہامان کا نفس مشتاق ہو پہر انکی توضیح کردی تاکہ انکا وارد کرنا ایسی نفس پر ہو جو کہ بیدار
ہوشیار مشتاق ہوچکا ہے طرف اُنکی معرفت کے تو جو اُن کے وارد کرنے سے مقصود ہے وہ حاصل ہوجائے اور
فرعون نے جو ہامان کو قصر بنانے کا حکم دیا سو ظاہر یہ ہے کہ اُسنے کچھہ یہ قصد نہین کیا کہ وہ اسکے واسطے
کوئی بناے رفیع بنائے جس سے وہ آسمان کیطرف چڑھے کیونکہ فرعون ان دیوانون مین سے نہ تہا جو بالبداہت
اُسکے امتناع کو نہین جانتے ہین ورنہ اللہ پاک کی طرف سے یہ بات صحیح نہ ہوتی کہ وہ اسکی طرف کوئی رسول بہیجے
اور اُس پر ایمان لانیکا اور اُسکے حکم کی بجاآوری کا اُسکو مکلف کرے اور اسکی طرف سے یہ حکایت نہ فرمائی کہ
اُسکی طبیعت سخت ہے اور اسراف مین اُسکو علو ہی اور ہمارا یہہ کہنا کہ اس بات کا امتناع بالبداہت معلوم ہے سو اس
لیے کہ ہر کوئی بالبداہت اس بات کو جانتا ہے کہ بشر کی قدرت مین یہ امر نہین ہے کہ وہ ایسا محل بنائے جو بلند
تر ہو بلند تر جبال سے اور جو شخص نظر کرے طرف آسمان کے اُس پہاڑ کے نیچے سے جو کہ بلند ترین جبال ہے
پہر آسمان کی طرف نظر کرے اُس پہاڑ کی چوٹی سے تو وہ آسمان کی نسبت مین اپنی طرف کسی طرح کا تفاوت
نہ پائیگا باین طور کہ ایک حالت مین تو آسمان اسکی طرف زیادہ تر قریب ہے بہ نسبت اُسکی دوسری حالت
مین باوجود اس علم کے عاقل کیونکر قصد کریگا اسکا کہ ایک ایسا مکان بنائے جس سے آسمان کی طرف چڑہ جائے
حالانکہ وہ عقلا مین سے تہا تو اب اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ اس کی طرف ایسے قصد کی نسبت کی جائے
اگرچہ بعض مفسر اس طرف گئے ہین کہ فرعون نے محل بنانیکا قصد کیا اور اسکے بنا کی کیفیت مین ایک طویل حکایت
ذکر کی ہے چونکہ یہہ قول بعض کا بغایت بعید تہا اس لیے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالی نے اسکی توجیہ مین دو وجہین
ذکر کی ہین اول یہ ہے کہ مراد فرعون کی صرح سے رصد ہے جائے بلند مین اور اسباب سے مراد تارے ہین
جو کہ اسباب سماوی ہین جن سے توصل کیا جاتا ہے طرف اطلاع کے حوادث ارضی پر اور اُسکا مطلع ہونا اُنکے
پر سو اس سے یہ مراد ہو کہ مطلع ہو اسپر کہ آیا اُسنے موسیٰ علیہ السلام کو بہیجا ہے یا نہین دوسری وجہ یہ ہے
کہ فرعون فرقۂ دہریہ مین سے تہا دہریہ ایک فرقہ ہے اگلون مین کا یہ لوگ صانع مدبر عالم قادر کے منکر

ہین اور خیال کرتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے موجود چلا آیا ہے بدون اس کے کہ نسبت کیا جاے طرف کسی صانع
کے جو کہ خارج ہو مجموع من حیث ہو مجموع سے اور مثلا حیوان نطفہ سے اور نطفہ حیوان سے ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہو
نہ طرف کسی نہایت کے یہہ لوگ زندیق ہین اور فرعون انہین مین سے تہا غرض اسکی اس کلام سے شبہہ کا وارد
کرنا ہے نفی صانع مین جو کہ معبود عالم ہے تقریر اُس کی یہ ہے کہ ہم نہین دیکہتے ہین ایسی شئی جسپر حکم لگائین
کہ وہ الہ عالم ہے پہر کیونکر ہم حکم کرین اُس شے کی وجود کا جسکو ہم نے نہین دیکہا ہم جو اسکو نہین دیکہتے ہین
سو اس لیے کہ اگر وہ موجود ہوتا تو آسمان مین ہوتا اور جو شے آسمان مین ہے اُسکو زمین والے نہین دیکہ سکتے
مگر آسمان پر چڑہنے سے اور آسمان کی طرف چڑہنے کی ہم کو کوئی راہ نہین ہے تو اب ہم کو کوئی راہ
نہین ہے طرف دیکہنے اس معبود کے جو کہ رب ہے موسی کا اور حکم کرنا اسکی وجود کا نہین ہے مگر بسبب تقلید
ایک شخص کے جسکو ہم جانتے نہین ہین کہ آیا وہ سچا ہے یا جہوٹا پہر فرعون نے مبالغہ کرنا چاہا اس امر کی بیان ۹
کرنے مین کہ آسمان کی طرف چڑہنا ممکن نہین ہے پس اُس نے ہامان کو حکم دیا کہ اسکے لیے ایک محل بنائے
جس سے وہ آسمان کی طرف چڑہے تاکہ معترف ہو اپنے عاجز ہونیکا اس سے باوجود اُس کے کہ وہ اقدر اہل الارض
ہے تو آسمان کی طرف چڑہنے کا امتناع ثابت ہو جائے اور اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ الہ عالم کی طرف وصول بطریق
رؤیت و احساس ممتنع ہے حالانکہ یہ شبہہ فاسد ہے کیونکہ طریق علم کے تین ہین حس سلیم و خبر صادق و نظر عقل اور یہ
بات کہ حس کا اللہ تعالی کی معرفت کی طرف طریق ہونا ممتنع ہے اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ اسکی معرفت مطلقاً
ممتنع ہے حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون سے یہ بات بیان کر دی کہ اللہ تعالی کی معرفت کی طرف جو راہ ہے
سو وہ یہی نظر و استدلال ہے ساتہ آثار کے کما قال ربکم و رب آبائکم الاولین و قال رب
المشرق والمغرب مگر فرعون نے یہ بسبب اپنی خبث و مکر کے اس سے تغافل کیا اور جاہلون کی طرف یہ
شبہہ ڈالا کہ جب اس معبود کے احساس کی طرف راہ منتفی ہے تو واجب ہے اسکی نفی کرنا اور تکذیب اس شخص
کی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اسکی طرف سے رسول ہے وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ
عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ یعنی جس طرح کہ شیطان نے فرعون کو یہ بات اچہی کر دکہائی
کہ جاہلون کے گمراہ کرنے کو قول مذکور کہا اسی طرح اُس کو اُسکا برا کام اچہا کر دکہایا یعنی شرک و تکذیب اور
ہدایت کی راہ سے اسکو روکا پس وہ گمراہی مین بڑہتا رہا اور طغیان و سرکشی پر جما رہا اور نہین تہا مکر فرعون
کا آیات موسی علیہ السلام کے باطل کرنے مین مگر خسارہ و ہلاک مین حضرت ابن عباس نے فرمایا تباب یعنی
خسران ہے یعنی نقصان و زیان اسی معنی سے تبت یدا ابی لہب ہی جمہور نے صد کو بفتح صاد و
دال پڑہا ہے یعنی روکا فرعون نے لوگون کو راہ ہدایت سے اور کوفیون نے بضم صاد و بصیغہ مجہول ابو عبید

وابو حاتم نے اسکو اختیار کیا ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہو کہ زین مین جو قرار کا اجماع ہے صیغہ مجہول پر سو یہ اسکے مطابق ہے یہ دونون قراتین سبعیہ ہین یحیی بن وثاب وعلقمہ نے صد بکسر صاد پڑہا ہے اور ابن ابی اسحق وعبد الرحمن بن ابی بکر نے بفتح صاد وضم دال منون اس بنا پر کہ مصدر ہے معطوف ہے سوء عملہ پر اسے زین لہ الشیطان سوء العمل والصد مزین شیطان ہے یہ بسبب انکے وسوسے کی کقولہ تعالی وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ یا اللہ پاک ہے کما قال تعالی وَزَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ معتزلہ نے چونکہ تزیین وصد کی نسبت کرنے کا اللہ پاک کی طرف انکار کیا تو کہا مزین و صاد شیطان ہی ہے اور ہم یون کہتے ہین کہ اگر مزین فرعون کے واسطے شیطان ہی ہو تو شیطان کے واسطے مزین اگر اور شیطان ہو لا الی النہایہ تو شیاطین مین تسلسل لازم آوے گا یا دور حالانکہ یہ باطل ہے اور جب یہ باطل ہوا تو واجب ہوا انتہا اسباب ومسببات کا طرف واجب الوجود کے اور اللہ ہی حقیقی فاعل ہے اور آیت مذکور مین جو شیطان کی طرف نسبت تزیین کی کی ہے سو این اعتبار ہے کہ اسکو دخل ہے بسبب اسکو وسوسہ کے غرضکہ مرد مومن نے پہر تذکیر وتحذیر کی طرف رجوع کیا جس طرح کہ اللہ پاک نے اُس کی طرف سے یہ حکایت فرمائی ہے وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اور کہا اس ایمان وارنے اے قوم میری راہ چلو پہونچا دون تمکو نیکی کی راہ پر اے قوم یہ زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا ہے اور وہ گہر جو پچھلا ہے وہی ہے ٹہیراؤ کا گہر جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاوے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بہلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاوین گے بہشت مین روزی پاوین گے وہان بے شمار لیکھے

ف مرد مومن اپنی قوم کے لوگون سے جو کہ متمرد وسرکش ہوئے اور دنیا کی زندگی کو اختیار کر بیٹھے جبار اعلی کو بہول گئے کہتا ہے اے قوم تم میری راہ چلو مین تمکو پہونچا دون نیکی کی راہ پر نہ جیسا کہ فرعون نے اپنے اس کہنے مین جہوٹ کہا وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ پہر انکو بے رغبت کیا دنیا مین جسکو وہ آخرت پر اختیار کر بیٹہے اور موسی علیہ السلام اللہ کے رسول کی تصدیق سے انکو باز رکہا پس کہا اے قوم یہ دنیا کی زندگی تو قلیل زائل فانی ہے عنقریب جاتی رہیگی مضمحل ہو جاوے گی اور آخرت جو ہے وہی جاؤ کا گہر ہے جسکو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ اُس سے کسی نوع کا انتقال نہ اُس سے اور کہین کوچ بلکہ یا تو نعیم ہے یا جحیم اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے کہ جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاوےگا

اُس کے برابر یعنے اُسکے مثل ایک اور جس نے کی ہے بہلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکہتا ہو سو وہ لوگ جاوینگی بہشت مین روزی پاوین گے وہان بے شمار یعنے جزا کے ساتہہ اسکا اندازہ نہ کیا جاوے گا بلکہ اللہ عز وجل انکو ایسا بہت سا ثواب دیگا جسکو نہ تمام ہوتا ہے نہ نبڑتا واللہ تعالی ہو الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر اللہ پاک ہم کو تم کو عمل صواب کی توفیق دے صواب یہ ہے کہ عمل موافق سنت کے ہو اور خلاص کے ساتہہ ہو اس سے خاص اللہ پاک کی ذات مقصود ہو ریا وسمعہ یا اور کوئی غرض نہ ہو ایسے عمل کا ثواب بیحساب ملتا ہے اللہم وفقنا آمین

ف اولی یہ قول ہے کہ یہ آیت منجملہ قول مومن ہی کی ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے قول سے ہے **اتبعون** مصحف مین بدون یا واقع ہوا ہے اور اسی طرح ابو عمرو و نافع نے وقف مین بحذف یا اور وصل مین باثبات یا پڑہا ہے اور یعقوب و ابن کثیر نے وصل و وقف مین باثبات یا باقی قرا نے وصل و وقف مین بحذف یا اثبات و حذف یا دونون قرات سبعیہ ہین یہ اثبات و حذف تو نظر لفظ ہی اور رسم مین محذوف ہی ہے اس لیے کہ یا آت زوائد سے ہے پس جس نے یا کو ثابت رکہا ہے تو بنا بر اصل ہے اور جس نے حذف کیا ہے سو اس لیے کہ وہ مصحف مین محذوف ہے **رشاد** کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بہ تشدید شین پڑہا ہے چنانچہ عنقریب فرعون کے قول مین گذر چکا ہے معنی یہ ہین اے قوم تم میرا اقتدا کرو دین مین اور عمل کرو میری نصیحت پر پہونچا دون گا تم کو راہ ہدی وصواب پر رشاد ضد ہی غی کی غی یعنی گمراہی ہے اس مین تعریض شبیہ بتصریح ہے طرف اسکی کہ فرعون اور اسکی قوم جس طریق پر ہین وہ گمراہی کی راہ ہے **متاع** کی تنوین واسطے تقلیل کے ہی یعنی اے قوم یہ جو زندگی دنیا کی ہے سو ایک ذراسی برتنے کی شے ہی جس سے چند دن برت لیا جاتا ہے پہر وہ منقطع و زائل ہو جاتی ہے پس اسکی طرف جہکنا اصل ہے شر کی اور منبع ہے فتنون کا اور سر ہے ہر بلا و آفت کا اور پچہلا گہر وہی ہے گہر استقرار و ثبات کا پس اُس سے کسی طرح کا انتقال نہین ہے کیونکہ وہ تو دائم ہے منقطع نہ ہو گا اور مستمر ہے زائل نہ ہو گا اور باقی بہتر ہے فانی سے **بعض عارفین** نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا سونا فانی ہوتی اور آخرت خزف باقی تو بہی خزف آخرت دنیا سے بہتر ہوتی پہر کیونکر بہتر نہ ہو گی حالانکہ دنیا تو خزف فانی ہی اور آخرت سونا باقی ہے **حضرت** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا ایک جمعہ ہی آخرت کے جمعون سے سات ہزار برس کا **ابن مردویہ** نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک حیات دنیا ایک متاع ہے اور نہین ہے اسکی متاع سے کوئی شے افضل صالح عورت سے کہ جب تو نظر کرے طرف اسکے تو وہ تجہے خوش کرے اور جب تو اس سے غائب ہو تو وہ تیری حفاظت کرے اپنی جان و مال مین **من عمل سیئۃ** الخ منجملہ کلام مرد مومن ہے یعنی جو کوئی کرے دار دنیا مین کوئی گناہ گناہون سے

کوئی سا گناہ ہو تو وہ جزانہ دیا جائے گا مگر مثل اس کے اور عذاب کیا جائے گا مگر بقدر اُسکے ظاہر شمول آیت کا ہے ہر
اس شے کو جسپر اسم سیئہ اطلاق کیا جاتا ہے کسی نے کہا کہ شرک کے ساتہ خاص ہے حالانکہ اُسکی کوئی وجہ نہین ہے
اور جس نے کیا کوئی عمل صالح مرد ہو یا عورت اور وہ عمل صالح کرنے والا مومن بہی ہو یعنی ایمان لائے والا اللہ پر اور
اُس شے پر جسکو اُس کے رسول لائے تو یہ لوگ جنہون نے جمع کیا درمیان ایمان و عمل صالح کے داخل ہونگے جنت
مین رزق دیے جائینگے وہان رزق واسع بغیر اندازہ و محاسبہ کے مقاتل نے کہا کہ انپر کسی طرح کا مواخذہ نہ
ہوگا اُس خیر مین جو انکو جنت مین عطا کی جائے گی کسی نے کہا کہ عمل صالح سے مراد لا الہ الا اللہ ہے جمہور
نے یدخلون کو بفتح یائے تحتیہ بصیغہ معروف پڑہا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے بصیغہ مجہول یہ دونو سبعیہ ہین پہر
مرد مومن نے مکرر اپنی قوم کو اللہ پاک کی طرف بلایا اور اپنے ایمان کی تصریح کی اور اگلی راہین نہ چلا وہ پہلے
کہ اپنی قوم کے وہم مین یہ بات ڈالتا تہا کہ وہ انہین مین سے ہے اور اُنکے وعظ و نصیحت کے درپے جو ہوا ہے
سو صرف اس خوف سے کہ جس بات کی موسی علیہ السلام انکو وعید سُناتے ہین کچہہ اس مین سے کہین اُنکو پہونچ
جائے جس طرح کہ اپنی قوم سے دوست آدمی کہتا ہے اُنکو ڈراتا ہے اُس شے مین واقع ہونے سے جس مین
واقع ہونے کا اُنپر خوف کرتا ہے اب کی بار ایسا نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا ذکر بتصریح کر دیا پس کہا وَيٰقَوْمِ مَا لِيٓ
اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا
فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ
لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ اور اے قوم مجہکو کیا ہوا ہے بلاتا ہون مین تمکو
بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجہکو آگ کی طرف تم بلاتے ہو مجہکو کہ منکر ہو وُن اللہ سے اور شریک ٹہراؤن
اُسکا جسکی مجہے خبر نہین اور مین بلاتا ہون تم کو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ
جسکی طرف مجہکو بلاتے ہو اُسکا بلاوا کہین نہین دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ کہ ہمکو پہر جانا ہے اللہ کے پاس
اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ کے لوگ سو آگے یاد کروگے جو مین کہتا ہون تمکو اور مین سونپتا
ہون اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ مین ہین سب بندے پہر بچا لیا موسی کو اللہ نے بُرے داؤن
سے جو کرتے تہے اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکہا دیتے ہین اُنکو صبح اور
شام اور جس دن اُٹہے گی قیامت داخل کرو فرعون والون کو سخت سے سخت عذاب مین ف اپنے

اوپر دہر کر کہا انکو سنایا **ف** یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اُسکا ٹہکانا دکہایا جاتا ہے اور قیامت کو اس مین بیٹہی
اور مومن کو بہشت انتہے **ف** مومن کہتا ہے کیا حال ہے میرا مین تو بلاتا ہون تم کو طرف نجات کے مراد پوجنا
ہے اللہ وحدہ لا شریک لہ کا اور سچا جانتا ہے اُس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جسکو اس نے بہیجا ہی
اور تم بلاتے ہو مجہکو طرف آگ کی تم بلاتے ہو مجہکو کہ منکر ہون اللہ کا اور شریک ٹہیراؤن اُسکا جسکی مجہے خبر نہین
یعنی بے جانے بوجہے بدون کسی دلیل کے اور مین تمکو بلاتا ہون طرف اُس ذات پاک کی جو کہ باوجود اپنی عزت و
غلبہ و کبر یا و بزرگی کے بخشدیتا ہے گناہ اُس شخص کا جو اُسکی طرف رجوع ہو **سُدی** و ابن جریر نے کہا کہ جرم
بمعنی حقا ہے ضحاک نے کہا لا کذب علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے بلی ان الذی تدعوننی الیہ من
الاصنام والانداد لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولا فی الآخرۃ یعنی ہان سچی پکی بات یہ ہے کہ بیشک جن بتون شریکون
کی طرف تم مجہے بلاتے ہو انکا بلاوا نہین دنیا مین نہ آخرت مین **مجاہد** نے کہا الوثن لیس لہ شے یعنی بت کے
واسطے کچہہ بہی نہین **قتادہ** نے کہا یعنی بت نہ نفع دیتا ہے نہ ضرر سدی نے کہا جواب نہین دیتا ہے اپنے
پکارنے والے کو نہ دنیا مین نہ آخرت مین معطل ہے کہ نکما بیکار رہے کسی مصرف کا نہین یہ آیت مثل اس آیت
کے ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ
دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ اور فرمایا اِنْ تَدْعُوْهُمْ
لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ **قولہ تعالی** وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ یعنی اور پکی
بات یہ ہے کہ بیشک پہر جانا ہمارا طرف اللہ کے ہے دار آخرت مین پہر وہ بدلا دیگا ہر ایک کو اس کے عمل کا اور
اسی لیے یون کہا وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ یعنی اور پکی بات یہ ہے کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ
کے لوگ یعنی ہمیشہ رہنے والے اس مین بسبب اپنی زیادتی کے وہ زیادتی یہی ہے کہ اللہ عز وجل کے ساتہ
شرک کیا پس آگے تم یاد کروگے جو مین کہتا ہون تم کو یعنی آیندہ تم جان لوگے سچائی اُس بات کی جسکا مین نے
تمکو امر کیا اور جس سے مین نے تم کو نہی کی اور تمہاری خیر خواہی کی اور کہول کر تم سے بیان کر دیا اور تم اُسکو
یاد کروگے اور پشیمان ہوگے وہان جہان تمکو پشیمانی نفع نہ دیگی اور مین سونپتا ہون اپنا کام اللہ کو اور اسپر بہروسا
کرتا ہون اور اُس سے مدد چاہتا ہون اور تم سے قطع کرتا ہون اور تم سے دوری اختیار کرتا ہون بیشک
اللہ پاک خوب دیکہنے والا ہے سارے بندون کو پس وہ راہ بتاتا ہے اُسکو جو راہ بتانے کا مستحق ہے اور بہٹکاتا
ہے اُسکو جو بہٹکانے کے لائق ہے حجت بالغہ و حکمت تامہ و قدرت نافذ اُسی کو ہے پہر بچا لیا اُسکو اللہ نے برے
داؤن سے جو کرتے تہے یعنی دنیا و آخرت مین دنیا مین تو یون کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتہ اُسکو نجات
دی اور آخرت مین یون کہ جنت عطا فرمائی اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب وہ یہی اُنکا ڈوبنا ہے

دریا مین پہر وہان سے نقل کرتا ہے طرف دوزخ کے اس لیے کہ اُنکی روحین پیش کی جاتی ہین آگ پر صبح وشام قیامت قائم ہونے تک پہر جب قیامت کا دن ہوگا تو اُنکی روحین اور جسم آگ مین جمع ہو جاوینگے اسی لیے یون فرمایا ہے اور جسدن قائم ہوگی قیامت داخل کرو فرعون والون کو اشد عذاب مین یعنی ایسا عذاب جو کہ سخت تر ہے درد والے مین اور بزرگ تر ہے نکال مین اہل سُنت کثرہم اللہ تعالی نے جو استدلال کیا ہے عذاب برزخ پر قبور مین سو یہ آیت یعنی قولہ تعالی اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا اس باب مین ایک اصل کبیر ہے لیکن یہان ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ بیشک یہ آیت مکی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے عذاب قبر پر برزخ مین امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت اُنکی خدمت کیا کرتی تہی پس نہین کرتین حضرت عائشہ طرف اُسکے کوئی نیکی مگر وہ اُن سے کہتی وقاکِ اللہ عذاب القبر یعنی اللہ تمکو عذاب قبر سے بچائے مطلب یہ ہے جب وہ اُسکے ساتہ کچہ احسان کرتین تو وہ یہی دعا دیتی تہی حضرت عائشہ فرماتی ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجہپر داخل ہوئے تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہے واسطے قبر کے کوئی عذاب قبل روز قیامت کہ آپنے فرمایا نہین کس نے اسکا زعم کیا عرض کیا کہ اس یہودنے یہ مین نہین کرتی ہون طرف اسکے کوئی نیکی مگر وہ کہتی ہے وقاکِ اللہ عذاب القبر آپنے فرمایا جہوٹ کہا یہود نے اور وہ اللہ پر بڑے جہوٹ باندہنے والے ہین نہین ہے کوئی عذاب ورے روز قیامت کے پہر آپ ٹہیرے بعد اس کے جس قدر چاہا اللہ نے کہ ٹہیرے پہر آپ نکلے ایک دن دوپہر کے وقت اپنا کپڑا اوڑہے ہوئے سُرخ ہو رہی تہین آپکی دونون آنکہین اور اپنی بلند آواز سے ندا فرماتے تہے کہ قبر مثل ٹکڑون اندہیری رات کے ہے اے لوگو اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو روؤ بہت اور ہنسو تہوڑا اے لوگو پناہ مانگو اللہ کے ساتہ عذاب قبر سے پس بے شک عذاب قبر کا حق ہے وَ هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے اُن سے سوال کیا تو اُنہون نے اُسکو دیا پس اُس نے اُن سے کہا وقاکِ اللہ من عذاب القبر تو حضرت عائشہ نے اسکو اوپرا سمجہا پہر جب اُنہون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا تو آپ سے عرض کیا پس آپنے فرمایا نہین حضرت عائشہ نے کہا پہر ہم سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اس کے اور بیشک شان یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف میری کہ بیشک تم مفتون ہوتے ہو اپنی قبرون مین وهذا ايضا على شرطهما پس کہتے ہین پہر کیا جمع ہے درمیان اس حدیث کے اور اس کے کہ آیت مکی ہے اور اُسمین دلالت ہے عذاب برزخ پر سو اسکا یہ جواب ہے کہ آیت اس پر دال ہے کہ روحین صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہین برزخ مین اور اسمین اس بات پر دلالت نہین ہے

کہ ارواح کا دردمند ہونا اس دردمندی کا اتصال انکے جسموں کے ساتھہ ہوتا ہی جو کہ قبرون مین ہین کیونکہ ہو سکتا ہے
کہ یہہ روح کے ساتھہ مختص ہو آپ ہی حصول اسکا واسطے جسم کے برزخ مین اور دردمند ہونا جسم کا بسبب تالم روح کی
سوا اسپر دال نہین ہے مگر سنت جو کہ احادیث مرضیہ مین مذکور ہے جنکا ذکر آگے آتا ہے **کبھی** یون کہتے ہین کہ یہ آیت
جو دال ہے سو صرف عذاب کفار پر برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ مومن عذاب کیا جائے اپنی قبر مین سبب
کسی گناہ کی اسکی ادلہ مین سوا ایک حدیث کے ہے جو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انپر داخل ہوئے اور انکی پاس ایک عورت تھی یہود کی اور وہ کہہ رہی تھی کیا تونے جانا کہ تم مفتون
ہوتے ہو اپنی قبرون مین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے اور فرمایا انما یفتن یہود یعنی مفتون تو یہود
ہوتے ہین حضرت عائشہ نے کہا پس ہم کئی رات ٹہیرے پہر آپ نے فرمایا خبردار بیشک تم مفتون ہوتے ہو قبرون مین
حضرت عائشہ نے فرمایا پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اسکے پناہ مانگتے تہے عذاب قبر سے وھکذا رواہ
مسلم بسندہ عن الزہری بہ **کبھی** یون کہتے ہین کہ آیت دال ہے عذاب ارواح پر برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم
آتا ہے کہ وہ متصل ہو ساتھہ جسمون کے جو کہ اپنی قبرون مین ہین پہر جب یہ بات مین بخصوصہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف وحی کی گئی تو آپنے اس سے پناہ مانگی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **بخاری** کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے یہ ہی کہ ایک یہودیہ انپر داخل ہوئی تو کہا نعوذ باللہ من عذاب القبر پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عذاب قبر کا پوچہا تو آپنے فرمایا ہان عذاب قبر کا حق ہے حضرت عائشہ نے فرمایا پہر مینے نہین
دیکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد اسکے کہ کوئی نماز پڑہی مگر پناہ مانگی عذاب قبر سے **پس** اس پر
کہ آپنے مبادرت فرمائی طرف تصدیق یہودیہ اس خبر مین اور اسپر تقریر کی اور سابق حدیثون مین یہ ہی کہ آپنے
اسکا انکار فرمایا یہان تک کہ آپکے پاس وحی آئی پس شاید یہ دونون دو قصے ہون واللہ سبحانہ تعالی اعلم حدیثین
عذاب قبر کی بہت سی ہین **قتادہ** نے غدوا وعشیا کی تفسیر مین کہا ہی صبح وشام جب تک دنیا باقی رہیگی انکی
توبیخ وسرزنش کے واسطے اور انکو ذلیل کرنے کو ان سے کہا جائیگا اے آل فرعون یہ تمہارے منازل ہین
ابن زید نے کہا وہ اسی مین ہین آج یعنی انکو صبح لے جاتے ہین اور شام کو لے جاتے ہین یہان تک کہ قیامت
قائم ہو **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک شہیدون کی روحین
سبز پرندون کی جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین اور بیشک مومنین کی بچون کی روحین
چڑیون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین پہر پہیر لیتی ہین طرف قندیلون کے جو
کہ عرش مین لٹکی ہوئی ہین اور بیشک روحین آل فرعون کی سیاہ پرندون کی جوفون مین ہین صبح کو جاتی
ہین جہنم پر اور شام کو جاتی ہین اس پر سو یہ ہی انکا عرض اور سدی نے بہی اسیطرح کہا ہے **حدیث** اسرا

مین بروایت ابوہارون عبدی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے اسمین فرمایا ہے پہر مجہے لے گئے ایک خلق کثیر کے خلق اللہ سے کچہہ مرد تہے ہر مرد اُن مین کا شکم اُسکا مثل خانہ سطبر کے بند ہے جکڑے ہوئے طوقون سے آل فرعون کی گذرگاہ پر اور آل فرعون پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح و شام اور جسدن قیامت قائم ہوگی داخل کرو آل فرعون کو سخت تر عذاب مین اور آل فرعون مثل اُن اونٹون کے ہین جنکو چراگاہ مین چرنے کو چہوڑتے ہین ہاتہہ پاؤن مارتے ہین پتہرون پر اور درختون پر اور عقل نہین رکہتے۔ **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین فرمایا نہین کا احسان کیا کسی محسن نے مسلم ہو یا کافر مگر اللہ تعالی اُسکو ثواب دیگا کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہے ثواب دینا اللہ کا کافر کو تو فرمایا اگر اس نے صلہ رحم کیا یا کوئی صدقہ دیا یا کوئی نیکی کی تو ثواب دیگا اُسکو اللہ تبارک و تعالی مال و اولاد و صحت اور مثل اسکے ہم نے عرض کیا پہر کیا ہے ثواب دینا اُسکا آخرت مین فرمایا عذابًا دون العذاب یعنی عذاب کی کمی ہوگی اور یہ آیت پڑہی ادخلوا آل فرعون اشد العذاب رواہ البزار فی مسندہ عن زید بن اخرم ثم قال لا نعلم له اسنادا غیر ھذا **ابن جریر** نے حماد بن محمد فزاری بلخی سے روایت کیا ہے کہا مین نے اوزاعی کو سنا اور اُن سے ایک شخص نے پوچہا پس کہا اللہ تجہپر رحم کرے ہم نے پرندون کو دیکہا ہے کہ وہ دریا سے نکلتے ہین ناحیہ بحر غرق کو سپید گروہ گروہ ہو کر نہین جانتا ہے انکی گنتی کو مگر اللہ عز و جل پہر جب شام ہوتی ہے تو لوٹتے ہین مثل اُنکے سیاہ۔ قال وَفَطِنْتُمْ اِلٰی ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ یعنی تم نے اس بات کو جانا ہے اُس شخص نے کہا ہان اوزاعی نے فرمایا بیشک یہ پرندے اُنکے پوٹون مین آل فرعون کی روحین ہین پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح و شام پہر وہ لوٹتے ہین اپنے گہونسلون کی طرف اس حال مین کہ اُن کے پر جل چکے اور سیاہ ہو گئے ہین پہر رات کو سفید پر اُبہر آتے ہین اور سیاہ جہڑ جاتے ہین پہر وہ صبح کو جاتے ہین غدوا و عشیا پہر لوٹ آتے ہین طرف اپنی گہونسلون کے سو یہ اُن کا طریقہ ہے دنیا مین پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی فرمائے گا ادخلوا آل فرعون اشد العذاب کہا اور کہتے ہین وہ چہہ لاکہ آدمی لڑنے والے سب تہے **امام احمد** نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک ایک تمہارا جبکہ مر تو پیش کیا جاتا ہے اُسپر ٹہکانا اُسکا صبح اور شام اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اہل جنت سے اور اگر اہل نار سے ہے تو اہل نار سے پہر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹہکانا ہے یہانتک کہ اُٹہاوے تجہکو اللہ عز و جل طرف اُسکی قیامت کے دن اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث مالک بہ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہو کہ ندائے ثانی مین حرف عطف کو ترک کیا اس لیے کہ وہ تفصیل ہے اجمال اول کی اور یہان حرف عطف ذکر کیا اس واسطے

کہ یہ ندا ویسی نہین ہے کیونکہ یہ کلام اول وثانی کے مبائن ہے پس اس مین واو عاطفہ کا لانا حسین ہوا اسی کو شل زمخشری
نے بہی فرمایا ہے یٰقَوْمِ مَالِیْ مین ندا کے مکرر لانے کا یہ فائدہ ہے کہ قوم کے ہوشیار کرنے مین اور خواب غفلت سے
اُن کے بیدار کرنے مین زیادتی ہو جاوے اور اسمین یہ ہی کہ مرد مومن آل فرعون سے ہو اور وہ اسکی قوم ہین معنی یہ ہین
کہ تم مجہے اپنی خبر دو کہ یہ کیا حال ہے کہ مین تمکو بلاتا ہون اس طرف کہ اللہ تعالی پر ایمان لاکر اور اسکے رسولون کا کہا
مانکر آگ سے بچو اور جنت مین داخل ہو اور تم مجہے بلاتے ہو طرف آگ کی بہ سبب شرک کی جسکو تم مجہسے چاہتے ہو کسی نے کہا معنے
یہ ہین مالکم ادعوکم جیسے تو کہتا ہے مالی اراک حزینا اے مالک پہر دونون کی تفسیر کی پس کہا کہ تم بلاتے ہو مجہکو کہ
مین منکر ہو ون اللہ کا اور شریک کرون اُس کے ساتہ اس شئے کو جسکا مجہے کچہ علم نہین یعنی جسکو شریک ہونے کا واسطے
اللہ کے مجہہ کو کسی طرحکا علم نہین مراد نفی علم سے نفی معلوم کی ہے بالکل مراد معبود ہی اسکی عبادت کا کیا ذکر ہے
دوسرا تدعوننی بدل ہے پہلے سے بطور بیان کے جملہ فعلیہ مین اسپر دلالت ہے کہ انکا بلانا باطل ہے اُسکے واسطے کوئی
ثبوت نہین ہے اور انا ادعوکم مین جملہ اسمیہ اس لیے ہی کہ اسکی دعوت کے ثبوت و تقویت پر دال ہو معنی یہ ہین
اور مین بلاتا تمکو طرف اُس ذات مقدس کے جو کہ غالب ہے اپنے کام پر اور لینے انتقام لینے مین کافرون سے اور
بڑا بخشنے والا ہے مومن و تائب کے گناہ کو لا جرم کی تفسیر سورہ ہود مین گزر چکی ہے جرم فعل ماضی بمعنی حق ہی اور
حرف لا جو اسپر داخل ہے واسطے نفی ورد کرنے اُس شی کے ہی جسکا انہون نے دعوی و زعم کیا ہے فاعل اس فعل کا
قولہ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ یعنی تمہارا مجہکو بلانا اور تمہارا دعوے
و خیال مردود ہے حق و واجب ثابت یہ بات ہی کہ بیشک جس شئے کی طرف تم مجہے بلاتے ہو اُسکے واسطے
کوئی بلاوا نہین دنیا مین و آخرت مین مطلب کہ اسکی دعوت کا بطلان حق و واجب ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین
نہین ہے واسطے اُس کے قبول کرنا کسی دعا کا جو نفع دے کسی نے کہا نہین ہی اسکے لیے کوئی بلانا جو اسکے واسطے الوہیت
کا موجب ہو کلبی نے کہا نہین ہے واسطے اسکے کوئی شفاعت کلمہ ما بمعنے الذی ہی تو اسکا حق یہ تہا کہ نون سے جدا لکہا
جاتا جیسا کہ قاعدہ ہے لیکن مصحف امام مین نون کے ساتہہ ہی لکہا ہوا ہے جیسا کہ ابن جزری نے اسطرف
اشارہ کیا ہے وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ معطوف ہے انما پر یعنی اور حق و واجب بات ہے کہ بیشک ہمارا مرجع و مصیر یعنے
پہر جانا طرف اللہ کے ہے اول تو مر کر پہر آخر کو مبعوث ہو کر پس وہ جزا دیگا ہر ایک کو اُس خیر و شر کی جسکا وہ مستحق
ہے وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ بہی انما پر معطوف ہے یعنی اور حق و واجب بات ہے کہ بیشک کثرت
سے کرنے والے معاصی اللہ کے وہی ہین دوزخ کے مصاحب قتادہ و ابن سیرین نے کہا کہ مراد مسرفین سے مشرکین
ہین مجاہد و شعبی نے کہا کہ سفہا و کثرت سے ناحق خونریزی کرنے والے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول
بہی یہی ہے عکرمہ نے کہا کہ جبارین متکبرین ہین کسی نے کہا وہ ہین جو کہ اللہ پاک کی حدود سے آگے بڑہے مسرفین

ایک ایسا کلمہ ہے کہ یہہ سب اُسی اس مین داخل ہین پہر جب مرد مومن وعظ کرتے کرتے یہان تک پہونچا تو اپنی بات
کو ایک خاتمہ لطیف سے ختم کیا پس کہا فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ یعنی اب آیندہ تم یاد کروگے اُس بات کو جو
مین تم سے کہتا ہون جبکہ تم پر عذاب نازل ہوگا اور جان لوگے کہ مین تمہارے وعظ و نصیحت مین مبالغہ کیا یہ
ایک عجیب مجمل مبہم کلام ہے اس ابہام و اجمال مین وہ تخویف و تہدید ہے جو مخفی نہین ہے قولہ وَأُفَوِّضُ
أَمْرِي إِلَى اللَّهِ کلام مستانف ہے یعنی مین توکل کرتا ہون اللہ پر اور اپنا کام اُسکو سونپتا ہون کہتے ہین یہ اُس نے
جب کہا کہ اُسکو ایذا دینے کا ارادہ کیا مقاتل نے کہا کہ یہہ مومن پہاڑ کی طرف بہاگا تو اُسکو طلب کیا پس اُس پر
قابو نہ پایا کسی نے کہا کہ قائل اس قول کے حضرت موسی علیہ السلام ہین والاول اُولی إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ
بیشک اللہ پاک کو بندونکی خوب خبر ہے محق کو مبطل سے جانتا ہے فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا یعنی جن بُرے
مکر کا اُس کے ساتہہ ارادہ کیا اور جس طرح طرح کے عذاب کرنے کا اپنے مخالف کے ساتہہ قصد کیا اللہ پاک نے اس
سب سے اُسکو بچا لیا قتادہ نے کہا کہ بنی اسرائیل کے ساتہہ غرق سے اللہ تعالی نے اُسکو نجات دی وَحَاقَ بِآلِ
فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ یعنی احاطہ کیا آل فرعون کا بُرے عذاب نے اور اُنپر نازل ہوا کسائی نے کہا جب
کوئی شے نازل و لازم ہو تو محاورے مین بولتے ہین حاق یحیق حیقاً و حیوقاً کلبی نے کہا کہ ڈوبے دریا مین اور
داخل ہوئے آگ مین مراد آل فرعون سے فرعون اور اُسکی قوم ہے اُسکی تصریح نہ کی اسلیے کہ قوم کے ذکر سے اُسکے
ذکر کا استغنا ہوگیا کیونکہ وہ قوم سے بڑہکر عذاب کا مستحق تہا یا مراد آل فرعون سے خود فرعون ہے قول اول اولی
ہے اس لیے کہ دنیا مین وہ سب غرق کے ساتہہ عذاب دیے گئے اور آخرت مین آگ کے ساتہہ معذب ہونگے اول
اللہ پاک نے سوء العذاب کو مجمل ذکر کیا پہر اُسکو بیان فرمایا النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا پس
رفع النار کا بنا بر بدل ہے سوء العذاب سے کسی نے کہا خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا مبتدا ہے خبر اُسکی یعرضون ہے
لیکن اول اولی ہے اور اسی کو زجاج نے راجح کہا ہے اخیر کی دو وجہ پر جملہ مستانفہ جواب ہوگا سوال مقدر کا گویا کسی
نے کہا کہ سوء العذاب کیا ہے سو یہ اُسکا جواب ہے کہ النار کسی نے النار کو بنصب پڑہا ہے بر تقدیر فعل جسکی تفسیر یعرضون
کرتا ہے من حیث المعنی اے یصلون النار یعرضون علیہا یا بنا بر اختصاص فرا نے مجر بہی جائز رکہا ہے اس بنا پر
کہ عذاب سے بدل ہو معنی یہ ہین کہ پیش کی جاتی ہین روحین انکی نار پر صبح و شام اُن کے مرنے سے لے کر قیامت
قائم ہونے تک عرض سے مراد اُن کا جلانا ہے آگ سے محاورے مین یون ہے کہ جسوقت امیر قیدیون کو تلوار سے
قتل کرے تو اُس وقت کہتے ہین عرض الامیر الاساری علی السیف مطلب یہ کہ ان دو وقتون مین آگ سے انکو عذاب
کیا جاتا ہے اور اُن کے مابین مین یا تو اور جنس کے عذاب سے معذب ہوتے ہون یا انکو چہٹی ملتی ہو یہ بہی جائز
ہے کہ صبح و شام سے مراد دوام ہو بعض اہل علم نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے اعاذنا اللہ

تعالی منہ بمنہ وکرمہ آمین وبہ قال مجاہد وعکرمۃ ومحمد بن کعب کلہم صاحب فتح البیان وترجمان القرآن رحمہ اللہ المنان
نے کتاب ثمار التنکیت فی شرح ابیات التثبیت مین اسکی خوب تحقیق فرمائی ہے جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا ورحمہ رحمۃ واسعۃ
پہر جمہور اسطرف گئے ہین کہ یہ عرض برزخ مین ہے کسی نے کہا کہ آخرت مین فرا نے کہا کہ آیت مین تقدیم وتاخیر ہوگی
ای ادخلوا آل فرعون اشد العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا حالانکہ اس تکلف کی طرف کوئی ملجی نہین ہے
اسواسطے کہ قولہ تعالی وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ مین واضح دلالت ہے
اسپر کہ یہ عرض جو ہے سو برزخ مین ہے یعنی جسدن قیامت قائم ہوگی تو فرشتون سے کہا جائیگا کہ داخل کرو آل فرعون
کو اشد العذاب مین مراد عذاب نار ہے کیونکہ یہ زیادہ تر سخت ہے اس عذاب سے جسمین وہ تہے کسی نے کہا کہ مراد
انواع عذاب ہین بعض انواع بعض سے سخت تر ہین سوائے ان نوعون کے جن کے ساتہ وہ معذب ہوتے تہے جب
کہ غرق کیے گئے حمزہ وکسائی ونافع وحفص نے ادخلوا بقطع ہمزہ وکسر خا پڑہا ہے یہ قرارت بر تقدیر قول ہے جیسا
کہ ترجمہ مین گذرا ہے باقی قرا نے ادخلوا بہمزہ وصل پڑہا ہے دخل یدخل سے اس مین امر ہے آل فرعون کو
دخول کا بتقدیر حرف ندا اے ادخلوا یا آل فرعون اشد العذاب یعنی داخل ہو اے آل فرعون سخت سے سخت عذاب
مین بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے آل فرعون کے قصے کو آیت مذکورہ پر ختم کیا اور اس مین احوال نار کا بیان آگیا تو
بعد اس کے ان مناظرون کا قصہ ذکر فرمایا جو درمیان رؤسا واتباع کے ہون گے پس ارشاد کیا وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ
فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا
مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ
فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ اور جب آپس مین جہگڑین گے آگ ع ۵ ۱۴ ۱۰
مین پہر کہین گے کمزور غرور کرنے والون کو ہم تہے تمہارے پیچہے پہر کچہ تم ہم پر سے اٹہا لوگے حصہ آگ کا کہینگے جو غرور کرتے
تہے ہم سب ہی پڑے ہین اسمین اللہ فیصلہ کر چکا بندون مین اور کہین گے جو لوگ پڑے ہین آگ مین دوزخ کے
داروغون کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کرے ایک دن تہوڑا عذاب وہ بولے کیا نہ آتے تہے تم پاس تمہارے رسول
کہلی نشانیان لے کر کہینگے کیون نہین بولے پہر پکارو اور کچہ نہین پکارنا کافرون کا مگر بہٹکنا ف۱ یعنی اب
جگہہ نہین رہی کہ کوئی کسی کے کام آوے ف۲ دوزخ کے فرشتے کہین گے سفارش کرنی ہمارا کام نہین ہم تو
عذاب پر مقرر ہین سفارش کام ہے رسولون کا سو رسولون سے تم برخلاف رہے تہے انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے اہل نار کے باہم حجت کرنے کی نار مین اور انکے جہگڑنیکی فرعون اور اسکی قوم ہی انکے جملے سے ہین
پس اتباع کہینگے اپنے پیشواؤن اور سردارون اور بڑون سے کہ ہم تو تمہاری تابع تہے یعنی دنیا مین جس کفر وگمراہی

کی طرف تم سے نے ہم کو بلایا ہم نے اس مین تمہاری اطاعت کی سو کیا تم ہو دفع کرنے والے ہم سے کوئی حصہ آگ کا کہ اسکو ہم سے اٹھا لو تو وہ کہینگے کہ ہم سب اس مین ہین یعنی ہم تم سے کچھ نہ اٹھا ئینگے ہم کو تو ہی عذاب و نکال کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور جسکو ہم نے اٹھایا ہے اللہ تو فیصلہ کر چکا بندون مین یعنی اسنے ہم مین عذاب بانٹ دیا بقدر اسکے جسکا ہم مین سے ہر ایک مستحق ہے کما قال تعالی لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور جب دوزخیون نے یہ بات جان لی کہ اللہ عز وجل انکی دعا نہ سُنے گا اور نہ قبول کریگا بلکہ وہ تو یون فرما چکا کہ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ تو خازنون سے جو کہ مثل داروغون کے ہین واسطے اہل نار کے یہہ سوال کرینگے کہ وہ اُن کے واسطے اللہ تعالی سے دعا کرین اس بابت مین کہ کافرون سے عذاب کی تخفیف کرے گو ایک ہی دن کی ہو تو خازن لوگ اُنپر رد کر کے یون کہینگے کیا تم یہ کہتے ہو اور نہین آتے تہے تمہارے پاس رسول تمہاری بینات لیکر یعنی کیا حجتین قائم نہین ہو چکین تم پر دنیا مین رسولون کی زبان پر کہینگے کیون نہین فرشتے کہینگے پہر تم پکارو یعنی اب خود تم اپنے واسطے دعا کرو ہم تو نہ تمہارے واسطے دعا کرین نہ تمہاری بات سنین نہ تمہاری خلاصی کو دوست رکہین اور ہم تو تم سے بیزار ہین پہر ہم تمکو یہ خبر دیے دیتے ہین کہ تم پکارو یا نہ پکارو دونون برابر ہین نہ تمہاری دعا قبول ہو گی نہ تم سے تخفیف کیجائیگی اسی لیے فرشتون نے یون کہا اور نہین ہے پکارنا کافرون کا مگر ضلال مین یعنی جانے مین نہ مقبول و مستجاب ہو گا بیکار جائے گا کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہہ ہے کہ کلمہ اذ ظرف ہے ذکر محذوف سے منصوب ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب ہے کہ نار مین کفار کے باہم جہگڑنیکا وقت اپنی قوم سے ذکر کر پہر اللہ پاک نے اس جہگڑنے کو بیان فرمایا کہ وہان کیون جہگڑین گے ضعیف کمزور تابع لوگ کہین گے اُن لوگون سے جنہون نے انبیا کے واسطے فرمانبردار ہونے اور پیروی کرنے سے تکبر کیا یہ لوگ کفر کے سردار ہین کہ ہم تو تمہارے تابع تہے سو تم نے ہم کو لے کر لوگون پر تکبر کیا اب کیا تم دفع کرو گے ہم سے کوئی حصہ آگ کا یا اسکو ہمارے ساتھ اُٹھاؤ گے **تبع** جمع ہے تابع کی جیسے خدم جمع ہے خادم کی یا مصدر ہے کہ اسم فاعل کے موقع مین واقع ہوا ہے یعنی تابعین یا بنا بر حذف مضاف ہے ای ذوی تبع یعنی صاحب پیروی بصریون نے کہا ہے کہ تبع واحد و جمع دونون ہوتا ہے کوفی کہتے ہین کہ جمع ہے اسکا واحد نہین ہے **نصيبا** کا نصب فعل مقدر سے ہے جسپر مغنون دال ہے ای بل تدفعون عنا نصیبا یا خود مغنون عامل ہے اس بنا پر کہ حاملون کے معنی کو متضمن ہے ای ہل انتم حاملون معنا نصیبا اور من النار صفت ہے نصیبا کی ای نصیبا کائنا من النار جملہ **قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَا** مستانفہ جواب سوال مقدر ہے گویا کسی نے کہا کہ مستکبرین نے ضعفا کو کیا جواب دیا سو یہ اسکا جواب ہے کہ اُنہون نے کہا کہ ہم سب اسمین ہین جمہور نے کل برفع پڑھا ہے بنا بر ابتدا اور فیہا اسکی خبر ہے اور جملہ خبر ہے اِنَّ کی یہ قول اخفش کا ہے ابن سمیفع و عیسی بن عمر نے کلا بنصب پڑھا ہے

[illegible]

کسائی و فراء نے کہا کہ نصب اس بنا پر ہے کہ اسم انَّ کی تاکید ہے یعنی کلنا اور تنوین عوض ہے مضاف الیہ سے
کسی نے کہا کہ منصوب بنا بر حال ہے ابن مالک نے اسکو ترجیح دی ہے معنی یہ ہین کہ بیشک ہم اور تم جمیعًا جہنم مین ہین
پہر ہم کیونکر تم سے دفع کرین اور اگر ہم قادر ہوتے تو ہم اپنی ہی جانون سے دفع کرتے بیشک اللہ فیصلہ کر چکا
ہے درمیان بندون کے باین طور کہ ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک گروہ دوزخ مین سو اب کوئی کسی
سے کچھ دفع نہین کرسکتا ہے پس اسوقت تابعین کو متبوعین سے یاس حاصل ہوگا تو سب کے سب خزنہ جہنم
کی طرف رجوع کرینگے اُن سے سوال کرینگے جیسا کہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ
الآیہ یعنی وہ کافر کہ جو نار مین ہین اُن کے متکبر و ضعیف سب ملکر خزنہ جہنم سے کہین گو کہ تم پکارو اپنے
رب کو کہ ہلکا کرے ہم سے ایک دن عذاب سے مراد یوم سے یہ ہے کہ کچھ عذاب بقدر ایک دن کے ایام دنیا
سے کیونکہ آخرت مین نہ رات ہے نہ دن خزنہ جمع ہے خازن کی یہ وہ فرشتے ہین جو تعذیب اہل نار کے
منتظم ہین یہ بات کہ لخزنتہا نہ کہا لخزنہ جہنم کہا سو اس لیے کہ جہنم کے ذکر مین تہویل و تفظیع ہے یا اس واسطے کہ نار
مین جو انکا محل ہے اُسکا بیان کرنا منظور ہے کیونکہ جہنم بعید تر نار کا ہے نہ مین ماخوذ ہے اس قول سے کہ جب
کنوئین کی تہ بعید ہوتی ہے اسکو بِرٌ جِہِنّامٌ بولتے ہین اور جہنم مین بڑے عالی طاغی سرکش کافر ہین پس شاید
جو فرشتے ان لوگون کے عذاب پر مقرر ہین انکی دعا زیادہ تر قبول ہوتی ہو بسبب انکو زیادہ قرب کے اللہ
پاک سے سو اس واسطے اہل نار نے اُن سے دعا طلب کرنے کا قصد کیا جملہ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ مستانفہ جواب سوال مقدر ہے اور استفہام واسطے تقریع و توبیخ کے ہے یعنی فرشتون نے توبیخ و سرزنش
کرکے اُنکو جواب دیا کیون جی کیا نہین آتے تھے تمہارے پاس رسول تمہاری کہلی نشانیان لے کر قَالُوْا بَلٰى یعنے
بولے کیون نہین وہ اُنکو لے کر ہمارے پاس آئے سو ہم نے اُنکو جہٹلایا اور ہم نہ انپر ایمان لائے اور نہ اُن واضح
حجتون پر جنکو وہ لے کر آئے تہے جب اقرار کیا تو خازنین جہنم نے اُن سے ٹہٹا کرکے کہا فَادْعُوْا یعنی جب بات
یون ہے تو خود تم پکارو کیونکہ ہم دعا نہین کرتے ہین اُسکے واسطے جو اللہ کا منکر ہوا اور اُسکے رسولون کو جہٹلایا
بعد اسکے کہ واضح دلیلین لیکر آئے پہر انکو یہ خبر دی کہ اُنکی دعا کچھ نفع نہ دیگی پس کہا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اے فی ضیاع و بطلان و خسار و تبار و انعدام یعنی دعا کافرون کی ضائع و باطل و منعدم ہے
اس مین اُنکو نا امید کرنا ہے قبول دعا سے کسی نے کہا کہ یہ آیت اللہ پاک کے قول سے ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو خبر دیتا ہے و قول ما بعد کے ساتھ زیادہ تر مناسب ہے اسی پر محلی و شہاب بہی چلے ہین اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکو اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور جسدن کہڑے ہونگے گواہ جس دن کام نہ آوینگے منکرون کو اُن کے بہانے اور اُن کو پہٹکار ہے اور اُنکو برا گہر اور ہمنے دی موسی کو راہ کی سوجہ اور وارث کیا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب کا سجہانی اور سجہانی عقلمندون کو سو تو ٹہیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیان شام کو اور صبح کو جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر کچہ سند کے جو پہونچی ہو اُنکو اور کچہ نہین اُنکے جی مین غرور ہے کہ کبھی نہ پہونچین گے اُس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہے سنتا دیکہتا **ف** حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دن مین سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے قصور ہے اُسکے موافق ہر کسی کو ضرور ہے استغفار **ف** شغور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر ہین یہ ہوتا نہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین ابو جعفر ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے انا لننصر رسلنا الآیۃ کی تفسیر مین ایک سوال وارد کیا ہے پس کہا ہے کہ یہہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ بعض انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو تو انکی قوم نے بالکل مار ہی ڈالا جیسے حضرت یحیی و حضرت زکریا و حضرت شعیا علیہم السلام اور بعض اپنی قوم کے درمیان سے نکل گئے یا تو ہجرت کر کے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام یا طرف آسمان کے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام تو اب دنیا مین نصرت کہان ہے لی پھر اسکے دو جواب دئے ایک تو یہہ کہ خبر عام خارج ہوئی اور مراد اُس سے بعض ہین کہا اور یہ بات لغت مین جائز ہے ۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد نصرت سے اُنکے واسطے بدلا لینا ہے اُس سے جس نے اُنکو ایذا دی اور برابر ہے کہ یہہ بدلا لینا اُنکے حضور مین ہو یا اُنکی غیبت مین یا بعد اُنکی موت کے جیسا کہ حضرت یحیے و حضرت زکریا و حضرت شعیا علیہم السلام کے قاتلون کے ساتہہ کیا کہ اُنکے دشمنون سے اُن پر اُس شخص کو مسلط کیا جس نے اُنکو ذلیل کیا اور اُنکے خون بہائے اور ذکر کیا ہے کہ نمرود کو اللہ تعالی نے عزیز مقتدر کا پکڑنا پکڑا ۔ رہے وہ لوگ یہود جنہون نے حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی دینے کا قصد کیا سو اُنپر اللہ تعالی نے روم کو مسلط کیا پس اُنہون نے انکی اہانت کی اور انکو ذلیل کیا اور اللہ تعالی نے روم کو اُنپر غلبہ فرمایا پہر یہہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام قیامت سے قبل عنقریب امام عادل وحکم مقسط ہو کر نازل ہونگے تو مسیح دجال کو اور اُسکے لشکرون کو جو کہ یہود سے ہونگے قتل کرینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور صلیب کو توڑینگے اور جزیہ موقوف کرینگے پہر قبول نکرینگے مگر اسلام اور یہ ایک نصرت عظیم ہے یہہ زمانہ قدیم و جدید اللہ تعالی کی یہ سنت جاری ہے اپنی خلق مین کہ وہ اپنے مومن بندون کو دنیا مین نصرت دیتا ہے اور جس نے انکو ایذا دی ہے اُس سے اُنکی آنکہون کو ٹہنڈا کرتا ہے دیکہو صحیح بخاری

مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
فرماتا ہے مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْحَرْبِ یعنی جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو مقرر وہ میرے
مقابلے مین آیا لڑنے کو دوسری حدیث شریف مین آیا ہے اِنِّيْ لَاَثْاَرُ لِاَوْلِيَآئِيْ كَمَا يَثْاَرُ اللَّيْثُ لِلْحَرْبِ
یعنی بیشک مین البتہ خون کا بدلا طلب کرتا ہون واسطے اپنے اولیا کے جس طرح کہ شیر طلب کرتا ہے لڑائی کو اسی
لیے اللہ عز وجل نے قوم نوح و عاد و ثمود و اصحاب رس و قوم لوط و اہل مدین کو ہلاک کر ڈالا اور انکی مثل اور لوگ جنہون
نے رسولون کی تکذیب کی اور حق کے مخالف ہوئے اور اللہ پاک نے ان مین سے مومنون کو بچا لیا تو ان مین سے کسی کو
ہلاک نہ کیا اور کافرون کو عذاب کیا پہر ان مین سے کسی کو نہ چہوڑا سُدّی نے کہا اللہ عز وجل نے کبہی کوئی رسول نہین
بہیجا طرف کسی قوم کے کہ وہ اسے قتل کرین یا مومنون مین سے کسی قوم کو کہ حق کی طرف بلاتے ہون تو مار ڈالے جاوین
پہر وہ قرن جاتا رہے یہان تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بہیجے واسطے ان کے اس شخص کو جو انکی مدد کرے پہر انکے
خون طلب کرے اس سے جس نے ان کے ساتھ دنیا مین یہ کیا کہا پس انبیا و مومنین دنیا مین قتل کیے جاتے تہے اور وہ امر
مین منصور ہوتے تہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور آپکے اصحاب
کو نصرت دی اس شخص پر جس نے آپکی مخالفت کی اور آپسے عداوت اور دشمنی کی اور آپکو جہٹلایا پہر آپ ہی کا بول
بالا کیا اور آپ ہی کے دین کو سارے دینون پر غالب فرمایا اور آپکو اپنی قوم کے درمیان سے مدینۂ منورہ کی طرف
ہجرت کرنے کا حکم دیا اور وہان آپکے واسطے انصار و اعوان کر دیے پہر بدر کے دن مشرکون کی مونڈہے آپکو عطا کیے
پہر آپکو انپر نصرت دی اور انکو ذلیل و خوار کیا اور انکے سرغنہ لوگون کو قتل اور سردارون کو قید کر لیا پہر انکو طوق و زنجیر
مین ہاتھ کرکے ہانک لائے پہر ان سے فدیہ لے کر انپر منت رکہی پہر ذرا سی مدت کے بعد مکہ کو آپ پر مفتوح کر دیا تو آپکی چشم
مبارک اپنے مسکن شہر سے ٹہنڈی ہو گئی یہ شہر وہی بلد محرم و حرام و مشرف و معظم ہے پہر اللہ پاک نے آپکے سبب سے اسکو
چہڑایا اس کفر و شرک سے جو اسمین تہا اور یمن مین آپکے واسطے فتح کر دیا پورا جزیرۂ عرب آپکا مطیع و منقاد ہو گیا
اور جوق جوق لوگ اللہ کے دین مین داخل ہو گئے پہر اللہ پاک نے آپکو اپنی طرف مقبوض کیا واسطے اس کرامت عظیم کے
جو اسکے پاس آپکے لیے مہیا تہی پہر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کو آپکے بعد خلفا قائم کیا تو انہون
نے آپکی طرف سے اللہ عز وجل کا دین پہونچایا اور اللہ تعالیٰ کے بندون کو اللہ سبحانہ کی طرف بلایا اور بلاد و رساتیق و
اقالیم و مدائن و قریٰ و ملوات فتح کیے یہان تک کہ دعوت محمدیہ مشارق و مغارب مین مین پہیل گئی پہر یہ دین متین
تا قیام قیامت ہمیشہ قائم و منصور و ظاہر و غالب رہیگا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ یعنی اور قیامت کے دن نصرت اعظم و اکبر و اجل
ہوگی مجاہد نے کہا اشہاد ملائکہ ہین قولہ تعالیٰ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الاٰیہ بدل ہے یوم یقوم الاشہاد سے اور لوگون نے

یوم کو برفع پڑھا ہے گویا یوم لاینفع سے یوم یقوم الاشہاد کی تفسیر کی ہے یعنی یوم یقوم الاشہاد وہ دن ہے جس مین نفع
نہ دیگی ظالمون کو مراد مشرکین ہین معذرت انکی یعنی ان سے کوئی عذر مقبول نہ ہوگا اور نہ کچھ فدیہ آور انکو واسطے
لعنت ہے یعنی دور کرنا اور بیگانا رحمت سے اور واسطے ان کی برا گہر ہے یعنی آگ قالہ السدی نار بری منزل اور بری خو بگاہ
ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لہم سوء الدار سوء العاقبۃ یعنی بد انجام ہدی سے مراد وہ
ہدایت و نور ہے جسکو دیکر اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو بہیجا وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ
یعنی ہم نے انکے واسطے نیک انجام کیا اور فرعون کے بلاد و اموال و حواصل و زمین کا انکو وارث بنایا بسبب
اسکے کہ انہون نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طاعت پر اور اسکے رسول موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر صبر کیا
اور جس کتاب کے وہ وارث کیے گیے یعنی توریت شریف اسمین ہدی و ذکری ہے واسطے اولی الالباب کی یعنی انکے
لیے جن کے عقول صحیح و سلیم ہین قولہ عزوجل فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو
صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے ہم نے تجہسے وعدہ کیا ہے کہ ہم عنقریب تیرا بول بالا کرین گے اور تیرے
واسطے اور ان کے جنہون نے تیری پیروی کی انجام نیک ٹہیرائینگے اور اللہ خلاف وعدہ نہین کرتا ہے یہ
بات جسکی ہم نے تجہے خبر دی حق ہے اس مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین ہے قولہ تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ
یعنی مغفرت مانگ اپنے گناہ کی یہ امت کو آمادہ کرنا ہے استغفار پر عشی سے مراد اواخر نہار و اوائل لیل ہے اور
ابکار اوائل نہار و اواخر لیل ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ بیشک وہ
لوگ جو دفع کرتے ہین حق کو باطل سے اور صحیح حجتون کو رد کرتے ہین فاسد شبہون سے بغیر کسی برہان و حجت
کے جو اللہ پاک کی طرف سے ہو نہین ہے ان کے سینون مین مگر تکبر حق کی پیروی کرنے پر اور حقیر جاننا اس شخص کو
جو کہ اس حق کو ان کے پاس لایا حالانکہ حق کے پست کرنے اور باطل کے بلند کرنے کا جو وہ قصد کرتے
ہین ہرگز انکو حاصل ہونیوالا نہین ہے بلکہ حق ہی بلند ہوگا اور انکا قول و قصد پست پس تو پناہ مانگ
ساتہ اللہ کے ایسے لوگون کے حال سے بیشک وہ بڑا سننے والا دیکہنے والا ہے یا ان جیسے مجادلین کے
شر سے پناہ مانگ جو کہ جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی دلیل کے یہ تو تفسیر ابن جریر کا بیان ہے
کعب و ابو العالیہ نے کہا کہ ان الذین یجادلون الآیہ یہود کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ ابو العالیہ نے کہا
یہ اس لیے ہے کہ یہود نے یہ دعوی کیا کہ دجال ان مین سے ہے اور وہ اسکی وجہ سے زمین کے مالک ہونگے پس اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ امر فرمایا کہ فتنہ دجال سے پناہ مانگین اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا فاستعذ
باللہ الآیہ اور یہ قول غریب ہے اسمین تعسف بعید ہے یعنی دور کا تکلف گو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب مین اسکو
روایت کیا ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ف فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ جملہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا

مستانفہ ہی طرف سی اللہ پاک کے موصول محل نصب مین ہی معطوف ہے رسلنا پر یعنی البتہ ہم فتح دیتے ہین اپنی رسولون کو اور فتح دیتے ہین اُن لوگون کو جو اُن کے ساتہ ایمان لائے مطلب ہی کہ ہم اُنکو غالب و قاہر کرتے ہین اُنکے دشمنون پر زندگی دنیا مین باین طور کہ اللہ پاک نی اُن کو خوگر کر رکہا ہے اسکا کہ انکا انتقام لیتا ہے اُن کی دشمنون سے ساتھ قتل و سلب و اسر کے کسی نی کہا ساتہ غلبہ و قہر کے کسی نے کہا ساتہ حجت کے کسی نے کہا یون انتقام لیتا ہے کہ دشمنون کا بالکل استیصال کر دیتا ہے اگرچہ بعض وقت بطور امتحان اللہ عز و جل کی طرف سے دنیا مین مغلوب ہوجاتے ہین اور انجام نیک انہین کو ہوتا ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام کی نصرت فرمائی جبکہ وہ قتل ہوئے اس لیے کہ اُن کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور جس طرح کہ حضرت امام حسین بن علیؓ کی نصرت فرمائی کہ انکی شہادت کے بعد بہی ستر ہزار کو قتل کیا ابو الدرداؓ ابنی مسند ادی ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص دور کرے اپنی بہائی کی آبرو سے تو دور کریگا اللہ سکی منہ سے جہنم کی آگ کو قیامت کے دن پہر یہہ آیت پڑہی انا لننصر الآیہ اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ و ابن ابی الدنیا والطبرانی وابن مردویۃ والبیہقی فی الشعب واخرج ابن مردویۃ من حدیث ابی ہریرۃ مثلہ قولہ تعالی ویوم یقوم الاشہاد سے مراد روز قیامت ہے زید بن اسلم نے کہا کہ اشہاد ملائکہ و نبیین و مومنین ہین مجاہد و سدی نے کہا کہ ملائکہ ہین گواہی دینگے واسطے انبیا کے رسالت پہونچانیکی اور امتون پر تکذیب کی کسی نے کہا کہ ملائکہ حافظین گواہی دینگے نبی آدم پر اُن اعمال کی جو انہون نے کیے اور اسی طرح جوارح و اعضا انپر گواہی دین گے اُس کام کی جو کیا زجاج نے کہا اشہاد جمع ہے شاہد کی جیسے صاحب و اصحاب نحاس نے کہا کہ باب فاعل کا نہین ہی کہ افعال پر جمع کیا جائے اور نہ اُسپر قیاس کیا جاتا ہے لیکن جو اس سے سنا ہوا آیا ہے وہ اُسی مسموع پر ادا کیا جائے گا پس اس بنا پر اشہاد جمع شہید کی ہوگی جیسے شریف و اشراف بالجملہ اللہ پاک رسولون کی اور مومنین کی مدد کرتا ہے دنیا مین اور قیامت کو قیامت من مدد کرنے کے یہ معنی ہین کہ انکو جنت مین داخل کرے گا اور اپنی کرامتون سے انکا اکرام فرمائیگا اور کفار کو اُنکے اعمال کا بدلا دیگا پہر لعنت کریگا اور دوزخ مین داخل کریگا یہ معنی ہین یوم لاینفع الآیہ کے کہ لعنت تو دوری ہے رحمت سے اور سوء دار دوزخ ہے معذرت جو انکو نفع نہ دیگی سو اس لیے کہ وہ ایک عذر باطل و بہانہ بیکار و شبہہ مہمل ہی جمہور نے تنفع بتائے فوقیہ پڑہا ہے اور نافع اور کوفیون نے بیائے تحتیہ اور لغت مین یہ سب جائز ہے نکتہ اللہ پاک نے جو بجائے و فی الآخرۃ کے یوم یقوم الاشہاد فرمایا سو اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ بادشاہ عظیم جب کہ اپنے بعض اولیائے دولت کو حاضرین و جمع کثیر کے روبرو باکرام و تعظیم خاص کرتا ہے اور خلعت عنایت فرماتا ہے تو اُس مین زیادہ تر لذت و بہجت ہوتی ہے بہ نسبت اُس کے کہ تنہائی مین اعزاز و اکرام کرے اشہاد سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کہ قیامت کے دن اعمال عباد کی گواہی دیگا ملائکہ و

انبیا و مومنین مین سے فرشتے تو کرام کاتبین ہین جو مشاہدہ کیا اُسکی گواہی دینگے اور انبیار اس لیے حاضر ہونگے کہ
امتون پر تصدیق و تکذیب کی گواہی دین قال تعالی فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ
عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا اور مومنین بہی لوگون پر گواہی دینگے قال تعالی وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا
شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا پہر اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کے
دن انبیار کی تکریم و تشریف یون ہوگی کہ اس دن اُن کے دشمنون کو تین امر حاصل ہونگے ایک تو یہ کہ بالکل انکا
عذر مقبول نہ ہوگا دوسرا یہ کہ لعنت انہیں مین منحصر ہوگی اسی لیے لہم اللعنۃ فرمایا ہے لعنت سے مراد اہانت و اذلال
ہے تیسرا یہ ہے کہ سوء الدار یعنی جہنم مختص انہیں کے ساتہہ ہوگا مقصود اکرام انبیا سے زمانہ اہانت اعدا امر مین تعظیم
ثواب انبیار علیہم الصلوۃ والسلام ہے اس لیے کہ بِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ سفیدی کی خوبی سیاہی کے مقابلے
مین خوب نظر آتی ہے بالجملہ چونکہ نصر انبیا و مومنین کا ذکر ہو رہا ہے اس لیے اسکی ایک نظیر بہی
ذکر فرمائی وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ الآیہ یعنی البتہ مقرر دی ہم نے موسی کو ہدایت مراد ہدی سے توریت
و نبوت ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ مقاتل نے کہا ہدی ضلالت سے یعنی
توریت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا یعنی بعد اُس ذلت کے جس مین وہ تہے کتاب سے مراد توریت ہے
وارث کرنیکے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے جب موسی علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تو بعد اُنکے وہ بنی اسرائیل مین
باقی رہی اور خلف سلف سے اُس کے وارث ہوتے چلے آئے کسی نے کہا مراد کتاب سے ساری کتابین ہین جو کہ بعد موت
حضرت موسی علیہ السلام کے انبیائے بنی اسرائیل پر نازل کی گئین ہُدی و ذکری یا تو مفعول لہ ہین یعنی
ہم نے اُنکو وارث کیا کتاب کا واسطے ہدایت کرنے کے اور یاد کرنے کے یا دونون حال ہین یعنی اسم فاعل یعنی دراز
حال کہ وہ کتاب ہادی و مذکر و مرشد ہے واسطے سلیم عقل والون کو فرق درمیان ہدی و ذکری کے یہ ہے کہ ہدی
تو وہ شے ہے جو دلیل ہو کسی دوسری شے پر اُسکی شرط سے یہ نہین ہے کہ یاد دلائے کسی اور شے کو جو معلوم
تہی پہر وہ بہلا دی گئی اور ذکری وہ شے ہے جو اس قسم کی ہوتی ہے انبیار علیہم السلام کی کتابین انہین دو قسمون
پر مشتمل ہین کیونکہ بعض تو فی نفسہ دلائل ہین اور بعض مذکر ہین اُس شے کی جو اگلی کتب الٰہیہ مین ہے فاصبر مترتب
ہے انا لننصر رسلنا پر اور ولقد آتینا موسی الہدی مشتمل جملہ معترضہ ہے نصرت رسل کو بیان و تاکید کے واسطے لایا گیا ہے
گویا یون کہا کہ جب تو نصرت رسل کو سن چکا جسکا ہم نے وعدہ کیا اور جو کچہ ہم نے موسی کے ساتہہ کیا کہ ہم نے اُسکو اسباب ہدایت کے اور فرعون
پر نصرت پانے کی دی اور بعد اُس کے بنی اسرائیل مین اُس کی ہدایت کے آثار باقی رکہے تو اب
تو اس بات کو جان رکہہ کہ بیشک اللہ تعالی تجہکو نصرت دینے والا ہے جیسے اُن کو نصرت دی اور
صبر کر مشرکون کی ایذا پر کیونکہ انجام نیک تیرے واسطے ہے بے شک اللہ کا

وعدہ جو اپنے رسولون سے کیا ہے حق ہے اُسمین کچھ خلاف نہین ہے اور نہ اُس کے وقوع مین کچھ شک ہے
جیسا کہ اس آیت مین ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا اور اس آیت مین وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ
اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ کلبی نے کہا کہ آیت قتال نے آیت صبر کو منسوخ
کر دیا پھر اللہ پاک نے آپ کو استغفار کا حکم دیا ارشاد فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ کہا ہے کہ مضاف محذوف ہے
اے لذنب امتک یعنی مغفرت مانگو واسطے گناہ اپنی امت کے کسی نے کہا کہ ذنب سے مراد صغائر ہین اُس شخص کے
نزدیک جو کہ صغائر کو انبیا پر جائز رکہتا ہے اور جو شخص صغائر کو بہی جائز نہین رکہتا تو اُس کے نزدیک یہ امر محض
تعبد استغفار ہے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ اس استغفار کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے یہ اس لیے
ہے کہ اللہ پاک تو آپکے اگلے پچھلے سب گناہ بخش چکا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ کو یہ معنی ہین کہ
ہمیشگی کر اللہ کے تنزیہ پر اُسکی حمد کے ساتھ متلبس ہوکر شام وصبح مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ تسبیح کر ساتھ حمد کے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ سبحانہ ساری برائیون سے پاک اور ساری خوبیون کے ساتھ موصوف ہے پس جمیع نقصانون سے
اسکو مبرا ومنزہ سمجھنا اور اسکی پاکی بولنا تسبیح ہے اور کل کمالات کے ساتھ اسکا وصف کرنا حمد ہے بحمد اللہ
نہ کہا بحمد ربک فرمایا اس لیے کہ اسکی ربوبیت علت ہے حمد کی کیونکہ جو منعم حقیقی ہے جس کی تربیت شب و
روز ہر لمحہ پورے طور پر سارے عالم کی عموماً اور خواص کی خصوصاً ہو رہی ہے اسکی حمد تو ضروری ہے اور
موجب مزید انعام واکرام ہے پس جب اُسکا انعام ودوام ہے تو تسبیح وحمد بہی مدام چاہیے کسی نے کہا کہ مراد
پانچون نمازین ہین عشی تو بعد زوال سے ہوتی ہے اسمین چار نمازین ہین اور ابکار فجر سے زوال تک اسمین
ایک نماز فجر ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ نماز پڑہ ان دو وقتون مین نماز عصر کی اور فجر کی یہ قول حضرت حسن
وقتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ یہ دو نمازین ہین دو رکعت تو صبح کو اور دو رکعت عشیہ کو یہ نماز قبل فرض ہونے
نماز پنجگانہ کے تہی بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے مجادلین فی آیات اللہ پر رد کرنے کے ساتھ ابتدا کی تہی اور کلام
بعض بعض کے ساتھ بر ترتیب متقدم یہان تک متصل چلا آیا تو اب اُس علت پر تنبیہ فرمائی جو کہ اُس مجادلے پر کفار
کو باعث ہوتی ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ الآیہ یعنی جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی آیتون مین اور
قرآن شریف ہے بغیر کسی ظاہر وواضح حجت کے جو اللہ پاک کی طرف سے انکے پاس آئی ہو نہین ہے انکے دلون مین مگر تکبر حق
سے جو کہ آمادہ کرتا ہے اُن کو تیری تکذیب پر ایسا تکبر جسکو وہ پہونچنے والے نہین ہین زجاج نے ببالغیہ مین مضاف
محذوف مانا ہے ای بالغی ارادتہم فیہ یعنی نہین پہونچنے والے ہین اپنے ارادے کو اُس تکبر مین وہ ارادہ بہی نعالم
وریاست وتقدم ہے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو یہ ہونا نہین غیر زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے بالغی کبرہم ابن قتیبہ نے
کہا یعنی تکبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور طمع اسکی کہ اُنپر غالب ہون حالانکہ وہ اس کو پہونچنے والے

[illegible]

نہین ہین کسی نے کہا کہ مراد کبر سے امر کبیر ہے یعنی نبوت طلب کرتے ہین یا طالب ہین کسی امر کبیر قتل وغیرہ کے کہ جس کو نچے پہونچا ئین اور وہ انکو نہ پہونچین گے مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کہ اُن کے سینون ہین ایک عظمت ہے کہ وہ اُسکو پہونچنے والے نہین ہین مجادلہ کو جو بغیر سلطان اتاہم کے ساتھ مقید کیا باوجود اس کے کہ اُس سلطان کا آنا محال ہی منظور اس بات کا بتانا ہے کہ امر دین ہین جو کلام کرنے والا ہے ضرور ہے کہ اُس کا استنا د سلطان مبین کیطرف ہو مراد اس آیت کریمہ سے مشرکین ہین کسی نے کہا یہود ابو العالیہ اسی کے قائل ہین کعب نے کہا کہ یہود کے حق مین نازل ہوئی امر دجال کے باب مین جس کا وہ انتظار کرتے ہین ابو السعود فرماتے ہین ہر مجادل کے حق مین عام ہے گو مشرکین مکہ کے بارے مین نزول ہوا ہے بالجملہ حبیب اللہ پاک نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسلی فرمائی کہ جھگڑنے والے اپنی مراد کو نہ پہونچین گے تو اب آپ کو حکم دیا کہ اُن شرون سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگیئے پس فرمایا فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ الآیہ یعنے ملتجی ہو طرف اللہ کے اُن کے شر وکید و بغی سے جو تجھ پر کرتے ہین بیشک اللہ خوب سننے والا ہے اُنکی باتون کو اور خوب دیکھنے والا ہے اُن کے کامون کو اُن مین سے اُس پر کوئی چھپی شے چھپی نہین ہے چونکہ امر بعث ونشر اُن امور مین سے تھا جن مین کافر لوگ جھگڑتے تھے اور جن کا انکار کرتے تھے بلکہ اُن کے ہر جھگڑے کی بنا اسی پر تھی اس لیے اللہ پاک نے بعث کے حق ہونے پر حجت قائم کی پس ارشاد فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ ع ۱۰ البتہ پیدا کرنا

آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے لوگون کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہین سمجھتے اور برابر نہین اندھا اور دیکھتا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہین اور نہ بدکار تم تھوڑا سوچ کرتے ہو تحقیق وہ گھڑی آنی ہے اُسمین دھوکا نہین ولیکن بہت لوگ نہین مانتے اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہونچون تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی سے اب پیٹھیں گے دوزخ مین ذلیل ہوکر ف یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہین ف یعنی ایک ہون چاہیے کہ ان کا فرق کُھلے ف بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہونچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہین کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اُسکی مرضی موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے انتہے ف اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اسپر کہ وہ دوبارہ دیگا خلائق کو قیامت کے دن اور یہ کام اُسپر سہل وآسان ہی باین طور کہ اُس نے آسمانون کو اور زمین کو بنایا اور اُن کا پیدا کرنا بڑا ہے لوگون کے اول بار اور دو بارہ بنانے سے پس جو ذات پاک اُسپر

لہ ودوم القضا مجاہد کا یہ ہے الا لکم ای عظمہ فتح دنی لابن

قادر ہوا ہے تو وہ اُس سے ادنیٰ بطریق اولیٰ و اَحریٰ قادر ہے کما قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی بَلٰٓی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور یہان پہلے
فرمایا لخلق السمٰوات والارض الآیہ یعنی اکثر اُسکو نہیں جانتے ہین سو اسی لیے اس حجت کو سوچتے نہیں ہین
جسطرح کہ بہت سے عرب تھے اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو بنایا ہے اور استبعاد و کفر
و عناد کی راہ سے معاد کا انکار کرتے تھے حالانکہ جس بات کا اقرار کر چکے وہ اولیٰ تھی اُس سے جسکا انکار کیا پہر
اللہ پاک نے فرمایا و ما یستوی الاعمیٰ الآیہ یعنی جسطرح برابر نہیں ہوتا ہے اندھا جو کسی شے کو نہین دیکھتا اور جو کہ دیکھتا اُس
شے کو جس تک اُسکی نگاہ پہنچتی ہے بلکہ ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیطرح برابر نہین ہوتے ہین مومنین نیکوکار اور کفار
بدکردار کیا کم سوچ کرتے ہین بہت سے لوگ پہر فرمایا بیشک قیامت آنے والی ہے یعنی ہو پڑنے والی ہے اسمین
کچہہ شک نہین ہے لیکن اکثر لوگ اُسکی تصدیق نہین کرتے بلکہ اُس کے ہونے کو جہٹلاتے ہین **مالک**
اہل یمن کے ایک شیخ قدیم سے راوی ہین کہ وہ وہان سے آیا اُس نے کہا مین نے یہ سُنا ہے کہ قیامت
جب قریب ہو گی تو لوگون پر بلا سخت ہو گی اور سورج کی گرمی سخت ہو جاوے گی واللہ اعلم اَخْرَجَہٗ ابْنُ اَبِیْ
حَاتِمٍ اللہ سُبحانہٗ کے فضل و کرم کو تو دیکہو کہ اُس نے اپنے بندون کو اپنی دعا کی طرف بلایا اور اُنکے
واسطے دعا قبول کرنے کا ضامن ہوا پس فرمایا ادعونی استجب لکم جسطرح کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا
کرتے تھے یَا مَنْ اَحَبُّ عِبَادِہٖ اِلَیْہِ مَنْ سَاَلَہٗ فَاَکْثَرَ سُؤَالَہٗ وَ یَا مَنْ اَبْغَضُ عِبَادِہٖ اِلَیْہِ مَنْ لَّمْ یَسْاَلْہُ
وَلَیْسَ اَحَدٌ کَذٰلِکَ غَیْرُکَ یَا رَبِّ یعنی اے وہ ذات کہ سب سے بڑہ کر محبوب بندہ اُسکو وہ جس نے اُس سے
مانگا پہر خوب ہی مانگا اور اے وہ ذات کہ سب سے زیادہ مبغوض بندہ اُسکو وہ جس نے اُس سے نہ مانگا اور اے
میرے رب تیرے سوا کوئی ایسا نہین ہے اسی معنی مین کوئی شاعر کہتا ہے ؎

اَللّٰہُ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سُؤَالَہٗ وَبُنَیُّ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضَبُ

یعنی اللہ تو خفا ہوتا ہے اگر تو اس سے مانگنا چہوڑ دے اور بنی آدم سے جب کوئی مانگے تو خفا ہوتا ہے قتادہ
کہتے ہین کعب احبار نے کہا ہے کہ اس امت کو تین چیزین ایسی ملی ہین کہ اس سے پہلے کسی امت کو نہین ملین
مگر نبی کو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بہیجتا تہا تو اُس سے فرماتا کہ تو گواہ ہے اپنی امت پر اور تمکو اُس نے گواہ بنایا
ہے لوگون پر اور اُس سے کہا جاتا تہا کہ دین مین تجہپر کچہ حرج نہین ہے اور اُس نے اس امت کے واسطے یون فرمایا۔
وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ اور اُس سے کہدیا جاتا تہا اُدْعُنِیْ اَسْتَجِبْ لَکَ یعنی تو مجہ سے دعا مانگ
مین تیرے واسطے قبول کرونگا اور اُس نے اس امت سے فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ
رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے چار خصلتین ہین ایک اُن مین سے

ف
کیا نہین دیکھتے کہ وہ اللہ
جس نے بنائے آسمان و
زمین اور نہ تہکا اُنکے بنانے مین
وہ سکتا ہے کہ جلاوے
مُردون کو کیون نہین وہ ہر چیز
پر سکتا ہے ۱۲ ش
[illegible]
[illegible]

واسطے میرے ہے اور ایک واسطے تیرے اور ایک درمیان میرے اور تیرے اور ایک درمیان تیرے اور میرے بندون کے پس وہ خصلت جو واسطے میرے ہی جو تو پوجے مجھہ کو شریک نہ کرے میرے ساتھ کسی شئے کو اور وہ خصلت جو تیرے واسطے ہی مجھہ پر سو جو کوئی خیر تو کرے گا مین تجھے اُس کی جزا دونگا اور وہ جو درمیان میرے اور تیرے ہے سو تجھہ سے دعا ہے اور مجھہ پر قبول کرنا اور وہ جو درمیان تیرے اور میرے بندون کے ہے سو تو پسند کر واسطے انکے وہ شے جو تو پسند کرتا ہے واسطے اپنے نفس کے رواہ الحافظ ابو یعلی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یروی عن ربہ عز وجل نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے ان الدعاء ہو العبادۃ یعنی بیشک دعا عبادت ہی ہے پھر یہ آیت پڑہی ادعونی تا داخرین رواہ الامام احمد وہکذا رواہ اصحاب السنن الترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن ابی حاتم وابن جریر کلہم من حدیث الاعمش بہ وقال الترمذی حسن صحیح ورواہ ابو داود والترمذی والنسائی وابن جریر ایضا من حدیث شعبۃ عن منصور والاعمش کلاہما عن ذر بہ وکذا رواہ ابن یونس عن اسید بن عاصم بن مہران حدثنا النعمان بن عبد السلام ثنا سفیان الثوری عن منصور عن ذر بہ ورواہ ابن حبان والحاکم فی صحیحیہما وقال الحاکم صحیح الاسناد امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دعا نہین کرتا ہے اللہ عز وجل سے تو وہ اُسپر خفا ہوتا ہے تفرد بہ احمد وہذا اسناد لا باس بہ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا یہ ہے ومن لم یسأل اللہ یغضب علیہ یعنے جو شخص سوال نہین کرتا ہے اللہ سے تو وہ خفا ہوتا ہے اُسپر حافظ ابو محمد حسن بن عبد الرحمن رامہرمزی نے محمد بن سعد سے روایت کیا ہے کہا جب محمد بن سلمہ انصاری مرے تو ہم نے اُس کے درایہ سیف مین ایک خط پایا بسم اللہ الرحمن الرحیم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان لربکم فی بقیۃ ایام دہرکم نفحات فتعرضوا لہ لعل دعوۃ ان توافق رحمۃ فیسعد بہا صاحبہا سعادۃ لا یخسر بعدہا ابدا یعنے بیشک واسطے تمہارے رب کے تمہارے زمانے کے بقیہ ایام مین رحمت کی ہوائین ہین سو تم اُن سے تعرض کرو یعنی اُنکے سامنے آو شاید کوئی دعا اگر کسی رحمت کے موافق پڑجائے تو اُس کے سبب سے دعا والا ایسا سعادتمند ہوجائے کہ بعد اُس سعادت کے پہر کبہی زیان کار نہ ہو قولہ تعالی ان الذین یستکبرون الآیہ یعنی جو لوگ تکبر کرتے ہین میری دعا و توحید سے وہ عنقریب داخل ہون گے ذلیل وحقیر ہو کر جس طرح کہ امام احمد نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ حشر کیے جائین گے تکبر کرنے والے

قیامت کے دن مثل چھوٹی چیونٹیون کے آدمیون کی صورتون مین جمع ہونگے ڈہانپیگی اُنکو ہر طرف سے ذلت یہانتک کہ
داخل ہونگے ایک قیدخانہ مین جہنم کے اندر جسکو بولس کہتے ہین چڑہیگی اُنکو آگون کی آگ پلائی جائینگے
طینۃ الخبال دوزخیون کے نچوڑ سے ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت کیا ہے کہا مجھے ایک
شخص نے حدیث کی اُس نے کہا مین ایک دن جا رہا تھا ارض روم مین سنے ایک ہاتف کو سنا کسی پہاڑ
کی چوٹی سے اور وہ کہہ رہا ہے یَارَبِّ عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ يَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ يَارَبِّ
عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ يَطْلُبُ حَوَائِجَهٗ اِلٰى اَحَدٍ غَيْرِكَ اے میرے پروردگار یا ان ہار
مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر امید رکہتا ہے کسی سے تیرے سوا
اے میرے رب مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر طالب ہوتا ہے اپنی
حاجتون کا طرف کسی کے سوا تیرے کہا پہر مین چلا پہر طامۂ کبریٰ آئی پہر دوبارہ اُس نے کہا یَارَبِّ
عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ يَتَعَرَّضُ لِشَيْءٍ مِّنْ سَخَطِكَ يُرْضِيْ غَيْرَكَ یعنی اے میرے رب مین تعجب
کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر تعرض کرتا ہے واسطے کسی شے کے تیری خفگی
سے راضی کرتا ہے تیرے غیر کو وہیب نے کہا وہ طامۂ کبریٰ یہی کلمہ ہے کہا پہر مین نے اُسکو پکارا کہ تو
کیا جنون مین کا ہے یا انسانون مین کا اُس نے کہا بلکہ مین انسانون مین کا ہون تو مشغول کر اپنے
نفس کو ساتہ اُس چیز کے جو تجھے نفع دے اُس شے سے جو تجھہ کو نفع نہ دے کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان واقع یہ ہے کہ پہلے پہل بدون سبق مادہ کے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اعظم ہے
نفوس مین اور بزرگتر ہے سینون مین لوگون کے دو بار پیدا کرنے سے اس لیے کہ زمین وآسمان کا
جرم بڑا ہے اور بدون ستونون کے قرار پذیر ہین اور افلاک تارون کو لیے چلتے ہین بدون کسی سبب کے
اور زیادہ تر دشوار ہے باعتبار لوگون کی عادت کے کامون کے کرنے مین کہ بڑی شے کے بنانے مین
چھوٹی چیز کے بنانے سے مشقت زیادہ ہوتی ہے گو بہ نسبت اللہ پاک کی بڑی چھوٹی چیز کے بنانے مین
کچھہ تفاوت نہین پس جب ایسی ایسی بڑی بڑی چیزین اللہ پاک کی بنائی رات دن دیکھہ رہے ہین پہر کیون
بعث کا انکار کرتے ہین اور اس شے کے زندہ کرنے کا جو کہ ہر طرح آسمان وزمین سے کمتر ہے کما قال تعالی
اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ یحیی
بن سلام نے کہا یہ آیت حجت قائم کرتا ہے منکرین بعث پر یعنے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اکبر ہے لوگون کے
دوبارا پیدا کرنے سے ولیکن اکثر لوگ یعنی کفار مکہ نہین جانتے ہین اللہ تعالی کی عظیم قدرت کو اور اس بات کو
کہ کوئی شے اُسکو عاجز نہین کرتی ہے پس وہ تو مثل اندہے کے ہین اور جو شخص اسکو جانتا ہے وہ مثل

بینا کے ہے اسی لیے یون فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ الآیہ چونکہ اللہ پاک نے جدال بالباطل کا ذکر فرمایا اس لیے بطلان و محق کی ایک مثال بیان فرمائی اندہا اور دیکہتا دونون برابر نہین ہوتے ہین اندہا وہ ہے جو باطل کے ساتہہ جہگڑتا ہے اور دیکہتا وہ ہے جو حق کے ساتہ جدال کرتا ہے یا اعمی وہ ہے جو کہ اپنے مبدأ و معاد مین حق کے پہچاننے سے غافل ہے اور بصیر وہ ہے جو ان دونون کے پہچاننے مین بصیرت والا ہے اور اسی لیے اعمیٰ کو مقدم ذکر کیا ہے کیونکہ ماقبل مین جو کہ نفی نظر و تامل کی فرمائی ہے اُس کے مناسب اعمیٰ ہے اور بعد اس کے جو وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ مین مومنین کو مقدم کیا سو دو وجہ سے ایک تو قرب بصیر کا دوسرے اُنکا شرف مسیی کا مقابل محسن ہوتا ہے محسن نیکوکار کو اور مسی بدکار کو کہتے ہین یعنی اور برابر نہین ہوتا ہے وہ شخص جو ایمان لاکر اور نیک کام کرکے نیکوکار رہوا ہے اور وہ شخص جو کفر و معاصی کرکے بدکار رہوا ہے تو یہان تقابل اعمیٰ کا ہے بصیر سے اور محسن کا مسیی سے تقابل تین طریق پر آیا کرتا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ مناسب کے قریب وہ شے آئی جو اُس کے مناسب ہو جیسے یہ آیت ہے کہ بصیر کی مناسبت سے محسن کو اُس کے بعد ذکر کیا جس طرح کہ اعمیٰ کو لایعلمون کی مناسبت سے بصیر پر مقدم کیا ورنہ لایستوی البصیر والاعمیٰ والمحسن ولا المسیی ہوتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونون متقابل متاخر ہون جیسے یہ آیت ہے مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ تیسرا یہ ہے کہ اول کا مقابل مقدم اور آخر کا مقابل موخر کیا جائے جیسے یہ آیت ہے وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ اور یہ سب تفنن ہے بلاغت مین کلمہ لا کو جو ولا المسیی مین زیادہ کیا سو اس لیے کہ جب کلام بسبب صلہ کے طویل ہو گیا تو محسن کا قسیم دور رہ جا پڑا پس کلمہ لا کو تاکید کے لیے اُس کے ساتہہ عود کر دیا کلمہ لا جو درمیان ہو فاعل فعل استوا کے واقع ہوتا ہے اس مین دو مذہب ہین اخفش کا یہ مذہب ہی کہ زائد ہوتا ہے جہان کہین واقع ہوا اور سیبویہ نے یون استدلال کیا ہے کہ فعل استوار کا مثبت ہو یا منفی نہین ہوتا ہے مگر درمیان دو کے یا زیادہ کے اور اسی جہت سے اس کے فاعل پر عطف اور اُسکے اسناد طرف تثنیہ کے یا جمع کے لازم ہوئی ہے اور دو متقابل مین سے ہر ایک کی طرف اُس کے اسناد تنہا درست نہین ہے اس لیے کہ تنہا اُسکا قیام محال ہے پس اگر یون کہا جائے کہ لایستوی زید ولا عمرو تو واجب ہے کہ لا زائد ٹہیرایا جائے اور جمہور اس طرف گئے ہین کہ وہ زائد نہین ہے بلکہ اُسکو اس لیے لاتے ہین کہ فائدہ دے نفی مساوات ہر ایک کا دو متقابل مین سے واسطے دوسرے کے اُن معانی و اوصاف مین جو اُسکے ساتہہ خاص ہین اور آیت مین نفی مساوات محسن کی مسیی سے مراد ہے اُس حقارت و خواری مین جس کا وہ مستحق ہے اور نفی مساوات مسیی کی محسن سے اُس فضل و کرامت مین جو اُس کے واسطے ہے گویا یون کہا

گیا کہ نہین برابر ہوتا ہے وہ مومن جس نے عمل صالح کیا اور مسیئی اور نہ مسیئی اور مومن برابر ہوتے ہین اگر کوئی
کہے کہ معطوف ومعطوف علیہ مین مغایرت ہوتی ہے حالانکہ یہان اعمیٰ وبصیر اور محسن ومسیئی بالذات متحد ہین
پس عطف الذین کا کیونکر ٹہیک ہوگا تو کہین گے کہ گو باعتبار ذات متحد ہین لیکن بحسب وصف متغائر ہین اول
تو بصیر کا اعمیٰ پر عطف فرد بر فرد کر کے دونون کی برابری کی نفی کی پہر مجموع موصول کا اور جو اسپر عطف فرد بر فرد
کر کے معطوف ہے مجموع اعمیٰ والبصیر پر عطف کیا عطف شفع بر شفع کر کے تو اُس نے یہ فائدہ دیا کہ جسطرح فرد
فرد برابر نہین ہین اسی طرح شفع شفع بہی برابر نہین ہین اس لیے کہ مجموع ثانی مغایر ہے مجموع اول
کا بحسب وصف گو بحسب ذات متحد ہین کیونکہ مجموع غافل ومستبصر وہ بعینہ مجموع محسن ومسیئی ہے مگر بحسب
وصف متغایر ہین اسواسطے کہ جن دو گروہ کے درمیان برابری کی گئی اُن کی تعبیر اولًا تو اعمیٰ وبصیر کے ساتہ
کی اور ثانیا پیرایہ مومن ومسیئی فاجر مین اُنکو ادا کیا اور باہم اُن کے تغایر نہین ہے مگر بحسب وصف اس بنا پر
کہ مقصود بوصفین اولین مغایر مقصود بوصفین اخیرین ہے یا یون کہین گے کہ ایک شفع تو دال ہے وصف
مقصود پر صریحا اور دوسرا تمثیلًا **قوله تعالى** قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ کو جمہور نے بیائے تحتیہ پڑہا ہے ابو حاتم
و ابو عبید نے اُسکو اختیار کیا ہے اس لیے اس کے قبل وبعد کلام کی بنا غیبت پر ہے خطاب پر نہین ہے اور
ضمیر راجع ہے طرف ناس کے جنکا ذکر ولکن اکثر الناس لا یعلمون مین ہے یا طرف کفار کے جو ان الذین
یجادلون سے سمجہے جاتے ہین قلیلًا صفت ہے مصدر محذوف کی اور کلمۂ ما واسطے تاکید معنے قلت کے ہے
یعنی اگرچہ وہ یہ جانتے ہین کہ تبصر غفلت سے بہتر ہے اور یہ دونون برابر نہین ہین اور اسی طرح عمل صالح بہتر
ہے عمل فاسد سے مگر وہ اُسکو بہت ہی کم سوچتے ہین مراد یہ ہے کہ بالکل نہین سوچتے کوفیون
نے بتائے فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب بطور التفات اس کا فائدہ بہ نسبت اور وجہ کے تمام تر ہے
اور مقام سے بہی اسکو زیادہ تر مناسبت ہے کیونکہ مقام توبیخ مین غیبت سے خطاب کی طرف مائل ہونا
دال ہوتا ہے درشتی شدید و انکار بلیغ پر کما قال الکرخی دیکہو وما یستوی الاعمیٰ الآیہ مین کیا تفنن وحسن
ادا ہے مضمون صرف اتنا ہے کہ اعمیٰ والبصیر ومحسن ومسیئی برابر نہین ہین اول تو لا یعلمون کی مناسبت
سے اعمیٰ کو مقدم کیا پہر بصیر چونکہ والذین آمنوا کے مناسب تہا اس لیے اُس سے متصل اُس کو ذکر فرمایا
چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے پہر محسن کو والذین امنوا وعملوا الصالحات کے پیرایہ مین ادا
کیا گویا محسن کے معنے سمجہا دیے کہ محسن وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالح کرے عمل صالح
وہ ہے جو سنت کے موافق اور خاص خدا کے واسطے ہو ریا وسمعہ سے پاک صاف ہو معنے محسن کے تو یہ ہوئے
اور لفظ محسن کا مسیئی کے مقابلے سے خود معلوم ہو گیا پہر والذی آمن وعمل صالحا نہ کہا بلکہ بصیغہ جمع فرمایا

سو شاید اس لیے کہ ایمان و عمل صالح ایسی نفیس شے ہے کہ اسکو سب کریں کوئی اس سے باز نہ رہے کیونکہ
اللہ پاک کے سوا جو کچھ ہے وہ سب اُس کی مخلوق ہے اور مخلوق کا کام یہی ہو کہ اپنے خالق پر ایمان لاوے
اور اُس کے مطیع ہو صالحات کی جمع لانے سے معلوم ہوا کہ محسن کی شان یہ ہے کہ بکثرت اعمال صالح
کرے ولا المسیئ کے اختصار کو دیکھو کہ بجائے ولا الذین کفروا وعملوا السیئات یا ولا الذین اساؤا بالکفر و
المعاصی کہ یہ ایک لفظ مفرد کس حسن وخوبی کے ساتھ کام دے رہا ہے دوسری یہ ہے کہ بُرائی کے ذکر میں
قصر اور بھلائی کے بیان طول بہتر ہوتا ہے پھر اعمی اول میں اور مسیئ آخر میں واقع ہوا اور بصیر و محسن
وسط میں وخیر الامور اوساطہا وکما قیل مصرع وَکَلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ + واللہ سبحانہ
و تعالی اعلم باسرار کلامہ وحسن نسجامہ وطوق البشر قاصر عن بلوغ مرامہ فالاولی ان نقول ما قال الملائکۃ
الکرام سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ونصلی ونسلم علی سیدنا سید العرب والعجم وعلی
آلہ الکرام واصحابہ العظام بالجملہ ان الذین یجادلون الآیۃ کی شان نزول میں ابو العالیہ سے مروی ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں یہود حاضر ہوئے پھر عرض کیا کہ دجال ہم میں سے ہوگا
آخر زمانے میں اور ہوگا اُس کے امر سے پھر اُس کے امر کی عظمت بیان کی اور کہا وہ ایسا ایسا کریگا
اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ نہ پہونچے گا اُس شے کو جو کہے گا فاستعذ باللہ پس اپنی نبی
کو امر فرمایا کہ فتنۂ دجال سے پناہ مانگیں البتہ ابتدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے دجال کے پیدا کرنے
سے اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ قَالَ السُّیُوْطِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ دجال کے ذکر وصفت
میں اور اسمیں کہ رسولوں نے اپنی امتوں کو اُس سے ڈرایا اور آخر زمانے میں نکلے گا اور وہ امور
جو اُس سے واقع ہوں گے اور یہودی لوگ اُس کے پیرو ہوں گے اس سب میں بہت صحیح صحیح حدیثیں
وارد ہوئی ہیں جسطرح کہ صاحب فتح البیان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ میں اس
کی خوب تحقیق فرمائی ہے یہ جگہ اُن سب حدیثوں کے ذکر وبسط کی نہیں ہے سارے اہل سنت ومحدثین
وفقہا دجال کے قائل ہیں بخلاف اُس کے جس نے اُسکا انکار کیا ہے اور اُس کے امر کو باطل کہا ہی
خوارج وجہمیہ وبعض معتزلہ میں سے جبائی اور اُس کے موافق لوگ مخالف ہیں اس میں کہ اُسکا وجود
توصحیح ہے لیکن یہ دعوی کیا ہے کہ جو اشیا وہ لائے گا وہ مخاریق وخیالات ہیں اُن کی کوئی حقیقت
نہیں ہے اخبار صحیحہ متواترہ اس قول کو خوب دفع ورد کرتے ہیں خازن نے اس جگہہ فی الجملہ بسط کیا
ہے غرضکہ اول اللہ پاک نے لخلق السموت الآیہ سے بعث کا جواز ووقوع ذکر کیا پھر وما یستوی الاعمی
والبصیر الآیہ سے یہ بات بیان فرمائی کہ حکمت اُس کی وقوع کی مقتضی ہے کیونکہ جب اعمی ......

وبصیر ومحسن ومسیئی برابر نہین ہین توچاہیے کہ اُن کے واسطے ایک ایسا حال ہو جس مین اُن کا تفاوت ظاہر
ہو جائے وہ حال ہوگا بعد بعث مین پہر بعد اس کے یہ بیان کیا کہ قیامت ضرور ہی آنے والی ہے پس فرمایا
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ الآیہ یعنی اُس کے آنے مین اور اُس کے حصول وقیام مین کسی طرح کا شک نہین ہے اس لیے
کہ اُس کے شواہد واضح ہین اور اُس کے وعدہ وقوع پر سارے رسولون کا اجماع ہے اور جزا کا ہونا ضروری ہے
تاکہ خلق کا پیدا کرنا خاصۂ فنا کے واسطے نہو ولیکن اکثر لوگ اُسپر ایمان نہین لاتے ہین اور نہ اُس کی تصدیق
کرتے ہین اس لیے کہ اُن کے افہام وعقول حجت کی ادراک سے قاصر وضعیف ہین مراد اکثر الناس سے کفار
منکرین بعث ہین پہر جب اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کا قائم ہونا حق ہے اور اُس مین کسی طرح کا شک و
شبہہ نہین ہے تو اپنے بندون کو وہ شے بتائی جو کہ وسیلہ ہے سعادت کا دار خلود مین پس اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اُس کی طرف سے حکایت کرین اُس چیز کی جس کے پہونچانے کا اُن کو حکم دیا ہے اور وہ
یہ ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنے فرمایا تمہارے پروردگار نے جس نے تمکو پیدا کیا اور انواع واقسام
کے انعام کیے اور جس کے تم ہر دم محتاج ہو کہ میری توحید وعبادت کرو مجھے ایک جانو اور مجھی کو پوجو مین تمہاری
عبادت قبول کرون گا اور تم کو بخشون گا اور تم کو ثواب دون گا چونکہ حکمت وقوع قیامت مین یہ تھی کہ نیک و بد
کو موافق اُس کے عمل کے جزا دیجائے اس لیے بندون کو حکم دیا کہ اچھے عمل کرین تاکہ اچھی جزا ہو اور سر سب طاعتون
کا توحید وعبادت الٰہی ہے اور بیان کیا کہ جو لوگ اُس کی عبادت سے تکبر کرتے ہین اُن کی بُری جزا ہے پس فرمایا
اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ الآیہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ یہان مراد دعا سے توحید وعبادت
ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر دعا سے مراد مطلق عبادت نہوتی تو بعد مین بجاے عن عبادتی کے عن دعائی فرماتا
جب ایسا نہ کیا بلکہ لفظ عبادت ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور جب عبادت کو دعا کے پیرایہ
مین ادا کیا تو برعایت مشاکلت اثابت کو استجابت کے لباس مین ادا فرمایا دوسری دلیل حدیث نعمان بن
بشیر الدعاء ہو العبادۃ ہے جس کا ذکر اوّل ہو چکا ہے تیسری یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے
وحدونی اغفر لکم چوتھی جریر بن عبد اللہؓ نے فرمایا ہے وحدونی دوسرا قول یہ ہے کہ مراد دعاء واستجابت
سے ظاہر معنے ہین یعنے سوال وتضرع وقبول کرنا دعا کا لیکن وعدہ قبول دعا کا مقید بمشیت ہے استجب لکم کے
یہ معنی ہین کہ قبول کرون گا اگر مین چاہون گا کما قال تعالیٰ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ اب یہ بات
رہی کہ اس قول کی بنا پر ظاہر یہ تہا کہ عبادتی کی جگہ عن دعائی ہوتا سو اس کے دو جواب ہین ایک یہ ہے کہ جو تکبر دعا
سے باز رکہنے والا ہے اُس کو قائم مقام اُس استکبار کی ٹہیرایا جو کہ عبادت سے روکنے والا ہے واسطے مبالغے کے گویا
ایک دوسرے کو مستلزم ہے کیونکہ جس نے کریم منان کے احسان ماننے سے تکبر کیا تو اُس نے اُس کی عبادت وطاعت

سے ہی تکبر کیا دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد عبادت سے دعا ہی ہو دعا کی تعبیر عبادت کے ساتھ اس لیے کی تاکہ معلوم
ہو جائے کہ دعا ایک باب ہے ابواب عبادت سے جیسا کہ وارد ہوا ہے الدعا مخ العبادۃ کیونکہ دعا تو یہی تضرع و زاری
کرنا ہے روبرو باری تعالیٰ کے مع اظہار افتقار و شکانت اور عبادت سے یہی مقصود ہوتا ہے اور یہی اس میں ایک
بڑی عمدہ شے ہے فتح البیان میں فرمایا ہے کہا ہے کہ قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ کتاب عزیز کے اکثر استعمالات
میں دعا بمعنے عبادت ہے صاحب فتح البیان فرماتے ہیں بلکہ قول ثانی اولیٰ ہے اس واسطے کہ حقیقۃً و شرعاً دعا
کے معنی بھی طلب کے ہیں پھر اگر اس کا استعمال اس کے غیر میں کیا گیا تو وہ مجاز ہے علاوہ یہ ہے کہ دعا فی نفسہ
باعتبار اپنے حقیقی معنے کے خود ایک عبادت ہے بلکہ مخ عبادت ہی جیسا کہ ترمذی اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول
میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ الدعا مخ العبادۃ اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور بخاری نے ادب مفرد میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کون سی عبادت افضل ہے
تو فرمایا کہ دعا مرد کے واسطے اپنے نفس کی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ دعا استغفار ہے اور امام احمد و ابو یعلیٰ و طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے کہ نفع نہیں دیتا ہے حذر قدر سے ولیکن دعا نفع دیتی ہے اس شے سے جو نازل ہوئی اور
اس شے سے جو نازل نہیں ہوئی پس لازم پکڑو دعا کو چونکہ دعا ایک نعمت عظیم و موہبت جسیم ہے اس لیے
اللہ پاک نے اپنے بندوں کو امر فرمایا ہے کہ اس سے دعا کریں۔ اور ان کو قبول دعا کا وعدہ دیا ہے اور
اس کا وعدہ حق ہے اور اس کے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے اور نہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے پھر
خود اسی نے تصریح فرمائی کہ یہ دعا باعتبار اپنے معنے حقیقی کے جو کہ طلب کے ہیں اس عبادت سے ہے پس
فرمایا ان الذین الآیہ یعنے بیشک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے جہنم
میں ذلیل ہو کر یہ ایک سخت وعید ہے اس کو جس نے دعا کرنے سے تکبر کیا اور اس میں ایک لطف عظیم و
احسان جلیل ہے اس لیے کہ جس نے خیر کا طلب کرنا اور شر کا دفع چاہنا اس سے ترک کیا اس کو ایسی
سخت وعید سنائی اور ایسی عقوبت عظیم کے ساتھ اس کو معاقب کیا سوائے اللہ کے بندو تم اپنی مرغوب
کو متوجہ کرو اور اپنے کل مطالب میں اعتماد کرو اس ذات پاک پر جس نے ان کے متوجہ کرنے کا اپنی طرف
تم کو امر کیا ہے اور اسپر اعتماد کرنے کا تم کو ارشاد فرمایا ہے اور عطائے مطلب کے ساتھ دعا قبول کرنے کا
تمہارے واسطے ضامن ہوا ہے سو وہ تو ایسا کریم مطلق ہے کہ پکارنے والے کی پکار کو پہونچتا ہے جبکہ وہ
اس کو پکارے اور جو کوئی اپنے محتاج الیہ امور دنیا و دین اس کے فضل عظیم و ملک واسع سے نہیں مانگتا ہے

تو اُس پر خفا ہوتا ہے الٰہی سیدی مولائی بیشک تو ایسا ہی ہین اپنے سارے امور دین و دنیا تجھی سے
مانگتا ہون تو اُن کو اپنے فضل وکرم سے اچھی طرح پورا کر دے اور اپنے غیر کا محتاج مت کر اللھم اکفنا بحلالک
عن حرامک واغننا بفضلک عن سواک آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم جمہور
نے سیدخلون کو بصیغہ معروف اور ابن کثیر وابن محیصن وورش وابوجعفر نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے بالجملہ جبکہ
اللہ پاک نے اپنے بندون کو اپنی عبادت پر آمادہ کیا جو کہ دنیا وآخرت مین اُن کی سعادت وبہبودی کی
موجب ہے تو بعد اس کے اپنے وجود با جود وکمال قدرت ووفور رحمت وحکمت بالغہ پر دلائل ذکر کیے تا کہ
یہ زیادہ تر داعی ہون اُن کو طرف اُس کی عبادت کے پھر یہ دلائل یا فلکی ہین یا عنصری سو فلکی دلائل سے
ابتدا کی پس ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ
عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ○ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۘ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫
فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ○ کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ
لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ
رَبُّکُمْ ۚۖ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ هُوَ الْحَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اللہ ہے جس نے بنادی تم کو رات کہ اُس مین چین پکڑو اور دن دیا دکھاتا اللہ
تو فضل رکھتا ہے لوگون پر لیکن بہت لوگ حق نہین مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی
بندگی نہین اُس کے سوا پھر کہان سے پھیرے جاتے ہو اسی طرح پھیرے جاتے ہین جو لوگ رہتے ہین
اللہ کی باتون سے منکر ہوے اللہ ہے جس نے بنادی تم کو زمین ٹھیراؤ اور آسمان عمارت اور صورت
بنائی تمہاری پھر اچھی بنائین صورتین تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری چیزون سے وہ اللہ ہے
رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا وہ ہے زندہ رہنے والا کسی کی
بندگی نہین اُس کے سوائے سو اُس کو پکارو نری کر کر اُس کی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے
جہان کا **ف** سب جانورون سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے انتہی **ف** اللہ
پاک اپنی خلق پر اس انعام کی منت رکھتا ہے کہ اُس نے اُن کے واسطے رات بنائی جس مین وہ چین
پکڑتے ہین اور دن مین جو معاش کمانے کو چلتے پھرتے محنت ومشقت اُٹھاتے ہین اُس سے راحت
پاتے ہین اور دن کو روشن بنایا تا کہ اُس مین چلین پھرین کاروبار کرین اطراف زمین مین سیر وسیاحت
کو جائین صناعت وپیشہ پر قدرت پائین بیشک اللہ تو بڑا فضل رکھتا ہے لوگون پر کہ اُن کے دین
ودنیا کے کام درست کرنے کو ایسی دو چیزین بنائین لیکن بہت لوگ اللہ کی نعمتون کا شکر بجا نہین لاتے

ہین پہر فرمایا ذٰلکم اللہ الآیہ یعنے جس نے یہ کام کیے وہ اللہ واحد احد تمہارا رب خالق اشیا ہے جسکے
سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب ہے پہر تم کیونکر اُس کے سوا بتون کو پوجتے ہو جو کہ کسی شے کو پیدا نہین کرسکتے
بلکہ وہ تو خود پیدا کیے ہوئے تراشے ہوئے ہین کسی نے خوب کہا ہے ع کل تراشے ہوئے بُت آج خدا ٹہرے
ہین۔ قولہ تعالی کَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یہ لوگ غیر اللہ کو پوجکر گمراہ ہوئے
اُسی طرح ان سے اگلون نے افترا و بہتان کیا بلا دلیل و برہان غیر اللہ کو پوجا بلکہ بمجرد جہل و ہوا و طغیان
اور اللہ پاک کی حجتون کو اور آیتون کو جہٹلایا پہر فرمایا اللہ وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو قرار بنایا یعنی قرارگاہ
مثل بچہونے کے کہ تم اُس پر زندگانی کرو اور اُس مین تصرف کرو اُس کے اطراف مین چلو پہرو اپنی
مصالح حاصل کرو اور پہاڑون سے اُس کو جما دیا تاکہ تم کو لیکر ہل نجلے اور آسمان کو عالم کے واسطے ایک
محفوظ چہت بنایا اور صورت بنائی تمہاری پہر اچہی صورتین بنائین تمہاری یعنی تم کو حسین تر شکلون
مین پیدا کیا اور کامل تر صورتین تم کو عطا کین احسن تقویم مین اور روزی دی تم کو طیبات سے یعنی پاک
چیزین کہانے پینے کی دنیا مین تم کو عطا کین پس ذکر کیا کہ گہر پیدا کیا اور رہنے بسنے والے بنائے اور
روزیان بنائین پس وہ خالق و رازق ہے جیسا کہ سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ
اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ
فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا
لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور اس جگہہ بعد خلق ان چیزون کے یون فرمایا ذٰلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ
رب العالمین یعنے جس نے یہ سب کام کیے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو وہ برتر و پاک و منزہ و مبرا ہے
رب ہے کل جہان والون کا پہر فرمایا ہو الحی لا الہ الا ہو یعنے وہ زندہ ہے ازل و ابد مین ہمیشہ سے زندہ
ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے نہ اُس کا کوئی نظیر ہے نہ ہمسر فادعوہ مخلصین لہ
الدین یعنے پس تم پکارو اُس کو اس حال مین کہ اُس کو ایک کہنے والے ایک جاننے والے اقرار کرنے والے ہو
اس بات کا کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ الحمد للہ رب العالمین ابن جریر نے کہا کہ ایک جماعت اہل علم کی حکم
کرتی تہی اُس شخص کو جو کہ لا الہ الا اللہ کہے اس بات کا کہ بعد اس کے الحمد للہ رب العالمین کہے واسطے عمل
کرنے کے اس آیت پر پہر بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے
تو چاہیے کہ بعد اُس کے کہے الحمد للہ رب العالمین و ذٰلک قولہ تعالی فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب
العالمین ابو اسامہ وغیرہ نے عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہا جس وقت تو پڑہے
فادعوہ مخلصین لہ الدین تو کہہ لا الہ الا اللہ اور اُس کے بعد کہہ الحمد للہ رب العالمین پہر یہ آیت پڑہی امام

لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور تم سے اگلون کو شاید تم پرہیزگاری پکڑو جس نے بنایا تم کو زمین بچھونا اور آسمان عمارت اور اتارا آسمان سے پانی پہر نکالے اُس سے میوے کہانا تمہارا سو نہ ٹہراؤ اللہ کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد نے بسند خود روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بعد ہر نماز کے کہتے جبکہ سلام پھیرتے

لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیٔ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تہلیل کرتے تھے ساتھ ان کلمون کے بعد ہر نماز کے وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ وَمُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ ثَلَاثَتُھُمْ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَذَکَرَ تَمَامَہٗ کَذَا فِی ابْنِ کَثِیْرٍ **ف** چونکہ اول اللہ پاک نے اول آیت مین بندون کو امر فرمایا کہ اُس کی عبادت کرین اُس سے دعا مانگین تو بعد اُس کے بعض دلائل آفاقی ذکر فرمائی جو کہ دال ہین اُسکے وجود و توحید و قدرت تام و فضل عام پر پھر چونکہ دعا کورات سے زیادہ تر مناسبت ہے اس لیے رات کا ذکر مقدم کیا پس فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ الآیہ یعنی تم اللہ ہی کو پوجو اُسی کو پکارو اُسی سے دعا مانگو کیونکہ اللہ تو وہ ہے جس نے اپنی قدرت و فضل و انعام سے تمہارے واسطے رات بنائی تاکہ اُس مین چین پکڑو حرکتون سے جو کہ معاش کی طلب مین دن کو کیا کرتے ہو اس لیے کہ اُس کو تاریک و سرد بنایا ہے جس کے مناسب راحت ظاہری ہے بسکون و خواب جو کہ چھوٹی موت ہے اور راحت حقیقی ساتھ عبادت کے جو کہ دائمی حیات ہے۔

اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُس مین اپنی حاجات کو دیکھو اور طلب معاش مین چلو پھرو **نکتہ** ظاہر یہ تھا کہ والنھار لتبصروا فیہ ہوتا مگر یون نہ کہا بلکہ النھار مبصرا فرمایا دیکھو ایک تو اس مین مبالغہ ہے اس لیے کہ نسبت ابصار کی نہار کی طرف مجازی ہے کیونکہ فی الحقیقت ابصار واسطے اہل نہار کے ہے دن مین دیکھتے ہین دن نہین دیکھتا ہے مبالغہ یہ ہوا کہ گویا دن کو ایسا روشن بنایا کہ مارے روشنی کے وہ خود دیکھتا ہے دوسرے اختصار اور باوجود اختصار کے لتبصروا فیہ کا مضمون نہایت خوبی و مبالغہ سے ادا ہوگیا تیسرے تغیر اسلوب کلام کی اسلوب بدلنے سے تازگی و خوبی بڑھجاتی ہے غرضکہ رات اور دن عجب نعمتین ہین کہ دین و دنیا کے سارے کام انہین مین ہوتے ہین کاروبار عالم کے یہ دو بڑے ظرف ہین قدرت یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ضد بنایا ایک تاریک دوسرا روشن پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ یعنے بیشک اللہ البتہ صاحب فضل و مہر ہے لوگون پر اپنی بے حد و بے شمار نعمتون کا اُن پر تفضل و انعام فرمایا کرتا ہے لمفضل یا لمتفضل نہ فرمایا اس لیے کہ منظور فضل کی تعظیم ہے یعنے ایسے بڑے عظیم الشان فضل والا ہے کہ اُس کے مثل کوئی فضل نہین ہے یہ مضمون باوجود اختصار کے اور ترکیب سے ادا نہین ہوسکتا ہے بالجملہ اگر کوئی کہے کہ اللہ پاک کی تو یہ نعمتین اور یہ فضل پھر لوگون کا کیا حال ہے تو فرمایا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ یعنے لیکن اکثر لوگ ان نعمتون کا شکر نہین کرتے ہین اور

اُن کے مقر نہین ہوتے اُن کا شکر نہ کرنا دو طرح ہے یا تو نعمتون کے کافر و منکر ہین بسبب جہل منعم کے جیسے کفار کیونکہ جو کوئی اس کا معتقد ہوگا کہ یہ نعمتین اللہ کی طرف سے نہین ہین وہ کیونکر اُس کا شکر کرے گا مثلاً دہریہ کہ افلاک کو واجبۃ الوجود کہتے ہین اور عالم سفلی کی نعمتون کو اُن کی طرف منسوب کرتے ہین یہ لوگ با وجود اس اعتقاد کے منعم حقیقی کا شکر کیونکر کرین گے یا ناشکری یون ہوتی ہے کہ یہ جانتے ہین کہ کل عالم اللہ کا بنایا ہوا ہے مگر کثرت سے اللہ کی نعمتون مین مستغرق ہو رہے ہین مارے کثرت نعمتون کے اُن کی قدر سے غافل ہو گیے اس سبب سے اُن کا شکر نہین کرتے ہین یہ لوگ جاہل ہین اکثر الناس فرمایا اکثرہم نہ کہا کہ ناس کی تکرار نہ ہوتی سو اس کی یہ وجہ ہے کہ اس تکرار مین تخصیص کفران نعمت کی ہے ساتھ اُن کے اور وہی ہین کہ اللہ کے فضل کا انکار کرتے ہین اور اُس کا شکر بجا نہین لاتے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے[ل] اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ و قولہ تعالے[ع] اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ قاعدہ یہ ہے کہ اسم ظاہر معرف باللام کا بجائے ضمیر رکہنا مفید اختصاص حکم ہوتا ہے ساتھ اُس کے ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یعنے یہ ذات معلوم جو تمیز ہے ساتھ افعال خاصہ کے جن مین اُس کا کوئی شریک نہین ہے موصوف بہ الٰہیت و ربوبیت و خلق کل شے ہے اور اُس کا کوئی شریک نہین ہے جمہور نے خالق کو برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر بعد خبر ہے اور زید بن علی نے بنصب بنا بر اختصاص کل شی پر وقف لازم ہے یہ شبہہ دور کرنے کو کہ ما بعد شے کے صفت نہین ہے پہر جب وہ شے بیان کر دی جو کہ دلالت کرتی ہے موصوف بصفات مذکورہ کے وجود پر تو فرمایا فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ یعنے جب یہ تقریر واضح بیان ہو چکی تو اب کیونکر تم کو درست ہو سکتا ہے کہ تم اُس کی طاعت و عبادت سے پہرو اور اُس کے غیر کو پوجو پہر بیان کیا کہ یہ گمراہی کچہہ انہین لوگون کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ وہ تو ثابت ہے حق مین ہر اُس شخص کے جس نے اللہ کی آیتون کا انکار کیا اور اُن کو سوچا سمجہا نہین اور نہ اُن سے استدلال کیا اُس بات پر جو کہ باب اعتقاد و عمل مین حق ہے اور طلب حق و خوف عاقبت سے بیٹھ رہا پس ارشاد فرمایا کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ یعنی مثل اس پہرنے کے پہرے وہ لوگ جو کہ اللہ کی آیتون کا انکار کیا کرتے تہے اور اُس کی توحید کے منکر ہوتے تہے کیونکہ وہ سب حق سے پہرے اور حق کے ساتھ متزین ہونے سے محروم ہوئے اس بدلے مین کہ آیتون کا انکار کیا اور اُن کی تکذیب کی اور اُن سے استدلال کرنا چہوڑ دیا۔ یؤفک فعل مضارع یہان بمعنے ماضی ہے حکایت حال ماضی کے واسطے اور اُس کی صورت مستحضر کرنے کو لیے لایا گیا ہے مراد یہ ہے کہ انہم جمیعًا افکوا افکا مثل افک قومک پہر اللہ پاک نے ایک اور نوع ذکر کی اُن نعمتون مین سے جن کا اُن پر انعام کیا مع اس کے کہ اس مین دلالت بہی ہے اُس کے کمال قدرت و تفرد بالٰہیت پر پس ارشاد فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا الآیہ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنا دی تمہارے واسطے

[ل] بیشک انسان ناشکرا ہے ۱۲ منہ

[ع] بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا ۱۲ منہ

زمین جائے قرار جس مین تم زندہ رہتے ہوا ور اُسی مین مرتے ہو باوجود اسکے کہ وہ غایت ثقل مین ہے
اور سوائے قدرت الٰہی اُس کا کوئی تھامنے والا نہین ہے دوسری نعمت وقدرت یہ ہے کہ بنایا آسمان
کو ایک سقف قائم ثابت باوجود اس کے کہ وہ افلاک ہین مدت دراز سے تارون کو لیے پھرتے ہین جن سے
رات اور دن تاریکی وروشنی پیدا ہوتی ہے پھر بعض وہ نعمتین ذکر کین جو کہ نفوس عباد سے متعلق ہین ارشاد
فرمایا وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ یعنے پیدا کیا تم کو حسین تر صورت مین کسی حیوان کو تم سے خوبتر نہین پیدا
کیا کسی نے کہا کہ نہین پیدا کیا تم کو اوندھا مثل چوپایون کے کہا ہے کہ ابن آدم قائم معتدل پیدا کیا گیا کھاتا
ہے اور لیتا ہے اپنے ہاتھ سے اور غیر انسان اپنے موںھ سے تناول کرتا ہے زجاج نے کہا کہ تم کو کل حیوان سے
حسین تر بنایا جمہور نے صورکم کو بضم صاد اور اعمش وابو رزین نے بکسر صاد پڑھا ہے جوہری نے کہا صور بکسر
صاد ایک لغت ہی صور بضم صاد مین پھر فرمایا اور روزی دی تم کو طیبات سے مراد مستلذات ہین کھانے پینے
کی چیزون سے جو کہ غیر روزی دواب ہین ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یعنے یہ ذات پاک جو موصوف باوصاف جلیلہ ہے
اللہ ہے رب تمہارا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے پس کثیر ہوئی خیر وبرکت اللہ کی جو کہ رب ہے جہان والون کا
هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے وہ ایسا باقی رہنے والا ہے کہ فنا نہ ہوگا متفرد ہے ساتھ الوہیت کے یہ ترکیب مفید
حصر ہے اور اس مین اشارہ ہے طرف علم تام وقدرت تام وکامل کے فَادْعُوْهُ الآیہ سو تم اُس کو پوجو اس
حال مین کہ خالص کرنے والے ہو واسطے اُس کے طاعت وعبادت کو شرک سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
فراء نے کہا یہ خبر ہے اور اس مین اضمار امر ہے مراد یہ کہ خبر بمعنے امر ہے یعنی تم حمد کرو اللہ کی ایک قول یہ ہے کہ
فادعوہ کے حال مقدر کا مقولہ ہے یعنے فادعوہ قائلین الحمد للہ رب العالمین اس کا مؤید قول حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اس بنا پر منجملہ کلام مامورین بعبادت ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ
اللہ پاک کے کلام سے ہو اس بنیاد پر کہ جملہ مستانفہ ٹھیرے اللہ تعالیٰ نے بذاتہ اپنی ذات کی حمد کے واسطے
ذکر کیا ہو پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو اس بات کی خبر دین کہ اپنے غیر
کی عبادت سے اُن کو نہی کی ہے اور توحید کا اُن کو امر کیا ہے پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا
شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
ع ۸ مع ۱۳ ۱۲ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ تو کہہ مجھ کو منع ہوا کہ پوجون جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ
کے جب پہونچ چکین مجھ کو کھلی نشانیان میرے رب سے اور حکم ہوا کہ تابع رہون جہان کے صاحب کا وہی ہے

جس نے بنایا تم کو خاک سے پہر پانی کی بوند سے پہر لہو کی پہٹکی سے پہر نکالتا ہے لڑکے پہر جب تک پہونچو
اپنے زور کو پہر جب تک ہو جاؤ بوڑہے اور کوئی ہے تم مین کہ پہر لیا پہلے اس سے اور جب تک کہ پہونچو لکہے وعدے
کو اور شاید تم بوجہو وہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پہر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہا اس کو کہ ہو وہ ہو جاتا
ہے ف۱ یعنے اتنے احوال تم پر گذرے شاید ایک حال اور بہی گذرے وہ مرکر جینا انتہٰی ف حافظ
ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان مشرکون سے کہدے کہ اللہ عزوجل
منع فرماتا ہے کہ اصنام وانداد واوثان مین سے کوئی اُس کے سوا پوجا جائے اور یہ بات کہ اُس کے سوا کوئی
مستحق عبادت کا نہین ہے سوا پنے اِس قول مین بیان فرمائی ہو الذی خلقکم من تراب الآیہ یعنی وہ اللہ
وحدہ لاشریک لہٗ ہی ہے جو تم کو ان حالتون مین لوٹتا پوٹتا ہے اُسی کے امر و تدبیر و تقدیر سے یہ سب کچہہ
ہوتا ہے قولہ تعالیٰ ومنکم من یتوفیٰ من قبل کا یہ مطلب ہے کہ کوئی تو تم مین کا مرجاتا ہے پہلے اس سے کہ موجود
ہوا وراس عالم کی طرف نکلے بلکہ اُس کی ماں اُسے ادہورا گرادیتی ہے اور کوئی صغیر مرجاتا ہے کوئی جوان ہوکر
کوئی ادہیڑ ہوکر قبل بڑہاپے کے مرتا ہے کما قال تعالیٰ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى
اور اس جگہہ یون فرمایا ہے ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون ابن جریج نے کہا تتذکرون البعث یعنی شاید تم
یاد کرو بعث کو پہر فرمایا ہو الذی یحیی ویمیت یعنی جلانے مارنے کے ساتہہ وہی متفرد ہے اُس کے سوا کوئی
اسپر قادر نہین ہے فاذا قضیٰ امرا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی اُس کی مخالفت وممانعت نہین کرسکتا ہے بلکہ جو
کچہہ اُس نے چاہا وہ ضرور ہی ہوگیا ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین جو اپنے معبودون کا پوجنا
تجہہ سے چاہتے ہین سو تو اس بارے مین اُن پر رد کرکے کہدے کہ مجہے تو نہی عام کی گئی ہے ساتہہ براہین
عقول کے اور نہی خاص ساتہہ دلائل نقول کے اس سے کہ مین اُن کو پوجون جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے
سوا مراد اصنام ہین پہر وجہ نہی کی جبکہ آچکے مجہہ کو بیّنات میرے رب سے مراد ادلۂ عقلیہ ونقلیہ ہین کیونکہ یہ واجب
کرتی ہین توحید کو اور مجہے یہ حکم ہے کہ مین تابع رہون رب العالمین کا ساتہہ انقیاد وخضوع وعاجزی کے یا خلاص
کے پہر بعد اس کے ایک دلیل ذکر کی اُن دلیلون سے جو کہ دال ہین توحید پر فرمایا وہی ہے جس نے بنایا تم کو
یعنی تمہارے اوّل باپ آدم کو مٹی سے جو کہ مستلزم ہے اُس کی ذریت کی بنانے کو مٹی سے پہر نطفہ سے پہر علقہ
سے اس کی تفسیر کئی جگہہ گزر چکی ہے پہر نکالتا ہے تم کو طفل مراد اطفال ہے مفرد اس لیے کہا کہ طفل اسم جنس
ہے مفرد و جمع دونون پر بولا جاتا ہے یا باین معنے کہ نکالتا ہے ہر ایک کو تم مین سے طفل پہر تا کہ پہونچو اپنے
اشد کو یعنے اُس حالت کو جس مین قوت وعقل جمع ہوتی ہے تیس برس سے لیکر چالیس تک اشد کا بیان
پورے طور پر انعام مین گذر چکا ہے تقدیر یہ ہے تا کہ تم بڑہے ہو ذرا ذرا کرکے پہر تا کہ پہونچو غایت کمال

ف۱ اسواسطے کہ تم کو کہون ستاوین اور بعضے ادہیڑ ہو کے مرتے ہین اور بعضے پیٹ مین مجبور ہو جاتے ہین ایک مدت معین سے دوسرے تک ۱۲ منہ

کو پھر تم کو باقی رکھتا ہے تاکہ تم ہو شیوخ شیوخ بمعنے بڑھاپے ہین دونون صیغہ ہین کسی نے شیخا بافراد پڑھا ہے مثل
طفلا کے شیخ وہ ہے جو چالیس سے بڑھ گیا یعنے مراتب عمر انسان کی مان کے شکم سے نکلنے کے بعد تین
ہین ایک تو طفولیت یہ نمو و زیادت کی حالت ہے یہانتک کہ کمال اشد کو پہونچے بغیر ضعف کے پھر بعد اسکے
قوت کم ہوتی جاتی ہے یہ عمر شیخوخت کی ہے من قبل کے یہ معنے ہین کہ تم مین پھر لیا کسی کو قبل اشد اور
قبل شیخوخت سے ولتبلغوا اجلا مسمی اور تاکہ پہونچو سب کے سب موت کو یا روز قیامت کو حرف لام تعلیل کا
ہے یا عاقبت کا ولعلکم تعقلون اور تاکہ بوجھو اپنے رب کی توحید کو اور اس کی قدرت بالغہ کو اپنی پیدائش
مین ان مختلف حالتون پر اجل مذکور تک ہو الذی یحیی ویمیت کا یہ مطلب ہے کہ جلانے مارنے پر وہی قدرت
رکھتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کا ان کامون مین سے جن کا ارادہ کرتا ہے تو یہی کہتا ہے اس سے کہ ہو جا
تو وہ ہو جاتا ہے بدون اس کے کہ کسی شے پر شیا سے اصلا متوقف ہو اور کسو دنے کہا ہے کہ کن فیکون تمثیل
ہے واسطے تاثیر قدرت الٰہی کے مقدورات مین وقت تعلق اس کے ارادے کے ساتھ اس کے اور تصویر ہے
ترتب مکونات کی اس کی تکوین پر بغیر اس کے کہ وہان کوئی آمر و مامور ہو پہلا حرف فا اس بات کے بتانے
کو ہے کہ ما بعد اس کا اس کے ماقبل کے نتائج سے ہے ماقبل یہی تھا کہ احیاء و اماتت اللہ پاک کے ساتھ خاص
ہے اس کے معنے کی تحقیق سورۂ بقرہ وغیرہ مین گذر چکی ہے پھر جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی آیتون مین جھگڑتے ہین انکے
احوال سے تعجب دلایا پس ارشاد فرمایا الم تر الی الذین یجادلون فی ایت اللہ انی یصرفون ۝

الذین کذبوا بالکتب وبما ارسلنا بہ رسلنا فسوف یعلمون ۝ اذ الاغلل فی اعناقہم والسلسل
یسحبون ۝ فی الحمیم ثم فی النار یسجرون ۝ ثم قیل لہم این ما کنتم تشرکون ۝ من دون اللہ
قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا کذلک یضل اللہ الکفرین ۝ ذلکم بما کنتم تفرحون
فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون ۝ ادخلوا ابواب جہنم خلدین فیہا فبئس مثوی
المتکبرین ۝ تو نے نہ دیکھے جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین کہان سے پھیرے جاتے ہین جنہون نے
جھٹلائی یہ کتاب اور جو بھیجا ہم نے اپنے رسولون کے ہاتھ سو آخر جان لین گے جب طوق پڑے ہین انکی
گردنون مین اور زنجیرین گھسیٹے جاتے ہین جلتے پانی مین پھر آگ مین ان کو جھونکتے ہین پھر ان کو کہا جاوے
کہان گیے جن کو تم شریک بتاتے تھے اللہ کے سوائے بولے ہم سے چوک گیے کوئی نہین ہم تو پکارتے نہ تھے
پہلے کسی چیز کو اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکرون کو یہ بدلا اس کا جو تم رہتے بھرتے تھے زمین مین ناحق اور اس کا
جو تم اتراتے تھے پیٹھو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اس مین سو کیا بد ٹھکانا ہے غرور والون کا ف
اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہین پکڑا اب گھبرا کر منہ سے نکل جاوے گا یا پھر سنبھل کر انکار کرین

تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلا دیا اس حکمت سے انتہٰے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو تعجب نہین کرتا ہے ان لوگون سے جو کہ اللہ کی آیتون کو جھٹلاتے
ہین اور حق مین باطل کے ساتھ جھگڑتے ہین ان کی عقلین کیونکر پھیری جاتی ہین ہدایت سے طرف گراہی
کے جنھون نے تکذیب کی کتاب کی اور اُس ہدایت وبیان کی جس کو دیکر اللہ پاک نے اپنے رسولون کو بھیجا
سو آخر جان لین گے یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے واسطے ان لوگون کے کما قال تعالیٰ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
لِلْمُكَذِّبِينَ جبکہ طوق پڑے ہون گے اُن کی گردنون مین اور زنجیرین یعنے زنجیرین متصل ہون گی طوقون
سے زبانیہ فرشتون کے ہاتھون مین گھسیٹین گے اُن کو اُن کے مونھ کے بل کبھی تو طرف جلتے پانی کے اور
کبھی طرف جحیم کے اسی لیے یون فرمایا ہے يُسْحَبُونَ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ کما قال سبحانہ تعالیٰ
هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ اور بعد ذکر زقوم کھانے کے اور
حمیم پینے کے اللہ پاک نے فرمایا ہے ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ وقال عزوجل وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا
أَصْحَابُ الشِّمَالِ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِنْ يَحْمُومٍ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ یہانتک کہ فرمایا ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا
الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ
مِنَ الْحَمِيمِ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ وقال عزوجل إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ
طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ
رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ یعنے یہ بات انسے
کہی جائے گی بطور تقریع و توبیخ و تحقیر و تصغیر و تہکم و استہزا کے ابن ابی حاتم نے یعلے بن منبہ سے
مرفوعًا روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل اُٹھائیگا ایک بدلی واسطے اہل نار کے سیاہ تاریک اور کہا جائے گا
اے اہل نار تم کیا شے طلب کرتے ہو تو وہ اُس سے دنیا کے بدلی کو یاد کرین گے سو کہین گے ہم چاہتے ہین سرد
پانی پینے کا پھر وہ بدلی اُنپر طوقین برسائی گی اُن کے طوقون مین اور بڑھ جائین گے اور زنجیرین اُن کی زنجیرون
مین زیادہ ہو جائین گی اور انگارے کہ دہکا وین گے اُن پر آگ کو یہ حدیث شریف غریب ہے قولہ تعالیٰ
ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ الآیہ یعنے اُن سے کہا جائیگا کہان ہین وہ بُت جن کو تم پوجا کرتے تھے اللہ کے سوا آیا وہ تمہاری
مدد کرتے ہین کہین گے وہ تو ہم سے جاتے رہے سو ہم کو نفع نہ ہو نچا یا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو
یعنے اُن کے پوجنے کا انکار کر جائین گے کما قال تعالیٰ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ قولہ تعالیٰ ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَفْرَحُونَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اُن سے کہین گے یہ شے جس مین تم ہو بدلا ہے تمہارے رہجنے پر دنیا

مین ناحق اور تمہارے تکبر اور اترانے پر داخل ہو جہنم کے دروازون مین سدا بسنے کو اُس مین فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ
یعنے سو کیا بُری منزل و خوابگاہ ہے کہ جس مین ذلت و عذاب سخت ہے، واسطے اُس کے جس نے اللہ کی آیتون سے
اور اُس کی دلیلون حجتون کی پیروی کرنے سے تکبر کیا واللہ اعلم **ف** قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین الآیہ سے مراد
تعجب دلانا ہے اُن کے احوال زشت و آراے رکیک سے اور تمہید ہے اُس مضمون کی جو اُس کے بعد آتا ہے کہ
اُنہون نے کل قرآن کی اور باقی کتب و شرائع کی تکذیب کی اور اُس پر جو وعید مرتب ہوئی ہے غرض یہ ہے کہ
اس آیت کے ذکر سے دو فائدے مقصود ہین ایک تو اُن کے حال بد سے مخاطب کو تعجب دلانا دوسرا تمہید
بیان مابعد کی جس طرح کہ سابق مین جو ان الذین یجادلون الآیہ گزرا ہے اُس سے اس امر کا بیان منظور
تھا کہ اُن کا جدال ایک ایسی بناے فاسد پر مبنی ہے کہ وجود کے تحت مین داخل نہین ہو سکتا ہے نری خالی
تمنا ہے اب اس تقریر کی بنا پر اس مین کسی طرح کی تکرار نہین ہے معنی یہ ہین دیکھ تو طرف ان لوگون کے جو
کہ مکابرہ و مجادلہ کرتے ہین اللہ کی آیتون مین ایسی آیتین کہ واضح و جلی ہین خود پر ایمان لانے کو واجب کرتی
ہین اُن مین جدال کرنے سے زاجر و مانع ہین کیونکر وہ اُن سے پھیرے جاتے ہین باوجود اس کے کہ اُن پر
متوجہ ہونے کے باعث باہم ایک دوسرے کے ممد و معاون ہین اور موانع اُن سے بالکل منتفی ہین اور جو دلیلیں
کہ اُن کی صحت پر اور اس پر کہ وہ خود فی نفسہ موجب توحید ہین دال ہین سو وہ قائم ہین یہ حاصل ہے ابوسعود
کا آپ کہو کہ باوجود اس سب کے آیتون مین جھگڑنا اور اُن سے پھرنا بڑے تعجب کی بات نہین ہے تو پھر کیا ہے،
نسفی نے کہا کہ اس سورت مین تین جگہ ذکر جدال کا ہوا ہے سو جائز ہے کہ حق مین تین قومون کے ہو یا تین
بتون مین یا تکرار واسطے تاکید کے ہو **ابن زید** نے کہا کہ یہ مجادلین مشرکین ہین بدلیل قول ما بعد الذین
کذبوا بالکتاب الآیہ یعنی اس لیے کہ مکذب کتاب وغیرہ مشرکین ہین **قرطبی** نے کہا اور اکثر مفسرین نے
کہا ہے کہ قدریہ مین نازل ہوئی ہے **ابن سیرین** کہتے ہین اگر یہ آیت قدریہ مین نہین اُتری تو
پھر مین نہین جانتا ہون کہ کن لوگون کے حق مین نازل ہوئی اسکا یون جواب دیتے ہین کہ اللہ پاک
نے ان مجادلین کا ایسی صفت کے ساتھ وصف کیا ہے جو کہ دال ہے برخلاف قول اکثر مفسرین مذکورین
کے یون فرمایا ہے کہ انہون نے تکذیب کی کتاب کی حالانکہ یہ ایک ایسا وصف ہے کہ فرقہاے اسلام سے
کسی فرقے پر اس کا اطلاق صحیح نہین ہے بالجملہ موصول ثانی یا تو محل جر مین ہے اس بنا پر کہ نعت ہے
موصول اول کی یا اُس سے بدل ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر ذم اور مراد کتاب سے
یا تو قرآن ہے یا جنس کتب منزلہ من عند اللہ اور وبما ارسلنا بہ رسلنا معطوف ہے بالکتاب پر اور مراد
اس سے وہ شے ہے جس کی وحی کی گئی طرف رسولون کے غیر کتاب سے اگر الف ولام الکتاب مین

واسطے جنس کے ہو یا باقی کتب اگر کتاب سے مراد قرآن ہو غرضکہ پہر اللہ پاک نے وہ وعید شدید ذکر کی جو کہ
جدال فی آیات اللہ و تکذیب کتاب پر مرتب ہو پس فرمایا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ
الآیہ کلمہ اِذْ متعلق ہے یَعْلَمُوْنَ سے یعنی یہ مجادلین مکذبین عنقریب جان لین گے انجام بد اپنے کام کا اور وبال
اپنے جدال و تکذیب و کفر کا وقت ہونے طوقون کے اُن کی گردنون مین یا اِذْ متعلق ہے اذکر محذوف سے یعنے
ذکر کر اُن سے وقت اغلال کا تا کہ ڈرین اور منزجر ہون سَلَاسِل جمع ہے سلسلہ کی بمعنی زنجیر راغب نے کہا
تسلسل الشئ اضطرب کانہ تصور منہ تسلسل متردد فردد لفظہ تنبیہ علی تردد معناہ و ماء سلسل متردد فی مقرہ والسلاسل
معطوف ہے الاغلال پر تقدیر یہ ہے اذ الاغلال والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی جائز ہے کہ سلاسل مرفوع ہو اس
بنا پر کہ مبتدا ہوا اور خبر اسکی محذوف اس لیے کہ فی اعناقہم اُس پر دال ہے یعنی والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی
جائز ہے کہ خبر اُس کی یسحبون فی الحمیم ہو بحذف عائد اے یسحبون بہا فی الحمیم یہ بات جمہور کی قرات پر ہے
جو کہ برفع سلاسل ہے حضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود و عکرمہ و ابو الجوزاء نے بنصب سلاسل پڑہا ہے
اور یسحبون کو بفتح یا بصیغہ معروف اس صورت مین سلاسل مفعول مقدم ہو گا یعنے اور سلاسل کو کہینچین گے
حمیم مین بعض نے سلاسل کو بجر پڑہا ہے فراء نے کہا یہ قرات محمول ہو گی معنی پر کیونکہ معنے یہ ہین اعناقہم
فی الاغلال والسلاسل زجاج نے کہا معنے اس قرات پر یہ ہین وفی السلاسل یسحبون ابن انباری نے اس پر
یون اعتراض کیا کہ یہ بات عربیت مین جائز نہین ہے محل یسحبون کا اس تقدیر پر کہ سلاسل معطوف ہو
اغلال پر اور اس تقدیر پر کہ مبتدا ہوا ور خبر اُس کی فی اعناقہم نصب ہے بنا بر حال یا کوئی محل نہین ہے بلکہ
کلام مستانف جواب ہے سوال مقدر کا سحب کہتے ہین سختی سے کہینچنے کو اسی معنی سے لفظ سحاب ہے،
اس لیے کہ ہوا اُس کو کہینچتی ہے یا اسواسطے کہ وہ پانی کو کہینچتا ہے حمیم وہ پانی ہے جو انتہا کو پہونچا ہو گرمی
مین کسی نے کہا بمعنے صدید ہے یعنے پیپ کسی نے کہا جہنم کسی نے حمیم کے معنے کو کیا بلیغ عبارت مین
ادا کیا ہے الماء الحار الذی یکسب الوجوہ سوادا والاعراض عارا والارواح عذابا والاجسام نارا اس کی
تفسیر اول گزر چکی ہے سجر محاورے مین بولتے ہین سجرت التنور ای اوقدتہ یعنی جہو نکا مین نے تنور
کو وسجرتہ ملاتہ بالوقود یعنے پر کردیا مین نے اُس کو ہیزم سے اسی معنی سے البحر المسجور ہے ای المملوء
پس ثم فی النار یسجرون کے یہ معنی ہونگے کہ آگ اُن سے دہکائی جائے گی یا اُن سے پر کی جائے گی
مراد یہ ہے کہ طرح طرح کے عذاب سے معذب ہون گے اور ایک باب سے طرف دوسرے باب کے نقل کیے
جائین گے مجاہد و مقاتل نے کہا توقد بہم النار فصاروا وقودہا یعنے دہکائی جائے گی اُن سے آگ
تو وہ اُس کے ایندہن ہو جائین گے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ گہسیٹے

جائین گے جلتے پانی مین تو منسلخ ہو جائے گی ہر چیز جو اُن پر ہو گی کہال و گوشت اور رگین یہانتک کہ
یہ سب آجائے گا اُس کی پائتی مین یہانتک کہ گوشت کافر کا بقدر اُس کے طول کے ہوگا اور طول اُس کا
ساٹھ گز کا ہوگا پہر دوسری کہال پہنایا جائے گا پہر کہینچا جائے گا حمیم مین حضرت عبداللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذ الاغلال تا یسجرون پڑہا پہر
فرمایا کہ اگر رصاصہ مثل اس کے اور اشارہ فرمایا طرف ایک کہوپری کے یعنے اگر کوئی سیسے کا گولہ
مثل کہوپری کے چہوڑا جائے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ پانسو برس کی راہ ہے تو البتہ وہ پہونچ
جائے گا زمین کو قبل رات کے اور اگر وہ چہوڑا جائے زنجیر کے سرے سے تو البتہ وہ چلے چالیس برس رات
اور دن قبل اس کے کہ پہونچے اصل اُس کی کو یا اُس کے قعر کو اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ
والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی البعث والنشور قولہ تعالیٰ ثم قیل لہم الآیہ صیغہ
ماضی کا اس لیے فرمایا کہ تحقق پر دال ہو معنے یقال لہم ہین اور کلمہ این ما سے جدا لکہا جاتا ہے جیسا کہ جزری
نے اس طرف اشارہ کیا ہے معنے یہ ہین کہ بہر زجر و توبیخ کے واسطے اُن سے کہا جائے گا کہان ہین وہ
شرکا جن کو تم پوجتے تہے اللہ کے سوا مراد اصنام وغیرہ ہین کہین گے وہ تو جاتے رہے غائب ہو گئے ہم سے
اور ہم نے اُن کو گم کیا سو ہم اُن کو نہین دیکہتے ہین پہر اس بات سے اعراض کیا اور اس طرف منتقل ہوئے کہ
اُن کے عدم کی خبر دی اور اس کی کہ اُن کے لیے کوئی وجود نہین ہے پس کہا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تہے پہلے
کسی شئے کو یعنے ہم کسی چیز کو پوجتے نہ تہے یہ بات جب کہی کہ جس گمراہی و نادانی مین تہے وہ اُنپر کہل
گئی اور ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی شئے کو پوجتے تہے جو نہ دیکہتی ہے نہ سُنتی ہے نہ ضرر پہونچاتی ہے نہ نفع اور
یہ کچہہ اُن کی طرف سے وجود اصنام کا انکار نہین ہے جن کو وہ پوجتے تہے بلکہ اُن کی طرف سے اقرار ہے
اس کا کہ اُن کا پوجنا اُن کو باطل و بیکار تہا جس طرح کہ محاورے مین تم کہتے ہو کہ حسبتہ شیئا فلم یکن یعنے مینے
فلان چیز کو خیال کیا تہا کہ وہ ایک شی ہے سو وہ شئے نہ تہی یعنی کوئی معتد بہ شئے نہ نکلی محلی نے بل لم نکن
ندعوا الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ اُنہون نے انکار کیا اپنے پوجنے کا اُن کو پہر وہ بت حاضر کیے گئے یعنے
اُن کے پاس تو اُن کو دیکہہ لیا اللہ پاک نے فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم
اے وقودہا انتہی لیکن یہ بات کہ انکار عبادت کا کیا بعید ہے مقام حساب مین اور روبکاری رب العالمین
مین اسی لیے ابو السعود نے کہا کہ معنے یہ ہین بلکہ ظاہر ہو گئی ہم کو یہ بات کہ ہم نہین پوجتے تہے کسی شئے کو
بسبب اُن کے پوجنے کے جبکہ آج ہم پر یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی شئے معتد بہ نہ تہی کذلک یضل اللہ الکفرین
یعنے مثل اس گمراہی رسوا کرنے والی اور حد سے بڑہی ہوئی کے گمراہ کرتا ہے اللہ کافرون کو جبکہ انہون نے

پوجا ان بتون کو جنہون نے ان کو آگ کی طرف پہونچا دیا اور یہ بھی بطور توبیخ و سرزنش کے ان سے
کہا جائیگا کہ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ الآیہ اشارہ ہے طرف ضلال کے جو کہ یضل سے معلوم ہوتا
ہے یا طرف عذاب کے یعنی یہ گمراہ کرنا یا عذاب اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین اللہ کے معاصی اور اس کے
رسولون کی اور کتابون کی مخالفت کرکے فرح و سرور کا اظہار کرتے تھے کسی نے کہا بسبب اس کے کہ تم
مال و اتباع و صحت و عافیت سے خوش ہوتے تھے کسی نے کہا بوجہ اس کے کہ تم بعث و عذاب کا انکار کرکے
مسرور ہوتے تھے کسی نے کہا کہ مراد فرح سے اس جگہہ بطر و تکبر ہے اور مرح سے مراد زیادتی ہے بطر مین
مجاہد وغیرہ نے کہا ہے تمرحون کے معنے ہین تبطرون و تاشرون ضحاک نے کہا کہ فرح تو سرور ہے اور مرح
عدوان ہے مقاتل نے کہا مرح بطر و خیلا رہوی کسی نے کہا کہ مرح اشد ہے فرح سے مطلب یہ ہے کہ انتہا درجے
کی خوشی مرح ہے اور یہی موجب تکبر کی ہوتی ہے اُدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا اللہ پاک نے فرمایا
ہے لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ یعنی داخل ہو تم جہنم کے ساتون دروازون مین
جو کہ تمہارے واسطے بانٹے گئے ہین اس حال مین کہ تمہارے لیے ہمیشہ کا رہنا اس مین مقدر کیا
گیا ہے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ سو کیا برا ماوی و مسکن و مقام دائمی ہے ان کا جو کہ حق سے تکبر
کرنے والے ہین وہ ماوی جہنم ہے نعوذ باللہ منہا ظاہر یہ تھا کہ مدخل کہا جاتا لیکن اس کو مثوی کے پیرایہ
مین اس لیے ذکر کیا کہ ان کا دخول بطور خلود ہے کما قالہ ابو السعود سمین نے کہا کہ مدخل اس واسطے نہین
فرمایا کہ دخول دائم نہین ہوتا ہے دائم جو ہوتا ہے سو وہ ثوا ہے پس اسی لیے اس کو مخصوص بذم کیا گو
دخول بھی مذموم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا حکم دیا واسطے ان کی
تسلی کے پس ارشاد فرمایا فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ
مِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ
أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ○ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَ ع ۸
مِنْهَا تَأْكُلُونَ ○ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ ۱۴
تُحْمَلُونَ ○ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ○ سو تو ٹھیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے
پھر کبھی ہم دکھا دین تجھ کو کوئی وعدہ جو ان کو دیتے ہین یا بھر لین تجھکو پھر ہماری طرف پھر سے
آوین گے اور ہم نے بھیجے ہین بہت رسول تجھ سے پہلے کوئی ان مین ہین کہ سنایا تجھکو ان کا احوال
اور کوئی ہین کہ نہین سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب

اس سے کہ سات دروازے ہین ہر دروازہ کو ان مین کا فرقہ بٹ رہا ۱۲ منہ

آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے مین آئے اُس جگہ جھوٹے اللہ ہے جس نے بنا دیے
تم کو چوپائے تا سواری کرو کتنون پر اور کتنون کو کہاتے ہو اور تم کو اُن مین بہت فائدے ہین اور تا
پہونچو اُن پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی مین ہو اور اُن پر اور کشتی پر لدے پہرتے ہو اور دکہاتا ہی
تم کو اپنی نشانیان پھر کون نشانی اپنے رب کی نہ مانو گے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی
اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا امر فرماتا ہے کہ جس نے قوم مین سے اُن کی تکذیب کی اُس پر
صبر کرین پس بیشک اللہ تعالی عنقریب پورا کرے گا تیرے واسطے وہ نصر وظفر تیری قوم پر جس کا
اُس نے تجہہ سے وعدہ کیا ہے اور انجام نیک تیرے واسطے کرے گا اور ان کے واسطے جنہون نے تیری پیروی
کی دنیا وآخرت مین پھر یا تو ہم تجہہ کو دکھا دین گے کوئی وعدہ جو ہم اُن کو دیتے ہین یعنی دنیا مین اور اسی طرح
واقع ہوا کیونکہ اللہ پاک نے مومنین کی آنکہین مشرکین کے کبار وعظما سے ٹھنڈی کر دین بدر کے دن ہلاک کر دیے
گئے پہر اللہ تعالی نے مکہ کو آپ پر فتح کر دیا اور باقی جزیرۂ عرب کو آپ کی حیات شریف مین مفتوح کر دیا قولہ تعالی
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ الآیہ یعنے یا ہم تجہہ کو وفات دین گے پھر وہ ہماری ہی طرف لوٹکر آئین گے یعنے پہر ہم اُن کو عذاب
سخت چکھائین گے آخرت مین پھر آپ کی تسلی کے واسطے فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا الآیہ جس طرح کہ سورۂ نساء
مین بعینہ اسی طرح فرمایا ہے یعنی اُن مین سے وہ رسول ہین جن کے اخبار وقصتون کی ہم نے تیری طرف وحی
کی وہ قصے جو اُن کو اپنی قومون کے ساتھہ پیش آئے کس طرح اُن کی تکذیب کی پہر انجام نیک اور نصرت رسولون
کے واسطے ہوئی اور انہین سے وہ ہین جن کے قصے ہم نے تجہہ سے بیان نہین کیے یہ رسول بہ نسبت مذکورین کی
بکثرت کثیر ہین چنانچہ سورۂ نساء مین اس بات پر تنبیہ گزر چکی ہے وللہ الحمد والمنۃ قولہ تعالی وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کسی ایک رسول کے واسطے یہ بات نہین ہوئی کہ اپنی قوم کے پاس کوئی خارق
عادات بات لائے یعنے معجزہ مگر یہ کہ اللہ تعالی اس باب مین اُس کو اذن دے تو یہ دلالت کرے اُس کے
صدق پر اُس شے مین جس کو وہ لیکر قوم کے پاس آیا ہے پہر جب آیا امر اللہ کا یعنی اُس کا عذاب و نکال مکذبین
کا احاطہ کرنے والا تو فیصلہ ہوگیا انصاف سے یعنی مومنین کو بچا لیا اور کافرون کو ہلاک کر ڈالا اسی لیے یون فرمایا
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ یعنی نقصان مین آئے وہان جھوٹے قولہ تعالی اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
الآیہ اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکھتا ہے اس انعام عظیم کی کہ اُس نے اُن کے نفع کے واسطے انعام بنائے
یعنے اونٹ اور گائے اور بکریان سو اُن مین سے کوئی تو اُن کی سواری ہے اور کسی کو کھاتے ہین پس اونٹ پر
تو سوار ہوتے ہین اور اُس کا گوشت کہاتے ہین اور دودھ دوہتے ہین اور اُس پر بوجھ لاد کر دور دراز ملکون
کا سفر کرتے ہین اور گائے کا گوشت کہاتے ہین دودھ پیتے ہین اور بیلون سے کھیتی کرتے ہین اور بکری کا

گوشت کہاتے ہین دودہ پیتے ہین اور ان سب کے صوف اور بال وریشم کاٹے جاتے ہین پہر ان سے اثاث وجامہ اور بہتسے کی چیزین بنائی جاتی ہین چنانچہ سورۂ انعام وسورۂ نحل وغیرہ مین کئی جگہہ اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے اسی لیے اللہ عزوجل نے اس جگہہ یون فرمایا ہے لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ الآیۃ قولہ تعالیٰ وَيُرِيكُمْ الآیۃ یعنے اللہ تعالےٰ تم کو دکہاتا ہے اپنی حجتین برہانین آفاق مین یعنی زمین وآسمان مین اور خود تمہاری جان مین پہر کون کونسی اللہ کی نشانیون کا انکار کروگے یعنی اُس کی نشانیون مین سے کسی شے کے انکار پر تم قادر نہ ہوگے مگر یہ کہ معاندہ ومکابرہ کرو ہٹ دہرمی کرکے نہ مانو **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح و اضافہ یہ ہے پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے یعنی اُس کا وعدہ اُن سے انتقام لینے کا ضرور ہونے والا ہے یا تو دنیا مین یا آخرت مین اسی لیے یون فرمایا فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ یعنے پہر کبہی ہم دکہائین تجہہ کو دنیا مین بعض اُس عذاب کا جس کا ہم اُن کو وعدہ دیتے ہین ساتہ قتل وقید وقہر کے کہ اُن کو مقتول و مقید ومقہور کردین او نتوفینک معطوف ہے نرینک پر یعنے یا ہم تجہہ کو وفات دین قبل نازل کرنے عذاب کے اُن پر پہر وہ ہماری ہی طرف لوٹ کر آئین گے قیامت کے دن تو ہم اُن کو سخت تر عذاب کرین گے کلمہ اِمَّا مرکب ہے اِن اور مَا سے نون کو میم مین ادغام کردیا ہے مبرد وزجاج کے نزدیک کلمہ ما زائد ہے اصل اِن نرک ہے اور فعل کے آخر مین نون تاکید کا ل گیا ہے اب یہان دو آلے تاکید کے جمع ہین ایک تو ما زائد اول فعل مین یہ تو تاکید کرتا ہے شرط کی دوسرا آنہ نون آخر مین یہ تاکید کرتا ہے فعل شرط کی اِن تاکیدون سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک آپ کو عذاب کفار کا ضرور دنیا مین دکہائیگا چنانچہ بدر کے دن دکہا دیا کہ کفار قتل ہوئے اور قید کیے گیے اور مقہور ہوئے رہی یہ بات کہ او نتوفینک معطوف ہے نرینک پر تو دو شرطین ایک جزا مین مشترک ہوئین وہ جزا فالینا یرجعون ہے پس اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ دونون شرطون مین سے ہر ایک سبب ہو واسطے جزائے مذکور کے وہ جزا یہی اللہ کا انتقام لینا ہے اُن سے آخرت مین حالانکہ پہلی شرط کا اس جزا کے واسطے سبب ہونا معقول نہین ہے کیونکہ دنیا مین سو بر دنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن کو عذاب کرنا کیونکر سبب ہوسکتا ہے واسطے انتقام لینے اللہ تعالیٰ کے اُن سے آخرت مین اور اگر فالینا یرجعون کو صرف شرط ثانی کا جواب ٹہیرائین تو اول شرط بغیر جواب کے رہی جاتی ہے سو اس کا یہ جواب دین گے کہ شرط اول کا جواب محذوف ہے اسے مذاک آہ دوسرے کا جواب فالینا یرجعون ہے تو اب ٹہیک کہ دونون کے جواب ٹہیک ہوگئے یعنے اگر ہم تجہہ کو دکہادین بعض عذاب جس کا ہم اُن کو وعدہ دیتے ہین تو فبہا اور اگر ہم تجہہ کو وفات دین قبل اُن کی تعذیب کے دنیا مین تو وہ ہماری ہی طرف لوٹ کر آئین گے قیامت کے دن پہر ہم اُن کو سخت سی سخت عذاب کرین گے قاضی صاحب مرحوم نے بعد اسی قسم کی تقریر کے فرمایا ہے

ہوسکتا ہے کہ فالینا یرجعون دونون شرطون کا جواب ہو بایں معنے کہ اگر ہم اُن کو عذاب کرین تیری
حیات مین یا اُن کو عذاب نہ کرین تو ہم اُن کو آخرت مین سخت تر عذاب کرین گے مطلب یہ ہے کہ
دنیا کا عذاب بہ نسبت عذاب آخرت کے ہیچ ہے یہان عذاب ہو یا نہ ہو وہان کا عذاب جو سخت تر
ہے وہ تو ضرور یہی ہوگا قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تجھ سے پہلے
ہم نے بہت رسول و نبی بھیجے طرف اُن کی قومون کے اُن مین سے بعض کی خبر تو ہم نے تجھے
قرآن مین دی اور اُس ایذا و تکلیف کی جو اُن کو اپنی قومون سے پیش آئی یہ رسول پچیس ہین اور
اُن مین سے وہ ہین جن کی خبرین ہم نے تجھے قرآن مین نہین سنائین اور نہ اُس قصے کا علم ہم نے
تیری طرف پہونچایا جو درمیان اُن کے اور قومون کے گذرا محلی نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے آٹھ ہزار نبی مبعوث فرمائے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی لوگون مین سے
انتہی محلی نے تو بلفظ روی ذکر کیا ہے اور صاحب کشاف نے اس کو بلفظ قیل کہا ہے طیبی نے کہا
صحیح وہ ہے جو ہم کو روایت کی گئی ہے امام احمد سے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہا مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کی گنتی کتنی ہے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول اُن مین سے تین سو
پندرہ ہین جما غفیرًا ذکرہ الکرخی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ومنہم من لم نقصص
علیک کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حبشی کو مبعوث فرمایا سو یہ منجملہ اُن کے ہے
جن کا قصہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہین کیا ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن
مردویہ قولہ تعالیٰ وما کان لرسول الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ راست و درست نہین ہوا واسطے کسی
رسول کے اُن مین سے یہ کہ لائے کوئی معجزہ جو دال ہو اُس کی نبوت پر مگر ساتھ اذن اللہ کے نہ خود اپنی
طرف سے اس لیے کہ یہ معجزات عطایا ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کو بانٹ دیا ہے درمیان اُن کے موافق
اپنے مقتضائے حکمت کے مثل بانٹنے باقی چیزون کے اُن کو کوئی اختیار نہین ہے اختیار کرنے مین بعض
معجزات کے اور مستبد و مستقل ہونے مین ساتھ لانے اُس معجزے کے جس کی فرمایش کی گئی اس لیے کہ رسول
تو بندے مربوب ہین یعنی تو بھی مثل اُن کے ہے سو تو اس پر قادر نہین ہے کہ کوئی شے لے آئے معجزات
مین سے مگر اللہ کے اذن سے پس یہ رد ہے قریش پر معجزات کے بارے مین جن کی انہون نے آپ سے
فرمایش کی تھی جیسے اُن کا یہ قول ہے کہ تو ہمارے واسطے صفا کو سونے کا کر دے قولہ تعالیٰ فاذا
جاء امر اللہ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ پھر جب آیا امر اللہ کا یعنے وہ وقت جو معین تھا واسطے اُن کے
عذاب کے دنیا مین یا آخرت مین تو فیصلہ کیا گیا ساتھ حق کے درمیان رسولون کے اور اُن کے

جھٹلانے والون کے پس نجات دی اللہ نے اپنی قضاے حق کے ساتھ اپنے عباد متقین کو اور
زیانکار رہوے اُس وقت مبطل جوکہ پیروی کرتے تھے باطل کی اور اُس کے ساتھ عمل کرتے تھے محلی نے
کہا پھر جب آیا امر اللہ کا ساتھ نزول عذاب کے کفار پر تو قضا کی گئی درمیان رسولون کے اور اُن کے مکذبین
کے ساتھ حق کے اور خاسر ہوئے وہان مبطل یعنے قضا و خسران ظاہر ہوا واسطے لوگون کے اور وہ
خاسر تھے ہر وقت مین قبل اس کے یعنے اس لیے کہ اس قضا و خسران کا حکم تو پہلے سے ہولیا تھا بلکہ
ازل مین لکھا جاچکا تھا لیکن ظہور اُس کا اب ہوا کرخی نے کہا کہ اس آیت کو مبطلون سے ختم کیا اور سورت عم کو
کافرون سے ختم فرمایا اس لیے کہ یہان تو متصل ہے قضی بالحق سے اور نقیض حق کا باطل ہے اور وہان
متصل ہے ایمان غیر نافع سے اور نقیض ایمان کا کفر ہے تو جو کلمہ جس جگہہ کے مناسب تہا اُس کو وہین ذکر
فرمایا فِدا الحسن اداءک یا سیدی و مولائی پھر اللہ پاک نے اپنے بندون پر احسان جتایا ایک نوع کا اپنے الواع نعم
سے جن کا شمار نہین ہوسکتا ہے پس ارشاد فرمایا اللہ ہے جس نے پیدا کیے تمہارے واسطے انعام زجاج نے
کہا انعام اس جگہہ خاصۃً اونٹ ہین کسی نے کہا کہ ازواج ثمانیہ یعنے شتر و گاؤ و میش و بز لیکن ظاہر قول
اول ہے اس لیے کہ جو منافع آگے مذکور ہین وہ سب اونٹ مین پائے جاتے ہین پھر اس اجمال کی یہ تفصیل
فرمائی لترکبوا منہا و منہا تاکلون کلمہ من دونون جگہہ تبعیض کا ہے کسی نے کہا ابتداے غایت کا مراد ابتداے
رکوب و ابتداے اکل ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے معنے یہ ہین تا کہ تم بعض پر تو سوار ہو اور بعض کو کہاؤ
اور واسطے تمہارے ان مین اور منافع ہین سوا سوار ہونے اور کہانے کے جیسے وبر و صوف و شعر اور مسکہ
اور گہی اور پنیر اور دودھ اور نسل وغیرہ اور تا کہ پہونچو اُن پر حاجت کو جو تمہارے سینون مین ہے مجاہد و
مقاتل و قتادہ نے کہا کہ لادے پھرتے ہین تمہارے بوجھ ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کے سورۂ
نحل مین اس کا بیان پورے طور پر گزرچکا ہے اور اُنپر اور کشتیون پر لدے پھرتے ہو یعنی اونٹون پر تو
خشکی مین اور کشتیون پر دریا مین کسی نے کہا کہ اس جگہہ مراد حمل علی الانعام سے لادنا بچون اور عورتون
کا ہے ان پر ہودجون مین اور یہی بھید ہے اس کے جدا کرنے مین رکوب سے اور جمع کرنے مین درمیان
انعام کے اور فلک کے اس لیے کہ باہم ان کے پوری مناسبت ہی یہانتک کہ اونٹون کا نام سفائن البر
رکہا گیا ہے اس کی نظیر یہ آیت ہے سورۂ نحل مین وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ
وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ الآیہ لیکن یہ اُس سے زیادہ تر جامع ہے قولہ تعالیٰ وَيُرِيْكُمْ
اٰيٰتِهٖ الآیہ یعنی دکہاتا ہے تم کو اللہ اپنی دلالتین جو کہ دال ہین اُس کے کمال قدرت و وحدانیت پر
پھر کون سی آیت کا اللہ کی آیتون سے انکار کروگے کیونکہ وہ تو سب کی سب ایسی ظاہر و باہر ہین کہ کوئی

ف اور یہ جو یہاں سے بتادیا کہ جانور ان میں جز اول ہے اور ... اور بعضوں کو کہا ہوا اور تم کو ان سے ... دونوں ہے ۱۲ منہ

منکر و جاحد اُن کا انکار و جحد نہین کر سکتا ہے اس مین اُن کے واسطے ایک بڑی تقریع و توبیخ ہے۔
کلمۂ ایؔ کی تذکیر اُس کی تانیث سے زیادہ تر مشہور ہے اسی لیے فایۃ آیات اللہ نہین فرمایا کیونکہ تفرقہ
درمیان مذکر و مؤنث کے اسمائے جامد مین مثل حمار و حمارہ کے غریب ہے اور یہ تفرقہ ایؔ مین اور بھی
زیادہ غریب ہے بسبب اُس کے ابہام کے نصب ایؔ کا تنکرون سے ہے عامل پر جو اُس کو مقدم کیا ہے
سو اس لیے کہ اُس کے واسطے صدر کلام ہے پھر اللہ پاک نے اُن کو ارشاد کیا کہ اُس کی نشانیون مین
اعتبار و تفکر کرین پس فرمایا أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن
قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝
فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ
إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝ ع ۷ منزل ۱۴
کیا پھرے نہین ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُن سے پہلون کا وہ تھے اُن سے زیادہ اور زور مین
سخت اور نشانیون مین جو چھوڑ گئے ہین زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کو جو وہ کماتے تھے پھر جب پہونچے
اُن پاس رسول اُن کے کھلی نشانیان لیکر ریجھنے لگے اُسپر جو اُن کے پاس تھی خبر اور اُلٹ پڑی
اُن پر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب دیکھی اُنھون نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے
پر اور چھوڑین جو چیزین شریک بتلاتے تھے پس نہ تھا کہ کام آوے اُن کو یقین لانا اُن کا جس وقت
دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے اُس کے بندون مین اور خراب ہوئے
اُس جگہ منکر انتھے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی جنہون نے
زمانۂ قدیم مین رسولون کی تکذیب کی اور کیا کچھ سخت عذاب اُن پر نازل ہوا باوجود اس کے کہ
قویٰ اُن کے سخت تھے اور بہت کچھ نشانیان زمین پر چھوڑ گئے اور مال جمع کیے پھر یہ سب کچھ اُن کے
کام نہ آیا اور نہ ذرہ برابر اللہ کا عذاب اُن سے رد کیا یہ اس لیے ہوا کہ جس وقت رسول کھلی کھلی
نشانیان اور پکی پکی حجتین اور شکن براہین لیکر اُن کے پاس آئے تو اُن کی طرف التفات نہ
کیا اور نہ اُن پر متوجہ ہوئے اور جو علم اپنے خیال مین اُن کے پاس تھا اُس کے ساتھ اُس علم سے
مستغنی ہوئی جس کو رسول لیکر اُن کے پاس آئے مجاہد کہتے ہین یون کہا کہ ہم تو اُن سے بڑھکر عالم
ہین ہم ہرگز مبعوث نہ ہون گے اور نہ ہرگز ہم کو عذاب کیا جائے گا سدی کہتے ہین خوش ہوئے
اُس علم سے جو اُن کے پاس تھا بسبب اپنی جہالت کے پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وہ عذاب

آیا جسکے مقابلے کی اُن کو کچھ طاقت نہ ہوئی وحاق بہم یعنے گھیر لیا اُن کو اُس شے نے جس کا ٹھٹھا
کرتے تھے یعنی تکذیب کرتے اور اُس کے وقوع کو بعید جانتے تھے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الآیہ یعنے پہر
جب معاینہ کیا اپنے اوپر وقوع عذاب کا تو بولے ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اُس شی
کے جس کو اُس کے ساتھ شریک کرتے تھے یعنے اللہ عز وجل کی توحید کے اور طاغوت کے منکر ہوئے
لیکن ایسی جگہ جہان کہ لغزشون سے درگزر نہین کی جاتی ہے اور نہ عذر ومعذرت نفع دیتی ہے
یہ ویسی بات ہے جو فرعون نے کہی جبکہ غرق نے اُس کو آلیا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ
الْمُفْسِدِیْنَ یعنے پہر اللہ پاک نے وہ ایمان اُس سے قبول نہ کیا کیونکہ وہ اپنے نبی موسےٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی دعا قبول کر چکا تہا جبکہ اُنہون نے یون دعا کی تہی وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا
حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ اسی طرح اللہ سبحانہ نے یہان فرمایا فلم یک ینفعہم تا عبادہ یعنے یہ اللہ کا حکم ہے
اُن سب لوگون مین جنہون نے وقت معاینہ عذاب کے توبہ کی کہ وہ قبول نہین ہوتی ہے اور اسی لیے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ بندے کی جب تک کہ اُس کو غرغرہ
نہین لگا ہے پہر جب اُس کو غرغرہ لگ گیا اور روح حلق مین پہونچی اور فرشتے کا معاینہ کر لیا تو اب
اس وقت توبہ نہین ہے اِسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وخسر ہنالک الکافرون ف فتح البیان کا بیان
مع توضیح یہ ہے کہ افلم یسیروا معطوف ہے مقدر پر اے اعجزوا فلم یسیروا فی الارض یعنے کیا عاجز ہو گئے
سو پہرے نہین زمین کے اطراف ونواحی مین تو دیکھتے اپنے سر کی اور دل کی آنکھون سے کہ کیسا
ہوا انجام ان سے اگلی امتون کا جنہون نے اللہ کی نافرمانی کی اور اپنے رسولون کو جھٹلایا کیونکہ جو
آثار ونشانیان اُن کے شہرون اور گہرون مین موجود ہین وہ بتا رہی ہین اُس عقوبت کو جو اُن پر نازل
ہوئی اور اُس بد انجام کو جس کی طرف وہ گئے پہر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ امتین اِن لوگون سے
بڑہی ہوئی تہین کثرت وقوت مین پس فرمایا كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ الآیہ یعنے وہ تہے اکثر ان سے گنتی مین
اور سخت تر قوت مین مطلب یہ ہے کہ اُن کے جسم ان سے قوی تر تہے اور مال مین بھی ان سے بڑہے
ہوئے تھے اور اُن کے دیکھے آثار ونشانیان بہی زمین مین ان سے ظاہر تر تہین بڑی بڑی عمارتین اور پانی
کے حوض اور قلعی گڑہیان پختہ ومضبوط اور کہیتیان جملہ کانوا الخ کلام مستانف ہے منظور اس سے
بیان کرنا ہے اُن کے ابتدائی حال کا اور انجام کار کا سو اُن کا آغاز تو یہ ہے کہ گنتی شمار مین
کثیر تھے اور بڑے مالدار ودولتمند تہے اور جسمون کی قوت مین نہایت زبردست گنتی کی کثرت تو جبکہ

ف۱ یعنی جانا مین نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین ۱۲ موضح
ف۲ اب یہ کہنے لگا اور تو پہلے حکم نہ مانا رہا اور رہا بگاڑ والون مین ۱۲ موضح
ف۳ اور سخت کر ان کے دل کہ ایمان نہ لاوین جب تک نہ دیکھین دکھ کی مار ۱۲ موضح

ونقل سے معلوم ہوتی ہے اور قوت اُن کی آثار سے پائی جاتی ہے جو زمین مین باقی ہین اور انجام اُن کا یہ ہوا فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ہو سکتا ہے کہ پہلا کلمہ ما نافیہ ہو یا استفہامیہ اغنی کا مفعول اور دوسرا موصولہ یا مصدریہ اغنی کا فاعل اے لم یغن عنھم او اے شئے اغنٰی عنھم مکسوبھم او کسبھم یعنے پہر نہ کفایت کی اُن سے اُس شئے نے جس کو کماتے تھے یا اُن کے کمانے نے یا کس شئے کی کفایت کی اُن سے اُن کے کمائے ہوئے نے یا اُن کے کمانے نے مطلب یہ ہے کہ یہ کثرت عدد شدت قوت وفراخی مال وکثرت ساز وسامان اُن کے کچھہ کام نہ آئے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ پہر جب آئے اُن کے پاس رسول اُن کے واضح واضح حجتین اور ظاہر ظاہر معجزے لیکر تو کافرون نے فرح وسرور ظاہر کیا ساتھہ اُس شئے کے جو اُن کے پاس تھی اُس قسم سے جس کے علم ہونے کا دعوے کرتے تھے مراد ناکامل شبہے اور حق سے مائل دعوے اور فاسد فنون اور کاسد علوم ہین آن سب ہور کو جو علم کے پیرایہ مین ادا کیا سو یا تو اس لیے ہے کہ اُن سے ٹھٹھا کیا ہے یا بابر اُن کے اعتقاد کے کہ وہ اپنے خیال مین اُن کو علم اعتقاد کرتے تھے ورنہ اُن سے اور علم سے کیا نسبت کسی نے کہا کہ مراد اس علم سے علم احوال دنیا ہے نہ دین کا علم جس طرح کہ اس آیت مین ہے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا نسفی نے کہا یا مراد علم سے فلاسفہ و دہریہ کا علم ہے کیونکہ یہ لوگ جس وقت اللہ کی وحی کو سنتے تو اُس کو دفع کرتے اور بہ نسبت اپنے علم کے علم انبیا علیہم السلام کو صغیر وحقیر سمجھتے تھے سقراط سے مروی ہے کہ اُس نے حضرت موسی علیہ السلام کا حال سنا اور اُس سے کہا گیا کاش تو اُن کی طرف ہجرت کرتا تو بولا کہ ہم تو ایک قوم مہذب ہین سو ہم کو اُس شخص کی احتیاج نہین ہے جو ہمکو مہذب کرے یا یہ مراد ہے کہ خوش ہوئے اُس علم سے جو نزدیک رسولون کے تہا خوش ہونا ضحک و استہزا کا گو یا یون کہا کہ استہزا کیا ساتھہ بینات کے اور ساتھہ علم وحی کے جس کو وہ لائے خوش ہوتے اتراتے ہوئے انتہی کسی نے کہا کہ الذین فرحوا بما عندہم من العلم سے مراد خود رسول ہین یہ یون ہے کہ جب رسولون کو اُن کی قوم نے جھٹلایا تو اللہ پاک نے اُن کو یہ خبر دی کہ وہ کافرون کو ہلاک کرنے والا اور مومنون کو نجات دینے والا ہے تو وہ اس سے خوش ہوئے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنے گہیر لیا اُن کو اُن کی جزا ے استہزا نے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الآیہ کا مطلب ہے پہر جب معاینہ کیا ہمارے عذاب کا جو دنیا مین اُن پر نازل ہوا تو کہا ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اُس شئے کے جس کو ہم اُس کے ساتھہ شریک کرنے والے تھے

مراد وہ بُت ہین جن کو پوجا کرتے تھے پھر نفع نہ دیا اُن کو اُن کے ایمان نے وقت معاینہ کرنے ہماری
عذاب کے اِس لیے کہ یہ وہ ایمان نہین ہے جو اپنے صاحب کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ ایمان جو نفع دیتا
ہے سو ایمان اختیاری ہے نہ اضطراری ایمان فائدہ فما انفعنے سے لیکر بیانتک چار ہین جو
پہلے کا حرف فا تو بیان کرتا ہے انجام اُن کی کثرت وشدت قوت کا یعنے انجام اُس کا خلاف
وضد ہوا اُس کے جس کی اُس سے امید رکھتے تھے امید اس کی نفع کی تھی سو نفع اُسپر مترتب
نہوا بلکہ عدم نفع مترتب ہوا جیسے محاورے مین بولتے ہو کہ وعظتہ فلم یتعظ یعنے مین نے
اُسکو نصیحت کی سو اُس نے نصیحت قبول نہ کی اور دوسرا اشارہ کرتا ہے عدم اغنا کی تفصیل کا
جس کا ابہام واجمال کیا گیا تھا اور تیسرا نری تعقیب کے لیے ہے اور اُس کے مابعد کو تابع ٹہرا یئن
اُس کے ماقبل کا واقع بعد اُس کے اس لیے کہ مضمون فلما جآءتھم الخ کا یہ ہے کہ اُنہون نے
کفر کیا تو گویا یون کہا گیا فکفروا ثم لما راو باسنا اٰمنوا اور چوتہا واسطے عطف کے ہے اٰمنوا پر گویا
یون کہا گیا فاٰمنوا فلم ینفعھم اس لیے کہ نافع ایمان اختیاری ہے قولہ تعالےٰ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ قَدۡ
خَلَتۡ فِیۡ عِبَادِہٖ یعنے طریقہ اللہ کا جو جاری ہو چکا ہے اُس کے بندون مین مطلب یہ ہے کہ اللہ
پاک نے ساری امتون مین یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے کہ اُن کو ایمان نفع نہین دیتا ہے جبکہ اُنہون نے
دیکھہ لیا عذاب کو سورہ نسا و سورہ توبہ مین اسکا بیان پورے طور پر گزر چکا ہے نصب سنۃ اللہ کا اس
بنا پر ہے کہ مصدر موکد ہے فعل محذوف کا مثل وعد اللہ کے اور جو اس کے شابہ مصادر موکدہ ۔۔۔ مین
کسی نے کہا کہ بنا بر تحذیر منصوب ہے یعنے حذر کرو اے مکے والو اللہ کے طریقے سے جو کہ اگلی امتان
مین جاری ہو چکا ہے قول اول اولےٰ ہے قولہ تعالےٰ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ یعنے او زیان کار
ہوئے اُس وقت کافر یعنے وقت دیکھنے اُن کے کے اللہ کے بأس و عذاب کو یہ معنے اِس بنا پر
ہین کہ ہنالک اسم اشارہ مکانی استعارہ کیا گیا ہے واسطے زمان کے جیسا کہ اول گزر چکا ہے
کما قالہ ابو السعود سمین نے کہا اس کی حاجت نہین ہے بلکہ اپنی اصل پر اُس کا باقی رکھنا صحیح
ہے یعنے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ جس جگہہ اللہ کا عذاب آیا اُس جگہہ کافر خاسر ہوئے مطلب یہ
ہے کہ ہلاک کر دیے گئے دنیا و آخرت سے محروم ہوئے زجاج نے کہا کہ کافر خاسر ہے ہر وقت
مین لیکن ظاہر ہوتا ہے واسطے اُن کے خسران اُن کا جبکہ وہ عذاب دیکھتے ہین واللہ سبحانہ و
تعالیٰ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ وھو علام الغیوب وستار العیوب الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورہ
مؤمن ہفتم ماہ رجب حرام ۱۳۱۳ ہجری شب چہار شنبہ قریب نصف شب محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حم

سورۃ السجدۃ

اسکو سورہ فصلت و سورۃ المصابیح بہی کہتے ہین اس سجدہ مبارکہ کی چوّن آیتین ہین کسی نے کہا تریپن قرطبی نے کہا یہ سورت
مکی ہے سب کے قول مین ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکے مین نازل ہوئی ہے حضرت جابر رضی
اللہ عنہ سے مروی ہی کہ قریش ایک دن جمع ہوے اور عتبہ بن ربیعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بہیجا اور آپ نے اول اس سورت
کا اسپر پڑہا اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید و ابو یعلی والحاکم وصححہ وابن مردویہ و ابو نعیم والبیہقی کلاہما فی الدلائل وابن عساکر
اس باب مین اور روایتین بہی ہین چنانچہ آیندہ انکا ذکر آئیگا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ۚ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ بَشِيرًا
وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ
وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ۝ اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے
سے کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہین اسکی آیتین قرآن عربی زبان کا ایک سمجہ والے لوگون کو سناتا خوشی اور ڈر پیر و میان مین نہ لائے
وہ بہت لوگ پہر وہ نہین سنتے اور کہتے ہین ہمارے دل غلافون مین ہین اس بات سے جسطرف تو ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانون مین بوجہ
ہے اور ہمارے تیرے بیچ مین اوٹ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے
حم تنزیل من الرحمن الرحیم یعنی قرآن اتارا ہوا ہے رحمن رحیم سے جسطرح کہ یہ فرمایا ہی قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ
بِالْحَقِّ اور یہہ فرمایا ہے وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ
قولہ تعالی كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ یعنی ایک کتاب ہے اسکی معانی بیان کئے گئے ہین اور اسکے احکام محکم کئے گئے ہین قُرْآنًا عَرَبِيًّا یعنی
اس حال مین کہ وہ قرآن عربی ظاہر و واضح ہے سو معانی اسکی مفصل ہین اور الفاظ اسکے واضح و غیر مشکل ہین مثل **قولہ تعالی**
كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ یعنی وہ اپنے لفظ و معنی کی جہت سے معجز ہے لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ قولہ تعالی لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ کا یہ مطلب ہے کہ بیان و وضوح کو جو
جانتے ہین وہ علمائے راسخین ہی ہین بَشِيرًا وَنَذِيرًا یعنی کبہی تو مومنین کو خوشی سناتا ہی اور کبہی کافرون کو ڈراتا ہی فَأَعْرَضَ
أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ یعنی پہر اعراض کیا اکثر قریش نے سو وہ اس سے کچہ بہی نہین سمجہتے باوجود اسکی بیان و وضوح کی اور بولے کہ ہمارے
دل تو غلافون مین ڈہکے ہوے ہین اس شے سے جسکی طرف تم ہمکو بلاتا ہی اور ہمارے کانون مین بہرا پن ہے اس چیز سے جسکو تو ہمارے پاس لایا ہی اور ہمارے
اور تیرے بیچ مین پردہ ہے سو ہم تک کچہ بہی نہین پہونچتا ہے اس شے سے جو تو کہتا ہے پس تو کام کر اپنے طریقہ پر اور ہم اپنے طریقے پر عمل کرتے ہین ہم تیری
متابعت نہ کرینگے امام عالم عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ قریش ایک دن جمع ہوے پس کہا نظر کرو دانا تر

تمہارے کو تو ساحر و کہانت و شعر کے پہر جا ہی وہ کہ اس شخص کے پاس جس نے ہماری جماعت کو متفرق اور ہمارے کام کو پریشان کردیا ہی اور ہمارے دین
کا عیب کیا ہی تو چاہیے کہ وہ اس سے گفتگو کرے اور ہم دیکہیں وہ اسکو کیا جواب دیتا ہی پہر کہا ہم نہیں جانتے ہین کسی کو سوا عتبہ بن ربیعہ کے پس کہا اے ابو الولید
تو جا پہر عتبہ آپکے پاس آیا تو کہا اے محمد تو بہتر ہے یا عبد اللہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پہر کہا تو بہتر ہے یا عبد المطلب تو بہی آپ چپ
رہے پہر بولا اگر تو یہہ زعم کرے کہ یہہ لوگ تجہ سے بہتر ہین سو وہ ان معبودون کو پوج چکے ہین جن کا تو نے عیب کیا ہی اور اگر تو یہ زعم کرے کہ تو ان سے بہتر ہے
تو تو گفتگو کر یہان تک کہ ہم تیری بات سنین ہمنے تو واللہ کبہی نہین دیکہا کوئی بکری کا بچہ کہ وہ زیادہ تر شوم ہو تیری قوم پر تجہ سے تو نے ہماری
جماعت کو متفرق کر ڈالا اور ہمارے کام کو تتر بتر کردیا اور ہمارے دین کا عیب کیا اور ہمکو عرب مین رسوا کردیا یہانتک کہ متفرق ہو گئے یہ بات مشہور ہو چکی
ہے کہ قریش مین ایک ساحر ہے اور قریش مین ایک کاہن ہی واللہ ہم نہین انتظار کرتے ہین مگر مثل چیخ حاملہ عورت کے کہ بعض ہمارا بعض کی طرف
کہڑا ہو جاے تلوارین لیکر یہانتک کہ ہم آپس مین فنا ہو جائین اے شخص اگر تجہ کو صرف حاجت ہی ہے تو ہم تیرے واسطے جمع کرین یہان تک
کہ سارے قریش سے بڑہ کر غنی ہو جاے اور اگر تجہ کو صرف جماع ہی کی ضرورت ہی تو تو قریش کی عورتون مین سے جو چاہے پسند کر ہم دس عورتین
تجہے بیاہ دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو فارغ ہو چکا عتبہ نے کہا ہان پہر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم حم
تنزیل من الرحمن الرحیم تا آنکہ آپ مثل صاعقة عاد وثمود تک پہونچے تو عتبہ بولا حسبک حسبک یعنی بس بس کیا تیرے پاس اسکے سوا اور
ہے آپ نے فرمایا نہین تو عتبہ قریش کی طرف لوٹ کر آیا پس قریش نے کہا ماوراک یعنی کیا خبر ہے کہا مین نے کوئی شئ نہین چہوڑی
جسکو مین نے خیال کیا کہ تم اسکے ساتہہ گفتگو کروگے مگر مین نے اسکی گفتگو کی قریش بولے پہر آیا اس نے تجہے جواب دیا کہا ہان لا والذی نصبہا
بنیة یعنی قسم ہے اسکی جسنے آسمان کو بنا کر کے کہڑا کیا ہی مین نہین سمجہا کسی شے کو اس بات سے جو اس نے کہی سوا اسکے کہ اس نے تمکو ڈرایا ہی صاعقہ سے
مثل صاعقہ عاد وثمود کی بولے تیرا برا ہو مرد تجہ سے باتین کرے عربی زبان مین تو نہ جانے اس بات کو جو اس نے کہی عتبہ نے کہا لا واللہ مین
نہین سمجہا کسی شے کو اس سے جو اس نے کہا سوا ذکر صاعقہ کے وهكذا رواه الحافظ ابو يعلى الموصلى فى مسنده عن ابى
بكر بن ابى شيبة باسناده مثله سوا بغوی نے اپنی تفسیر مین بسند خود حضرت جابر سے اسکو روایت کیا ہی پہر حدیث
کو ذکر کیا اس قول تک فان اعرضوا فقل انذرتكم صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود پس عتبہ نے اپنا ہاتہہ آپکے مونہہ پر رکہہ دیا
اور آپ کو رحم کی قسم دی اور اپنے گہر لوٹ آیا اور قریش کی طرف نہ نکلا اور ان سے رک رہا پہر ابو جہل نے کہا اے گروہ
قریش واللہ ہم نہین خیال کرتے عتبہ کو مگر مقرر وہ مائل ہو گیا طرف محمدؐ کے اور پسند آیا اسکو اسکا کہانا اور یہ نہین ہے
مگر کسی حاجت سے جو اسکو پہونچی ہے سو تم ہمارے ساتہہ اسکی طرف چلو پہر وہ اسکی طرف چلے تو ابو جہل نے کہا اے عتبہ نہین
روکا تجہکو ہم سے مگر اس نے کہ تو مائل ہو گیا طرف محمدؐ کے اور تعجب مین ڈالا تجہہ کو اسکے کہانے نے سو اگر تجہہ کو کوئی حاجت ہے تو ہم تیرے
واسطے جمع کردین اپنے مال سے اتنا جو تجہے محمدؐ کے کہانے سے غنی کردے پس عتبہ خفا ہوا اور قسم کہائی کہ محمدؐ سے کبہی بات نہ کرے
اور کہا واللہ البتہ مقرر تم جان چکے ہو کہ مین سب قریش سے مال مین بڑہ کر ہون لیکن مین اسکے پاس آیا اور مین نے اس سے
قصہ بیان کیا تو اس نے مجہے ایک ایسی شے کے ساتہہ جواب دیا کہ واللہ وہ نہ شعر ہی

نہ کہانت ہے نہ سحر ہے اور سورت پڑہی اس قول تک فان اعرضوا تا اثمود پہر عتبے اُس کا مُنہ پکڑ لیا اور اُسے رحم کی قسم دی کہ رُک جائے اور بیشک تم جان چکے کہ محمد جس وقت کچہ کہتا ہے تو جہوٹ نہین بولتا ہے سو مین ڈرا اس سے کہ تم پر عذاب نازل ہو وَهٰذَا السِّيَاقُ أَشْبَهُ مِنْ سِيَاقِ الْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ امام محمد بن اسحاق بن یسار کتاب سیرت مین برخلاف اس طرز کے اس قصہ کو لائے ہین محمد بن کعب قرظی سے یون روایت کیا ہے کہا مجہے حدیث کی گئی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور یہ ایک سردار تہا ایک دن اُس نے کہا اور یہہ قریش کی مجلس مین بیٹہا ہوا تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا مسجد مین بیٹہے ہوئے تہے او گروہ قریش کیا مین نہ کہڑا ہون طرف محمدؐ کے تو اس سے گفتگو کرون اور کئی امر اس پر پیش کرون شاید وہ بعض کو قبول کرے تو ہم اُس کو دین اُن مین کا جو چاہے اور ہم سے باز رہے اور یہہ اس وقت کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ زائد و کثیر ہوتے جاتے ہین پس قریش بولے ہان اے ابوالولید تو اس کی طرف کہڑا ہو پہر اس سے گفتگو کر پہر عتبہ آپ کی طرف کہڑا ہوا یہانتک کہ آپ کی طرف بیٹہا پہر کہا اور بہتیجے بیشک تو ہم مین سے ہے اس جہت سے کہ تو جان چکا ہے جو فضیلت کہ کنبے مین ہے اور جو مرتبہ کہ نسب مین ہے اور بیشک مقرر تو اپنے قوم کے پاس ایک امر عظیم لایا ہے جس سے تو نے اُن کی جماعت متفرق کر دی اور اُن کی عقلین خفیف و سبک کر دین اور اُن کے معبودون کا اور دین کا عیب کیا اور ان کے گذرے ہوئے باپ دادون کو کافر کر دیا سو اب تو مجہہ سے سُن مین کئی امر تجہہ پر پیش کرتا ہون کہ تو اُن مین غور کرے شاید تو ان مین سے بعض کو مانے راوی نے کہا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے کہا ابوالولید تو کہہ مین سنونگا عتبہ نے کہا او بہتیجے یہ امر جس کو تو لیکر آیا ہے اگر تو اس سے صرف مال ہی چاہتا ہے تو ہم تیرے واسطے ہمارے اموال سے جمع کر دین یہانتک کہ تو ہم سے مال مین بڑہ کر ہو جائے اور اگر اس سے شرف چاہتا ہے تو ہم تجہ کو اپنے اوپر سردار بنا دین یہانتک کہ بغیر تیرے کسی کام کو قطع نہ کرین اور اگر اس سے ملک کا ارادہ کرتا ہے تو ہم تجہے اپنے اوپر بادشاہ بنا دین اور اگر یہ شخص جو تیرے پاس آتا ہے کوئی تابع ہے جنون مین کا جس کو تو دیکہتا ہے اُس کے رد کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہے اپنے نفس سے کہ اسے دور دفع کر دے تو ہم تیرے لیے اطبا طلب کرین اور اس مین ہم اپنے مال خرچ کرین یہانتک کہ تجہ کو اُس سے تندرست بہلا چنگا کر دین کیونکہ لبا اوقات تابع جنون مین کا آدمی پر غالب ہو جاتا ہے تا آنکہ اُس سے اُسکا علاج کیا جاتا ہے یا جیسا کہ عتبہ نے آپ سے کہا یہانتک کہ جب عتبہ فارغ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے سنتے رہے فرمایا او ابوالولید کیا تو فارغ ہو چکا یعنے اپنی تقریر سے کہا ہان فرمایا

اب تو مجہ سے سن کہا افعل یعنے مین سنتا ہون فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ
قرانا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرہم فہم لا یسمعون پہر آپ چلے اس سورت مین اور آپ اُس کو اس پڑہتے
جاتے تہے پس جب عتبہ نے سُنا تو اس کے واسطے چپ رہا اور اپنے دونون ہاتہ پس پشت ڈال دیے ان پر ٹیکا لگا کر
آپ سے سُنتا رہا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سجدے تک پہونچے تو آپنے سجدہ کیا پہر فرمایا قد سمعت
یا ابا الولید ما سمعت فانت وذاک یعنے او ابو الولید مقرر تو نے سُنا جو سُنا پہر تو ہے اور یہہ ہے پس عتبہ کہڑا ہوا
طرف اپنے اصحاب کے تو بعض نے بعض سے کہا ہم قسم کہاتے ہین اللہ کی کہ البتہ مقرر ابو الولید تمہارے پاس آیا
ہے بغیر اس نیت کے جس کے ساتہہ گیا تہا پہر جب وہ ان کی طرف بیٹہا تو بولے ما وراءک یا ابا الولید یعنے او ابو
الولید تیرے پیچہے کیا خبر ہے کہا میرے پیچہے یہہ ہے کہ بیشک مین نے ایسا قول سنا ہے کہ واللہ اس کے مثل کبہی
نہین سُنا واللہ نہین ہے وہ سحر اور نہ شعر اور نہ کہانت او گروہ قریش تم میری اطاعت کرو اور اس اطاعت کو
میرے واسطے ٹہیراؤ چہوڑ دو درمیان اس مرد کے اور اس شے کے جس مین وہ ہے یعنے تم اس کے حال سے کچہہ
تعرض مت کرو پہر تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ ہوگی واسطے اس کے قول کے جو مین نے
سنا ہے ایک خبر عظیم پس اگر عرب اس کو پہونچے یعنے اس کو مصیبت وایذا پہونچائی تو مقرر تم اپنے غیر کے
ساتہہ اُس کی کفایت کیے گئے اور اگر وہ عرب پر غالب ہوگیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت
تمہاری عزت ہے اور تم سب لوگون سے بڑہ کر اس کے ساتہہ بہرہ مند ہوگے قریش بولے سحرک واللہ یا ابا الولید
بلسانہ قال ہذا رأیی فیہ فاصنعوا ما بدا لکم یعنے او ابو الولید اس نے تو اپنی زبان سے تجہ پر جادو مارا عتبہ
نے کہا اس کے حق میں یہ میری رای ہے اب تم کرو جو تم کو سوجہے وَهٰذَا السِّيَاقُ أَشْبَهُ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَاللهُ
وَاللهُ أَعْلَمُ **ف** حم منجملہ حروف مقطعات کے ہے اللہ ہی اپنی مراد کو خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے
اس کے معنے واعراب پر اور تنزیل کے معنے و ترکیب پر اگلی سورت مین کلام گذر چکا ہے بیان تکرار کی حاجت
نہین ہے زجاج و اخفش نے کہا ہے کہ تنزیل مرفوع با تبدا ہے اور خبر اس کی کتاب فصلت آیاتہ ہے فراء
نے کہا یہ بہی جائز ہے کہ مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنے ہذا تنزیل یہ بہی ہو سکتا ہے کہ کتاب بدل ہو تنزیل سے
سے اور من الرحمن الرحیم متعلق ہو تنزیل سے آن دو وصفون کو خاص کرکے اس لیے ذکر کیا ہے کہ خلق
اس عالم مین مثل بیمارون کے ہے جو کہ محتاج دوا کے ہین اور جس دوا اون کی مرضیون کو حاجت ہوتی ہے
اور جس غذا اون کی طرف تندرست لوگون کو احتیاج ہوتی ہے قرآن شریف ان پر مشتمل ہے تو اتارنا
قرآن کا جو کہ اللہ تعالی کی رحمت و لطف بخلق سے ناشی ہے عظیم تر نعمت ہوا اللہ کی طرف سے اس عالم پر فرمایا
وہ تنزیل کیا ہے ایک کتاب ہے جس کی آیتین بیان کی گئی ہین جدا جدا تمیز کی گئی ہین باعتبار لفظ و معنی

کے پاس کی آیتین مختلف اسلوب تفصیل کے کی گئی ہین کہین احکام مذکور ہین کہین تمثلین کہاوتین ہین کسی جگہ
وعظ و نصیحت ہے کبھی عجائب احوال نبات وحیوان و انسان کا ذکر ہو رہا ہے کبھی تہذیب اخلاق و ریاضت
نفس سمجھائی جاتی ہے کہین گزشتہ امتون کی تاریخ بیان ہو رہی ہے صفات تنزیہ و تقدیس کا علیحدہ
ذکر ہو رہا ہے کہین غرائب ملکوت و ملک کی شرح ہوتی ہے بالجملہ جو کوئی انصاف کرے گا وہ اس بات کو
خوب جان لیگا کہ بدو غایت خلق مین کوئی کتاب ایسی نہین ہے جس مین علوم مختلف جمع ہون جیسے کہ قرآن
مین جمع ہین فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَاَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ قتادہ نے کہا فصلت ببیان حلالہ
من حرامہ وطاعتہ من معصیتہ یعنے حلال کو حرام سے خوب کھول کر بیان کر دیا ہے اور اپنی طاعت کو اپنی
معصیت سے واضح کرکے بتا دیا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعدہ وعید کے ساتھ یعنے وعدہ و
وعید کا ذکر جدا جدا کیا گیا ہے حضرت سفیان فرماتے ہین ساتھ ثواب و عقاب کے تفصیل کی گئی ہین
یعنے ثواب و عقاب کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے یہ سب معانی قریب یک دیگر ہین سب پر حمل کرنے سے کوئی
مانع نہین ہے کسی نے فَصَلَتْ آیاتہ بتخفیف صاد بصیغۂ معروف پڑھا ہے یعنے اس کی آیتون نے
فرق کر دیا درمیان حق و باطل کے جملہ فصلت آیاتہ محل رفع مین ہے صفت ہے کتاب کی اور نصب قرآنا
عربیا کا بنابر اختصاص ہے یا بنابر مدح جیسا کہ اخفش نے کہا ہے اعنی اریدبہذا الکتاب المفصل آیاتہ قرآنا
من صفتہ کیت وکیت یعنے ارادہ کرتا ہون مین اس کتاب سے جس کی آیتین تفصیل کی گئی ہین قرآن
کا جو عربی زبان مین ہے یا منصوب ہے بنابر حال اے فصلت آیاتہ حال کونہ قرآنا عربیا یعنے تفصیل کی
گئی ہین اس کی آیتین اس حال مین کہ وہ قرآن ہے عربی زبان کا کسی نے کہا بنابر مصدریت ہے اے
یقرأوہ قرآنا یعنے پڑھتے ہین اس کتاب کو پڑھنے کر کسی نے کہا دوسرا مفعول ہے فصلت کا کسی نے کہا
کہ فعل محذوف کا معمول ہے جس پر فصلت دال ہے اے فصلناہ قرآنا عربیا یعنے تفصیل کی ہم نے اس
کتاب کی آیتون کی قرآن عربی کرکے لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنے واسطے ایک قوم کے جو اس کے معانی کو جانتے
اور سمجھتے ہین اور وہ عربی زبان والے ہین خاص کرکے ان کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اس کو بلا واسطہ سمجھتے
ہین کیونکہ قرآن ان کی زبان مین ہے ان کے غیر اسے نہین سمجھ سکتے مگر ان کے واسطہ سے ضحاک نے
کہا واسطے اس قوم کے جو یہ جانتے ہین کہ قرآن اللہ کے پاس سے اتارا ہوا ہے مجاہد نے کہا جو یہ جانتے ہین کہ
وہ ایک معبود ہے توریت و انجیل مین حرف لام متعلق ہے محذوف سے جو کہ دوسری صفت ہے قرآن کی
اے قرآنا عربیا کائنا لقوم یا متعلق ہے فصلت سے یعنے اس کی آیتین تفصیل و بیان کی گئی ہین واسطے
انکے جو ان کو جانتے ہین مراد عرب ہین کیونکہ وہ ان سے نفع لینے والے ہین بسبب عربی زبان ہونے

کے گروہ فی نفسہ مفصل ہین واسطے سب لوگون کے لیکن قول اول اولے ہے اور اسی طرح بشیرا ونذیرا بہی قرآن کی
اور دو صفتین ہین یا حال ہین کتاب سے یعنے خوشخبری سُنانے والا ہے واسطے دوستون اللہ تعالے کے اور ڈرانے
والا ہے اس کے دشمنون کو نافع نے بشیر ونذیر برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ کتاب کی صفت ہین یا مبتدا سے محذوف کی
خبر ہین فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ مراد اکثر سے اس جگہہ کفار ہین یعنے سو اعراض کیا کفار نے اس قرانے سے جس
پر وہ کتاب مشتمل تہی فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ یعنے پہر وہ سنتے نہین ہین ایسا سننا جس سے نفع لین کیونکہ انہون نے
تو اس سے اعراض کیا ہے اور کہا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ اکنہ جمع ہے کنان کی کنان بمعنے
غطا و پردہ ہے کنانہ ترکش کو کہتے ہین جس مین تیر رکہتے ہین مجاہد نے کہا کنان قلب کے واسطے ایسا
ہے جیسے جعبہ ہوتا ہے واسطے تیرون کے یعنے ترکش اس کا بیان سورۂ بقرہ مین گزر چکا ہے معنے یہ ہین کہ
ہمارے دل پردون غلافون مین ہین اس توحید سے جس کیطرف تو ہم کو بلاتا ہے سو وہ نہین سمجھتے ہین اس
بات کو جو تو کہتا ہے اور نہ اُن تک تیری بات پہونچتی ہے وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اصل وقر کی ثقل و گرانی ہے طلحہ بن
مصرف نے بکسر واو اور کسی نے بفتح واو وقاف پڑہا ہے یعنے اور ہمارے کانون مین بوجہ یعنے بہرا پن ہے
وہ ہم کو تیری بات کے سننے سے روکتا ہے وَمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ یعنے اور درمیان ہمارے اور تیرے
پردہ ہے کلمہ من ابتدائے غایت کا ہے معنے یہ ہین کہ پردہ کی ابتدا ہوئی ہے ہم سے اور ابتدا ہوئی ہے تجہہ
سے پس وہ مسافت جو متوسط ہے درمیان ہماری جہت کے اور تیری جہت کے وہ پوری بہر دی گئی ہے
پردے سے اس مین کچہ فراغ و خلو نہین ہے اور اگر بیننا و بینک حجاب کہا جاتا اور لفظ من نہ آتا تو یہہ معنے ہوتے
کہ دونو جہتون کے وسط مین حجاب حاصل ہے حالانکہ مقصود مبالغہ ہے تباین مفرط مین سو اس لیے لفظ من
لایا گیا یہ سب تمثیلین ہین اُس کی کہ ان کے دل حق کے ادراک و قبول و اعتقاد کرنے سے دور پڑے ہوئے
ہین گویا غلافون پردون مین ہین جو کہ حق کے نفوذ سے روکتے ہین کہ ان کے دلون مین نفوذ کرے اور اس کی
کہ اُن کے کان حق کو پہینکتے ہین گویا اُن کے کانون مین اُس سے بہرا پن ہے اور اس کی کہ دونون مذہبون اور
دینون مین دوری ہے اور درمیان ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو اصلت ممتنع ہے گویا
درمیان ان کے اور جس پر وہ ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جس پر آپ ہین ایک نہایت ساتر
پردہ اور بغایت مانع روک ہے پہاڑ کی یا مثل اُس کے اور کسی شے کے سو کسی طرح نہ ایک دوسرے سے مل سکتا
ہے نہ دیکہہ سکتا ہے مارے سخت حجاب کے جب باہم اس قسم کی منافرت ہے تو فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ یعنے تو اپنے
دین پر چلتا رہ مراد توحید ہے ہم اپنے دین پر چلتے رہین مراد شرک ہے کلبی نے کہا تو عمل کر ہمارے ہلاک مین
کیونکہ ہم عمل کرنے والے ہین تیرے ہلاک مین مقاتل نے کہا تو عمل کر اپنے معبود کے واسطے جس نے تجھے

بیجا ہے کیونکہ ہم عمل کرتے ہین واسطے اپنے معبودون کے جن کو ہم پوجتے ہین کسی نے کہا کہ عمل کر واسطے اپنی آخرت کے ہم عمل کرنے والے ہین واسطے ہماری دنیا کے یا تو عمل کر ہمارے کام کے باطل کرنے مین ہم عمل کرتے ہین تیرے امر کے باطل کرنے مین کذا فی فتح البیان پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کی اس بات کا جواب دین پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ تو ع ۲

کہہ مین بھی آدمی ہون جیسے تم حکم آیا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے شریک والون کو جو نہین دیتے زکوة اور وہ آخرت سے منکر ہین البتہ جو یقین لائے اور کیے بھلے کام اُن کو نیگ ملتا ہے جو بس نہ ہو **ف** بعضے کہتے ہین یہان زکوة سے مراد کلمہ کہنا ہے زکوة کے معنے ستھرائی انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو اُن مکذبین مشرکین سے کہہ دے کہ مین بھی ایک آدمی ہون مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میری اس بات کی کہ تمہارا معبود جو ہے سو ایک معبود ہے نہ جس طرح کہ تم اصنام و انداد و ارباب متفرق کو پوجتے ہو اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ سو تم اخلاص کرو واسطے اس کے عبادت کا اُس طرز پر جس کا تم کو امر کیا ہے رسولون کی زبان پر اور مغفرت مانگو اُس سے واسطے اگلے گناہون کے وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ یعنے دمار و ہلاک ہے واسطے مشرکون کے اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ ہے یعنے وہ جو گواہی نہین دیتے ہین اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ یعنے نہین ہے معبود مگر اللہ اسی طرح عکرمہ نے بھی کہا ہے یہ مثل اس آیت کے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور مثل اس کریمہ کے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى وکقولہ تعالی هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى مراد زکوة سے اس جگہہ طہارت نفس کی ہے رذیل اخلاق سے اور اس سے بڑھکر مہم طہارت نفس کی ہے شرک سے زکوة مال کا نام جو زکوة رکھا سو اسی لیے کہ وہ پاک کرتی ہے اس کو حرام سے اور سبب ہوتی ہے اس کی زیادت و برکت و کثرت نفع کی اور باعث ہوتی ہے توفیق کی کہ طاعتون مین اس مال کو برتین معاویہ بن قرہ نے کہا کہ مشرکین اہل زکوة مین سے نہین ہین یعنے تا آنکہ زکوة نہ دینے پر اُن کو توبیخ کی جائے مطلب یہ ہے کہ زکوة سے مراد طہارت نفس ہے شرک و معاصی سے **سدی** نے کہا لا یؤتون

الزکوة اے لا یؤدون الزکوة یعنے زکوة سے مراد زکوة اموال ہے **قتادہ** نے کہا یمنعون زکوة اموالہم نزدیک بہت سے مفسرون کے قول ظاہر یہی ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اس مین نظر ہے

اس لیے کہ زکوۃ جو واجب ہوئی ہے سو سنہ ہجری مین بنا بر اس قول کے جس کو بہت لوگون نے ذکر کیا ہے اور یہہ آیت مکی
ہے یعنے پہر قبل وجوب زکوۃ اس کے نہ دینے پر کیونکر توبیخ ہو سکتی ہے اور توبیخ بہی مشرکون کو جو کہ اہل زکوۃ نہین
ہین اللہم مگر یون کہین کہ یہہ بات بعید نہین ہے کہ اصل صدقہ و زکوۃ ابتدائے بعثت مین مامور بہ ہو کما قال اللہ
تعالی وَاٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ اب رہی وہ زکوۃ جو بنصاب مقدار معین والی ہے سو اس کا امر مدینہ منورہ مین
بیان کیا گیا اور یہہ تاویل جمع بین القولین ہو جائے جس طرح کہ ابتدائے بعثت مین اصل نماز قبل طلوع و قبل غروب
شمس واجب تہی پہر جب ہجرت سے ڈیڑہ برس پہلے شب معراج ہوئی تو اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر پانچون نمازین فرض فرمائین اور بعد اس کے شروط و ارکان و متعلقات نماز کی ذرا ذرا کر کے تفصیل کی واللہ
اعلم پہر اللہ عز و جل نے بعد اس کے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الآیہ مجاہد وغیرہ نے کہا کہ غیر ممنون کے معنے ہین غیر
مقطوع و غیر محسوب یعنے ان کے واسطے ایسا اجر ہے کہ کبہی قطع نہ ہوگا کما قال تعالی مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا و
قال تعالی عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ سدی نے کہا غیر ممنون علیہم یعنے ایسا اجر کہ اس کی ان پر منت نہین رکہی
جائیگی اس تفسیر کو بعض ائمہ نے سدی پر رد کیا ہے وجہ رد کی یہ ہے کہ منت واسطے اللہ تعالی کے ہے اہل جنت پر
اللہ پاک نے فرمایا ہے بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اور اہل جنت نے کہا ہے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا
وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ
وَفَضْلٍ انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ جس طرح ممنون کے اور معانی ہین اسی طرح سدی کے بہی
معنے ہین قابل رد نہین ہین اس لیے کہ لغت کے خلاف نہین ہین نہ مخالف ضروریات دین ہین کہ ان کا رد ضروری
ہو بلکہ اگر ذرا غور سے دیکہو تو اس مین ایک عجیب لطف ہے وہ یہہ ہے کہ نفوس شریفہ جن کی جبلت مین عار و
ننگ رکہا گیا ہے ان کے نزدیک احسان جتانے سے بڑہ کر کوئی چیز ناگوار نہین ہے بلکہ اس کو قتل سے بہی بڑہ کر سمجہتے
ہین خصوصًا حضرات عرب عربا کہ سب قومون سے زیادہ تر اس مزیت کے ساتھ ممتاز ہین چنانچہ ان کے وقائع اس کے
شاہد عدل ہین اس لیے جب آخرت کے ثواب کا ذکر کیا تو فرمایا کہ باوجود اس کی کثرت و بقا و خوبی کے اس کا یہ وصف
ہے کہ اس کی منت نہ رکہی جائے گی جس منت کو تم قتل سے بڑہ کر سمجہتے ہو چونکہ یہ آیت مکی ہے اور شروع بعثت
کا زمانہ ہے اس وقت کے مناسب اسی قسم کی بات ہے لکل مقام مقال اگر یہہ کہو کہ اجر تو مزدوری کے معنے مین
ہے جو کہ کسی کام کے مقابلہ مین ہوتی ہے اس مین منت کا کیا کام ہے کام کیا لکا لیا پہر غیر ممنون کا کیا فائدہ
ہے تو کہین گے کہ دنیا مین بادشاہ اگر کسی کو کسی کام کے مقابلے مین کچہہ مزدوری زیادہ دیتے ہین تو اس
کی منت رکہتے ہین اس لیے فرمایا کہ وہان کا بڑا اجر ہے اور منت کا ذکر نہین جس سے تم کو نفرت ہے اور اسی
لیے اللہ پاک نے قرآن شریف مین اکثر جگہہ جنت کو اعمال کا اجر ٹہیرایا ہے چنانچہ فرمایا ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ

اُورِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور مزدوری کی کچھ منت نہین ہوتی ہے اسی لیے نفوس شریفہ کے نزدیک کام کر کے
اجرت لینا زیادہ تر پسندیدہ مفت لینے سے منت رکھنا احسان جتانا ایک سخت گناہ ہے اللہ پاک نے اس کو
حرام کیا ہے اس مین وعید شدید وارد ہوئی ہے یہ تحریم منت کے باہم بندون کے ہے کہ احسان کرکے جتائیں
نہین کیونکہ احسان تو الگ باطل ہوا اور وعید کا بار گلے مین پڑا اور جس پر احسان کیا تھا اس کو رنجیدہ کیا
رہا اللہ پاک کا منت رکھنا سو وہ مالک ہے جو چاہے کرے اور حقیقت مین اس کا تو نرا تفضل وکرم ورحم ہے
بندہ اس کے ملک دنیا وآخرت اس کے اعمال کا خالق وہی جو کچھ ہے سب اسی کا ہے منت رکھنے کی اسے کیا
ضرورت لیکن چونکہ بندے اس کے احسانون نعمتون سے بے خبر اور ان کے سمجھنے سے قاصر مین اس لیے
اپنی نعمتین انواع و اقسام کی شمار کرکے بتا دین تاکہ ان کو سمجھ کر شکر کرین اور اپنے خالق و مالک کو پوجین
کسی کو اس کا شریک نہ کرین یہ منت رکھنا ان کے نفع کے واسطے ہے چنانچہ بعض اعرابی لوگ آکر مسلمان
ہوئے اور اپنی نادانی سے مسلمان ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منت رکھنے لگے تو ان کے سمجھانے
کو فرمایا لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہدٰکم للایمان یعنے یہ کیا بے سمجھی کی بات کرتے ہو کہ اپنے
مسلمان ہونے کی منت جتاتے ہو ہوش مین آؤ سمجھو تو تم ہو کس کی ملک اللہ کے بندے ہو اس نے تم کو اسلام
کی راہ بتائی وہ تم پر منت رکھتا ہے ان کے سمجھانے کو اپنے تفضل و رحم کو پیرایہ منت مین ادا کیا جنت
والون نے جو یون کہا فمن اللہ علینا سو اس لیے کہ جب جنت مین پہونچے اور نعمت عظیم دیکھی تو آنکھین کھلین
اپنے اعمال کو اس نعیم دائم کے مقابلے مین حقیر سمجھے اور بغایت خوش ہوئے تو بولے کہ ہمارے اعمال تو اس
قابل نہ تھے کہ ایسی جزا ملے صرف اللہ کا تفضل و احسان ہے جو اس نے ہم پر کیا اور یہ نعمت دی اور آگ سے بچایا
اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے الا ان یتغمدنی اللہ برحمۃ منہ وفضل چونکہ یہ مقام تخویف کا
تھا اور یہ بیان کرنا منظور تھا کہ جنت محض اللہ پاک کی رحمت وفضل سے ملتی ہے اپنے اعمال پر بھروسا کر بیٹھنا
ٹھیک نہین ہے اس لیے خود حضور نے باوجود علو مرتبہ کے اپنے آپ کو بھی اس مین شریک فرما دیا واللہ سبحانہ
اعلم **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ مین جو ہون سو مثل ایک شخص کے ہون تم سے اگر وحی نہ ہوتی اللہ
اس جنس سے نہین ہون جو تمہارے مغائر ہو تا آنکہ تمہارے دل غلافون مین ہون اس شے کے سمجھنے سے جس کی
طرف مین تم کو بلاتا ہون اور تمہارے کانون مین بوجھ ہو اور میرے تمہارے بیچ مین پردہ ہو اور مین نے تم کو اس
شے کی طرف نہین بلایا ہے جو مخالف عقل ہو مین نے تو تم کو توحید کی طرف بلایا ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین
مین اس پر قادر نہین ہون کہ زبردستی تم کو ایمان لانے پر آمادہ کرون کیونکہ مین تو ایک آدمی ہون تم جیسا مجھ کو
تم سے کسی طرح کا امتیاز نہین ہے مگر اتنا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے توحید کی اور اس کے امر کرنے کی سو

مجہ پر صرف پہونچا دینا ہے پہر اگر تم نے مانا تو راہ پاؤگے اور اگر نہ مانا تو ہلاک ہوگے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مین کوئی
فرشتہ نہین کہ دیکہا نہ جائے مین تو صرف ایک بشر ہون تمسا اور میری طرف وحی کی گئی ہے سو تمہارے
سو مین بسبب وحی کے نبی ہوگیا ہون اور تم پر میری پیروی وجب ہوگئی ہے حضرت حسن نے اس آیت کے معنے
مین یون فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیفیت تواضع کی تعلیم فرمائی ہے
کہ تواضع کیونکر کرین جمہور نے یوحی بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور اعمش ونخعی نے بصیغہ معروف فاعل اللہ
پاک ہر یعنے یوحی اللہ الی فاستقیموا الیہ مین تعدیت بالی اس لیے ہوئی ہے کہ معنے توجہوا کو متضمن ہے معنے
یہ ہین کہ تم متوجہ کرو اپنی استقامت کو طرف ایک معبود کے ساتہہ ایمان وطاعت کر اور مائل مت ہو اس کی
راہ سے اور مغفرت مانگو اس سے ان گناہون کی اور شرک کی جو تم سے ہوگیا ہے اور اس بد عقیدہ وعمل کی
جس پر تم ہو پہر مشرکون کو تہدید کی اور وعید سنائی وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ یعنے خرابی وہلاکی ہے مشرکون
کی پہران کا یہ وصف بیان کیا اَلَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ یعنے وہ جو منع کرتے ہین زکوۃ کو اور نہین نکالتے
ہین اس کو طرف فقرا کی حضرت حسن وقتادہ نے کہا کہ اقرار نہین کرتے ہین اس کے وجوب کا اور کہا جاتا تہا
کہ زکوۃ پل ہے اسلام کا پس جس شخص نے اس کو قطع کیا تو اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچہے رہا تو وہ
ہلاک ہوا ضحاک ومقاتل نے کہا کہ صدقہ نہین دیتے ہین اور خرچ نہین کرتے ہین طاعت مین حضرت
ابن عباسؓ کا قول اول گزر چکا ہے کہ گواہی نہین دیتے ہین لا الہ الا اللہ کی اس لیے کہ یہ زکوۃ وتطہیر ہے نفوس
کی مجاہد نے کہا لا یزکون اعمالہم یعنے تزکیہ نہین کرتے ہین اپنے اعمال کا فرا نے کہا مشرکین خرچ کرتے تہے نفقات
کو اور پلاتے کہلاتے تہے حاجیون کو پہر انہون نے اس کو حرام کردیا اس شخص پر جو ایمان لایا حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر سو ان کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ معطوف ہے لا یؤتون
الزکوۃ پر اور داخل ہے اس کے ساتہہ صلہ کے تحت مین ضمیر فصل کا لانا بقصد حصر ہے یعنے اور وہی ہین
آخرت کے منکر وجاحد منع زکوۃ جو کفر بالآخرہ کے قرین کیا گیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ سب سے بڑہ کر محبوب
انسان کو اپنا مال ہے اور وہ اس کی روح کا شقیق ہے سو جب ایسی محبوب ترشئے کو اللہ کی راہ مین خرچ کیا
تو یہ قوی تر دلیل ہوئی اس کے استقامت وثبات وصدق نیت وخلوص طویت پر دیکہو یہ مال ایسی محبوب شئے
ہے کہ مؤلفۃ القلوب لوگ جو مائل کیے گئے سو یہی ذراسی دنیا دیکر پہران کی عصبیت بہاگ گئی اور ان کی
طبیعت نرم پڑگئی بنی حنیفہ جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہوگیے سو بسبب اسی منع زکوۃ
کے پہران کے واسطے لڑائیون کے جہتے بندہے اور ان سے جہاد کیا گیا اس مین مومنین کو آمادہ کرنا ہے
ادائے زکوۃ پر اور سخت ڈرانا ہے اس کے منع سے اس لیے کہ منع زکوۃ مشرکین کے اوصاف سو ٹہیرایا گیا

اور کفر بالآخرہ کے ساتھ قرین کیا گیا بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو کہ مشرکین جاہلین کے واسطے وعید
وتحذیر تھی تو اب وہ شی بیان کی جو کہ ان کی اضداد کے واسطے وعدہ وتبشیر ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡا الآیۃ یعنے بیشک جو ایمان لائے اور بھلے کام کیے اُنکے واسطے اجر غیر ممنون ہے کہ کبھی ان سے قطع نہ کیا
جائیگا ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کلام عرب مین منّ معنی قطع ہے جب تم رسی کو قطع کر ڈالو تو یون کہو گے کہ مننت
الحبل قطرب نے کہا کہ ممنون بمعنے منقوص ہے یعنے ایسا اجر ہے کہ کم نہ کیا جائیگا حضرت ابن عباس سے یہی
معنے مروی ہین جوہری نے بھی منّ کے معنے قطع ونقص کے ذکر کیے ہین مجاہد نے کہا غیر محسوب یعنی ایسا اجر
کہ حساب نہ کیا جائیگا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اس کی ان پر منت نہ رکھی جائے گی کیونکہ منت جو رکھی جاتی
ہے سو اس عطا کی جو بطور تفضل دی جائی اور اجر وضروری تو حق ہے اسکا ادا کرنا ضرور ہے ۔ حافظ ابن کثیر
نے اس قول کو سدی کی طرف منسوب کیا تھا اور یہان سدی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ نازل ہوئی ہے حق
مین بیمارون اپاہج لوگون کے اور بوڑھون کے جس وقت کہ وہ طاعت سے ضعیف ہو جائین تو اُن کے لیے
وہ اجر لکھا جائے گا جیسا وہ صحت مین عمل کرتے تھے اور لکھا جاتا تھا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو توبیخ وزجر کرین پس ارشاد فرمایا قُلۡ اَئِنَّکُمۡ لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ
خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۚ﴿۹﴾ وَ جَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ
مِنۡ فَوۡقِہَا وَ بٰرَکَ فِیۡہَا وَ قَدَّرَ فِیۡہَاۤ اَقۡوَاتَہَا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی
اِلَی السَّمَآءِ وَ ہِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَہَا وَ لِلۡاَرۡضِ ائۡتِیَا طَوۡعًا اَوۡ کَرۡہًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیۡنَا طَآئِعِیۡنَ ﴿۱۱﴾
فَقَضٰہُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ اَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَہَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ ٭ۖ
وَ حِفۡظًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۱۲﴾ تو کہہ تم منکر ہو اس سے جس نے بنائی زمین دو دن مین اور برابر
کرتے ہو اس کے ساتھ اورون کو وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس مین بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے
اندر اور ٹھیرائین اس مین خوراکین اس کی چار دن مین پورا ہوا پوچھنے والون کو پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھوان
ہو رہا تھا پھر کہا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونون خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھیرائے
وہ سات آسمان دو دن مین اور اُتارا ہر آسمان مین حکم اُس کا اور رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغون
سے اور نگہبانی یہ ساد ہا ہے زبردست خبردار کا ف ۱ اس کی خوراک یعنے اہل زمین کی پورا ہوا یعنے
جواب پورا ہوا ف ۲ دو دن مین زمین بنائی اور دو دن مین پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے
یہ آسمان سارا ایک تھا دھوان سا اس کو بانٹ کر سات کیے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھیرایا پھر آسمان زمین
کو بلایا خوشی سے آؤ یا زور سے یعنے ارادہ کیا اُن دونون کے ملاپ سے دنیا بسادی اپنی طبیعت سے ملین

تو اور زور سے ملین تو وہ دونو آسلے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو وہ بادین اٹھین ون سے گرد اور بخار
اور پڑی پانی ہوکر برسی چار عنصر زمین پر جمع ہوئی مخلوقات پیدا ہوئی اور پہلے زمین مین رکھی تہین خوراکین
یعنے اس مین قابلیت تہی ان چیزون کے نکلنے کی اور ہر آسمان کا حکم جدا یہ رب کو معلوم ہے کہ وہان کون خلق
بستی ہین اُن کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین مین ہزار ہا ہزار کارخانے ہین اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہونگے
انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ انکار ہے طرف سے اللہ تعالے کے مشرکون پر جنہون نے اس کے ساتھ
پوجا اس کے غیر کو حالانکہ وہ خالق ہے ہر شے کا قاہر ہے ہر شے کا قدرت رکھنے والا ہے ہر شے پر پس فرمایا ائنکم
تم البتہ منکر ہوتے ہو اس ذات سے جس نے زمین بنائی دو دن مین اور ٹہیراتے ہو واسطے اس کے انداد یعنے
نظیر و مثل جن کو تم اس کے ساتھ پوجتے ہو ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے یہ پیدا کرنے والا اشیا کا وہی رب ہے سارے
جہان کا اس جگہہ تفصیل ہے اس آیت کی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ پس یہان تفصیل فرمائی
ہے اس شے کی جو زمین کے ساتھ خاص ہے اس شے سے جو آسمان کے ساتھ خاص ہے جو جو شے ان مین ہر ایک کے ساتھ مخصوص ہے اسکو جدا جدا
بیان کیا ہے سو ذکر فرمایا کہ اول تو زمین بنائی اس لیے کہ وہ مثل اساس و بنیاد کے ہے اور اصل یہ ہے کہ اساس
سے ابتدا کی جاتی ہے پہر بعد اس کے چہت بنائی جاتی ہے کما قال تعالی هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیہ اب رہی یہ آیت ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ
بَنٰىهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اَخْرَجَ
مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ اس آیت مین یہ ہے کہ پہیلانا زمین
کا بعد خلق آسمان کے تہا سو دحو کی تفسیر اس قول سے کی گئی ہے کہ اخرج منہا ماءہا ومرعاہا اور یہ سب بعد خلق
آسمان کے ہوا ہے رہی خلق زمین کی سو قبل خلق آسمان کے ہے یہ بات نص سے معلوم ہے اور حضرت ابن عباس
نے یہی جواب دیا ہے جس طرح کہ بخاری نے اپنی صحیح مین بذیل تفسیر این آیہ سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے
کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مین قرآن مین کئی چیزین پاتا ہون کہ وہ مجہ پر مختلف
ہوتی ہین کہا فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ یعنے
اول سوال کی نفی ہے اور دوسری مین اثبات ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ
اول مین کتمان کی نفی ہے اور اس آیت مین کتمان ثابت کیا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا
الآیۃ اس مین خلق سما کو قبل خلق ارض کے ذکر کیا ہے پہر یون فرمایا ہے قل ائنکم الآیہ اس مین خلق ارض قبل
خلق سما مذکور ہے کہا وکان اللہ غفورا رحیما عزیزا حکیما سمیعا بصیرا فکانہ قد کان ثم مضے یعنے ان اوصاف
مین ماضی کا صیغہ مذکور ہے تو گویا تہا پہر گذر گیا اب نہین ہے پس حضرت ابن عباس نے فرمایا فلا انساب

بنیہم الآیۃ نفخہ اولی میں ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۤءَ اللّٰهُ پہر
اس وقت انساب نہ ہونگے درمیان ان کے اور نہ باہم سوال کرینگے پہر آخر نفخے مین بعض بعض پر متوجہ ہون گے باہم
سوال کرینگے اور رہا یہ قول ما کنا مشرکین ولا یکتمون اللہ حدیثا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے بخش دیگا واسطے
اہل اخلاص کے گناہ اُن کے تو مشرکین کہین گے آؤ جی ہم بہی کہین کہ ہم مشرک نہ تہے پس مہر کردی جائے گی ان کے
مُنہ پر تو ان کے ہاتہہ بولین گے پس اس وقت پہچانی جائے گی یہ بات کہ اللہ سے کوئی بات چہپائی نہین جاتی ہے
اور اس وقت يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا اور پیدا
کیا زمین کو دو دن مین پہر پیدا کیا آسمان کو پہر چڑہا طرف آسمان کے تو ٹہیک کیا ان کو اور دو دن مین پہر بچہایا
زمین کو اور اس کا بچہانا یہ ہے کہ نکالا اس سے پانی اور چارا اور پیدا کیا پہاڑون کو اور ریت اور جماد کو اور ٹیلون
کو اور پیدا کیا اس شے کو جو اُن کے درمیان مین ہے اور دو دن مین پس یہ معنے ہین قولہ تعالی دحاہا کے اور یہ
قول اللہ تعالی کا خلق الارض فی یومین سو پیدا کی گئی زمین اور جو شے اس مین ہے چار دن مین اور پیدا کیے
گئے آسمان دو دن مین حاصل یہ ہوا کہ خلق نفس زمین کی قبل خلق آسمان کے ہے اور دحو اس کا بعد خلق آسمان کے
ہے وکان اللہ غفورا رحیما سمے نفسہ بذلک و ذلک قولہ ای لم یزل کذلک فان اللہ تعالی لم یرد شیئا الا اصاب
بہ الذی اراد یعنے اللہ تعالے نے غفور رحیم ہونے کے ساتہہ اپنا نام رکہا اور یہ نام رکہنا گزر گیا کیونکہ تعلق منقطع
ہوا اور یہ جو غفوریۃ و رحیمیۃ کا کہا سو اس کے یہ معنے مین کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی رہتا ہے منقطع نہین ہوتا ہے کیونکہ
جس وقت اللہ پاک نے مغفرت و رحمت کا یا ان کے سوا اور کسی شے کا ارادہ کیا حال مین یا استقبال مین تو اس کی
مراد کا وقوع قطعا ضروری ہے فَلَا يَخْتَلِفَنَّ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَاِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے اب بعد میرے
جواب دینے کے ہرگز قرآن تجہ پر مختلف نہ ہو اس لیے کہ سب کا سب اللہ کے پاس سے ہے اور اگر غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو
اس مین بہت کچہ اختلاف پایا جاتا۔ غرض کہ اس شخص نے چار سوال کیے تہے سو حضرت ابن عباسؓ نے چارون کا جواب
شافی دیا اول کا حاصل یہ ہے کہ تسائل بعد دوسرے نفخے کے ہے اور عدم تسائل قبل اس کے ہے دوسرے کا یہ ہے کہ کتمان
قبل نطق جوارح کے ہے اور عدم کتمان بعد اس کے ہے تیسرے کا یہ ہے کہ خلق نفس ارض قبل خلق سما ہے اور دحو ارض
بعد خلق سما ہے اور چوتہے کا وہی حاصل ہے جو مذکور ہوا قَالَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنِيْهِ يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو وَالْحَدِيْثُ زمین کی پیدائش کے دو دن
سے مراد روز یکشنبہ و دوشنبہ ہے زمین مین برکت رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اس کو مبارک کیا قابل خیر کے امد بیج بونے
کے اور درخت لگانے کے بنایا اقوات سے مراد وہ شے ہے جس کی طرف زمین والے محتاج ہین یعنے اس مین ان کی
روزیان ٹہیرائین اور وہ جگہین بنائین جن مین کہیتیان کی جاتی ہین اور درخت لگائے جاتے ہین یہ سب کام دو

دن مین کیے یعنے سہ شنبہ وچہار شنبہ پس یہ دودن مع اول دو دنون کے چار ہوئے اسی لیے یون فرمایا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ
سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ یعنے پوری چار دن مین واسطے ان لوگون کے جو کہ جاننے کے لیے اس کے پوچھنے کا ارادہ کرین۔
عکرمہ ومجاہد نے تقدیر اقوات کی تفسیر مین کہا ہے جعل فی کل ارض مالا یصلح فی غیرہا ومنہ العصب فی الیمن والسابری
بسابور والطیالسۃ بالری یعنے ہر زمین مین وہ شے رکھی جو اس کے غیر مین صلاحیت نہین رکھتی ہے منجملہ اس کے یہ ہے
کہ یمن کی چادرین یمن مین اور سابوری چادرین سابور مین اور طیلسان ملک رے مین بنتی ہین مطلب یہ ہے کہ ہر ملک
مین بعض اشیا کھانے پینے پہننے کی مخصوص ہوتی ہین وہ وہین ملتی ہین دوسری جگہہ میسر نہین آتین حضرت
ابن عباسؓ وقتادہ وسدی نے سواء للسائلین کی تفسیر مین کہا ہے ای لمن اراد السوال عن ذلک ابن زید نے
کہا معنے یہ ہین اور مقدر کیے اس مین اقوات اس کے برابر واسطے سائلین کے یعنے اس شخص کی مراد کے موافق
جس کو کسی رزق کی حاجت ہو یا کسی اور ضرورت کی شے کی احتیاج ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے واسطے وہی
شے مقدر کی ہے جس کی طرف وہ محتاج ہے یہ قول اس کے مشابہ ہے جو اس آیت مین ذکر کیا ہے وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ
مَا سَاَلْتُمُوْهُ واللہ اعلم قولہ تعالی ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ مراد دخان سے پانی کا بخار ہی جو اس سے جبکہ بننے والا
تھا جب کہ زمین پیدا کی گئی تو اس سے اور زمین سے کہا آؤ خوشی سے یا زور سے یعنے میرے حکم کو مانو اور میرے فعل
کا اثر قبول کرو خوش ہوکر یا ناخوش ہوکر ثوری نے بسند خود حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا
ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے آسمانون سے کہا کہ تم طلوع کرو میرے سورج اور چاند اور تارون کو اور زمین سے
فرمایا چیر اپنی نہرین اور نکال اپنے میوے تو دونون بولے ہم آئے خوش ہوکر ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے اس
قول کو اختیار کیا ہے ایک معنے اتینا طائعین کے یہ ہین ملکہ ہم تیرا حکم مانتے ہین مطیع ہوکر ساتھ اس شے
کے جو ہم مین ہے اس قسم سے جس کے پیدا کرنے کا تو ارادہ کرتا ہے ملائکہ وجن وانس سے سب کے سب تیرے مطیع
ہوکر ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے اس کو حکایت کیا ہے ابن جریر نے کہا وقیل تنزیلا لہن معاملۃ من یعقل
بکلامہما مطلب یہ ہے کہ آسمان وزمین تو جماد ہین ان سے بات کرنا اور ان کا جواب دینا کیا سو کسی نے کہا
کہ ان کو قائم مقام عقلا کے ٹھیرایا پھر انکے کلام کے ساتھ عقلا کا معاملہ کیا یعنے جس طرح عقلا سے بات کرتے
ہین اور وہ بات کا جواب دیتے ہین اسی طرح انکے ساتھ برتاؤ کیا کسی نے کہا کہ یہ بولنے والا زمین سے تو جای
کعبہ ہے اور آسمان مین سے وہ قطعہ ہے جو کہ جائے کعبہ کے مقابلے مین ہے واللہ سبحانہ اعلم حضرت حسن بصری
نے کہا اگر آسمان وزمین انکار کرتے اللہ پر اس کے حکم کو تو البتہ وہ ان کو ایسا عذاب کرتا کہ وہ اس کے درد کو پاتے
رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ قولہ تعالی فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ یعنے پھر جب فارغ ہوا ان کے سات آسمان
بنانے سے اور دو دن مین یعنے روز پنجشنبہ وجمعہ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا یعنے اور مرتب کیا دران حال کہ مقرر

کرنے والا تہا ہر آسمان مین اس شئے کو جس کی لیاقت اس کو حاجت ہوتی ہے یعنے فرشتے اور وہ چیزین جو اس مین ہین جن کو سوا اللہ پاک کے اور کوئی نہین جانتا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ اور رونق دی ہمنے ورلے آسمان کو چراغون سے مراد وہ تارے ہین جو چمکتے دمکتے ہین زمین پر وَحِفْظًا یعنے اور حراست و نگہبانی کرنے والے شیاطین سے کہ کہین ملاء اعلی کی طرف کان لگائین ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ یعنے یہ سب کارخانہ سادہا ہے ایسی ذات کا جسنے ہر شئے کو مقہور و مغلوب کیا ہے ایسے دانا کا جو کہ اپنی مخلوقات کی ساری حرکات و سکنات کو خوب جانتا ہے ابن جریر نے عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ یہودی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ سے آسمان و زمین کی پیدایش کا پوچہا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اتوار اور پیر کو زمین پیدا کی اور پہاڑ منگل کے دن بنائے اور جو کچہ ان مین منافع ہین اور بدہ کے دن درخت اور پانی اور شہر اور آبادی و ویرانی بنائی لیس چار دن ہوئے قُلْ أَئِنَّكُمْ تا لِلسَّائِلِينَ یعنے واسطے اس کے جو اس کا سوال کرے اور پنجشنبہ کے دن آسمان بنایا اور جمعے کے دن تارے سورج چاند فرشتے پیدا کیے تین ساعت تک جو جمعے سے باقی رہین اور دوسری ساعت مین آفت ڈالی ہر شئے پر منجملہ اُن چیزون کے جن سے لوگ نفع لیتے ہین اور تیسری ساعت مین آدم کو اور انکو جنت مین لبایا اور ابلیس کو ان کے واسطے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور آخر ساعت مین اُن کو اس سے نکالا پہر یہود بولے ثُمَّ مَاذَا يَا مُحَمَّدُ یعنے اے محمد اس کے بعد کیا ہُوا آپنے فرمایا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ کہا مقرر تو نے ٹہیک کہا اگر تو پورا کرتا کہا ثُمَّ اسْتَرَاحَ یعنے راحت لی اس پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سخت خفا ہوئے پہر یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ غَرَابَةٌ رہی حدیث ابن جریج کی بسندہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتہ پکڑا پہر فرمایا کہ اللہ نے مٹی پیدا کی شنبہ کے دن اور اس مین پہاڑ پیدا کیے یکشنبہ کو اور درخت پیدا کیے دوشنبہ کو اور مکروہ پیدا کیا منگل کے دن اور نور پیدا کیا بدہ کے دن اور پہیلائے اس مین جانور پنجشنبہ کے دن اور پیدا کیا آدم کو بعد عصر کے جمعے کے دن آخر خلق مین آخر ساعت مین ساعات روز جمعہ سے مابین عصر کے رات تک فَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ فِي كِتَابَيْهِمَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهِ وَهُوَ مِنْ غَرَائِبِ الصَّحِيحِ وَقَدْ عَلَّلَهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ فَقَالَ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَهُوَ الْأَصَحُّ ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے ائنکم کو بدو ہمزہ پڑہا ہے اور دوسرے کو بین بین اور ابن کثیر نے بیک ہمزہ بعد اس کے یائے خفیفہ پر تشنیع و انکار ہے واسطے ان کے کفر کے اور حرف ان و لام یا تو تاکید انکار کے لیے ہے اور ہمزے کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ وہ صدارت کا مقتضی ہے یا یہ بات بتانے کو کہ انکا کفر ایسا بعید ہے کہ عقلا اس کے وقوع کا

انکار کرتے ہین تو اب وہ تاکید کی طرف محتاج ہے چونکہ اللہ پاک نے کفار کی سفاہت وحماقت ذکر کی آخرت کے انکار
مین تو اب وہ دلائل بیان کرنے شروع کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادر ہے آخرت پر اور ہر شے پر جس کا وہ
ارادہ کرتا ہے جیسے جہان کا پیدا کرنا اور جو تفصیل اس مین ہین ان کا بنانا جو کہ شامل ہے ان کو اور ان کے معبودون
کو جو کہ جمادات وغیرہ سے ہین اور یہ سب پیدا کرنا بتا رہا ہے اس بات کو کہ وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اس لیے ان پر
انکار کرتا ہے اور وصف کے ساتھ تقریر وتاکید کرکے فرماتا ہے کیونکہ وہ سب اصل خلق کو جانتے تھے کیون جی
تم منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس کی یہ بڑی شان اور یہ ظاہر وباہر قدرت ہے کہ اس نے زمین کو باوجود اس
طول وعرض وثقل کے دو دن مین بنایا اور یہ مدت بھی اس لیے ذکر کی کہ خلق کو تحمل وآہستگی کی تعلیم کرنا
منظور ہے اور اگر وہ زمین وآسمان کو لحظہ بھر مین بنانا چاہتا تو بنا سکتا تھا بھلا جس کی یہ عظیم الشان قدرت
ہے اسکا کیونکر انکار کرتے ہو اور کیا وہ پھر دوبارہ نہین بنا سکتا کیون نہین وہ تو ہر شے کر سکتا ہے کہا ہے
کہ یومین سے مراد یکشنبہ ودوشنبہ ہے کسی نے کہا کہ یومین سے مراد نوبتین ہے یعنی پیدا کیا زمین کو دو نوبت
مین پھر نوبت سے مراد تھی اس مدت سے جو ایک دن مین ہولی ہے کسی نے کہا مراد مقدار یومین ہے اس لیے
کہ یوم حقیقی جو متحقق ہوتا ہے سو بعد وجود زمین وآسمان کے جملہ وتجعلون لہ اندادا معطوف ہے تکفرون پر اور داخل
ہے استفہام کے تحت مین یعنے اور کیا ٹھیراتے ہو واسطے اس کے اضداد اور شرکاء اللہ پاک نے کفار کی طرف
سے دو شے منکر ذکر فرمائین ایک تو اللہ کا انکار کرنا دوسری اس کے واسطے شرکا ثابت کرنا ذٰلِكَ مبتدا ہے
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ خبر ہے یعنے یہ ذات پاک جو بوصف مذکور متصف ہے مالک ہے سارے جہان کا اور منجملہ عالمین وہ
تمہارے معبود ہین جن کو تم اللہ کے واسطے شریک ٹھیراتے ہو پھر کس طرح اس کی بعض مخلوقات کو اس کے شریک
ٹھیراتے ہو اس کی عبادت مین عالمین جمع عالم ہے عالم کہتے ہین ماسوا اللہ کو چونکہ عالم کے انواع مختلف ہین اس
لیے عقلا کو غیر عقلا پر تغلیب دیکر یا ونون کے ساتھ اس کی جمع بنائی جملہ وجعل فیہا رواسی من فوقہا معطوف
ہے خلق پر یعنے اور کیا منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس نے رکھے زمین مین پہاڑ ثابت جمنے والے اس کے اوپر
سے کسی نے کہا یہ جملہ مستانفہ ہے جدا جملہ ہے خلق پر معطوف نہین اس لیے کہ درمیان دونون کے اجنبی کی
فصل واقع ہو گئی ہے وہ اجنبی وتجعلون لہ الخ ہے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ جملہ ماقبل کا مقرر
ومؤکد ہے تو بمنزلہ تاکید ہو گیا اجنبی نہ رہا من فوقہا کے یہ معنے ہین کہ پہاڑ زمین پر بلند ہونے والے ہین اس لیے
کہ من جملہ اجزائے زمین ہین اور اس کے جو مخالف ہین سو صرف باعتبار ارتفاع کے تو اس حیثیت سے مثل مغایر
کے ہوئے واسطے اس کے رہی یہ بات کہ انکا جمانا زمین کے اوپر اختیار کیا سو اس لیے کہ جبال کے منافع ظاہر
ہو جائین واسطے طالبین منافع کے اور اس واسطے کہ یہ دیکھا جائے کہ زمین اور پہاڑ بوجھ پر بوجھ ہین سب کے

سب محتاج ہین طرف کسی تہامنے والے کے اور وہ اللہ عزیز متعال قادر مختار ہے وَبَارَکَ فِیْهَا کے یہ معنی ہین کہ زمین کو مبارک و کثیر الخیر بنایا یہ سب بیان منافع کے جو اس مین پیدا کیے واسطے بندون کے سدی نے کہا اگائے اس مین درخت اس کے وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا حضرت حسن و عکرمہ و ضحاک نے کہا کہ مقدر کین اس مین روزیان اس کے اہل کی اور وہ تجارت کی اشیاء اور درخت و منافع جو ان کی زندگی بسر کرنے کے لائق ہین ہر شہر مین وہ شے رکہی جو دوسرے مین نہین رکہی تا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف سفر و تجارت کرکے بعض بعض سے معاش حاصل کرین کسی نے کہا کہ زمین کے کسی قطر والون کے واسطے تو گیہون مقدر کیا اور کسی کے لیے کہجور اسی طرح باقی اقوات کا حال ہے کسی نے کہا کہ کہیتی سب پیشیون سے بڑہ کر برکت والا پیشہ ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے اقوات کو زمین مین رکہا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نہرین ندیان پہاڑ لگائے درخت لگائے پہاڑ رکہے دریا بہائے اور اس زمین مین وہ شے رکہی جو اُس مین نہین اور اُس مین وہ چیز رکہی جو اس مین نہین قتادہ و مجاہد نے کہا پیدا کین اُس مین نہرین اُس کی اور درخت اُس کے اور جانور اُس کے فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ کے یہ معنے ہین کہ تتمہ چہار روز مین مع اگلے دودنون کے یہ قول زجاج وغیرہ کا ہے یعنے یکشنبہ و دوشنبہ و سہ شنبہ و چہارشنبہ ابن انباری کہتے ہین مثال اس کی یہ قول قائل کا ہے کہ نکلا مین بصرے سے طرف بغداد کے دس دن مین اور طرف کوفہ کے پندرہ روز مین یعنے تتمہ پانزدہ روز مین تو اب یہ معنے ہون گے کہ پیدا کرنا زمین کا اور اس کے مابعد کا اس سب کا حصول پوری برابر بلا کمی و زیادتی چار دن مین ہوا اور اگر تتمہ کے تقدیر نہ ہو تو دن آٹھ ہون گے دو دن تو اول مین یعنے خلق الارض فے یومین اور دو دن اخیر مین یعنے فقضاهن سبع سموات فی یومین اور چار دن وسط مین ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے ایک دن پہر اس کا نام رکہا احد یعنے یکشنبہ پہر دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام رکہا اثنین یعنے دوشنبہ پہر پیدا کیا تیسرا تو اُس کا نام رکہا ثلاثا یعنے سہ شنبہ پہر پیدا کیا چوتہا تو اُس کا نام رکہا اربعا یعنے چہارشنبہ پہر پیدا کیا پانچوان تو اس کا نام رکہا خمیس یعنے پنجشنبہ اور ذکر کیا مثل ما تقدم کے نیز ابو الشیخ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ اللہ تعالی فارغ ہوا اپنی خلق سے چہ دن مین وذکر ما تقدم غرض کہ تتمہ کی تقدیر اسی لیے کی گئی ہے کہ آیات و احادیث مین موافقت ہو جائے جن مین یہ آیا ہے کہ یہ سارا کارخانہ چہ دن مین بنا ہے اور اگر یہ تقدیر نہ ہو تو آٹھ روز ہوئے جاتے ہین یہ تقدیر محاورہ عرب کے موافق ہے پہر اگر کوئی کہے کہ جس طرح زمین کی خلق مین فے یومین کہا ہے اسی طرح یہان بہی فی یومین کہدیا جاتا تو یہ صریح تر ہوتا مراد مین یہان کیون نہ کہا تو کہین گے کہ فے اربعة ایام سوا رکہنے مین زیادہ فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر خلق ہذہ الثلاثة فے یومین کہتے تو یہ کلام اس بات کا مفید نہ ہوتا کہ دو دن ان کا موں

مین مستغرق ہوئے برخلاف اسکے کہ جب زمین کی خلق کا اور ان اشیا کی خلق کا ذکر کیا پہر کہا فی اربعۃ ایام سواءً
تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ چار دن مستغرق و معمور ہوگئے ان کامون مین بدون زیادت و نقصان کے پہر اگر کوئی کہے
کہ مدت زمین کے خلق کی مع ان اشیا کے جو اس مین ہین خلق سموات کی مدت سے کیون دوگنی کی گئی باوجود اسکے
کہ آسمان زمین سے بڑا ہے اور مخلوقات اور عجائب اسکے اکثر ہین تو کہین گے کہ شاید یہ زیادتی بنابر عرف کہ ہے
کہ چہت کی بنا خفیف تر ہوتی ہے گہر کی بنا سے کما ذکرہ ابو البقا کسی نے کہا اس لیے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس
امر پر کہ مقصود بالذات زمین ہی ہے کیونکہ انس و جن و کثرت منافع اس مین ہے کسی نے کہا اس واسطے کہ اس
مین ابتلا بمعاصی و مجاہدات و مجادلات و معالجات ہے یہ کارخانہ عالم کا جو چہ دن مین بنایا باوجود اسکے کہ وہ
ایک دم مین بنا سکتا تہا سو اس مین بندون کو تعلیم فرمائی ہے کہ کامون مین تانی و سکون و وقار کا برتاؤ کرین
اور عجلت سے دور رہین سَوَآءً کو جمہور نے بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا جو کہ صفت
ہے ایام کی لے استوت اربعۃ ایام سواء یعنے استواء یعنے چار دن مین ایسے دن کہ برابر ہوئے برابر ہونے کر یا
بنابر حال ارض سے یا ان ضمیرون سے جو اس کی طرف پہرتی ہین یعنے پیدا کیا زمین کو در آن حال کہ وہ برابر
ہونے والی تہی زید بن علی و حسن وغیرہما نے زیر سے پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ ایام کی صفت ہے لے فی اربعۃ
ایام مستویۃ حضرت حسن نے کہا معنے یہہ ہین کہ فی اربعۃ ایام مستویۃ تامۃ یعنے لاتزید و لاتنقص اور ابو جعفر نے
برفع اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی لے ہی سواء یعنے مستویۃ للسائلین متعلق ہے سواء سے لے
مستویات للسائلین یعنے ایسے چار دن مین کہ پورے ہونے والے ہین واسطے پوچہنے والون کے یا متعلق
ہے محذوف سے گویا یون کہا گیا ہذا الحصر للسائلین عن کم یوم خلقت الارض وما فیہا یعنے یہہ حصر واسطے
سائلون کے ہے اس مین کہ کتنے دن مین پیدا کی گئی زمین اور وہ شے جو اس مین ہے یا متعلق ہے قدر سے
یعنے مقدر کیے اس مین قوت اس کو لاجل الطالبین المحتاجین الیہا یعنے واسطے طلب کرنے والون کے جو
کہ محتاج ہین طرف اقوات کی فرا نے کہا کلام مین تقدیم و تاخیر ہے معنے یہ ہین وقدر فیہا اقواتہا سواء للمحتاجین
فی اربعۃ ایام ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے یعنے مقدر کیے اس مین قوت اس کے برابر واسطے حاجتمندون
کے چار دن مین مطلب یہہ ہے کہ حاجتمندون کی حاجت کے برابر زمین مین خدا لکہین رکہین جس زمین والے جس شے
کے حاجتمند تہے وہی شے وہان پیدا کی پہر جب اللہ پاک نے ارض و ما فیہا کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو آسمانون
کے پیدا کرنے کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا ثم استوی الی السماء لے عمد و قصد نحوہا قصدا سویا و
تعلقت ارادتہ بخلقہا یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے برابر سیدہا قصد اور اسکا ارادہ متعلق ہوا اس کے پیدا
کرنے سے امام رازی فرماتے ہین یہ معنے اس محاورے سے ماخوذ ہین کہ جس وقت کوئی شخص کسی مکان کی طرف

[illegible]

ایسا متوجہ ہو کہ اس کے ساتھ کسی اور کام کی طرف التفات نہ کرے تو اس وقت یون بولتے ہین استوی الی مکان کذا یعنے اسنے فلان مکان کے طرف برابر سیدہا قصد کیا اور یہا استوار سے ہے جو کہ مند ہو اعوجاج کی اس کی نظیر یہ قول عرب کا ہے استقام الیہ اور اسی معنی سے یہ قول ہے اللہ پاک کا فاستقیموا الیہ یعنے سیدہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ داہنے بائین مت دیکھو غیر اسکی طرف مت جسکو خالص اللہ کو پوجو معنے یہ ہین کہ پھر بلایا اس کو داعی حکمت نے طرف پیدا کرنے آسمان کے بعد خلق ارض و مافیہا کے یعنے اسکی حکمت متقضی ہوئی اس کے خلق کی حضرت حسن نے فرمایا معنے یہ ہین صعد امرہ الی السماء یعنے چڑہا اس کا امر طرف آسمان کے اس آیت سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ پیدا کرنا آسمان کا بعد خلق ارض کے تہا اسی کے حضرت ابن عباسؓ قائل ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے اور قولہ تعالی والارض بعد ذلک دحاہا اس بات کا مشعر ہے کہ خلق ارض بعد خلق سما ہے **جواب** یہ ہے کہ خلق فقط کچہ ایجاد و تکوین ہی سے عبارت نہین ہے بلکہ تقدیر سے بہی عبارت ہی پس معنے یہ ہین قضی ان یحدث الارض فی یومین بعد احداث السماء اور اس بنا پر اشکال زائل ہو جاتا ہے علامہ شوکانی نے بعد ذکر اشکال کے فرمایا ہے کہ ثم تراخی زمانی کے واسطے نہین ہے بلکہ تراخی رتبی کے لیے ہی تو اب اشکال اصل سے مندفع ہو جائیگا اور اس تقدیر پر کہ ثم واسطے تراخی زمانی کے ہو تو جمع یون ممکن ہے کہ خلق زمین کی متقدم ہے خلق سما پر اور دحو ارض یعنے بسط اس کا یہ ایک امر زائد ہے مجرد خلق زمین پر پس بطور خلق تو متقدم ہے اور بطور بسط متاخر ہے یہ بات ظاہر ہے انتہے شاید والارض بعد ذلک دحاہا کی تفسیر کے وقت ایضاح مقام زیادہ ہو ان شاء اللہ تعالی سورہ بقرہ مین یہ جمع گزر چکی ہے لیکن خلق ما فی الارض نہین ہوگا مگر بعد دحو کے تو اب پھر اشکال باقی ہے اس بنا پر اشکال سے رہائی نہ ہوگی مگر اسی بات سے جو نظم مین مذکور ہوئی یا یہ کہ کلمہ بعد بمعنے قبل ہو یا بمعنے مع **دخان** وہ شے ہے جو آگ کے شعلے سے بلند ہوتی ہے اور زمین کا بخار جو خشک سالی کے وقت دکہائی دیتا ہے اس کو بہی بطور استعارہ دخان کہتے ہین قیاس اسکی جمع کا قلت مین تو ادخنہ ہے اور کثرت مین دخیان جس طرح کہ غراب کی جمع اغربہ و غربان آئی ہے مفسرین نے کہا ہے کہ یہ دخان پانی کا بخار تہا اس کا دخان کہنا تشبیہ صوری کے باب سے ہے کیونکہ آنکہہ کے دیکہنے مین اس کی صورت دخان کی صورت تہی یہ یون ہوا کہ عرش الرحمن قبل پیدائش زمین و آسمان کے پانی پر تہا جیسا کہ فرمایا ہے وکان عرشہ علی الماء پہر اللہ پاک نے اس پانی مین اضطراب پیدا کیا تو وہ جہاگ لایا اور وہ بلند ہوا پہر اس سے دخان نکلا سو جہاگ تو روی آب پر باقی رہا تو اس سے یبوست پیدا کی اور اس سے زمین بنائی رہا دخان سو وہ اوپر چڑہا تو اس سے آسمان پیدا کیے اسی لیے یون فرمایا ثم استوی الی السماء وہی دخان یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے اور وہ دیکہنے مین دہوان ہو رہا تہا یہی یہ بات کہ نسبت استواء کے خاص آسمان کی طرف کی باوجود اس کے کہ جو خطاب اس پر مترتب ہے وہ آسمان و زمین دونو

کی طرف متوجہ ہے جس طرح کہ قول تعالی فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا سے معلوم ہوتا ہے سو اس کی
یہ وجہ ہے کہ چونکہ زمین کی خلق کا اور تقدیر یا فیہا کا ذکر اول ہو چکا ہے اس لیے اس پر کفایت فرمائی ائتیا کے معنے
یہ ہین کہ افعلا ما امر کما بہ وجیئا بہ یعنے تم کرو اُس کام کو جس کا مین تم کو حکم دیتا ہون اور اس کو لاؤ جس طرح کہ محاورے
مین بولتے ہین ائت ما ہو الاحسن لے افعلہ یعنے جو شئے خوب تر ہے تو اس کو کر کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ آؤ تم دونو
اُس شکل و وصف پر جو لائق و سزاوار ہے کہ تم اس پر آؤ آ تو اے زمین بچھی ہوئی اور جائے قرار و فرش ہو کر
واسطے اپنے اہل کے اور آ تو اے آسمان قبہ و سقف ہو کر واسطے ان کی واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا
ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا اما انت یا سماء فاطلعی شمسک وقمرک ونجومک واما انت یا ارض فشققی انہارک واخرجی
ثمارک ونباتک یعنی اے آسمان تو تو طلوع کر اپنے سورج اور چاند اور تارے اور اے زمین تو پہاڑ نکال اپنی
نہرین اور نکال اپنے میوے اور اپنی روئیدگی یہ قول حضرت ابن عباس سے بہی مروی ہے اور فی الجملہ اختلاف
کے ساتہ اول گزر چکا ہے جمہور نے ائتیا پڑہا ہے بصیغہ امر اتیان بمعنے آمدن سے اور حضرت ابن عباسؓ و
سعید بن جبیر و مجاہد نے آتیا قالتا آتینا بمد پڑہا ہے یہ قرارت یا تو ماخوذ ہے مواتاۃ بمعنے موافقت
سے یعنے چاہیے کہ موافق ہو ایک تم مین کا دوسرے سے واسطے اس شے کے جو اس کو لائق ہے رازی
و زمخشری اسی طرف گئے ہین یا ایتاء بمعنے اعطاء سے ہے جس طرح کہ حضرت ابن عباس نے آتیا کی اعطیا اور
آتینا کی اعطینا تفسیر کی ہے پس وزن اس کا اول کی بنیاد پر تو فاعلا بروزن قاتلا ہوگا اور ثانی کی بنا پر افعلا
بروزن اکرما قولہ تعالی طوعا او کرہا مصدر ہین موضع حال مین اے طائعتین او مکرہتین اعمش نے کرہا بالضم پڑہا
ہے زجاج نے کہا اطیعا طاعۃ او تکرہان کرہا یعنے مطیع ہو جاؤ مطیع ہونے کر یا زبردستی کیے جاؤ گے زبردستی
کیے جانے کر بالجملہ یہ امر جو آسمان و زمین کو کیا کہ ائتیا طوعا او کرہا سو اس کے معنے تسخیر و حصول و وقوع کے
ہین اے کونا فکانا یعنے ہو جاؤ تو وہ ہو گئے کما قال اللہ تعالی اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ
فَيَكُوْنُ تو اب یہ کلام تمثیل کے باب سے ہوگا گویا اللہ پاک نے اپنی قدرت کی تاثیر کی اور ان کے امتناع کے محال
ہونے کی مثال دی ہے کہ اس کی قدرت نے وجوبا ان مین اثر کیا اور ان کے واسطے طوع و کرہ کا ثابت کرنا نہین
ہے ائتنا طائعین اس کی تمثیل ہے کہ طاعت کا ظہور ان سے ہوا اور پورے طور پر قدرت ربانی سے اثر پذیر ہوئے
صانع سبحانہ کے حال کی تشبیہ دی ہے آمر مطاع کے حال سے اس کی قدرت کی تاثیر مین موافق اس کے ارادے
کے ان مین اور آسمان و زمین کے حال کی تشبیہ دی ہے مامور مطیع سے اس بات مین کہ انہون نے وجود و حدوث و
حصول کو قبول کر لیا بسبب متعلق ہونے اسکی قدرت کے موافق اس کے ارادے کے پس یہ استعارہ تمثیلیہ ہوا
اور استعارہ تخییلیہ بہی ہو سکتا ہے بعد اس کے کہ ذات آسمان و زمین مین استعارہ مکنیہ ہو جس طرح کہ بجائے دلالت

[illegible]

الحال کے نطقت الحال کہتے ہین حال کو دلالت و برہان ہین مثل انسان متکلم کے ٹہیرا ہین پہر اس کے لیے نطق
خیال کیا جائے جوکہ لوازم مشبہ بہ یعنے انسان سے ہے اور اس کی نسبت حال کی طرف کی جائے غرضکہ یہان دو
قول ہین ایک تو یہ کہ آسمان و زمین سے کہا کہ تم اپنے اپنے منافع نکالو دوسرا یہ کہ امر تسخیر ہے چنانچہ ان کا بیان
پورے طور پر اول ہو چکا ہے پس اول کی بنا پر تو یون ہوگا کہ بعد ان کے پیدا کرنے کے ان کو حکم دیا یہ قول جمہور
کا ہے اور دوسرے قول کی بنا پر یہ ہوگا کہ قبل ان کی خلق کے کہا کہ ہو جاؤ تو وہ ہو گئے اور اللہ پاک کے قول میز
دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ایک قول تہا اللہ پاک نے اُس کے ساتہہ تکلم فرمایا دوسری یہ ہے کہ قول نہ تہا ایک
قدرت اللہ پاک کی طرف سے اُن کے واسطے ظاہر ہو گئی سو ظہور قدرت بلوغ مراد مین قائم مقام کلام کے
ہو گیا جیساکہ ماوردی نے کہا ہے اسی طرح آسمان و زمین کے قول مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ان کا قول
ظہور طاعت ہے ان سے باین طور کہ وہ مطیع و منقاد ہو گئے سو یہ ظہور طاعت قائم مقام ان کے قول کے
ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اہل علم نے کہا ہے بلکہ اللہ سبحانہ نے ان مین کلام پیدا فرمایا تہا سو وہ بولے
جیساکہ اس نے ارادہ کیا ابو نصر سکسی نے کہا کہ زمین مین سے تو موضع کعبہ نے نطق کیا اور آسمان مین سے
اس کے مقابل کے قطعہ نے کلام کیا تو اللہ تعالی نے اس مین اپنی حرم رکہی کذا ذکرہ القرطبی فتح البیان
مین اسی قول کو اولی فرمایا ہے اور یہی ٹہیک ہے دیکہو اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کے ساتہہ پہاڑون
کو نطق دیا کما قال یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ اور ہاتہہ پاؤن کو نطق عطا فرمایا کما قال تعالے یَوْمَ
تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وقال تعالے وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ
لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور جب اتنی جگہہ نطق وارد ہوا ہے تو
یہ بات کیونکر بعید سمجہی جائے کہ اللہ پاک آسمان و زمین کی ذات مین حیات و عقل پیدا کر دے پہر امر و تکلیف کو
اُن کی طرف متوجہ فرمائے اور اس کی توجیہ کئی وجہ سے کی گئی ہے اول یہ کہ اصل حمل کرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر
پر مگر جب کہ کوئی مانع اس سے ہو حالانکہ یہان کوئی مانع نہین ہے دوسری یہ ہے کہ اللہ پاک نے اُن کے واسطے
عقلا کی جمع ذکر کی ہے اتینا طائعین فرمایا ہے تیسری یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ
عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اس سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء اللہ پاک کو پہچانتی ہین اس کی تکلیف کے متوجہ ہونے کو جانتی ہین امام رازی
نے اسکا یون جواب دیا ہے کہ ائتیا سے مراد آنا ہے طرف وجود و حدوث و حصول کے یعنے موجود ہو جاؤ پیدا
ہو جاؤ اور اس تقدیر پر اس امر کے متوجہ ہونے کے حال مین آسمان و زمین معدوم تہے تو خطاب کے عارف و
فاہم نہ ہونگے اس لیے توجہ خطاب کی اُن کی طرف جائز نہین ہے یہ جواب امام کا امر تسخیر کی بنا پر ہے اور جمہور

کا قول جو اول گذر چکا ہے اُس مین بعد خلق آسمان و زمین کے خطاب ہے تو اس کی بنا پر کوئی محذور لازم نہ آئیگا
اگر کوئی کہے کہ زمین و آسمان یکے بعد دیگرے پیدا کیے گئے ہین اور ائتیا کے امر مین دونون کو جمع کر دیا ہے تو کہینگے
کہ امر کی خبر دینے مین امر کو جمع کیا ہے یہ اس پر دال نہین ہے کہ زمانے مین امر کو جمع کیا ہو بلکہ قول ان کے واسطے
متعاقب ہو یعنے ایک کو اول امر کیا پھر دوسرے کو پھر اگر کوئی کہے کہ سماء و ارض تو دو اسم مفرد منجملہ مؤنثات سماعیہ
ہین اور اُن مین سے ہر ایک کا مدلول متعدد ہے سموات و ارضین ہین سو لائق یون تھا کہ طائعتین کہا جاتا لفظ
پر حمل کر کے یا طائعات معنی پر حمل کر کے پھر طائعین جمع مذکر عاقل کے لفظ پر کیون کہا تو کہینگے چونکہ باوصاف
عقلا ان کا وصف کیا گیا یعنے مخاطب و مجیب و طائع و مکرہ ہونا اس لیے اُن کے ساتھہ عقلا کا معاملہ کیا گیا
اور بہ سبب متعدد ہونے اُن کے مدلول کے جمع لائی گئی کما قال تعالی اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْس
وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ قولہ تعالی فقضاهن تفسیر و تفصیل ہے آسمان کی تکوین مجمل کی جس کی تعبیر امر
و جواب امر کے ساتھہ کی گئی تھی نہ یہ کہ کوئی فعل مرتب ہو اُن کی تکوین پر معنے یہ ہین پس پیدا کیا اُن کو ابداعی
پیدا کرنا بطریق اختراع کے نہ کسی مثال پر اور اُن کے کام کا اتقان و احکام کیا موافق مقتضای حکمت کے
اور اُن کو تمام کیا اور اُن سے فارغ ہوا اس لیے کہ قضاء شی کہتے ہین اُس کے اتمام کو اور اتمام یا تو بطور قول
ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ اور یا بطور فعل ہوتا ہے جیسا کہ اس
آیت مین ہے اور اتمام بطور فعل یہی ہے کہ جو شے بنائی گئی اس مین کوئی خلل و نقصان نہ ہو یہی معنے اتقان کے
ہین هُنَّ کی ضمیر یا تو راجع ہے طرف سماء کے بنا بر معنے کیونکہ سماء گو لفظ مفرد ہے لیکن جمع کے معنی مین ہے
بہ سبب متعدد ہونے اس کے مدلول کے یا اُس کی طرف راجع نہین ہے نہ تو لفظ کے اعتبار سے نہ معنے کے اعتبار سے
بلکہ ایک مبہم ضمیر ہے سبع سموات اس کی تفسیر کرتا ہے نصب سبع کا اول کی بنا پر یا تو اس لیے ہے کہ مفعول
ثانی ہے قضاهن کا اس واسطے کہ وہ متضمن ہے صیرهن کے معنے کو یعنے کر دیا ان کو سات آسمان یا حال ہے
اور قضا بمعنے صنع ہے اے قضاهن حال کونهن معدودات بسبع یعنے بنایا ان کو بحال مین کہ وہ شمار کیے گئے
ساتھہ سات آسمانون کے اور ثانی وجہ کی بنیاد پر یا تو اس لیے منصوب ہے کہ تفسیر ہے ضمیر مبہم کی یا اس سے بدل
ہے یا تمیز ہے فِیْ یَوْمَیْنِ سے مراد پنجشنبہ و جمعہ ہے اور فارغ ہوا ان سے جمعہ کی آخر ساعت مین اور اسی مین حضرت
آدم پیدا کیے گئے اور اسی لیے اس جگہہ لفظ سواء نہین فرمایا قالہ المحلی اس پر جمناوی نے کہا ظاہر اس قول
کا یہ ہے کہ حضرت آدم نفس اسی روز مین مخلوق ہوئے جس مین کہ آسمان مخلوق ہوئے تو درمیان خلق آدم علیہ السلام
و خلق سموات کے کوئی فاصل نہین ہے حالانکہ یہ بات خلاف منصوص و مشہور کے ہے کہ درمیان خلق دونون کے
الوف سنین کا فاصلہ تھا اس کا جواب یون ممکن ہے کہ مراد یہ ہے کہ اسی دن مین مخلوق ہوئی گو وہ دن اور

سال کا تھا جیسے تم یون کہتے ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور دوشنبہ کے دن وفات
پائی محلی نے کہا کہ جو عدد ایام خلق زمین و آسمان کا اس جگہہ مذکور ہے وہ موافق ہو گیا آیات خلق السموٰت والارض
فی ستۃ ایام سے یعنے جن آیتون مین دلالت و تصریح ہے اس کی کہ چھہ دن مین دونون کی مع مافیہما کی خلق
ہوئی اگر غور سے دیکھو تو سوا فتت تتمہ کی قید سے ہوئی ہے جس کا ذکر فی اربعۃ ایام مین ہو چکا ہے کرخی کہتے
ہین اگر کوئی کہے کہ یوم تو عبارت ہے روز و شب سے اور ان کا حصول جو ہوا سو طلوع و غروب مہر سے اور قبل پیدایش
سموات و شمس و قمر کے حصول یوم کا کیونکر معقول ہو سکتا ہے تو کہین گے معنے اس کے یہ ہین کہ اتنی مدت گزری
کہ اگر وہان فلک و شمس کا حصول ہوتا تو وہ مقدار یومین کے ساتھہ اندازہ کیا جاتا اسکی نظیر اول بھی گذر چکی ہے
مشہور یہ ہے کہ یہ چھہ دن بقدر ایام دنیا کے تھے قرطبی نے ایک یہہ قول حکایت کیا ہے کہ ہر دن ان مین بہ
قدر ہزار برس کے تھا ایام دنیا سے تو چھہ دن بقدر چھہ ہزار برس کے ہوئے انتہے مجاہد نے کہا ویوم من ستۃ
الایام کالف سنۃ مما تعدون قولہ تعالے وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا معطوف ہے فقضاھن پر قتادہ وسدی
نے کہا یعنے پیدا کیا اُس مین سورج اُس کا اور چاند اس کا اور تارے اس کے اور افلاک اس کے اور وہ جو اس
مین ہین فرشتے اور دریا اور اولے اور برف کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ وحی کی اس مین اس شئے کی جس کا ارادہ
کیا اور اُس شئے کی جس کے ساتھہ امر کیا ایحا کبھی بمعنے امر ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے بِاَنَّ رَبَّکَ
اَوْحٰی لَھَا اور اس آیت مین وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیِّیْنَ ای امرتھم اور یہ امر تکوین ہے حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ہے واسطے اللہ کے ہر آسمان پر ایک گھر ہے کہ فرشتے اس کا حج و طواف کرتے
ہین کعبہ کے محاذات مین اور جو گھر سماے دنیا مین ہے وہ بیت المعمور ہے بالجملہ یہانتک تو غائب کی ضمیرین
تھین پھر وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا مین غائب سے نون عظمت کی طرف التفات فرمایا اس لیے کہ منظور ظاہر
کرنا اس بات کا ہے کہ سماء دنیا کی تزیین کے ساتھہ مزید عنایت و اہتمام ہے یعنے بندو ذرا ہماری قدرت و
انعام کو تو دیکھو کہ ہم نے زینت دی اس آسمان کو جو کہ زمین سے متصل ہے ساتھہ روشن تارون کے جو اس پر چمکتے
دمکتے ہین مثل چمکنے چراغون کے اگر آسمان کورا ہوتا تو رات کو کیسی ہول و تاریکی ہوتی ابر سے جب تارے
چھپ جاتے ہین تو کیسی تاریکی و وحشت ہوتی ہے نصب وحفظا کا اس بنا پر ہے کہ مصدر موکد ہے فعل محذوف
کا اے وحفظناھا حفظا یعنے اور حفاظت کی ہمنے اس کی حفاظت کرنی کرنا منصوب ہے بنا بر مفعول لہ سے
وخلقنا المصابیح زینۃ وحفظا یعنے اور پیدا کیا ہم نے چراغون کو واسطے زینت کے اور نگہبانی کے قول اول
اولی ہے ابو حیان نے وجہ ثانی کے بارے مین کہا ہے کہ یہ تکلف ہے اور سہل و ظاہر بات سے مائل ہونا ہے
مراد حفظ سے اس کا محفوظ رکھنا ہے شیاطین سے جو کہ ملاء اعلے کی باتین سننے کو چوری سے جاتے ہین

شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مراد مصابیح سے سارے روشن تارے ثوابت و سیارات ہین جن کو اللہ پاک نے آسمانون مین پیدا فرمایا ہے اور وہ سب سماے دنیا مین نہین ہین جو کہ زمین والون سے قریب ہی کیونکہ ہر سیارہ سیارات مین سے مختص ہے ساتھ ایک آسمان کے ساتون آسمانون مین سے اور ثوابت فلک ہشتم مین مرکوز ہین مگر ما فوق سماے دنیا مین ان کا مرکوز ہونا اس کو منافی نہین ہے کہ وہ زینت ہون واسطے سماے دنیا کے کیونکہ ہم ان سب کو دیکھتے ہین کہ مثل چراغون کے اس مین روشن ہو رہے ہین حفظ سما کا شیاطین سے یون ہے کہ وہ چوری سے باتین سننے کو آسمان کی طرف چڑہتے ہین تو شعلون سے مارے جاتے ہین یہ شعلے تارون کی آگ سے صادر ہوتے ہین اُن سے منفصل ہو کر یہ نہین ہے کہ خود تارون سے اُن کو مارتے ہون کیونکہ تارے تو فلک مین اپنے حال پر جمے ہوئے ہین یہ نہین ہے مگر مثل قبس کے جو آگ سے لیا جاتا ہے اور آگ اپنے حال پر باقی رہتی ہے اس سے کچھ کم نہین ہوتا ہے **ذٰلک تقدیر العزیز العلیم** یعنے عالم کا پیدا کرنا اس اتقان و احکام و حسن انسجام و خوبی نظام سے سادہا ہے اس ذات پاک کا جو کہ بلیغ القدرۃ و کثیر العلم ہے سبحانہ ما اعظم شانہ غرضکہ حبیب اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ مشرکون کو یا ین قول جواب دین کہ انما انا بشر الآیہ پھر آن پر اس قول سے حجت قائم کرین کہ ائنکم لتکفرون الآیہ یعنے جو معبود کہ اس قدرت قاہرہ کے ساتھ موصوف ہو اس کا انکار اور اس کے واسطے شرکا ٹھیرانا کس طرح جائز ہوسکتا ہے تو فرمایا کہ اگر وہ اس حجت قاہرہ کے قبول سے اعراض کرین اور جہل و تقلید آبائی ضالین پہ جمے رہین تو ان سے کہدو کہ اب تمہارے حق مین کوئی علاج باقی نہین رہا ہے مگر نازل کرنا اس عذاب کا جو تم سے اگلے معاندون پر نازل ہو چکا ہے پس ارشاد فرمایا **فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝** پھر اگر وہ ٹلا دین تو تو کہہ مین نے خبر سنا دی تمکو ایک کڑاکے کی جیسے کڑاکا آیا عاد و ثمود پر جب آئے اُن کے پاس رسول آگے سے اور پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو اتارتا فرشتے سو ہم تمہارے ہاتھ بھیجا نہین مانتے سو وہ جو عاد تھے غرور کرنے لگے ملک مین ناحق کا اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور مین کیا دیکھتے نہین کہ اللہ

جس نے ان کو بنایا وہ زیادہ ہے ان سے زور مین اور تھے ہماری نشانیون سے منکر پھر بھیجی ہمنے ان پر باؤ بڑے زور کی
کئی دن مصیبت کے کہ چکھادین انکو رسوائی کی مار دنیا کے جیتے اور آخرت کی مار مین تو پوری رسوائی ہے اور انکو
کہین مدد نہین اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتائی پھر ان کو خوش لگا اندھے رہنا سوجھنے سے پھر پکڑا ان کو
کڑاکے نے ذلت کی مار کی بدلا اس کا جو کماتے تھے اور بچادیے ہم نے جو یقین لائے تھے اور بچ چلتے تھے
ف رسول آگے سے اور پیچھے سے یعنے ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہون گے مشہور یہی دو رسول ہین
حضرت ہود اور حضرت صالح ف ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم مارنا اللہ
کے ہان وبال لاتا ہے ف ان کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کروادیا کہتے ہین دلو کے مہینے
مین آخر کے آٹھہ دن تھے جن مین وہ باؤ آئی ف زلزلہ آیا ساتھہ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ
گئے انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سے
کہدے جو کہ خبر کرتے ہین اور جو شئے تو ان کے پاس لایا ہے اسے جھٹلاتے ہین یعنے حق کہ اگر تم نے اعراض
کیا اس شئے سے جس کو مین اللہ تعالی کے پاس سے تمہارے نزدیک لایا ہون تو مین تم کو ڈراتا ہون کہ اللہ کا عذاب
تم پر نازل ہو جیسا کہ اگلے رسولون کے جھٹلانے والون پر نازل ہوچکا ہے صاعقہ مثل صاعقۃ عاد وثمود یعنی
مین تم کو اس عذاب سے ڈراتا ہون جیسا کہ عاد وثمود پر عذاب سخت ہوا ہے یہ اور ان کی مثل اور لوگ جنہون
نے ان کا سا کام کیا جب کہ آئے ان کے پاس رسول ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کما قال تعالے
وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ آگے
پیچھے سے مراد وہ بستیان ہین جو ان کے بلاد کے قرب وجوار مین تھین اللہ پاک نے ان کی طرف رسول بھیجے
وہ امر کرتے تھے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کا اور خوشخبری سناتے اور ڈراتے تھے اور وہ نعمتین دیکھہ
لین جن کو اللہ تعالی نے اپنے دشمنون پر نازل کیا اور ان نعمتون کو دیکھا جن کا خلعت اپنے دوستون کو عطا
فرمایا اور باوجود اس کے نہ ایمان لائے اور نہ تصدیق کی بلکہ تکذیب وانکار کیا اور بولے کہ اگر چاہتا رب ہمارا
تو البتہ نازل کرتا فرشتے یعنی اگر اللہ تعالی رسول بھیجتا تو وہ فرشتے ہوتے اس کے پاس سے پس اے آدمیو ہم
منکر ہین اس شئی کے جس کے ساتھہ تم بھیجے گئے ہو یعنے ہم تمہاری پیروی نہ کرین گے اور تم بشر ہو ہم جیسے اللہ تعالے
نے فرمایا پس وہ جو عاد تھے سو انہون نے استکبار کیا زمین مین یعنے بغاوت کی اور سرکشی اور نافرمانی کی اور
بولے کون ہے سخت تر ہم سے قوت مین یعنے اپنی ترکیب وقوی کی شدت وسختی کے ساتھہ منت رکھی اور یہ
اعتقاد کیا کہ بسبب قوت کے اس کے عذاب سے محفوظ رہین گے اللہ پاک نے فرمایا اولم یروا الآیہ یعنے کیا پھر
فکر نہین کرتے ہین ان لوگون مین جو کہ کھلم کھلا عداوت کرتے ہین پس وہ تو ایسا عظیم الشان قوت والا

ہے جس نے اشیا کو پیدا کیا اور جو قوتین اُن کو اٹھائے پہرتی ہین اُن کو اُن مین مرکب کیا اور اس کا دباؤ سخت ہی کما قال
تعالی وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ پس انہون نے ایسے دباؤ والے کی ظاہر ظہور عداوت کی اور اس
کی آیتون کا انکار کیا اور اس کے رسولون کی نافرمانی کی سو اس لیے یون فرمایا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا
بعض نے کہا کہ ریح صرصر زور سے چلنے والی ہوا ہے کسی نے کہا سرد ہوا کسی نے کہا وہ ہے جس کی آواز ہو حق یہ ہے کہ
وہ ہوا ان سب اوصاف کے ساتھہ متصف تھی کیونکہ وہ ایک سخت قوی زوردار ہوا تھی تاکہ اُن کی عقوبت ان کی قوی
کی جنس سے ہو جس کے ساتھہ وہ مغرور ہوتے تھے اور وہ ہوا نہایت سرد اور زوردار آوازوالی تھی اسی معنی سے بلاد
مشرق کی نہر مشہور کا نام صرصر رکھا گیا ہے بہ سبب اس کے کہ اس کے بہنے کی آواز قوی ہے فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ
ای متتابعات یعنے سات رات اور آٹھہ دن پے در پے کما قال تعالی فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ یعنے ابتدا کی گئی وہ
ساتھہ اس عذاب کے ایک دن مین جو کہ نحس تھا انپر اور یہ نحس انپر مستمر رہا سات رات اور آٹھہ دن پے در پے یہانتک
تک کہ ان سب کو ہلاک کر دیا اور دنیا کی رسوائی عذاب آخرت کے ساتھہ ان کو متصل ہو گئی اسی لیے یون فرمایا
لنذیقہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الاخرۃ اخزی یعنے عذاب آخرت کا زیادہ تر رسوا کرنے والا ہے
ان کو وہم لاینصرون یعنے آخرت مین ان کی مدد نہ کی جائے گی جس طرح کہ دنیا مین مدد نہین کی گئی اور نہ ہوا
واسطے اُن کے اللہ سے کوئی بچانے والا کہ ان سے عذاب کو بچاتا اور نکال کو دور کرتا قولہ تعالی وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ
الایہ حضرت ابن عباس و ابو العالیہ و سعید بن جبیر و قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا بینا لہم ثوری نے کہا دعوناہم
یعنے اور وہ جو ثمود تھے سو ہدایت کی ہم نے ان کو یعنے شناسا و بینا کیا ہم نے اُن کو اور ظاہر و واضح کیا ہم
نے واسطے اُن کے حق کو زبان پر اُن کی نبی صالح علیہ الصلوۃ والسلام کے سو انہون نے اس کی مخالفت کی
اور اُسکو جھٹلایا اور کونچین کاٹ ڈالین اُس اونٹنی کی جس کو اللہ تعالی نے ایک علامت و نشانی ٹھیرایا تھا سچائی
پر اُن کے نبی کی پھر پکڑا اُن کو صاعقہ عذاب ہون نے یعنے اللہ پاک نے اُن پر چنگھاڑ و لرزہ و ذلت و خواری و عذاب
و نکال بھیجا بہ سبب اس تکذیب و انکار کے جو وہ کرتے تھے اور بچا لیا ہم نے اُن کو جو ایمان لائے یعنے اُن کے
درمیان سے نہ لگی ان کو کوئی بُرائی اور نہ ان کو اس سے کچہ ضرر پہونچا بلکہ اللہ پاک نے اُن کو نجات دی ہمراہ اُن کے
نبی صالح علیہ الصلوۃ والسلام کے اس سبب سے کہ وہ مومن تھے اور اللہ عزوجل کا تقوی رکہتے تہے **ف** فتح البیان
کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے کہ اللہ پاک نے ائنکم مین کفار کو مخاطب کیا تھا اور فان اعرضوا الخ مین التفات
کیا خطاب سے طرف غیبت کے نکتہ اس کا یہ ہے کہ انہون نے اعراض کیا تو اللہ پاک نے بھی ان کے خطاب سے اعراض
فرمایا یہ ایک عجیب تناسب حسن ہے اور انذرتکم مین صیغہ ماضی کا اس لیے ہے کہ دال ہو تحقق انذار پر جو کہ خبر دیتا ہے
اس شی کے تحقق کی جس کے ساتھہ انذار کیا گیا مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آنا ایسا یقینی ہے کہ گویا اس کا انذار

ہوچکا اور وہ آچکا یعنے یہین پہر اگر وہ اس مخلوقات مین فکر وغور کرنے سے اور بعد اس بیان واضح کے ایمان لانے
سے اعراض کرین تو تو ان سے کہہ دے کہ مین تم کو ڈراتا ہون ایک سخت عذاب سے مثل عذاب عاد وثمود کے صاعقہ
سے مراد عذاب مہلک ہے ہر شے سے تعبیر دیتے کما الصاعقۃ المرۃ المھلکۃ لاے شئ کان صاعقہ اصل مین وہ صیحہ
یعنے چنگہاڑ ہے جس کے سبب ہلاکی حاصل ہوتی ہے یا آگ کا ٹکڑا جو آسمان سے اترتا ہے جس کے سخت گرج ہوتی ہے
اس جگہہ مراد صاعقہ سے مطلق عذاب ہے لیکن بنظر صاعقہ اول کے رہا ثانی صاعقہ سو اس سے مراد حقیقی صاعقہ
ہے اس لیے کہ عاد وثمود اسی صاعقہ سے ہلاک ہوئے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا جمہور نے دونون جگہہ صاعقہ کو
بالف پڑہا ہے اور ابن الزبیر وغیرہ نے دونون جگہہ صعقۃ بدون الف صاعقہ وصعقہ کے معنے کا بیان سورہ
بقر مین گزر چکا ہے کلمہ اِذْ باعتبار متعلق کے حال ہے صاعقہ عاد وثمود سے یہی وجہ ٹہیک ہے استعمال کو یعنا
وقت مجئ الرسل الیہم یعنے صاعقہ عاد وثمود کا اس حال مین کہ وہ ہونے والا تہا وقت آنے رسولون کے طرف
اُن کے مطلب یہ ہے کہ صاعقہ اُن پر اس وقت آیا کہ اُن کے پاس رسول آئے اور ان کی تکذیب کی جا رسل تہم بلفظ
جمع اس لیے فرمایا کہ عاد وثمود باعتبار افراد ہر دو جمع ہین گو باعتبار لفظ تثنیہ ہین رسل سے مراد حضرت ہود وحضرت
صالح اور ان سے قبل کے رسول ہین یہ دونو رسول درمیان حضرت نوح وحضرت ابراہیم کے تہے ان کے درمیان
سوا ان دو کے اور کوئی رسول نہین ہوا اور ان دو پر جو رسول مقدم ہین وہ یہ ہین حضرت نوح وحضرت ادریس
وحضرت شیث وحضرت آدم علیہم الصلوۃ والسلام خاص کر کے عاد وثمود کے قبیلون کا اس لیے ذکر فرمایا ہے کہ
قریش ان کے بلاد پر گذر کیا کرتے تہے مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ وَمِنْ خَلْفِہِمْ مین کلمہ من متعلق ہے جا رسل تہم سے یعنی
رسول اُن کے پاس آئے اُن کی ساری جانب سے اور اُن کے حق مین ہر قسم کی تدبیر کی پہر سوا اعراض کے اُن سے
کچہ نہ دیکہا مطلب یہ ہے کہ ہدایت ونصیحت کی سب راہون سے آیے کبہی تو انذار وتخویف کی جانب سے آیے
کبہی تشویق وترغیب کی طرف سے کبہی دلائل توحید کی جہت سے غرضکہ سمجہانے بجہانے کا کوئی طریقہ رکہا
نہین چہوڑا اہر طرح کا برتاؤ کیا مگر کچہ مؤثر نہ ہوا یا یہ معنے ہین کہ زمانہ ماضی کی جہت سے یون آیے کہ جو
عذاب کفار پر ہو چکا ہے اس سے اُنکو ڈرایا اور زمانہ آیندہ کی طرف سے یون آیے کہ جو دنیا وآخرت کا
عذاب اُن پر نازل ہوگا اس سے تحذیر کی یا یہ معنے ہین کہ آئے اُن کے پاس اگلے رسول اور پچہلے رسول
اس معنی کی بنا اس پر ہے کہ اُن کے کلام کا آنا اور انکا حق کی طرف بلانا اس کے آنے کو خود اُن کا آنا ٹہیرایا
تو گویا وہ سب رسول اُن کے پاس آئے اور اُن سے خطاب کر کے یون کہا اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ یعنے مت پوجو
مگر اللہ کو کلمہ اَنْ مصدریہ ہے ای بان لا تعبدوا یا تفسیریہ ہے یا مخففہ ہے مثقلہ سے اور اسم اس کا ضمیر شان
محذوف ہے اے انہ حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسولون نے اُن کو ڈرایا اللہ تعالے کے وقائع سے جو اُن سے

اگلی امتون میں ہو چکے ہیں اور عذاب آخرت سو ڈرایا پھر اللہ پاک نے وہ جواب ذکر کیا جو انہوں نے رسولون کو دیا پس فرمایا
قالوا لو شاء ربنا الآیۃ یعنے عاد و ثمود نے حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام کو خطاب کر کے کہا کہ اگر چاہتا ہمارا رب
رسول بھیجنا تو البتہ بھیجتا ہماری طرف فرشتون کو اور نہ بھیجتا بشر کو ہماری جنس سے پھر کفر کی تصریح کی اور توقف
نہ کیا تو بولے پس بیشک ہم منکر ہین اس شے کے جس کا تم دعوی کرتے ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو ہماری طرف بھیجا ہے
کیونکہ تم تو بشر ہو ہم جیسے تم کو ہم پر کچھ فضیلت نہین ہے پھر کیونکر تم کو خاص کیا ساتھ رسالت کے سوا ہماری ارسلتم
مین تغلیب ہے مخاطب کی غائب پر انہون نے حضرت ہود و حضرت صالح علیہم السلام کو تغلیب دی ان رسولون پر جو اُن
سے پہلے گزرے ہین تو گویا یون کہا کہ ہم منکر ہین تم دونون کے اور ان کے جو تم سے پہلے ہین جن پر ایمان لانے
کی طرف تم نے ہم کو بلایا ہے جبکہ اللہ پاک نے عاد و ثمود کا اجمالاً ذکر کیا تو جو شے ان مین سے ہر گروہ کے ساتھ خاص
تھی اس کو تفصیلا بیان کیا پس فرمایا فاما عاد الآیہ یعنے پس عاد جو تھے سو انہون نے تکبر کیا زمین مین بغیر استحقاق
اس کبر و تجبر کے جو ان سے واقع ہوا۔ پھر بعض اقوال ان کے ذکر کیے جو ان سے صادر ہوئے جن مین استکبار پر دلالت
تھی پس فرمایا وقالوا من اشد منا قوۃ یعنے کون ہے ہم سے بڑھکر قوت مین ان کے جسم بڑے طویل تھے اور نہایت
قوی تھے پس جب ہود علیہ السلام نے ان کو عذاب کی دہمکی دی تو اپنے جسمون پر مغرور ہوئے ان کی قوت یہانتک
پہونچی تھی کہ ایک شخص پہاڑ کی بڑی چٹان اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیتا تھا اور جہان چاہتا اس کو رکھدیتا مراد
اُن کی اس کہنے سے یہ تھی کہ جو عذاب اُن پر نازل ہوگا اُس کے دفع کرنے پر اُن کو قدرت حاصل ہے پس اللہ پاک نے
ان پر یون رد فرمایا اولم یروا الآیہ یہ استفہام اُن پر استنکار و توبیخ کرنے کے واسطے ہے یعنے کیا اُنہون نے
یہ بات کہی اور یہ نہ جانا کہ اللہ پاک کی قدرت اُن سے بڑھکر شدید و وسیع ہے اُس نے تو ان کو اور اُن کی قوت کو پیدا
کیا ہے جس پر وہ ناز کرتے ہین پس وہ قادر ہے اس پر کہ اپنے انواع عقاب سے جس نوع کا عقاب چاہے ان پر نازل
کرے اُس کو کسی ساز و سامان کی ضرورت نہین ہے صرف کن کہنے سے فوراً سب کچھ ہو جاتا ہے یہان اللہ پاک نے
اپنی صفت یہ بیان کی کہ الذی خلقھم اور الذی خلق السموات والارض نہ فرمایا اس لیے کہ یہان منظور ان کی تکذیب
ہے اس دعوی مین کہ وہ قوت مین منفرد و یکتا ہین سو اس تکذیب مین خلقھم کے اندر زیادہ تر مبالغہ ہے کیونکہ
وہ تو مخلوق ہین پس بالضرور ان کا خالق سخت تر ہوگا ان سے قوت مین غرضکہ ایک تو انہون نے ناحق استکبار
کیا دوسری بات یہ کی وکانوا بآیتنا یجحدون یعنے اور تھے ہماری آیتون کا انکار کرتے مراد آیات سے رسولون
کے معجزے ہین جن کے ساتھ اللہ پاک نے ان کو اختصاص بخشا اور ان کی نبوت پر ان کو دلیل و برہان ٹھیرایا یا
مراد تنزیلی آیتین ہین جن کو اپنے رسل پر نازل کیا یا تکوینی نشانیان جن کو ان کے واسطے نصب فرمایا اور ان
کو آن پر حجت ٹھیرایا یا یہ سب مراد ہین کیونکہ کلمۂ آیات سب کو شامل ہے یہ تو ان کے اقوال و افعال فاسدہ کا ذکر تھا

پھر جو عذاب اس کے بدلے مین اُن پر نازل ہوا اُس کا ذکر فرمایا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا یعنے پھر بھیجی ہم نے
اُن پر ایک باد تند صرصر کہتے ہین نہایت سخت آواز والی ہوا کو ماخوذ ہے صرہ بمعنے صیحہ سے یعنے چنگھاڑ ابو عبید
نے کہا صرصر کے معنے مین شدیدۃ عاصفۃ یعنے نہایت زور سے چلنے والی ہوا فرا نے کہا باردۃ یعنے نہایت سرد ہوا
جو کہ جلاتی ہے جس طرح کہ آگ جلاتی ہے عکرمہ و سعید بن جبیر و قتادہ نے کہا باردہ مجاہد نے کہا الشدیدۃ السموم یعنے
نہایت درجہ گرم ہوا اولی تفسیر صرصر کی برد کے ساتھ ہے اس واسطے کہ صر کلام عرب مین بمعنے برد ہے ابن سکیت
فرماتے ہین کہ صرصر جائز ہے کہ صر بمعنے برد سے ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ صر صر الباب یعنی دروازے کی آواز سے ہو اور صرۃ
بمعنے صیحہ سے اسی معنے سے یہ آیت کریمہ ہے وَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ غرضکہ اُن پر ایک ہوا سخت آواز والی
یا نہایت سرد بھیجی پھر اللہ پاک نے اس عذاب کے نازل ہونے کا وقت بیان فرمایا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ ای نکدات مشئومات
ذوات نحوس علیھم یعنے وہ ہوا اُن پر آئی سخت و ناخوش و نامبارک و بد اختر دنون مین کہ یہ سب باتین انکے حق مین
جمع تھین مجاہد نے کہا کہ یہ دن آخر ماہ شوال کے تھے چہارشنبہ سے چہارشنبہ تک سات راتین اور آٹھ دن پے
در پے کسی نے کہا کہ عذاب نہین کی گئی کوئی قوم مگر بدھ کے دن کسی نے کہا نحسات بمعنے باردات ہے یعنے سرد دن
اس کو ثعلبی نے حکایت کیا ہے کسی نے کہا بمعنے متتابعات ہے یعنے پے در پے کسی نے کہا شداد یعنے سخت و از
کسی نے ذوات غبار و تراب ثائر لا یکاد یبصر فیہ یعنے غبار اور مٹی اڑنیوالے دن جن مین کچھ نہ سوجھے جمہور
نے نحسات بکسر حاے مہملہ پڑھا ہے اور نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے باسکان حا اس بناپر کہ نحس کی جمع ہے ابو حاتم
نے اس کو اختیار کیا ہے بدلیل قولہ تعالے فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ اور ابو عبید نے اول کو پسند فرمایا ہے و لکل
وجہۃ ہو مولیہا پھر عذاب بھیجنے کی وجہ ذکر فرمائی لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے لکی نذیقہم
خزی بمعنے ذل و ہوان ہے یعنے ہم نے ان پر تند ہوا بھیجی نحس دنون مین تاکہ چکھائین ان کو عذاب ذلت و خواری
و رسوائی کا زندگی دنیا مین بسبب اس استکبار کے جو کہ ان سے صادر ہوا یہ تو دنیا مین ہوا اور آخرت کے بارے
مین فرمایا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى یعنے البتہ عذاب آخرت کا اہانت و ذلت مین اس سے بھی زیادہ تر سخت
ہے اضافت عذاب کی طرف خزی کے فرمائی اور اصل مین خزی صفت ہے معذب کی عذاب کو جو اس کے ساتھ موصوف
کیا سو یہ وصف بنا بر اسناد مجازی ہے واسطے مبالغے کے یعنے جب خود عذاب موصوف بذلت و رسوائی ہے
تو جو اس کے ساتھ معذب ہونگے اُن کی ذلت کا کیا ٹھکانا ہے پس یہ اضافت موصوف بسوی صفت کے باب سے
ہے یعنے العذاب الخزی اور اسی لیے ولعذاب الاٰخرۃ اخزی آیا ہے پس اگر یہ اضافت موصوف کے بسوے صفت
کے قبیل سے نہ ہوتا تو لفظ اخزی کو نہ لاتے جو کہ مشارکت کا مقتضی ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ یعنے اور وہ عذاب جو
اُن پر نازل ہوگا اُس کو اُن سے کوئی روکنے والا نہ روکے گا نہ کوئی دفع کرنے والا دفع کرے گا یہ تو عاد کا حال

تہا جو اپنی قوت پر نازان تہے سو ایک ہوا نے اڑا کر انکا ناس کر دیا پہر دوسری قوم کا حال ذکر فرمایا وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
یعنے اور وہ جو ثمود تہے سو بیان کی ہم نے واسطے ان کے راہ نجات کی اور بتایا ہم نے ان کو طریق حق کا باین طور کہ
اُن کے طرف رسول بہیجے اور اللہ کی مخلوقات سے ان کے واسطے دلالتین اور بہتے نشان قائم کیے اور شرعی
آیتین نازل کین کیونکہ یہ سب امور عاقل پر اس بات کو واجب کرتے ہین کہ اللہ پاک پر ایمان لائے اور اس کے رسولون
کی تصدیق کرے۔ فرا نے کہا معنے آیت کے یہ ہین دَلَلْنَاهُمْ عَلٰى مَذْهَبِ الْخَيْرِ بِاِرْسَالِ الرُّسُلِ یعنے رسول
بہیجکر ہم نے ان کو خیر کی راہ بتائی شیخ ابو منصور کہتے ہین ہدایت جو مذکور ہوئی احتمال ہے کہ بیان کرنا ہو
جیسا کہ مذکور ہوا اور یہ بہی احتمال ہے کہ اہتدا کا پیدا کرنا ہو ان مین سو وہ مہتدین ہو گئے پہر بعد اس کے کافر ہوے
اور اونٹنی کی کوچین کاٹین کیونکہ جو ہدایت خالق کی طرف مضاف ہوتی ہے وہ بمعنے بیان و توفیق و خلق فعل
اہتدا کی ہوتی ہے رہی وہ ہدایت جو خلق کی طرف مضاف ہو سو صرف بمعنے بیان ہوتی ہے صاحب کشاف
نے اس مین کہا ہے پس اگر تم کہو کہ یہ قول تمہارا ہدیتہ کیا اس کے معنے جعلت فیہ الھدی کے نہین ہین یعنے مین
نے اس مین ہدایت رکہدی دلیل اس پر تمہارا یہ قول ہے ہدیتہ فاہتدی بمعنے تحصیل بغیہ و حصول بغیہ یعنے مین
نے اُسے راہ بتائی تو وہ راہ پا گیا مطلب یہ ہے کہ مین نے مطلوب حاصل کر دیا اور وہ حاصل ہو گیا جس طرح یہ کہتے
ہو کہ ردعتہ فارتدع یعنے مین نے فلان کو باز رکہا تو وہ باز رہ گیا اب کس طرح استعمال ہدایت کا مجرد دلالت
مین جائز ہوا تو ہم جواب دینگے کہ جائز ہوا واسطے دلالت کے اس بات پر کہ اللہ تعالی نے ان کو قدرت دی پہر
ان کی علتین دور کین اور ان کے واسطے کوئی عذر باقی نہین رہا تو گویا بغیہ و مطلوب کو ان مین حاصل کر دیا یہ سبب
حاصل کر دینے اس شی کے جو کہ مطلوب کی موجب و مقتضی ہوتی ہے انتہی صاحب کشاف نے جو یہ تکلف کیا سو
صرف اس لیے کہ خلق اہتدا کے ساتہہ ہدایت کی تفسیر کرنے پر اُسے قدرت نہ ملی کیونکہ وہ اُس کے مذہب فاسد کے خلاف
ہے جمہور نے اما ثمود کو برفع و بمنع صرف پڑہا ہے اور اعمش و ابن وثاب نے برفع و بصرف اور حضرت ابن عباس
و ابن ابی اسحاق و عاصم نے ایک روایت مین بنصب و صرف اور حضرت حسن و ابن ہرمز و عاصم نے ایک روایت
مین بنصب و منع صرف پس رفع تو بنا بر ابتدا ہے اور فصیح یہی ہے اس لیے کہ بعد حرف ابتدا کے واقع ہوا ہے
اور نصب بنا بر اشتغال ہے اور صرف بنا بر تفسیر اسم باب وحی ہے اور منع صرف اس بنا پر ہے کہ تاویل اسکی بقبیلہ
ہو بالجملہ اللہ پاک نے رسول بہیجکر ثمود کو خیر کا رستہ بتایا فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى سو انہون نے اختیار
کیا کفر کو ایمان پر قالہ الفراء ابو العالیہ نے کہا اختیار کیا عمے کو بیان پر سدی نے کہا کہ اختیار کیا معصیت
کو طاعت پر تو اس کی سزا دنیا مین ان کو یہ ملی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ الآیہ اول گذر چکا
ہے کہ صاعقہ نام ہے شے مہلک کا کوئی سی شے ہو اور ہون بمعنے ہوان یا اہانت ہے گویا یون کہا کہ پہونچا ان کو

ہلاک کرنے والا عذاب صاحب ذلت یا صاحب اہانت اور محاورے مین ہی عذاب ہون آئے ہین کما فی قولہ تعالے
مَالَبِثُوا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ قولہ تعالے بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ حرف باسببیہ ہے اور کلمہ ما موصولہ ہے یا مصدریہ
یعنے پکڑا اُن کو صاعقہ نے بسبب اس شے کے جس کو وہ کماتے تہے یا بسبب ان کی کمائی کے مراد انکا شرک ہی
اور حضرت صالح علیہ السلام کو جہٹلانا ہے وَنَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ مراد الذین سی حضرت صالح
ہین اور وہ مومن جو اُن کے ہمراہ تہے کیونکہ اللہ پاک نے اُس عذاب سے اُن سب کو نجات دی یہ لوگ چار ہزار تہے
یہ تو دنیا کے عذاب کا ذکر تہا پہر آخرت کے عذاب کا ذکر فرمایا وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَی النَّارِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ
حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالُوْا
لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ
وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰىکُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ○
وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ ○ اور جس دن جمع ہون گے دشمن اللہ کے
دوزخ پر پہر اُن کی مثلین ٹہینگی یہانتک کہ جب پہونچین اُس پر بتادین گے اُن کو اُنکے کان اور اُن کی آنکہین
اور اُن کے چمڑے جو کچہ وہ کرتے تہے اور وہ کہین گے اپنے چمڑون کو تم نے کیون بتایا ہم کو وہ بولے ہم کو
بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اُسی نے بنایا تم کو پہلے بار اور اُس کی طرف پہر جاتے ہو اور تم پردہ
نہ کرتے تہے اس سے کہ تم کو بتادین گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکہین اور نہ تمہارے چمڑے پر تم کو یہہ
خیال تہا کہ اللہ نہین جانتا بہت چیزین جو کرتے ہو اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو رکہتے تہے اپنے رب کے
حق مین اُسی نے تم کو کہپایا پہر آج رہ گئے ٹوٹے مین پہر اگر وہ صبر کرین تو آگ اُن کا گہر ہے اور اگر وہ
منانا چاہین تو ان کو کوئی نہین مناتا اور لگا دیے ہم نے اُن پر تعیناتی پہر اُنہون نے بہلا دکہایا اُن کو
جو اُن کے آگے اور جو اُن کے پیچہے اور ٹہیک پڑی ان پر بات ملکر سب فرقون مین جو ہو چکے ہین اُن سے
پہلے جنون کے اور آدمیون کے وہ تہے ٹوٹے والے **ف** کافرون کے اعمال جب فرشتے لا دین گے
لکہے ہوئے وہ منکر ہون گے کہ یہ ہمارے دشمن ہین دشمنی سے ہم پر جہوٹ لکہہ دیا تب آسمان و زمین سی گواہی
دلوا دیگا کہین گے یہ بہی دشمن ہین یا رب تیرے یہان ظلم نہین کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند
ہے تب ان کے ہاتہ پاؤن بولین گے **ف** یعنے غیر سے چہپکر گناہ کرتے تہے یہ خبر نہ تہی کہ ہاتہ پاؤن بتادینگے

ان سو بہی پردہ کرین ف یعنے دنیا مین بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے اور وہان صبر کرین یا نہ کرین دوزخ گہر
ہو چکا اور بعض بلا ٹلتی ہے سنت کرنے سے وہان بہتیرا چاہین کہ منت کرین کوئی قبول نہین کرتا ف یعنے اُن
پر شیطان تعینات تہی کہ برے کام بہلے دکہائے اور ٹہیک پڑی بات لاملئن انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے
ہین ذکر کرو واسطے اُن مشرکون کے اُس دن کا جس مین وہ جمع کیے جاوینگے طرف آگ کے یوزعون کے یہ معنے
ہین کہ زبانیہ فرشتے جمع کرین گے ان کے اول کو ان کے آخر پر مطلب یہ ہی کہ جس طرح فوج کے افسر فوج کو مثل
سے ترتیب وار چلاتے ہین اسی طرح فرشتے اُن کو چلاوینگے تاکہ سب برابر چلین آگے پیچہے نہ ہونے پاوین اسی
طرح دوسری آیت مین بہی دوزخ کی طرف ہانکنے کا ذکر آیا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ
اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا اے عطا شا یعنے مجرمون کو جہنم کی طرف ہانکین گے اس حال مین کہ وہ پیاسے ہون گے حَتّٰى
اِذَا جَاۤءُوْهَا الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت وہ اس پر کہڑے ہونگے تو گواہی دین گے ان پر کان ان کے اور
آنکہین ان کی اور چمڑے ان کے انکے اگلے پچہلے اعمال کی اور ایک حرف بہی اُن سے چہپا یا نہ جائے گا اور
اپنے اعضا اور چمڑون کو ملامت کرین گے جب کہ وہ ان پر گواہی دین گے تو اعضا اس وقت اُن کو یہ جواب دیگے
کہ بلوایا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر شے کو اور اس نے تمکو پیدا کیا اول بار یعنے وہ تو ایسا ہے کہ کوئی اس کا
مخالف اور مانع نہین ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف تم پہر جاؤ گے حافظ ابو بکر بزار نے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہنسے یا مسکرائے پہر فرمایا کیا تم نہین پوچہتے ہو مجہ
سے کہ مین کس شے سے ہنسا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس چیز سے ہنسے فرمایا مین نے تعجب کیا بندے کے مجادلے
سے جو وہ اپنے رب سے کرے گا قیامت کے دن کہے گا اے رب کیا تو نے مجہ سے یہ وعدہ نہین کیا ہے کہ تو مجہ پر ظلم نکریگا
فرمائے گا کیون نہین تو بندہ کہے گا پس مین تو قبول نہین کرتا ہون اپنے اوپر کسی گواہ کو مگر میرے نفس سے تو اللہ تبارک
و تعالی فرمائے گا کیا مین کافی نہین ہون گواہ اور ملائکہ کرام کاتبین کہا پہر یہ بات بار بار کہے گا کہا پہر مہر
کردی جائے گی اس کے منہ پر اور بولین گے اس کے اس کام کو جو وہ کرتا تہا تو اب کہے گا بعدا لکن وسحقا عنکن کنت
اجادل یعنے تم دور ہو جاؤ مین تو تمہاری ہی طرف سے جہگڑتا تہا ثُمَّ رَوَاهُ هُوَ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِّنْ حَدِيْثِ
اَبِيْ عَامِرٍ الْاَسَدِيِّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ الشَّعْبِيِّ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْلَمُ رَوَاهُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
غَيْرَ الشَّعْبِيِّ وَقَدْ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَشْجَعِيِّ عَنِ الثَّوْرِيِّ بِهٖ ثُمَّ قَالَ النَّسَائِيُّ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنِ
الثَّوْرِيِّ غَيْرَ الْاَشْجَعِيِّ وَلَيْسَ كَمَا قَالَ كَمَا رَاَيْتَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ابن ابی حاتم نے ابو بردہ سے
روایت کیا ہے کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا اور بلایا جائے گا کافر و منافق واسطے حساب کے تو پیش کریگا

اُس پر جب اُس کا عزوجل عمل اس کے کو تو انکار کرے گا اور کہے گا اے رب قسم ہے تیری عزت کی البتہ مقرر لکھہ لیا ہی
مجھ پر اس فرشتے نے وہ عمل جو مین نے نہین کیا پس فرشتہ کہے گا کیا تو نے نہین کیا فلان دن فلان مکان مین
تو کہے گا قسم ہے تیری عزت کی اے رب مین نے اس کو نہین کیا کہا پھر جب وہ یہ کرے گا تو اس کے منہ پر مہر کردی
جائیگی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس بیشک مین البتہ گمان کرتا ہون کہ پہلا عضو اس کا جو بولے گا اس کی
سیدہی ران ہے (۳) **حافظ ابو یعلے** نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین فرمایا جب وقت قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اس کا عمل پہچنوائین گے تو وہ انکار
کرے گا اور جھگڑے گا پس کہے گا یعنے اللہ تعالی یا فرشتہ یہ تیری پڑوسی گواہی دیتے ہین تجھ پر تو کہے گا کہ
جھوٹ کہا پھر کہے گا تیرے گھر والے تیرے کنبے والے تو کہے گا کہ جھوٹ کہا پھر کہے گا کہ قسم کھاؤ تو قسم کہا جائیگے
پھر اللہ تعالی ان کو چپ کردیگا اور گواہی دینگی ان پر زبانین ان کی اور داخل کردیگا ان کو نار مین (۴) **ابن
ابی حاتم** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہون نے ابن الازرق سے کہا بیشک
قیامت کی دن آئے گا لوگون پر اس سوا ایک وقت کہ وہ نہ بولین گے اور نہ عذر کرین گے اور نہ کلام کرین گے یہان
تک کہ ان کے واسطے اذن دیا جائے پھر ان کے لیے اذن دیا جائے گا تو جھگڑینگے پھر انکار کرے گا انکار
کرنے والا اپنے شرک کرنے کا ساتھہ اللہ تعالے کے پھر وہ قسم کہا جائین گے واسطے اس کے جس طرح کہ قسم
کہاتے ہین واسطے تمہارے تو بھیجے گا اللہ تعالی ان پر جبکہ وہ انکار کرین گے گواہون کو ان کی جانون
سے اور ان کے چمڑون سے اور ان کی آنکھون سے اور ان کے ہاتھون سے اور ان کے پاؤن سے اور
مہر کردیگا ان کے منہ پر پھر کھول دیگا ان کے واسطے منہ تو وہ جھگڑین گے اعضا سے تو اعضا کہین گے
کہ بلوایا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شئے کو اور اس نے تم کو پیدا کیا اول بار اور اسی کی طرف تم پھر جاؤگے
پس اب زبانین اقرار کرلین گی بعد انکار کے (۵) **ابن ابی حاتم** نے عن عبد الرحمن بن جبیر الحضرمی عن
رافع ابی الحسن روایت کیا ہے عبد الرحمن نے کہا کہ رافع نے وصف کیا اس شخص کا جس نے انکار کیا
کہا پھر اشارہ کریگا اللہ تعالی اس کی زبان کی طرف تو وہ بڑہ جائیگی اس کے منہ مین یہان تک کہ اسے بھر
دیگی پھر وہ طاقت نہ رکھے گا کہ ایک بات بولے پھر اس کے ساری اعضا سے فرمائے گا کہ بولو اور اس پر
گواہی دو تو گواہی دیگا اس پر کان اُس کا اور آنکھہ اسکی اور چمڑا اُس کا اور شرمگاہ اُس کی اور ہاتھہ
اُس کے اور پاؤن اُس کے کہ صنعنا عملنا فعلنا یعنے ہم نے وہ کام کیے آیۃ سورہ یس الیوم نختم علے افواہہم
الآیۃ کی تفسیر مین اتنی بہت احادیث و آثار گذر چکے ہین کہ ان کے مکرر لانے سے یہان غنا حاصل ہی (۶)
ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جب کہ مہاجرین مدیا سول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ نے فرمایا کیا تم نہین بیان کرتے ہو وہ عجیب باتین جو تم نے ملک حبشہ مین دیکھین تو ان مین سے کئی جوانون نے کہا کیون نہین یارسول اللہ اس درمیان مین کہ ہم بیٹھے ہوئے تہے کہ ناگاہ ہم پر گزر کیا ایک بڑہیا نے اُن کے رہبانون کی بڑہیون مین سے اپنے سر پر ایک گھڑا پانی کا اُٹھائے ہوئے سو وہ گزرے اُن مین کے ایک جوان پر تو اس نے اپنا ایک ہاتھہ اُس کے مونڈہون کے درمیان مین رکھا پہر اُس کو دہکا دیا تو وہ اپنے گھٹنون کے بل گر پڑے سو اُس کا گھڑا ٹوٹ گیا پہر جب وہ سیدہی ہوئی تو پہر کر دیکھا پہر کہا قریب ہے کہ تو جان لیگا اے غدر جبکہ رکھے گا اللہ کرسی کو اور جمع کرے گا اولین وآخرین کو اور بولین گے ہاتھہ پاؤن اس عمل کو جو وہ کماتے تہے سو عنقریب تو جان لیگا کہ کیسا ہوگا میرا حال اور تیرا حال نزدیک اس کے کل کو راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے صدقت صدقت یعنی اس نے سچ کہا کیونکر پاک کرے اللہ اس قوم کو کہ نہ لیا جاوے واسطے اُن کے ضعیف کے اُن کے شدید سے یعنی حق هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ الْاَهْوَالِ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ بِهٖ قولہ تعالی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الآية کا یہ مطلب ہے کہ اعضا اور چمڑے ان سے کہین گے جب کہ وہ ان کو ملامت کرین گے اس پر کہ انہون نے اُن پر گواہی دی کہ تم چہپاتے نہ تہے اس کام کو جو کرتے تہے بلکہ تم کھلم کھلا اللہ کے سامنے کفر و معاصی کرتے تہے اور اپنے خیال مین اس سے کچہ پروا نہ کرتے تہے کیونکہ تم تو یہ عتقاد رکہتے تہے کہ وہ تمہارے سارے فعلون کو نہین جانتا ہے اسی لیے یون فرمایا وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ یعنے یہ تمہارا ظن فاسد و عتقاد باطل کہ اللہ تعالی نہین جانتا ہے بہت سی چیزین جو تم کرتے ہو اسی خیال بد نے تم کو تلف و ہلاک کر دیا نزدیک تمہارے رب کے فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ یعنے سو ہو گئے تم موافق قیامت مین ٹوٹا پانے والون سے زیان کیا تم نے اپنی جانون کا اور اپنے گہر والون کا

ا: امام احمد نے حضرت عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہا مین چہپنے والا تہا کعبے کے پردون مین پس تین آدمی آئے ایک قرشی اور دو اس کے داماد ثقفی یا ایک ثقفی اور دو اس کے داماد قرشی اُن کے شکمون کی چربی بہت تہی اور دلون کی سمجہ کم سو انہون نے کوئی بات کہی مینے اس کو نہین سُنا پہر ان مین کے ایک نے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالی ہماری اس بات کو سنتا ہے تو دوسرا بولا کہ جس وقت ہم بلند کرین اپنی آوازین تو اس کو سنتا ہے اور جب ہم بلند نہ کرین تو اس کو نہین سنتا ہے پہر تیسرا بولا کہ اگر اس نے اس سے کچہ سن لیا تو سب کو سن لیا کہا پس مینے نبی صلے اللہ علیہ واله وسلم سے اس کا ذکر کیا اس پر اللہ عز وجل نے وما کنتم الآیہ نازل فرمائی وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ هَنَّادٍ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ بِاِسْنَادِهٖ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيْعَةَ

[illegible]

عن عبد اللہ بن مسعود بنحوہٖ ورواہ البخاری ومسلم ایضًا من حدیث السفیانین کلاہما عن منصور
عن مجاہد عن ابی معمر عبد اللہ بن سخبرۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہٖ (۲) عبد الرزاق
نے عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہی کہ آپ نے ان یشہد علیکم الآیہ کی تفسیر
مین فرمایا ہے کہ تم بلائے جاؤگے قیامت کے دن اس حال مین کہ تمہارے مونہہ پر دہان بند لگے ہونگے پس اول
شے جو ایک تمہاری کا حال بیان کرے گی اس کی ران اور ہتیلی ہے معمر جو بہز سے راوی ہے کہتے ہین اور حسن
نے یہ آیت پڑہی وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے انا مع عبدی عند ظنہ بی وانا معہ اذا دعانی یعنے مین اپنے بندے کے ساتہہ ہون نزدیک اس کے
گمان کے ساتہہ میرے اور مین ساتہہ اس کے ہون جبکہ وہ مجہہ کو پکارتا ہے پہر حسن ٹہیرے اس مین غور کرنے لگے
پہر کہا خبردار لوگون نے جو عمل کیا ہے سو اپنے گمانون کے اندازے پر کیا ہے ساتہہ اپنے رب کے پس مومن جو
ہے سو اُس نے نیک گمان رکہا ساتہہ اپنے رب کے تو اس نے اچہا عمل کیا اور کافر ومنافق جو ہین سو بُرا گمان کہا
ساتہہ اللہ کے تو بُرا عمل کیا پہر کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وما کنتم تستترون الآیۃ (۳) امام احمد
نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہ مرے تم مین سے
کوئی مگر اس حال مین کہ وہ نیک گمان کرتا ہو ساتہہ اللہ کے پس بیشک ایک قوم مقرر ہلاک کیا اُن کو بدگمان
رکہنے اُن کے نے ساتہہ اللہ کے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وذلکم ظنکم الآیۃ قولہ تعالیٰ فان یصبروا الآیہ کا یہہ
مطلب ہے برابر ہے ان پر صبر کرین یا صبر نہ کرین وہ تو آگ مین ہین اس سے ان کے لیے کوئی مفر نہین ہے اور نہ
اُن کو اُس سے نکلنا ہے اور اگر وہ اُس کے طالب ہون کہ رضا طلب کرین اور عذر ظاہر کرین تو نہین ہین واسطے
ان کے عذر اور نہ درگذر کی جائین اُن کے لیے لغزشین ابن جریر کہتے ہین وان یستعتبوا کے یہ سنے ہین
کہ اگر وہ سوال کرین پہر جانے کا طرف دنیا کے تو اُن کے واسطے کوئی جواب نہین ہے کہا اور یہ مثل اس آیت
کے ہے جس مین اُن کی طرف سے خبر دی ہے قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَا
اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ قولہ تعالیٰ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ
الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ہی نے گمراہ کیا ہے مشرکون کو اور یہہ اسکی مشیت وحکم وقدرت سے ہے اور وہ حکیم ہے
اپنے افعال مین بایں طور کہ تعین کیے اُن پر ساتہی شیاطین انس وجن سے سو انہون نے اچہے کر دکہائے انکے
عمل اُن کے ماضی مین اور مستقبل مین سو انہون نے خیال نہ کیا اپنی جانون کو مگر بہلائیان کرنے والے کما
قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ
عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ قولہ تعالیٰ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کے یہ معنے ہین کہ ثابت و واجب

ہوا ان پر کلمہ عذاب کا جس طرح کہ ثابت ہو چکا ہے ان امتون پر جو ان سے پہلے گزر چکی ہین جن و انس مین سے
جنہون نے ویسے کام کیے جو انہون نے کیے اِنَّھُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ یعنے خسارہ و زیان و ہلاک مین یہ اور وہ برابر
ہوئے **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ جمہور نے یحشر کو بصیغہ مجہول پڑھا ہے اور اعداء کو مرفوع
اور نافع نے نحشر بنون و نصب اعداء کلمہ اذ مین عامل محذوف ہے جس پر مابعد دال ہے تقدیر یہ ہے یساق الناس
یوم یحشر یا اذکر محذوف کا ظرف ہے اے اذکر یوم یحشر بالجملہ اللہ پاک نے یوم یحشر اعداء اللہ فرمایا بجائے یوم یحشرون
کے کیونکہ اول قوم ثمود کا ذکر ہے تو ضمیر انہین کی طرف راجع ہو جاتی سو وجہ اس کی یہ ہے کہ مقصود ان کی ذم مین
مبالغہ کرنا ہے یعنے کون ثمود جو کہ اللہ سبحانہ کے دشمن ہین اس سے بڑھ کر اور کیا ذم ہوگی کسی نے کہا کہ مراد
اعداء سے مطلق کفار ہین اگلے پچھلے یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر کر قریش سے جو کہ تیرے معاند
و دشمن ہین حال کفار کا جو کہ قیامت کے دن ہوگا شاید وہ عناد و دشمنی سے باز آئین زجر پذیر ہون نار کی طرف
حشر کرنے کے یہ معنی ہین کہ اُن کو ہانک لیجائین گے طرف آگ کے یا طرف موقف حساب کے اس لیے کہ وہان ظاہر
ہو جائے گا فریق جنت کا اور گروہ دوزخ کا فہم یوزعون کے یہ معنے ہین کہ روکا جائے گا اول ان کا ان کے
آخر پر تاکہ متلاحق و مجتمع ہو جائین قتادہ و سدی وغیرہما نے اسی طرح کہا ہے اور اسی کے حضرت ابن عباسؓ قائل
ہین یعنے ٹھیرائے جائین گے ان کے سابق لوگ یہانتک کہ اُن کے پچھلے اُن سے لاحق ہو جائین یہ بیان
ہے اہل نار کی کثرت کا اصل مین یوزعون ماخوذ ہے وزعتہ یعنے کففتہ سے وزع کے معنے روکنے اور باز رکھنے
کے ہین اس کے معنے کی تحقیق سورہ نمل مین پورے طور پر گزر چکی ہے ایک روایت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اس کی تفسیر مین یدفعون ہے کسی اور نے کہا ہے یعنے یساقون ہے حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْهَا الآیۃ
کلمہ ما زائد ہے یعنے یہانتک کہ جس وقت وہ آئین گے آگ پر جس کی طرف ہانک لائے گئے اور اس کے حضور
مین آ جائین گے یا موقف حساب مین تو گواہی دین گے اُن پر کان اُن کے اور آنکھین اُن کی اور چمڑے اُن کے
اُن گناہون کی جن کو وہ دنیا مین کیا کرتے تھے اس گواہی کی کیفیت مین تین قول ہین **ایک** یہ ہے کہ اللہ
پاک فہم و قدرت و نطق ان مین پیدا کر دے گا تو وہ گواہی دین گے جس طرح کہ آدمی اپنی جانی پہچانی سنے
پر گواہی دیتا ہے **دوسرا** یہ ہے کہ ان اعضا مین اصوات و حروف پیدا کر دیگا جو کہ اُن معانی پر دال ہونگے
تیسرا یہ ہے کہ ان اعضا مین احوال ظاہر ہونگے جو کہ دلالت کرین گے ان اعمال کے صدور پر اس انسان
سے اور ان علامات کا نام شہادت رکھا جائیگا جس طرح یون بولتے ہین کہ عالم شہادت دیتا ہے ساتھ تغیرات
اپنے احوال کے اپنے حدوث پر کہ حق کہتے ہین نطق دیگا ان کو اللہ تعالے مثل نطق دینے زبان کے تو وہ
گواہی دینگے اور عقلاً ان کا نطق کچھ زیادہ تر غریب نہین ہے زبان کے نطق سے ایضاح اسکا یہ ہے کہ حیات

وعلم وقدرت کی واسطے بنیہ شرط نہین ہے تو اللہ پاک قادر ہے عقل وقدرت ونطق کے پیدا کرنے پر ان اعضا کے اجزا سی
ہر جزو مین **مقاتل** نے کہا کہ بولین گے انکے جوارح اس شی کو جسے اُن کی زبانون نے چھپا لیا یعنے عمل کرنا ان کا ساتھہ
شرک کے **مراد جلود** سے اکثر مفسرین کے قول مین یہی معروف چمڑے ہین یعنے بدن کی کھال کسی نے کہا کہ مراد اس
سے مطلقا جوارح واعضا ہین تو اب عطف جلود کا سمع وابصار پر عطف عام بر خاص کے قبیل سے ہوگا **سدی**
وعبید اللہ بن ابی جعفر وفراء کہتے ہین کہ مراد جلود سے فروج ہین یہ کنایات کے باب سے ہے کما قال تعالے لَا
تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا مراد سر سے نکاح ہے وقال تعالے اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ مراد غائط سے قضای
حاجت ہے غائط کہتے ہین زمین پست کو چونکہ پست زمین مین پاخانہ پھرتے ہین اس لیے اس سے کنایہ کیا جس
طرح کہ ہندی مین جنگل جانا اس سے کنایہ ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے اول جو شے بولے گی آدمی سے اس کی
ران اور ہتھیلی ہے جیسا کہ اول گزر چکا ہے اس تقدیر پر یہ آیت وعید شدید ہوگی ارتکاب زنا مین کیونکہ مقدمہ زنا
کا جو حاصل ہوتا ہے سو ان سے لیکن قول اول اولی ہے **وجہ تخصیص** ان تین کی ساتھہ گواہی کے نہ اوروں کی وجہ
اس کے کہ حواس پانچ ہین سمع وبصر وشم وذوق ولمس اور آلہ لمس کا جلد ہے وہ ہے جو امام رازی نے ذکر فرمائی
ہے کہ ذوق لمس مین داخل ہے بعض وجوہ سے اس لیے کہ ادراک ذوق کا جو حاصل ہوتا ہے سو باین طور کہ زبان
کی جلد جرم طعام سے مماس ہوجاتی ہے اور اسی طرح شم حاصل نہین ہوتا ہے یہانتک کہ ناک کی جلد مماس ہوجاتی
ہے جرم مشموم سے تو ذوق وشم داخل ہوگئے حس لمس مین انتہے اور جب کہ رازی کے اس کلام سے تم نے وجہ
تخصیص تین کی پہچان لی تو اس سے وجہ تخصیص جلود کی ساتھہ سوال کے بھی معلوم کر لی کما قال تعالی وقالوا لجلودہم
اس واسطے کہ جلود مشتمل ہین تین حواس پر تو حصول معصیت کا جلود کی جہت سے اکثر ہوا اور جو اس کا قائل ہے
کہ جلود سے مراد فروج ہین تو وجہ تخصیص ان کی ساتھہ سوال کے ظاہر ہے اس لیے کہ جس نا کی فرج شہادت دیگی وہ
قبح مین بزرگتر ہوگی اور خزی وعقوبت کی زیادہ ترجالب ہوگی اور وجہ افراد سمع وجمع ابصار کی سابق مین گذر
چکی ہے کسی نے کہا کہ مراد جلود سے یہان سمنے اعم ہین تو جلود کے سوال مین سمع وبصر کے سوال کا ترک نہین ہے
بلکہ وہ جلود مین داخل ہین اس سمنے سے جو تم کو معلوم ہوچکے ہین غرضکہ جب اعضا وجلود ان پر گواہی دینگے
تو ان سے سوال کرین گے لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا یعنے کیون جی تم نے کیون ہم پر گواہی دی یہ سوال توبیخ وتعجب کا
ہے تعجب تو اُس امر عجیب ونادر سے کیا کہ بولنے والون سے نہین ہین اور بولے اور توبیخ وسرزنش اس واسطے
کی کہ دنیا مین وہ اُن کے مساعد ومعاون تھے معاصی پر تو اب کیونکر اُن پر گواہی دی پس اسی لیے اُن کی شہادت
کو ایک امر عجیب سمجھا اور خطاب عقلا کے صیغے سے ان کو مخاطب کیا کیونکہ ان سے وہ بات صادر ہوئی جو
عقلا سے صادر ہوتی ہے یعنے شہادت غرضکہ جلود نے عذر کرکے یہ جواب دیا کہ بلوایا۔ ....

ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شے کو یعنے اُس کی مخلوقات مین سے جو شے کہ بولتی ہے تو ہم نے تمپر گواہی دی ان برے
اعمال کی جو تم نے کیے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ ہم نہین بولے اپنے اختیار سے بلکہ ہم کو اللہ نے بلوایا یعنے اول
اولی ہین یعنے ہمارا انطق کوئی عجیب شی نہین ہے اللہ کی قدرت سے جو کہ قادر ہے ہر حیوان کے بلوانے پر اگر چاہے
وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ تتمہ کلام جلود سے ہے یعنے جو ذات پاک
قادر ہے تمہاری اول بار بنانے پر اور بعد موت کے زندہ کرنے پر قادر ہے جلود و اعضا کے بلوانے پر دوسرا یہ ہے
کہ کلام ملائکہ سے ہے تیسرا یہ ہے کہ مستانف ہے اللہ کے کلام سے یعنے جو ذات پاک قادر ہے تمہاری خلق و انشا
پر اول بار وہی قادر ہے تمہارے اعادہ و رجوع کرنے پر طرف اپنے اس قول کی بنا پر تو ترجعون بصیغہ مضارع
ظاہر ہے اور جب تتمہ کلام جلود یا کلام ملائکہ سے ٹھیرایا جائے تو ظاہر یہ تھا کہ رجعتم ہوتا کیونکہ یہ بات جیت بعد بعث
و رجوع کے ہے اس وجہ پر شاید صیغہ مضارع کا اس لیے آیا کہ مراد رجوع سے نرا پھرنا طرف حیات کے ساتھ بعث
کے نہین ہے بلکہ مراد رجوع سے وہ رجوع ہے جو شامل ہے حیات کی طرف پھرنے کو اور شامل ہے اس عذاب خالد کو
جو اس پر مترتب ہوگا جس کا انتظار و ترقب کیا جاتا ہے وقت اس گفتگو کے پس جو رجوع متوقع ہے اسکو
تغلیب دی گئی اس رجوع پر جو کہ واقع ہو گیا یعنے مبعوث ہو کر زندہ ہوتا سو اس رجوع پر رجوع متوقع کو تغلیب
دیکر صیغہ مضارع کا کہا یہ تغلیب عجیب ایک عمدہ و حسین نوع ہے بلاغت کی کلام عرب مین عموما اور قرآن شریف
مین خصوصا بہت ہے اس جگہہ بہ نسبت رجعتم کے ترجعون مین زیادہ خوبی ہے کیونکہ رجعتم سے صرف زندہ ہونا
معلوم ہوا سو وہ تو ظاہر ہی ہے کہ زندہ ہو گئے اعضا کی گواہی ہو رہی ہے اور ترجعون مین یہ رجوع بھی ہے
اور وہ رجوع جو بعد اس کے ہوگا طرف عذاب خالد کے جس کی توبیخ و تقریع اس سے معلوم ہوتی ہے وہ کہین
اس سے بڑھ کر ہے اب کہو جو ادا اس مین ہے وہ رجعتم مین کہان اللهم اجرنا من النار ومن موجبات النار
بجاه النبي المختار بفضلك و رحمتك يا عزيز يا غفار واسترنا يا ستار واعنا على ذكرك وشكرك آناء الليل
واطراف النهار وصل وسلم وبارك عليه وآله الاطهار وصحبه الاخيار آمين قوله تعالے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ
الآیہ توبیخ و تقریع ہے انکے واسطے طرف سے اللہ پاک کے یا تتمہ کلام جلود سے ہے یعنے وقت کرنے اعمال
قبیح کے اور مرتکب ہونے بیحیائی کے کامون کے تم چھپتے نہین تھے ساتھ دیوارون اور پردون کے
اس بات سے ڈر کر کے کہ اعضا تم پر گواہی دینگے بلکہ تم تو سرے سے بعث و جزا ہی کے منکر تھے اکثر علماء
کا قول یہی ہے چونکہ انسان اس پر قادر نہین ہے کہ معصیت کرتے وقت اپنے اعضا سے چھپے اس لیے یہان
استخفا و استتار کے معنے ترک معصیت کے ہین یعنے تم ترک معصیت نہین کرتے تھے اعضا کے گواہی
دینے سے ڈر کر کسی نے کہا کہ استتار بمعنے اتقا ہے یعنے تم تقوی و خوف نہین کرتے تھے دنیا مین اس سے کہ گواہی

دینگے تم پر اعضا تمہارے آخرت مین تو تم معاصی کو ترک کرتے خوف سے اس گواہی کے ان تشہد منصوب ہے محلا بنا بر
علت اسے لاجل ان تشہد او مخافۃ ان تشہد یا بنا بر نزع خافض اے بان او عن ان او من ان تشہد یا استتار
متضمن ہے ظن کے معنے کو تو تستترون کا مفعول ہوگا یعنے تم گمان نہ کرتے تھے اس کا کہ گواہی دینگے یہ قول بعید
ہے معاویہ بن حیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم حشر کیے جاوگے اس جگہہ اور
اشارہ فرمایا اپنے دست مبارک سے طرف شام کے اس حال مین کہ تم پیادے ہوگے اور سوار اور اپنے منہ کے
بہل اور بہ پیش کیے جاوگے اللہ پر اور تمہاری منہ پہ فدام ہونگے اور اول شے جو ظاہر کرے گی ایک تمہارے
سے اس کی ران ہے اور اسکی ہتیلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی وما کنتم تستترون
الآیہ اَخرجہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبَیْہَقِیُّ
فِی الْبَعْثِ قولہ تعالیٰ وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ الآیہ یعنے ولکن وقت ستر کرنے تمہاری کے لوگون سے باوجود ستر نہ کرنے
کے اپنے اعضا سے گمان کیا تم نے اس بات کا کہ اللہ نہین جانتا ہے بہت سے کامون کو ان معاصی سے جنکو تم کرتے
ہو سو تم نے ان کے کرنے پر جرءت کی کہا ہے کفار کہتے تھے کہ اللہ نہین جانتا ہے اس شے کو جو ہمارے
جیبون مین ہے ولیکن جانتا ہے اس شے کو جسے ہم ظاہر کرتے ہین نہ اسے جس کو ہم چہپاتے ہین قتادہ نے
کہا ظن اس جگہہ بمعنے علم ہے کسی نے کہا کہ مراد ظن سے معنے مجازی ہین جو کہ شامل ہین اسکے معنے
حقیقی کو اور اس کو جو اس کے فوق ہین یعنے علم وَذٰلِکُمْ مبتدا ہے ظَنُّکُمْ اس سے بدل ہے الذی ظننتم
بربکم صفت ہے اردٰکم خبر ہے یعنے یہ تمہارا ظن جو مذکور ہوا گمان کرنا تمہارا جبکہ تم نے اپنے رب کی
ساتہہ گمان کیا اس نے تم کو ہلاک کیا اور نار مین تمکو پہینک دیا کسی نے کہا کہ ظنکم خبر اور موصول بدل یا بیان
اور اردٰکم حال اور قد مقدر یا غیر مقدر اے ذلکم ظنکم مردیا ایاکم یعنے یہ تمہارا گمان ہے جو تم نے اپنے رب
کے ساتہہ رکہا در آن حال کہ وہ ہلاک کرنے والا ہے تم کو سو تم ہوگئے ان لوگون مین سے جو کہ خسران مین ہین
مین کامل ہین محققین نے کہا ہے کہ ظن دو قسم ہے ایک تو حسن ہے اور دوسرا قبیح سو حسن تو یہ ہے کہ اللہ
عزوجل کے ساتہہ رحمت وفضل و احسان کا گمان رکہے چنانچہ حدیث انا عند ظن عبدی بی گذر چکی ہے اور
ظن قبیح یہ ہے کہ یہ گمان رکہے کہ اللہ کے علم سے یہ بعضے افعال غائب ہوتے ہین قتادہ نے کہا ظن
دو نوع ہے ہلاک کرنے والا اور نجات دینے والا سو نجات دینے والا تو یہ قول ہے اس کا اِنِّیْ ظَنَنْتُ
اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَہْ اور یہ قول عزّ وجل اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ اور ہلاک کرنے والا یہ قول ہے
وذلکم ظنکم الآیہ پہر اللہ پاک نے ان کے حال کی خبر دی ارشاد فرمایا فَاِنْ یَّصْبِرُوْا الآیۃ یعنے پس اگر وہ
صبر کرین نار پر تو نار جگہہ ہے ان کی استقرار و اقامت کی ان کو اس سے خلاصی اور نکلنا نہین اب اگر

کوئی کہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ اُن کو اُس سے خلاصی نہین ہے پہر اس قید کی کیا وجہ ہے کہ اگر وہ صبر کرین تو کہین گے کہ یہان
مضمار ہے تقدیر یہ ہے فان یصبروا او لا یصبروا فالنار مثوی لہم علے کل حال یعنے پہر اگر وہ صبر کرین یا نہ کرین بر ہر حال
نار اُن کا ٹہکانا ہے تسعی نے کہا فان یصبروا لم ینفعہم الصبر ولم ینفکوا من الثوار فی النار یعنے پہر اگر وہ صبر کرین تو صبر
کرنا ان کو نفع نہ دے گا اور وہ بسبب صبر کے نار مین رہنے سے خلاصی نہ پائین گے انتہے کسی نے کہا یہ معنی ہین پہر
اگر وہ صبر کرین اور جمے رہین اعمال اہل نار پر تو نار مثوی ہے واسطے اُن کے **محاورہ عرب** مین بولتے ہین اعتبنی
فلان اے ارضانی بعد اسخاطہ ایای یعنے راضی کیا اس نے مجہے بعد اس کے خفا کرنے کے مجہہ کو اور استعتبت فلانا
کے معنے ہین طلبت منہ ان یرضی یعنے فلان سے مین نے یہ بات طلب کی کہ وہ رضی ہو جائے معنے یہ ہین کہ اگر وہ
یہ سوال کرین کہ وہ رجوع کیے جائین طرف اس شی کے جس کو دوست رکہتے ہین تو وہ رجوع نہ کیے جائین گے کیونکہ وہ
اُس کے مستحق نہین ہین **خلیل** کہتے ہین استعتبتہ فاعتبنی کے معنے ہین استرضیتہ فارضانی یعنے مین نے اس
سے رضا طلب کی تو اس نے مجہے راضی کیا معنے آیت کے یہ ہین کہ اگر وہ رضا طلب کرین تو رضا ان سے واقع نہ ہوگی بلکہ
ان کو تو نار مین جانا ضرور ہے **جمہور** نے یستعتبوا بصیغہ معروف اور من المعتبین بصیغہ اسم مفعول پڑہا ہے اور حضرت
حسن و عبید بن عمیر و ابو العالیہ نے اول کو بصیغہ مجہول اور ثانی کو بصیغہ اسم فاعل یعنے اگر اللہ پاک ان سے درگزر فرمائے
اور دنیا کی طرف اُن کو پہیر دے تو وہ عمل نہ کرین گے ساتہہ طاعت اللہ کے کما فی قولہ تعالے وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا
نُهُوا عَنْهُ **اصل تقییض** کی تیسیر و تہیئہ ہے یعنے میسر و مہیا کر دیے ہم نے واسطے کفار قریش وغیرہم کے
قرنا شیاطین سے مثل ان کے دوستون کے قرنا جمع ہے قرین کی قرین بمعنے نظیر ہے کقولہ تعالی وَمَن يَعْشُ عَن
ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ زجاج نے کہا سببنا لہم قرناء حتے اضلوہم کسی نے کہا سلطنا
علیہم کسی نے کہا قدرنا یہ سب معانی قریب یکدیگر ہین یعنے وہ قرین اُن کے ساتہہ لگے رہتے ہین اور ان پر غالب
و مستولی ہوتے ہین مثل استیلا قیض کے بیض پر قیض انڈے کے اوپر کے چہلکے کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ اللہ
تعالی نے مقرر کیے واسطے اُن کے قرین آگ مین لیکن اولی یہ ہے کہ مسلط کرنا قرنا کا دنیا مین ہے اس واسطے
کہ قرنا کی یہ صفت ذکر فرمائی ہے فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ معنے یہ ہین سو اچہی کر دکہائی
قرنا نے کفار کو وہ شے جو اُن کے آگے ہے یعنے امور دنیا اور اس کی خواہشین اور آمادہ کیا اُن کو اس پر کہ
اللہ کے معاصی مین پڑین باین طور کہ اُن مین خوب منہمک ہو جائین اور زینت دی اُس شے کی جو اُن کے پیچہے
ہے امور آخرت سے تو یون کہہ دیا کہ نہ بعث ہے نہ حساب ہے نہ جنت ہے نہ نار ہے زجاج نے کہا ما بین ایدیہم
وہ عمل ہے جس کو کر چکے اور ما خلفہم وہ ہے جس کے کرنے پر عزم کیا ہے یہ بہی زجاج سے مروی ہے کہ ما بین ایدیہم
امر آخرت ہی اور ما خلفہم امر دنیا ہے باین طور کہ دنیا قدیم ہے اور کوئی صانع نہین ہے مگر طبائع و افلاک وحق

علیہم القول فی امم الآیۃ کلمہ فی حال ہے علیہم کے ضمیر سے اے کائنین فی جملۃ امم کسی نے کہا کلمہ فی بمعنی مع ہے اے
مع امم من الامم الکافرۃ اس کی کوئی حاجت نہین ہے کہ ایک کلمہ کو دوسرے سے بدلین باوجود اس کے کہ اس کو اپنے معنے پر
باقی رکھنا ممکن ہے معنے یہہ ہین واجب وثابت ہوا ان پر عذاب اور اس کا مقتضی متحقق ہوا وہ یہ آیت ہے کا ملئن جہنم
منک وممن تبعک منہم اجمعین اس حال مین کہ وہ ہونے والے ہین جملے مین اُن استون کے جو اُن کے پہلے
گزر چکی ہین جن وانس سے کفر پر انہم کانوا خاسرین تعلیل ہے اُن کے استحقاق عذاب کی کما قالہ الکرخی یعنے ان
پر اور کافر استون کے جملے مین عذاب وجب ہوا اس واسطے کہ وہ اس عذاب کے مستحق تھے بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے
سورت کے اول مین اپنی کتاب عزیز کو موصوف باوصاف جلیلہ کیا پہر یہہ خبر دی کہ ان کے اکثر نے اُس سے اعراض کیا
اور اس کے قبول کرنے اور سوچنے سے مونہہ موڑا تو اس قول مین ان کے اعراض کا طریق بیان کیا وقالوا قلوبنا
فی اکنۃ الی قولہ فاعمل اننا عاملون اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُن کو جواب دین تو آپ نے کئی وجہ سے
جواب دیا اور یہانتک کلام باہم متصل چلا آیا پہر اب ایک اور طریق اعراض کا اُن سے نقل کیا پس ارشاد فرمایا وَ

قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○ فَلَنُذِیْقَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
عَذَابًا شَدِیْدًا وَّ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِیْهَا
دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ○ اور کہنے لگے منکر کان مت دہرو

اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اُس کے پڑہنے مین شاید تم غالب ہو سو ہم کو ضرور چکہانی منکرون کو
سخت مار اور ان کو بدلہ دینا بُرے سے بُرے کامون کا جو کرتے تھے یہ سزا ہے اللہ کے دشمنون کی آگ اُن کو اُسی مین
گہر ہے سدا کو بدلا اس کا جو ہماری باتون سے انکار کرتے تھے اور کہین گے جو لوگ منکر ہین اے رب ہمارے
دکہا ہم کو وہ دونون جنہون نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالین ہم اُن کو پاؤن کے نیچے کہ وہ
رہین سب سے نیچے **ف** یہ جاہلون کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
لا تسمعوا لهذا القرآن کے یہ معنے ہین کہ انہون نے آپس مین یہ اتفاق کیا کہ مطیع نہ ہون قرآن کے اور نہ اس
کے اوامر کے منقاد ہون والغوا فیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت قرآن پڑہا جاوے تو کان مت دہرو اس کے سننے
کو جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یعنے لغو بکو اس مین ساتھ چیخنے چلانے سیٹی بجانے کے اور ساتھ خلط ملط کرنے
کے بولنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کہ وہ قرآن پڑہین قریش اسکو کیا کرتے تھے ضحاک نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے عیبوہ یعنے اسکا عیب بیان کرو قتادہ نے کہا کہ اسکا جحد و انکار
کرو اُس سے دشمنی کرو لعلکم تغلبون شاید تم غالب ہو جاؤ یہ حال ہے ان جاہلون کا کفار مین سے اور اس کا جو

اُن کی چال چلا وقت سُننے قرآن کے اللہ پاک نے اپنے مومن بندون کو برخلاف اس کے حکم دیا پس فرمایا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ پہر اللہ عزوجل نے قرآن کے واسطے انتصار و انتقام لیا اُن کافرون سے جنہون نے اُس سے دشمنی رکہی اُن کے حق مین یون فرمایا پس البتہ ہم چکہاوینگے اُن لوگون کو جو کافر ہوئے سخت عذاب یعنے مقابلے مین اُس شے کے جس کا انہون نے اعتماد کیا قرآن مین اور اُس کے سننے وقت اور البتہ بدلا دینگے ہم ان کو برے سے برا اُس عمل کا جو وہ کرتے تہے یعنے اُن کے بدترین اعمال و افعال کا سفیان ثوری نے بسند خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الذین اضلانا کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ ابلیس ہے اور وہ فرزند آدم جس نے اپنے بہائی کو قتل کیا اسی طرح عوفی نے بہی مثل اسکے اُن سے روایت کیا ہے سدی کا لفظ اُن سے یہ ہے فالبليس يدعوا به كل صاحب شرك وابن آدم يدعو به كل صاحب كبيرة فالبليس الداعي الى كل شر من شرك فما دونه وابن آدم الاول جیسا کہ حدیث شریف مین ثابت ہوا ہے نہین قتل کیا گیا کوئی نفس براہ ظلم مگر ہوگا ابن آدم اول پر ایک حصہ اس کے خون سے کیونکہ پہلے پہل اسی نے قتل کا طریقہ نکالا ہے و قولہم نجعلهما تحت اقدامنا یعنے ہم کرین اُن کو اسفل ہم سے عذاب مین تاکہ وہ ہون ہم سے زیادہ تر سخت عذاب مین اور اسی لیے یون کہا۔ ليكونا من الاسفلين یعنے نار کے اسفل درکے مین جیسا کہ اعراف مین گزر چکا ہے جہان کہ اتباع نے اللہ تعالی سے یہ سوال کیا ہے کہ اُن کے سردارون پر عذاب کرے مضاعف ان کے عذاب کا فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ یعنے اللہ تعالی نے اُن مین سے ہر ایک کو وہ نکال و عذاب دیا ہے جس کا وہ مستحق ہے موافق اُس کے عمل و افساد کے کما قال تعالی اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ **ف** فتح البیان کا بیان فائح مع توضیح یہ ہے بعض کفار نے بعض سے کہا مت سنو اس قرآن کو اور مت چپ ہو اس کے سننے کو کسی نے کہا کہ لا تسمعوا کے معنے لا تطیعوا ہین یعنے اس کے مطیع مت ہو سند اس کی یہ محاورہ ہے کہ سمعت لک یعنی اطعتک الغوا فیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا معارضہ کرو ساتہ لغو و باطل کے یا بلند کرو اپنی آوازین تاکہ اس کا پڑہنے والا پریشان خاطر ہو جائے مجاہد نے کہا الغوا فیہ بالمکاء والتصدیة والتصفیق والتخلیط فی الکلام حتی یصیر لغوا ضحاک نے کہا بہت باتین کرو تاکہ مختلط ہو جائے اس پر وہ بات جو کہتا ہے ابو العالیہ نے کہا قعوا فیہ و عیبوہ یعنی اس کی برائی کرو اور اس کا عیب بیان کرو جمہور نے والغوا بفتح غین پڑہا ہے اس محاورے سے کہ لغی بکسر غین یلغی اذا تکلم باللغو لغو وہ شے ہے جس مین کچہ فائدہ نہ ہو یا اس محاورے سے کہ لغی بکذا اذا رمی بہ اب فی بمعنے با ہوگا اسے ارموا بہ وانبذوہ یعنے پہینکدو اس کو یا ماخوذ ہے لغا یلغی سے بفتح غین ماضی و مضارع جیسا کہ اخفش نے حکایت کیا ہے قیاس اس کا ضمہ تہا مثل غزا یغزوا کے لیکن حرف حلق کی وجہ سے فتح دیا

[illegible]

سیاہ قتادہ وغیرہ نے بعض نے پڑہا ہے ماخوذ ہے نتالہ سے بمعنے سیل دعا یہ ہے کہ حدیث شریف میں قہد لغت آیا ہے
اور یہ موافق ہے تفسیر مجاہد کی قرأت کے اسے بقرہ میں منسوبہ کلام گذرچکا ہے یعنی کہ قرآن پڑہنے کے وقت شور وغل

لعلکم تغلبون اے کی تغلب اوتسکتوا یعنے تاکہ تم غالب ہوجاؤ تو قرآن پڑہنے والے چپ ہوجائین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین تھے جو وقت آپ قرآن پڑہتے تو اپنی آواز
بلند فرماتے تھے پس مشرکین لوگون کو آپ کی طرف سے بہکاتے اور کہتے کہ مت کان دہرو اس قرآن کے سننے
کو اور بک بک کرو اس کے پڑہنے مین شاید تم غالب ہو اور جب آپ اپنی آواز کو خفی کرتے تو نہ سناتے اس شخص
کو جو کہ دوست رکہتا اس بات کو کہ قرآن سنے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ
بِهَا اخرجہ ابن ابی حاتم پہر اللہ پاک نے اس پر ان کو یہ وعید سنائی فلنذیقن الآیہ یعنے البتہ ہم کفار کو چکہا اینگے
سخت عذاب اور البتہ جزا دینگے ہم ان کو آخرت مین بدلا قبیح تر ان کے اعمال کا جن کو انہون نے دنیا مین کیا
یہ وعید سارے کافرون کو ہے اور جن کے حق مین نازل ہوئی ہے وہ تو بدرجۂ اولی اس مین داخل ہین مقاتل نے
کہا کہ بدترین اعمال سے مراد شرک ہے کسی نے کہا سنے یہ ہین کہ جزا دیگا ان کو ساتھ بری اعمال ان کے کے نہ ساتھ
نیک اعمال ان کے کے جس طرح کہ ان سے یہ نیک کام واقع ہوتے تھے کہ صلہ رحمی کرتے مہمان کی تکریم کرتے تھے
کیونکہ یہ تو ان کے کفر کے سبب باطل ہوگئے ان کا کچہ اجر نہ رہا اس مین تعریض ہے اس شخص کو جو کہ اللہ پاک کے
کلام مجید کے پڑہتے وقت خاضع وخاشع ومتفکر ومتدبر نہین ہوتا ہے اس کو فروتنی کر کے سمجہتا سوچتا دہیان نہین
کرتا اور تشدید وعید ہے اس کو جس سے اس کے سننے کے وقت وہ بات صادر ہوتی ہے جو کہ قاری پر اس کی قرأت
کو شوش وخلط ملط کر دیتی ہے اب خدا قرآن شریف کی عظمت وبزرگی کو تفکر کرو اور اس تغلیظ وتشدید مین غور
فرماؤ اور جو شخص اس کی تعظیم وتکریم کرتا ہے اور اس کی قدر کا اجلال واکرام فرماتا ہے اور دل کو حاضر کر کے اپنا کان
اس کے سننے کی طرف ڈال دیتا ہے اس کے واسطے نور عظیم واجر کبیر کی شہادت دو ذٰلِكَ مبتدا ہے جَزَآءُ
اَعْدَآءِ اللّٰهِ خبر یا ذلک خبر ہے مبتدا ے محذوف کی اے الامر ذلک یعنے بات یہ ہے اور جملہ جزاء اعداء اللہ مبین
ہے جملہ ماقبل کا قول اول اولی ہے اور النار عطف بیان ہے جزاء کا یا اس سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدا ے
محذوف کی یا خود مبتدا ہے اور خبر لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ہے اور مآل کی تین صورت پر جملہ لہم فیہا دار الخلد
مستانفہ مقرر ماقبل ہوگا معنے یہ ہین کہ یہ عذاب شدید اور بدترین جزا جزا ہے اللہ کے دشمنون کی وہ جزا آگ ہے
واسطے ان کے اس مین گہر ہے اقامت مستمرہ کا کہ جس کو نہ انقطاع ہے اور نہ اس [illegible] انتقال ہے جَزَآءً بِمَا
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اے یجزون جزاء یعنے جزا دیے جائینگے جزا دینے کو بسبب انکار کرنے ان کے
کے اللہ کی آیتون کا مقاتل نے کہا ہے یعنے قرآن انکار کرتے تہے مین پاس کا کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے اس نام

تعبیر لغو کی ہجو کے ساتھ اس بیہودگی کی وجہ سے ہے لغو کا تو سبب کو سبب کی جگہ قائم کیا اور یلغون کے بجائے ہجو بدن
فرمایا وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الآیہ کا فر لوگ بیچ جہنم میں کہیں گے بلفظ ماضی اس لیے ذکر فرمایا کہ متکلم آگاہ کرتا ہے اس
کے تحقق وقوع پر مراد یہ ہے کہ کفار اللہ پاک سے اس بات کے طالب ہونگے کہ جن و انس کے دو فریق ہیں سے انکو وہ شخص
دکھا دے جس نے ان کو گمراہ کیا یعنے وہ سردار وپیشوا جنہون نے ان کو کفر اچھا کر دکھایا اور شیاطین میں سے وہ
شیطان جو ان پر مستولی ہوئے اور معاصی بیان کو آمادہ کیا۔ اس لیے کہ شیطان دو قسم ہیں جنی و انسی اللہ پاک نے
فرمایا ہے وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور فرمایا ہے الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ
صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کسی نے کہا کہ مراد ابلیس و قابیل ہیں کیونکہ انہیں دونے بنی آدم کے واسطے
معصیت کی راہ ڈالی ہے جمہور نے اَرِنَا کو بکسر راء پڑھا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے بسکون راء یہ دونوں دو
لغت ہیں ایک معنی میں خلیل نے فرق کیا ہے کہا جب تم یون بولو ارنی ثوبک بالکسر تو اس کے معنے ہیں بصرنیہ
یعنے تو مجھے اپنا کپڑا دکھا اور بسکون راء کے معنے میں اعطنیہ یعنے تو مجھے وہ کپڑا دیدے نَجْعَلْهُمَا الآیہ
کے یہ معنی ہیں کہ ہم ان کو روندیں اپنے قدموں سے آگ میں تاکہ ہم ان سے اپنے جی کی آگ بجھائیں اور تاکہ وہ قایہ
بنجائیں درمیان ہمارے اور آگ کے تو اس کی حرارت ہم سے ایک طرح کی ہلکی ہو اور تاکہ وہ ہوجائیں اسفلین
سے آگ میں از روی جگہہ کے یا وہ ہوجائیں اذلین وہانیں سے زجاج نے کہا تاکہ وہ ہوجائیں درک اسفل میں
اور ان لوگون میں سے جو ہم سے کمتر ہیں پھر جب اللہ سبحانہ کافرون کے سوء عقاب کا ذکر کر چکا اور اس شے کا جو
ان کے واسطے طیار کر رکھی ہے تو مومنین کے حسن حال کا ذکر کیا اور ان نعمتون کا جن کا ان پر انعام کیا پس
ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَ
لَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ تحقیق جنہون نے ع ۷ ۱۴
کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر ٹھیرے رہے اترتے ہیں ان پر فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس
بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تم کو وہان ہے جو جاہے جی
تمہارا اور تم کو وہان ہے جو منگواؤ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے **ف** فرشتے اترتے ہیں حشر
کے دن جس دن ہر کسیکو اپنا فکر اور غم ہوگا یا مرنے کے وقت اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں انتہی **ف** حافظ
ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک وہ لوگ جنہون نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت کی یعنے
خالص کیا عمل واسطے اللہ کے اور عمل کیا ساتھ طاعت اللہ کے اس طور پر کہ اللہ نے ان کے واسطے مشروع
کیا ہے[1] **حافظ ابو یعلی** موصلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ہم پر یہ آیت پڑہی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اور کہا اس کو کچہ لوگون نے پہر کافر ہو گئے اکثر ان کو
بس جو کوئی اس کو کہے یہان تک کہ مر جائے تو وہ منجملہ ان کے ہے جو اس پر قائم رہا اس پر کذا رواہ النسائی فی تفسیرہ والبزار
وابن جریر عن عمرو بن علی الفلاس عن مسلم بن قتیبۃ (۲)۔ اسی طرح ابن ابی حاتم نے بسند خود سعید
ابن عمران سے روایت کیا ہے کہا مین نے یہ آیت پڑہی نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے فرمایا یہ
وہ ہین جنہون نے شریک نہین کیا ساتہ اللہ کے کسی شئے کو (۳)۔ پہر حدیث اسود بن ہلال سے روایت کیا ہے
کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اس آیت مین تو لوگون نے کہا کہ انہون نے کہا رب ہمارا
اللہ ہے پہر مستقیم رہے گناہ سے پس حضرت صدیق اکبر نے فرمایا لقد حملتموہا علی غیر المحمل یعنے تم نے اس کو لادا اور
محمل پر جو اس کا محمل تہا اس پر نہین لادا مطلب یہ ہے کہ جو اس سے مراد ہے وہ تم نے نہین لی کہا انہون نے رب
ہمارا اللہ ہے پہر مستقیم رہے پس التفات نہ کیا طرف کسی معبود کے سوا اس کے مجاہد و عکرمہ و سدی وغیر واحد نے
بہی اسی طرح کہا ہے (۴)۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کسی نے پوچہا کہ اللہ تبارک وتعالے کی کتاب مین کون سی آیت زیادہ تر رخیص ہے فرمایا یہ قول اللہ تعالے کا
ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا علی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ یعنے جنہون نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے
پہر استقامت کی گواہی دینے پر اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ (۵)۔ زہری نے کہا کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی منبر پر پہر فرمایا استقاموا واللہ للہ لطاعتہ ولم یروغوا روغان الثعالب یعنی
استقامت کی واللہ واسطے اللہ کے ساتہ طاعت اس کی کے اور نہ دوڑے مثل دوڑنے لومڑیون کے مطلب یہ ہے
کہ اللہ کی طاعت کی خاص اس کے لیے اور روباہ بازی نہ کی ایک طریقے پر جمے رہے یہ نہین کہ جس طرح روباہ کبہی
کسی سوراخ مین گہستی ہے کبہی کسی مین اس کی عادت ہے کہ وہ کئی سوراخ رکہتی ہے اسی لیے اس کا پکڑنا
دشوار ہوتا ہے (۶)۔ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ ہے کہ کہا رب ہمارا اللہ
ہے پہر استقامت کی اس کے اداے فرائض پر (۷)۔ اسی طرح قتادہ نے کہا کہا اور حسن یون کہتے تہے اللہم
انت ربنا فارزقنا الاستقامۃ یعنے اے اللہ تو ہمارا رب ہے سو تو ہم کو استقامت عطا کر آمین (۸)۔ ابو العالیہ
نے کہا ثم استقاموا اخلصوا لہ الدین والعمل یعنے پہر خالص کیا واسطے اللہ کے دین و عمل (۹)۔ امام احمد
نے سفیان ثقفی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہے ایک ایسے امر کا اسلام مین
امر فرمائین کہ مین اس کا سوال نہ کرون کسی سے بعد آپ کے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قل آمنت باللہ
ثم استقم یعنے کہہ کہ مین ایمان لایا اللہ پر پہر جا رہ کہا پس مین کس شے سے بچون تو آپ نے اپنی زبان مبارک کی
طرف اشارہ فرمایا یعنے زبان کے شر سے بچنا ورواہ النسائی من حدیث شعبۃ عن یعلی بن عطاء الخ

(۵۱) پہر امام احمد نے سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت کیا ہے کہا مینے عرض کیا یا رسول اللہ حدثنی بامر اعتصم بہ یعنی
آپ مجہسے ایک ایسا امر بیان فرمائیں کہ مین اس کو خوب مضبوط پکڑ لون فرمایا قل ربی اللہ ثم استقم مین نے عرض کیا
یا رسول اللہ وہ شے کیا ہے جس کا آپ زیادہ تر مجہ پر خوف کہتے ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی زبان مبارک کی نوک پکڑی پہر فرمایا ھٰذَا یعنے اس کا مجہ کو زیادہ تر خوف ہے وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالنَّسَائِيُّ
مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قُلْ لِّيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ
اسْتَقِمْ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مجاہد وسدی وزید بن اسلم
و فرزند زید نے کہا یعنے اترتے ہین اُن پر فرشتے وقت موت کے یہ کہتے ہوئے لَا تَخَافُوْا مجاہد وعکرمہ و زید بن
اسلم نے کہا یعنے مت ڈرو اس امر آخرت سے جس پر تم قدوم کرتے ہو وَلَا تَحْزَنُوْا اور مت رنج کرو امر دنیا پر جس کو
پیچھے چھوڑ آئے اولاد اور بی بی اور مال یا قرض پس بیشک ہم خلیفہ ہونگے تمہارے اس مین وَاَبْشِرُوْا
بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اور خوشی سنو اس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تہا پس ان کو
خوشی سناتے ہین برائی کے جانے کی اور بہلائی کے حاصل ہونے کی یہ ویسی بات ہے جو کہ حدیث براء رضی اللہ
عنہ مین آئی ہے کہا کہ فرشتے روح مومن سے کہتے ہین نکل تو اے روح پاک جسم پاک مین سے جس کو تو آباد کرتی
تہی نکل تو طرف روح و ریحان کے اور رب غیر غضبان کے یعنے طرف راحت و رزق یا خوشبو کے اور پروردگار
کے جو کہ خفا نہین ہے کسی نے کہا اترتے ہین ان پر فرشتے جس دن وہ اپنی قبرون سے نکلین گے اس
قول کو ابن جریر نے حضرت ابن عباس و سدی سے حکایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے جعفر بن سلیمان سے
روایت کیا ہے کہا مین نے سنا ثابت کو کہ انہون نے حم السجدہ پڑہی یہانتک کہ اس آیت کو پہونچے اَنَّ
الَّذِیْنَ قَالُوْا الآیہ تو ٹہیر گئے پہر کہا ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ بندہ مومن جب کہ اللہ تعالی اُس کو اُٹہائے گا
اس کی قبر سے تو استقبال کرینگے اس کا وہ دو فرشتے جو اس کے ساتھ تہے دنیا مین پہر اس سے کہینگے کہ تو
مت ڈر اور نہ غم کہا اور خوش ہو جاؤ ساتھ اس جنت کی جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تہا کہا پس اللہ تعالے امن
دیگا اس کے خوف کو اور ٹہنڈی کرے گا اس کی آنکھ پہر کوئی بڑی بلا نہ ہوگی جس سے لوگ قیامت کے دن
ڈرین گے مگر وہ مومن کے واسطے خنکی چشم ہوگی بسبب اس شے کے جس کی اللہ تبارک و تعالی نے اس کو ہدایت
کی اور بسبب اس شی کے جس کے واسطے وہ دنیا مین عمل کرتا تہا زید بن اسلم نے کہا کہ خوشخبری دین گے
اس کو فرشتے وقت اسکی موت کے اور اس کی قبر مین اور جس وقت وہ مبعوث ہوگا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ

یہ قول کل قولون کا جامع ہے اور یہ نہایت خوب ہے اور یہی واقع ہے قولہ تعالیٰ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْاٰخِرَةِ یعنے وقت حضور موت کے فرشتے مومنین سے کہتے ہین ہم تمہارے قرین اور ساتھی تہے زندگی دنیا مین
ہم تم کو راہ راست بتاتے تہے اور تم کو توفیق دیتے تہے اور تم کو محفوظ رکھتے تہے بامر الٰہی اور اسی طرح ہم تمہارے
ساتھ ہونگے آخرت مین دور کرین گے ہم تم سے وحشت کو قبرون مین اور وقت پہونکنے کے صور مین اور اس وقت بھی
ہم تم کو بعث و نشور کے دن اور پار کردین گے ہم تم کو صراط مستقیم سے اور پہونچادین گے تم کو طرف جنات نعیم
کے اور واسطے تمہارے اس مین وہ شے ہے جس کو تمہارے جی چاہین یعنے جنت مین وہ سب چیزین ہین جن
کو تم پسند کرتے ہو ان اشیاء مین سے جن کو جی چاہتے ہین اور جن سے آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین وَلَكُمْ فِيهَا مَا
تَدَّعُوْنَ یعنے جو کچھ شے تم طلب کروگے پاؤگے اور وہ تمہارے آگے حاضر ہو جائیگی جیسے تم پسند کروگے نُزُلًا
مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ یعنے ضیافت و عطاء و انعام ہے طرف سے اس ذات پاک کے جو کہ بڑا بخشنے والا ہے تمہارے
گناہون کا بڑا رحم کرنے والا ہے تم پر بڑا مہربانی کرنے والا ہے کہ اس نے مغفرت کی اور ستر کیا اور رحم و لطف فرمایا
ابن ابی حاتم نے ولکم فیہا ما تشتہی الآیہ کی تفسیر مین حدیث سوق جنت ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ سعید بن مسیب
سے مروی ہے کہ وہ ملے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا مین اللہ تعالیٰ سے یہ سوال
کرتا ہون کہ وہ جمع کرے درمیان میرے اور تیرے جنت کے بازار مین تو سعید بولے کیا اس مین بازار ہے پس
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہان خبر دی مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اہل جنت جس
وقت اس مین داخل ہونگے تو اترینگے ساتھ فضل اعمال اپنے کے پھر ان کے لیے اذن دیا جائیگا مقدار
روز جمعہ مین ایام دنیا سے پس زیارت کرین گے اللہ عز و جل کی اور ظاہر کرے گا واسطے ان کے اپنا عرش اور
ظاہر ہوگا واسطے ان کے ایک چمن مین جنت کے چمنون سے اور رکھے جائین گے واسطے ان کے منبر نور کے
اور منبر موتیون کے اور منبر یاقوت کے اور منبر زبرجد کے اور منبر سونے کے اور منبر چاندی کے اور بیٹھے گا ادنیٰ
ان کا حالانکہ ان مین کوئی دنی نہین ہے مشک و کافور کے ڈھیرون پر اور یہ خیال نہ کرین گے کہ کرسیون
والے ان سے افضل ہین مجلس مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ اور آیا
ہم دیکھین گے اپنے رب کو آپؐ نے فرمایا ہان کیا تم شک کرتے ہو دیکھنے مین سورج کے اور چاند کے چودہوین
رات ہم نے عرض کیا نہین آپؐ نے فرمایا تو اسی طرح تم شک نہ کروگے دیکھنے مین اپنے رب کے اور باقی نہ رہے گا
اس مجلس مین کوئی مگر اللہ محاضرہ کرے گا اس سے محاضرہ کرنے کے یعنے رو برو اس سے باتین کرے گا یہانتک کہ
بیشک وہ البتہ فرمائے گا واسطے مرد کے ان مین سے او فلان بن فلان کیا تو یاد رکھتا ہے جس دن تو نے
عمل کیا ایسا ایسا اس کو یاد دلائے گا بعض غدرات یعنے گناہ اس کے تو کہے گا اے میرے پالنہار کیا پھر

تونے مغفرت نہین کروی واسطے میرے تو فرمائے گا بلی فَبِسِعَةِ مَغْفِرَتِیْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ یعنے کیون نہین
پس تو میری ہی وسعت مغفرت کے سبب سے تو اپنے اس مرتبے کو پہونچا ہے کہا پہر وہ اس فنا مین کہ اس حال پر ہون گے
کہ ایک بدلی ان کو ڈہانک لے گی ان کے اوپر سے پہر وہ ان پر ایک ایسی خوشبو برسائیگی کہ مثل اس کی خوشبو کے کبھی کوئی
شے انہون نے نہ پائی ہوگی کہا پہر فرمائے گا ہمارا رب عزوجل کہڑے ہو جاؤ طرف اس کرامت کی جو مینے تمہارے واسطے
مہیا کر رکھی ہے اور لو وہ شے جس کی تم خواہش کرو کہا پہر ہم آئین گے ایک بازار مین جس کو فرشتون نے گہیر لیا
ہوگا اس مین وہ شے ہوگی جس کی مثل کی طرف آنکھون نے نہین دیکہا اور نہ کانون نے سنا اور نہ دلون مین اسکا
خطرہ گذرا کہا پہر اُٹہائی جائیگی ہمارے واسطے وہ شے جس کی ہم نے خواہش کی نہین بیچی جائے گی اس مین
کوئی شے اور نہ خریدی جائے گی اور اس بازار مین جنت والے ایک دوسرے سے ملین گے کہا پہر متوجہ ہوگا
مرد بلند مرتبہ تو وہ ملیگا اس شخص سے جو کہ اس سے دون ہے حالانکہ ان مین کوئی دنی نہین ہے پس خوش آئے گا اسکو
کو وہ لباس جو اس پر ہوگا سو وہ پوری نہ کرنے پائیگا اپنے جی کی آخر بات کو یہانتک کہ متمثل ہو جائے گا
اس پر زیادہ تر حسین اس سے اور یہ اس لیے کہ کسی کے واسطے لائق نہین ہے کہ اس مین حزن و رنج کرے پہر
ہم لوٹ آئین گے طرف اپنے گہرون کے تو استقبال کرینگی ہمارا ہماری بیبیان پہر کہین گی مَرْحَبًا وَّاَهْلًا
بِحَبِیْبِنَا یعنے مرحبا ہو ہمارے دوست کو البتہ مقرر تو تو آیا اس حال مین کہ تجہ مین جمال و خوشبو افضل ہے اس حال
سے جس پر تو ہم سے جدا ہوا تہا تو وہ کہے گا ہم نے تو آج ہمارے جبار تبارک و تعالے سے مجالست کی ہے
اور ہم کو یہی لائق ہے کہ ہم ویسی شے لیکر لوٹ کر آئین جیسے شے لیکر ہم لوٹ کر آئے وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
فِیْ صِفَةِ الْجَنَّةِ مِنْ جَامِعِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ بِهٖ نَحْوَهٗ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ
امام احمد نے حضرت انس رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ یعنے جو شخص دوست
رکہے اللہ کے ملنے کو تو دوست رکہے اللہ اسکے ملنے کو اور جو شخص ناخوش رکہے اللہ کے ملنے کو تو ناخوش
رکہے اللہ اس کے ملنے کو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب ناخوش رکہتے ہین موت کو آپ نے فرمایا نہین ہے
یہ کراہت موت کی ولیکن مومن جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس خوشی سنانے والا
طرف سے اللہ تعالے کے ساتھ اس شے کے جس کی طرف وہ جانے والا ہے تو نہین ہوتی کوئی شے محبوب تر
اس کو اس سے کہ مقرر وہ ملے اللہ تعالے سے پس اللہ دوست رکہتا ہے اس کے ملنے کو فرمایا اور بیشک فاجر
یا کافر جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس ساتھ اس شر کے جس کی طرف وہ جانیوالا

ہے یا وہ شخص جس کی طرف ملاقات کرے گا تو ناخوش رکہتا ہے اللہ کے ملنے کو یہی ناخوش رکہتا ہے اللہ اسکے
ملنے کو وھٰذا احادیث صحیحۃ وقد وردفی الصحیح من غیرھذا الوجہ ف فتح البیان کا بیان مع
توضیح یہ ہے کہ جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے وحدہ لاشریک لہ پہر دائم و ثابت رہے توحید پر اور ملتفت نہ ہوئے
طرف کسی معبود کے سوا اللہ کے ابو السعود کہتے ہین ربنا اللہ کہا اس کی ربوبیت کا اعتراف کر کے اور اس
کی وحدانیت کا اقرار کر کے یعنے نہ کوئی رب ہے اور نہ کوئی معبود ہے واسطے ہماری مگر اللہ جس طرح کہ جملہ اس
معنے کا مفید ہے پہر ثابت و دائم رہے استقامت پر کلمہ ثم واسطے تراخی زمانے کے ہے اس جہت سے کہ
استقامت ایک ایسا امر ہے کہ اسکا زمانہ ممتد ہوتا ہے خطیب کہتے ہین کہ ثم واسطے تراخی رتبہ کے ہے
فضیلت مین کیونکہ ثبات توحید پر اور ان چیزون پر جو اس کی صحیح و درست کرنے والی ہین مرنے تک یہ ایک ایسا
امر ہے اپنے علو رتبہ مین کہ ہاتھ نہین آتا ہے مگر ذوالجلال والاکرام کی توفیق سے صحابہ کی اور تابعین کی
ایک جماعت نے کہا ہے کہ استقامت کے معنے خالص کرنا عمل کا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے ابو حیان کہتے
ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتہی
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے استقامت کے معنے مین دو قول مروی ہین ایک یہ ہے کہ استقامت یہ ہے کہ
شریک نہ کرین ساتھ اللہ کے کسی شے کو دوسرا یہ ہے کہ رجوع نہ ہوئے طرف پوجنے بتون کے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے فرمایا استقاموا بطاعۃ اللہ ولم یروغوا روغان الثعلب دوسرا لفظ یہ ہے استقامت یہ ہے کہ
مستقیم ہووے تو امر و نہی پر ولا تروغ روغان الثعلب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخلاص کیا
عمل کا واسطے اللہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ادا کیے فرائض بعض صحابہ سے یون مروی ہے کہ
پہر استقامت کی اللہ کے فرائض پر قتادہ و ابن زید نے کہا استقاموا علی طاعۃ اللہ حضرت حسن نے کہا استقامت
کی اللہ کے امر پر پس عمل کیا ساتھ طاعت اس کی کے اور اجتناب کیا اس کی معصیت سے حضرت ابن عباس
و مجاہد و عکرمہ نے کہا کہ استقامت کی لا الہ الا اللہ کی شہادت پر یہانتک کہ مر گئے ثوری نے کہا عمل کیا
موافق اس کے جو کہا ربیع نے کہا اعراض کیا ماسوی اللہ سے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ زہد کیا فانی
مین اور رغبت کی باقی مین ان مین سے بعض اقوال گذر چکے ہین لیکن بسبب بعض تفاوت کے پہر ذکر کیے
گئے کلمہ اَنْ مخففہ ہے مثقلہ سے یا مفسرہ ہے یا ناصبہ مصدریہ اور کلمہ لا دو اول کی بنا پر ناہیہ ہے۔ اور
تیسرے کی بنیاد پر نافیہ خوف وہ غم ہے جو نفس کو لاحق ہوتا ہے بسبب توقع کسی مکروہ کے مستقبل مین
اور حزن وہ غم ہے جو اس کو لاحق ہوتا ہے بسبب فوت ہونے کسی نفع کے ماضی مین بالجملہ جن لوگون
نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے پہر استقامت کی اترتے ہین ان پر فرشتے اللہ پاک کے پاس سے وہ خوش خبری

لیکن جس کو وہ چاہتے ہین جلب نفع یا دفع ضرر یا رفع حزن کے یا ڈرنا موت کو وقت ہو جیسا کہ مجاہد و ابن زید نے
کہا ہے یا جب کہ وہ اپنی قبور سے کھڑے ہون گے واسطے بعث کے جیسا کہ مقاتل و قتادہ نے کہا ہے یا ان کی
زندگی مین اُن احوال مین جو اُن کو پیش آتے ہین اُنکے پاس وہ شے لاتے ہین جو ان کے سینون کو کھولتی
ہے اور خوف و حزن کو ان سے دفع کر دیتی ہے جیسا کہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے وکیع نے کہا کہ بشارت تین
جگہ ہو وقت موت کے اور قبر مین اور وقت بعث کے اور خوشخبری یہ ہے کہ مت ڈرو موت سے اور مت رنج
کرو اپنی اولاد پر کیونکہ اللہ تعالی تمہارا خلیفہ ہے ان پر کہا قال مجاہد یا مت ڈرو اپنے ثواب کی رو سے اس
لیے کہ وہ مقبول ہے اور مت رنج کرو اپنے گناہون پر کیون کہ مین ان کو تمہارے واسطے بخش دونگا جیسا
کہ عطا نے کہا ہے ظاہر عدم تخصیص تنزل ملائکہ ہے ان پر ساتھ کسی وقت معین کے اور عدم تقیید نفی خوف
و حزن ہے ساتھ کسی حالت مخصوص کے چنانچہ سب این متعلق کا حذف کرنا اسی بات کو مشعر ہے غرضکہ اول
تو دفع ضرر کی خوشی سنائی پھر جلب نفع کی خوشخبری دی پس کہا اور خوش ہو جاؤ ساتھ جنت کے جس کا
تم کو وعدہ دیا جاتا تھا یعنے رسولون کی زبان پر دنیا مین کیونکہ تم تو اس کی طرف ہو بخشنے والے اس مین
قرار پذیر ہونے والے اس کے نعیم مین ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو پھر اللہ پاک نے ان کو بشارت دی اس شے
کی جو اس سب سے اعظم و برتر ہے پس فرمایا نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ الآیۃ یعنے ہم تمہارے حفظ و معونت کے متولی
ہین دنیا و آخرت کے امور مین اور جس شخص کا اللہ ولی و ناصر ہوا تو اس نے ہر مطلب پایا اور ہر خوف سے بچا کسی نے
کہا کہ یہ منجملہ قول ملائکہ ہے مجاہد نے کہا کہ فرشتے ان سے کہتے ہین کہ ہم تمہارے وہ ساتھی ہین جو تمہارے ساتھ
دنیا مین تھے پھر جب روز قیامت ہوگا تو کہین گے ہم تم سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ تم جنت مین داخل ہو
سدی نے کہا کہ ہم تمہارے اعمال کے حافظ ہین دنیا مین اور تمہارے انصار و احباء و اولیاء ہین آخرت
مین کسی نے کہا کہ وہ ان کے واسطے شفاعت کرین گے آخرت مین اور استقبال کرین گے انکا ساتھ کرامت
کے نسفی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جس طرح شیاطین قرین ہین عاصیون کافرون کے سو اسی طرح فرشتے
متقیون کے اولیاء و احباء ہین دارین مین قولہ تعالے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ یعنے اور واسطے
تمہاری جنت مین وہ قسم قسم کی کرامتین لذتین اور طرح طرح کی نعمتین ہین جن کو تمہارے جی چاہتے
ہین وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ اور واسطے تمہاری اس مین وہ شے ہے جس کی تم تمنا کرو افتعال ہے دعا
بمعنے طلب سے ولہم ما یدعون مین اس کے معنے کا بیان پورے طور پر گزر چکا ہے فرق دونو جملون مین یہ ہے
کہ پہلا تو باعتبار ان کے نفوس کی خواہشون کے ہے اور دوسرا باعتبار اس شے کے ہے جس کو طلب کرینگے
عام ہے اس سے کہ وہ شے اس قسم سے ہو جس کی ان کے جی خواہش کرین یا نہ ہو کیونکہ یہ لازم نہین ہے کہ ہر مطلوب

مشتہی ہو جیسے فضائل علمیہ اگرچہ اول ہی من وجہ عام ہے بحسب حال دنیا کے پس ہر بعض ارادہ نہین کرتا ہے اس شے کا جس کی وہ خواہش رکھتا ہے اور اس کے مرض کو ضرر دیتی ہے مگر یون کہین کہ تمنی اعم ہے ارادہ سے۔ امام رازی فرماتے ہین قریب تر میرے نزدیک یہ بات ہو کہ قولہ تعالی وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيَ أَنْفُسُكُمْ اشارہ ہے طرف جنت روحانی کے جس کا ذکر اس آیت مین کیا گیا ہے دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الآیہ نُزُلًا کا نصب بنا بر حال ہے ہے موصول سے یا اس کے عائد سے اے ماتدعونہ نزلاً یعنے وہ شے جس کو تم طلب کروگے درآن حال کہ وہ ایک نزل ہو یا حال ہے تدعون کے فاعل سے اے نازلین یعنے درانحال کہ تم اترنے والے ہوگے منظور اس سے یہ بات بتانا ہے کہ جس شے کی وہ تمنا کرین گے وہ شی بہ نسبت اس شے کے جو ان کو عطا ہو گی ان چیزون مین سے جن کا خطرہ ان کے دل مین نہین گزرا مثل نزل ضیف ہو یا مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا اے انزلنا نزلا یا جعل مقدر کا مفعول ہے ای جعل رزقا ہنیا یعنے جس شے کو تم طلب کروگے وہ کی گئی ہو ایک روزی تیار کردہ شدہ نزل وہ رزق وضیافت ہو جو ان کے نزول کے حال مین ان کے واسطے تیار کی جائیگی نسفی کہتے ہین نزل رزق نزیل ہے یعنے مہمان اس کی تحقیق سورۂ آل عمران مین گزر چکی ہے مِنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ متعلق ہے محذوف سے جو کہ صفت ہو نزلا کی اے نزلا کائنا من غفور رحیم یا متعلق ہے تدعون سے لے تطلبونہ من جہۃ غفور رحیم یا متعلق ہے استقرار سے جس سے لکم متعلق ہے اے استقر لکم من جہۃ غفور رحیم اہل معانی کہتے ہین یہ سب چیزین جو اس آیت مین مذکور ہوئین یہ تو بطور نزل وما حضر کے ہے کہ جلدی سے پیش کر دیا اور جب کریم منان نے یہ نزل عطا کیا تو بعد اس کے جو الطاف وکرامت واجر عظیم وتحف جسیم عنایت فرمائیگا ان کو خیال کرتے ہو وہ کیا کچھ ہون گے بالجملہ جب کہ اللہ سبحانہ نے اول اس شخص کی وعید ذکر کی جس نے قرآن سے اور اس کے معنے سوچنے سے اعراض کیا اور بعد اس کے اس شخص کی فضیلت ذکر کی جس نے عبودیت کا اقرار کیا اور قلب وقالب سے مستقیم رہا تو بیان فرمایا کہ یہ مرتبہ نفس کی ذات وجوہر کا استکمال ہے اور جو شخص بعد کامل کرنے اپنے جوہر نفس کے ناقصون کی تکمیل مین مشغول ہوا تو اس کی شان بالاتر اور اسکا حال خوب تر ہے بہ نسبت اس شخص کے جس نے اپنے نفس کی تکمیل پر کفایت کی اور اپنے غیر کے حال کی طرف التفات کرنے سے اعراض کیا پس ارشاد فرمایا

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ○ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا

نیک کام اور کہا مین حکم بردار ہون اور برابر نہین نیکی اور نہ بدی جواب مین تو کہہ اس سے بہتر پہر جو تو دیکھے تو جس میں
تجہ مین دشمنی تہی جیسے دوستدار ہے ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انہین کو جو سہار رکھتے ہین اور یہہ بات
ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے اور کبہی چوک لگے تجہ کو شیطان کے چوکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک
وہ ہی ہے سنتا جانتا **ف** برابر نہین نیکی برائی اور نہ برائی نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا برا معاملہ کرے
اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہین جیسے دوست اگرچہ دل مین نہ ہون **ف**
حوصلہ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر سامنے سے بہلی کہے یہ اقبال بندون کو ملتا ہے **ف** یعنی
کبہی بے اختیار غصہ چڑہ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور وسوسہ ہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
اللہ عز وجل فرماتا ہے اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف یعنی بلایا اللہ کے بندون کو طرف
اس کے اور کیا نیک کام اور کہا مین ہون حکم بردارون سے یعنی اور وہ خود راہ یاب ہے اس بات کو ساتہ
جس کو کہتا ہے پس نفع اس کا واسطے اپنی جان کے اور اپنے غیر کے لازم و متعدی ہے اور وہ ان مین سے
نہین ہے جو حکم کرتے ہین نیک بات کا اور خود نہین کرتے اور منع کرتے ہین بری بات سے اور آپ اس کو
کرتے ہین بلکہ وہ خود نیکی بجا لاتا ہے اور بدی چہوڑتا ہے اور خلق کو خالق تبارک و تعالے کی طرف بلاتا ہے
یہ آیت کریمہ عام ہے ہر اس شخص مین جس نے خیر کی طرف بلایا اور وہ خود راہ یاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سب لوگون سے بڑہ کر اس کے سزاوار ہین جیسا کہ محمد بن سیرین وسدی وعبدالرحمن بن زید بن
اسلم نے کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے مؤذنین صلحا ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثابت ہوا ہے کہ اذان
دینے والے دراز تر لوگون کے ہون گے ازروی گردنون کے قیامت کے دن (۲) سنن مین مرفوعًا آیا ہے
کہ امام ضامن ہے اور مؤذن مؤتمن پس ہدایت کرے اللہ اماموں کو اور مغفرت کرے واسطے مؤذنون
کے (۳) ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حصے مؤذنون
کے نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن مثل حصون مجاہدون کے ہون گے اور وہ درمیان اذان و
اقامت کے مثل اس شخص کے ہے جو تڑپ رہا ہے اللہ تعالے کی راہ مین اپنے خون مین (۴) کہا اور
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین مؤذن ہوتا تو پروا نہ کرتا اس کی کہ حج نہ کرون اور نہ عمرہ کرون
(۵) کہا اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین مؤذن ہوتا تو کامل ہوتا میرا امر
اور پروا نہ کرتا مین اس کی کہ محنت نہ اٹہاؤن واسطے قیام شب کے اور نہ واسطے صیام روز کے مین نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے اے اللہ مغفرت کر واسطے مؤذنون کے تین بار کہا
پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمکو چہوڑ دیا حالانکہ ہم تو لڑتے ہین اذان پر تلوارین لیکر آپ

نے فرمایا کلا یا عمر یعنے اللہ سب کو بخشے اے عمر بیشک شان یہ ہے کہ عنقریب آئیگا لوگون پر ایک زمانہ کہ چھوڑ دینگے اذان کو اپنے ضعفا پر اور وہ گوشت جن کو اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے آگ پر مؤذنون کے گوشت ہین (۶) کہا اور حضرت عائشہ ام المومنین رضے اللہ عنہا نے فرمایا اور واسطے اُن کے یعنے مؤذنون کے یہ آیت ہے ومن احسن الآیہ فرمایا پس وہ مؤذن ہے جبکہ اس نے کہا حی علے الصلوۃ تو مقرر اس نے بلایا طرف اللہ کے (۷) اور اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما اور عکرمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین موذنون کے بغوی نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وعمل صالحا کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنے دو رکعت نماز درمیان اذان و اقامت کے پھر بغوی نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے درمیان ہر دو اذان کے نماز ہے پھر تیسری بار مین فرمایا لمن شاء یعنی اس کے واسطے جو چاہے وَقَدْ اَخْرَجَہُ الْجَمَاعَۃُ فِیْ کُتُبِہِمْ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْہُ اور وارد کی حدیث ثوری کی عن زید العمی عن ابی ایاس معاویہ بن قرۃ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال الثوری لا اراہ الا قد رفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ دعا رد نہین کی جاتی ہے درمیان اذان و اقامت کے وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ کُلُّہُمْ مِنْ حَدِیْثِ الثَّوْرِیِّ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ بِہٖ صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے حق مین مؤذنون کے اور ان کے غیر مین اس لیے کہ وقت نزول اس آیت کے اذان ہی بالکل مشروع نہین ہوئی تھی کیونکہ یہ سورت مکی ہے اور اذان جو مشروع ہوئی ہے سو مدینہ منورہ مین بعد ہجرت کے جب کہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کو خواب مین دکھائی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اسکا قصہ بیان کیا پس آپ نے عبد اللہ کو حکم دیا کہ بلال رضی اللہ عنہ پر اس کا القا کرین اس واسطے کہ ان کی آواز زیادہ تر بلند ہے چنانچہ یہ امر اپنی جگہہ مین مقرر ہے تو اب صحیح یہی بات ٹھیری کہ آیت عام ہے جس طرح کہ عبد الرزاق نے عن معمر عن الحسن البصری روایت کیا ہے کہ انھون نے یہ آیت پڑہی ومن احسن الآیۃ تو یون فرمایا ہذا حبیب اللہ ہذا ولی اللہ ہذا صفوۃ اللہ ہذا خیرۃ اللہ ہذا احب اہل الارض الے اللہ اجاب اللہ فے دعوتہ ودعا الناس الی ما اجاب اللہ فیہ من دعوتہ وعمل صالحا فے اجابتہ وقال اننی من المسلمین ہذا خلیفۃ اللہ قولہ تعالے وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ یعنے برابر نہین ہوتی ہے نیکی اور بدی دونون مین بڑا فرق ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ یعنے جس نے تجھہ سے برائی کی ہے تو تو اس پر احسان کرکے اپنے سے اس کو دفع کر جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نہین عقاب کیا تو نے اس کو جس نے تیرے حق مین اللہ کی نافرمانی

کی مثل اس کے کہ تو اس کے بارے مین اللہ کی اطاعت کرے مطلب یہ ہو کہ جس نے تیرے ساتھہ برائی کی اور اللہ کا
عاصی ہوا تو اُس کے ساتھہ نیکی کر اور اللہ کا مطیع ہو اس سے بڑہ کر اس کے حق مین کوئی عقاب نہین ہے فَاِذَا الَّذِیْ
بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ولی بمعنے دوست ہی اور حمیم بمعنے قریب یعنی جب تو اس سے نیکی کریگا
جس نے تجہ سے بدی کی ہے تو یہہ تیرا اس سے نیکی کرنا اس کو کہینچ لیجائے گا طرف تیری مصافات و محبت و شفقت
کے یہانتک کہ وہ تیرا دوست و شفیق ہو جائے گا گویا تیرا سچا دوست اور تیرا رشتہ دار ہے باین طور کہ تجہ پر شفقت
کریگا اور تجہ سے بہلائی کرے گا پہر اللہ عزوجل نے فرمایا وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا یعنے اس وصیت کو وہی
قبول کریگا اور اس پر عامل ہوگا جو کہ اس پر صبر کرے گا کیونکہ یہ امر نفوس پر شاق و دشوار ہوتا ہے وَمَا یُلَقّٰهَاۤ
اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ یعنے یہ برتاو اسی کو نصیب ہوتا ہے جو کہ دنیا و آخرت مین سعادت و بہرہ مندی سے صاحب
بہرہ وافر ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے مومنوں
کو امر فرمایا ہے صبر کا وقت غصے کے اور حلم و بردباری کا وقت جہل کے اور عفو و درگزر کا وقت برائی کرنے
کے پہر جب انہون نے یہ کام کیے تو اللہ تعالی ان کو شیطان سے محفوظ رکہے گا اور ان کا دشمن ان کے لیے
خاشع و فروتن ہو جائے گا گویا وہ ولی حمیم ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنے
انس کا شیطان تو بسا اوقات اس کے ساتھہ نیکی کرنے سے فریفتہ ہو جاتا ہے اب رہا جن کا شیطان سو اس کے
بارے مین کوئی حیلہ و تدبیر نہین بن آتی ہے مگر پناہ مانگنا اس کے خالق کے ساتھہ جس نے اس کو تجہ پر مسلط کیا
ہے پس جب تو پناہ مانگے گا ساتھہ اللہ تعالے کے اور اس کی طرف ملتجی ہوگا تو وہ اس کو تجہ سے روک دے گا
اور اس کے کید و مکر کو رد فرما وے گا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کہڑے ہوتے تو فرماتے
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ قرآن شریف مین اس
مقام کی کوئی نظیر نہین ہے مگر سورہ اعراف مین یہ آیت ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْجٰهِلِیْنَ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور سورہ مومنین مین یہ
آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ
الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے اور اس سے بہتر
کس کی بات جس نے بلایا طرف اللہ کے یعنے اسکی توحید و طاعت کی طرف حضرت حسن فرماتے ہین یہ شخص مومن
ہے کہ اس نے جواب دیا اللہ کو اس کی دعوت مین یعنے اس کے بلانے کو قبول کیا اور بلایا لوگون کو طرف اس
شے کے جس مین اس نے اللہ کو جواب دیا یعنے اللہ کی طاعت اور نیک عمل کیا اپنے جواب دینے مین اور کہا
بیشک مین حکم بردارون سے ہون واسطے اپنے رب کے اس کہنے سے غرض صرف کہنا ہی نہین ہے بلکہ اس کہنے

کے ساتھ دل کا اعتقاد ملائے پس اپنے دل سے دین اسلام کی حقیقت کا معتقد ہو مع اس تلفظ کے یعنے دل سے اسلام
کا معتقد ہوا اور اس سے فرحان وشادان ہوکر اور اس کو اپنا دین ومذہب ٹھیرا کر اور اس کے ساتھ فخر کر کے
زبان سے کہا وانني من المسلمين ابن سیرین وسدی وابن زید نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین
یہ قول حضرت حسن سے بھی مروی ہے عکرمہ وقیس بن ابی حازم ومجاہد نے کہا کہ موذنون مین نازل ہوئی اس
مین جو بحث ہے وہ اول گزر چکی ہے اولی حمل آیت کا ہے عموم پر جیسا کہ لفظ اس کا مقتضی ہے اور جو اس کا
سبب نزول ہے وہ تو بدخول اولی اس مین داخل ہے پس ہر وہ شخص جس نے جمع کیا درمیان بلانے بندون
کے طرف اس شے کے جس کو اللہ نے مشروع کیا ہے اور نیک عمل کیا یہ وہی ادا کرنا اس شی کا ہے جو اللہ تعالے
نے اس پر فرض کی ہے مع اجتناب کرنے اس شی کے جو اللہ پاک نے اس پر حرام کی ہے اور تھا مسلمانون کے
دین مین نہ ان کے غیر سے تو کوئی شے اس سے بہتر نہین ہے اور نہ واضح تر ہے اس کے طریقے سے اور نہ
زیادہ تر ہے ثواب مین اس کے عمل سے **دعوت الی اللہ کے مراتب ہین** پہلا مرتبہ انبیا علیہم
السلام کی دعوت کا ہے کیونکہ یہ حضرات بلاتے ہین طرف اللہ پاک کے ساتھ حجتون برہانون کے اور سیف
کے یہ مرتبہ غیر انبیا کے واسطے نہین ہے دوسرا مرتبہ علما کی دعوت کا ہے یہ لوگ اللہ تعالی کی طرف دعوت
کرتے ہین ساتھ دلائل وبراہین کے فقط **علما تین قسم ہین** ایک عالم باللہ غیر عالم بامر اللہ دوسرا عالم
بامر اللہ غیر عالم باللہ تیسرا عالم باللہ وعالم بامر اللہ **پس اول** تو وہ بندہ ہے جس کے دل پر اللہ تعالی کی معرفت
مستولی ہوگئی سو وہ اس کے نور جلال وصفات کبریائی کے مشاہدے مین مستغرق ہوگیا پس وہ علم احکام کے سیکھنے
کے واسطے فارغ نہین ہوتا ہے مگر اس قدر جو ضروری ہے **دوسرا** عالم بامر اللہ غیر عالم باللہ یہ وہ ہین جنہون
حلال وحرام پہچانا اور دقائق احکام کو جانا لیکن اسرار جلال اللہ کو اور اس کے جمال کو نہین پہچانتے ہین رہے
تیسری قسم کے علما یعنے عالم باللہ وباحکام اللہ سو یہ لوگ جامع ہین فضائل ہر دو قسمین اولین کے یہ کبھی تو
بحسب ارادہ ساتھ اللہ تعالی کے ہوتے ہین اور کبھی برحمت وشفقت ساتھ خلق کے پس جب خلق کی طرف رجوع
ہوتے ہین تو انکے ساتھ ایسے ہوجاتے ہین جیسے ان مین کے ایک گویا وہ اللہ تعالی کو پہچانتے نہین ہین اور
جس وقت اپنے رب کے ساتھ تنہا ہوتے ہین تو اس کے ذکر مین مشغول ہوجاتے ہین گویا وہ خلق کو پہچانتے ہی
نہین ہین یہ راہ ہے مرسلین وصدیقین کی **تیسرا مرتبہ** دعوت کا دعوت بسیف ہے یہ مرتبہ بادشاہون
کے واسطے ہے کیونکہ یہ لوگ کفار سے لڑتے ہین یہانتک کہ اللہ کے دین وطاعت مین داخل ہوجائین
چوتھا مرتبہ دعوت کا بلانا موذنون کا ہے طرف نماز کے سو یہ بھی اللہ تعالی کی طرف اور اس کی طاعت کی
طرف بلانے والے ہین یہ مرتبہ اضعف مراتب دعوت الی اللہ ہے پس جب ہر مرتبہ ان مراتب مین سے داخل

ہوا دعوت الی اللہ مین تو یہ بات ظاہر ہو گئی کہ آیت کی تخصیص ان مراتب مین سے بعض کے ساتھ بیوجہ ہے بالجملہ
بہترین اقوال اس شخص کا قول ہے جو ان تین خصلتون کا جامع ہے ایک تو اللہ تعالی کی طرف بلانا دوسرے
عمل صالح تیسرے دین اسلام کو اپنا دین ٹھیرانا اور اس سے خوش ہونا اور اس کے ساتھ فخر کرنا پھر جب اللہ
پاک نے مشرکون کی برائیان شمار کین اور انکا سوء انجام بیان کیا تو اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آمادہ
کرنا شروع فرمایا اس بات پر کہ ان کو اللہ کی اور اس کی طاعت کی طرف بلائے جائین پس ارشاد فرمایا ولا
تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ مراد حسنہ سے وہ شے ہے جس پر آپ قائم ہین یعنے دین حق کی طرف ان کو بلانا اور
اُن کی جہالت پر صبر کرنا اور ان سے انتقام نہ لینا اور ان کی سفاہت وحماقت کی طرف التفات نہ کرنا اور
سیئہ سے مراد وہ مخالفت وعناد ہے جو انہون نے ظاہر کیا جیسے ان کا یہ قول کہ قلوبنا فی اکنۃ الآیہ اور
یہ قول لا تسمعوا لہذا القرآن الآیہ تو گویا اللہ پاک نے یون فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا فعل
تو حسنہ ہے اور ان کا فعل سیئہ اور جزا ر حسن انجام مین حسنہ وسیئہ برابر نہین ہوتے ہین تو جس وقت تو نے یہ
حسنہ کیا تو تو مستوجب تعظیم ہوا دنیا مین اور مستحق ثواب ہوا آخرت مین اور وہ اس کی ضد مین تو یہ لائق نہین ہے
کہ ان کا اس سیئہ پر اقدام کرنا تجھ کو مانع ہو اس حسنہ مین مشغول ہونے سے تو تو ان کو اللہ کی طرف بلائے جا
اور ان کے ماننے نہ ماننے سے کچھ بحث نہین کسی نے کہا کہ برابر نہین ہوتی ہے وہ حسنہ جس سے اللہ پاک راضی
ہوتا ہے اور جس پر ثواب دیتا ہے اور وہ سیئہ جس کو اللہ تعالی مکروہ رکھتا ہے اور جس پر عقاب کرتا ہے کسی نے
کہا کہ حسنہ توحید ہے اور سیئہ شرک کسی نے کہا کہ حسنہ مدارات ہے اور سیئہ غلظت ودرشتی کسی نے کہا
حسنہ عفو ہے اور سیئہ انتصار یعنے بدلا لینا کسی نے کہا حسنہ علم ہے اور سیئہ فحش اس کے سوا اور اقوال بھی ہین
اس کی کوی وجہ نہین ہے کہ حسنہ کی کسی نوع کے ساتھ انواع طاعات سے تخصیص کی جائے اور اسی طرح
تخصیص سیئہ کی کسی نوع کے ساتھ انواع معاصی سے کیونکہ لفظ اس سے زیادہ تر وسیع ہے فراء نے کہا کہ
ولا السیئۃ مین کلمہ لا زائد ہے کرخی نے کہا واسطے تاکید کے اس لیے کہ استوا ایک کے ساتھ مکتفی نہین ہوتا ہے پس
معنے یہ ہین برابر نہین ہوتی ہے حسنہ ساتھ سیئہ کے بلکہ حسنہ خیر ہے اور سیئہ شر ہے ابو السعود کہتے ہین جملہ ولا
تستوی الحسنۃ الخ مستانفہ ہے واسطے بیان محاسن اعمال کے لایا گیا ہے وہ اعمال جو جاری ہین درمیان بندون
کے بعد بیان ان محاسن اعمال کے جو کہ جاری ہین درمیان بندے کے اور رب عزوجل کے منظور اس سے ترغیب
دینا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کرنے مین مشرکون کی ایذا پر اور ان کی برائی کے مقابلہ کرنے مین تا
بھلائی کرنے کے اور جملہ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ استیناف مبین ہے واسطے حسن عاقبت حسنہ کے یعنے جب
برائی کرنے والے کی طرف سے تجھ کو برائی آئے تو جن بھلائیون سے اس کا دفع ممکن ہے ان مین سے بہترین

بھلائی کے ساتھ اس کو دفع کر منجملہ اس کے مقابلہ برائی کرنے کا ساتھ بھلائی کرنے کے اور گناہ کا ساتھ عفو کے
اور غضب کا ساتھ صبر کے اور چشم پوشی کرنا ہفوات و زلات سے اور برداشت کرنا مکروہات کی حضرت ابن عباسؓ نے
فرمایا ملاقات کر تو اس کی ساتھ سلام کے مجاہد و عطا نے کہا یعنے بالسلام اذا لقی من یعادیہ کسی نے کہا بالمصافحۃ
عند التلاقی مطلب یہ ہے کہ حسنہ و سیئہ اپنی ذات میں متفاوت ہیں کوئی نیکی اعلےٰ درجہ کی کوئی اوسط کوئی ادنیٰ اسی
طرح سیئہ بھی پس جب کہ تجھ کو دو نیکیاں پیش آئیں تو وہ نیکی لے جو دوسری سے بہتر و خوب تر ہے پھر اس کے ساتھ
دفع کر اس برائی کو جو تجھ پر وارد ہوا اپنے بعض اعدا سے مثلاً اگر کسی شخص نے تجھ سے کوئی برائی کی تو حسنہ یہ ہے کہ
تو اس کو معاف کردے اور وہ حسنہ جو احسن و بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کی برائی کی جگہہ تو اس کے ساتھ احسان کر
مثلاً وہ تیری ذم کرتا ہے تو تو اس کی مدح کرے یا وہ تیرے لڑکے کو مار ڈالے تو تو اس کے بیٹے کو اس کے دشمن
کے ہاتھ سے فدیہ دیکر چھڑائے بالتی ہی احسن کو جو بجائے بالحسنہ کے رکھا سو اس لیے کہ حسنہ کے ساتھ دفع کرنے میں
خوب مبالغہ ہو جائے کیونکہ جس نے دفع کیا ساتھ احسن کے تو اس پر آسان ہو جائیگا دفع کرنا ساتھ اس شے
کے جو اس سے کم درجہ کی ہے پھر جو فائدہ دفع بالتی ہی احسن سے حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کیا فاذا الذی
الآیہ یعنے جب تو یہ دفع کرے گا تو دشمن مثل دوست کے اور بعید مثل قریب کے ہو جائیگا مقاتل نے کہا آیت
حق میں ابو سفیان بن حرب کے نازل ہوئی یہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تھا پھر آپ کا دوست ہوگیا بسبب
سسرالی رشتہ کے جو درمیان آپ کے اور اس کے واقع ہوا پھر مسلمان ہوا تو دوست ہوگیا اسلام میں حمیم ہوگیا یہ
سبب صہارت کے اس کے سوا اور کچھ بھی کہا ہے اولیٰ حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر ضمیر وما یلقاہا کی راجع ہے
طرف فعلہ یا حالت کے جیسا کہ زجاج نے کہا ہے وہ حالت یہی دفع کرنا سیئہ کا ہے ساتھ حسنہ کے یعنے نہیں
دیے جاتے اس فعل و حالت خاص کو مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا غصے کے پی جانے اور مکروہ و ناخوش
کی برداشت پر اور سختیوں کے گھونٹ اتارنے پر اور بدلہ نہ لینے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
آدمی ہے کہ اس کا بھائی اسے گالی دیتا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ مجھے بخشے اور اگر وہ جھوٹا ہے
تو اللہ تجھے بخشے سبحان اللہ سوا نفوس قدسیہ کے بھلا یہ کام کسی اور کا ہے اسی لیے فرمایا وَمَا يُلَقّٰهَا
اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ یعنے یہ بات اسی کو ملتی ہے جو کہ ثواب و خیر میں بڑے حصے والا ہے یا جس کو خلق حسن
و کمال نفس سے بڑا حصہ ملا ہے یہ قول انسب ہے قتادہ نے کہا کہ حظ عظیم جنت ہے لئے وما یلقاہا الا من وجبت
لہ الجنۃ کسی نے کہا کہ ضمیر یلقاہا کی جنت کی طرف راجع ہے کسی نے کہا کہ کلمہ توحید کی طرف جمہور نے
یلقاہا کو تلقیہ سے پڑھا ہے اور طلحہ بن مصرف و ابن کثیر نے ایک روایت میں تلاقاہا ملاقات سے پھر اللہ
تعالیٰ نے شیطان سے پناہ مانگنے کا امر فرمایا وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ الآیہ نزغ مشابہ نخس کے ہے نخس کہتے ہیں

چونکا مارنے کو چھیڑنے کو اس کے ساتھہ وسوسے کو تشبیہ دی ہے اس واسطے کہ وسوسہ شر پر باعث ہوتا ہے صحاح مین
کہا نزغ الشیطان بینہم یعنے شیطان نے ان کے آپس مین فساد ڈالا و نزغہ بکلمہ یعنے اس مین طعن کی مثل نخسہ
بعود او باصبع یعنے اس کو چونکا مارا لکڑی سے یا انگلی سے نزغ کو نازغ ٹھیرایا بطور مجاز عقلی کے جیسے جدّ جدہ
یا مراد نزغ سے نازغ ہے شیطان کو موصوف بمصدر کیا ہے بطور مبالغے کے یا یہ سبب اس کے تسویل و تزیین کے
کلمہ مِن ابتدائیہ ہے یعنے ایسا نزغ کہ ناشی و صادر ہے شیطان کی جہت سے اور جب نزغ بمعنے نازغ ہو تو کلمہ مِن
تجریدیہ ہوگا با این معنے کہ شیطان سے ایک اور شیطان نکالا اور اس کا نام نازغ رکھا اب کلام مین دو مجاز ہونگے
ایک تو یہ ہوا کہ وسوسہ کی تعبیر نزغ کے ساتھہ کی دوسرا یہ ہوا کہ شیطان کو نازغ ٹھیرایا کلمہ امّا مین اِن شرطیہ ہے اور مَا زائدہ
واسطے تاکید معنے شرطیت و استلزام کے اسی لیے نون تاکید کا فعل شرط سے لاحق ہوا ہے اس لیے کہ نون تاکید
کا اس کے ساتھہ لاحق نہین کیا جاتا ہے جبتک کہ شرطیہ کی تاکید مَا کے ساتھہ نہ کی جائے معنے یہ ہین کہ اگر پہیرے
تجہ کو شیطان اس چیز سے منجملہ ان چیزون کے جن کو اللہ تعالی نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے یا تجہ کو روکے دفع
کرنے سے ساتھہ بہترین حسنہ کے اور بدترین سیئہ کے ساتھہ دفع کرنے کا تجہ کو حکم کرے تو تو پناہ مانگ ساتھہ
اللہ کے اس کی شر سے اور اپنے حلم پر چل اور اس کا کہا مت مان اور اللہ کی مشروع کی ہوئی شے کو کر یا بہترین
حسنہ کے ساتھہ دفع کر جملہ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تعلیل ما قبل ہے یعنے اللہ کے ساتھہ اس لیے پناہ مانگ
کہ وہ بڑا سننے والا ہے ہر سننے کی بات کا اسی حملہ سے تیرا پناہ مانگنا ہے اور بڑا جاننے والا ہے ہر جاننے کی
شے کا اسی مین سے تیرا افعل و حال ہے اور جو ذات پاک ایسا بڑا سننے جاننے والا ہے تو وہ ضرور پناہ دیتا ہے اس کو
جو اس سے پناہ مانگتا ہے نکتہ یہان انہ ہو السمیع العلیم فرمایا بزیادت کلمہ ہو و الف و لام تعریف اور سورہ اعراف
مین انہ سمیع علیم بدون ان دونون کے اس کی یہ وجہ ہے کہ یہان ایسے کلام سے متصل ہے جس کی تکرار و حصر
کے ساتھہ تاکید کی گئی ہے یعنے و ما یلقاہا الآیہ سو یہان اس تاکید کے مناسب ایسا ہی کلام مؤکد ہے اور وہان
چونکہ کلام تاکید سے خالی ہے اس لیے کلام حسب قیاس لایا گیا وہ قیاس یہی ہے کہ مسند الیہ معرفہ ہو اور مسند نکرہ
بخاری و مسلم وغیرہما نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ دو شخصون نے دشنام دہی کی نزدیک نبی
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پہران مین سے ایک کا غصہ سخت ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا بیشک مین
البتہ جانتا ہون ایک کلمہ کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس سے غصہ جاتا رہتا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پس
وہ شخص بولا کیا آپ مجہ کو مجنون خیال کرتے ہین تو آپ نے یہ آیت پڑہی و اما ینزغنک الآیۃ **حکایت** مولانا
الشیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ مین ذکر فرمایا ہے مروی ہے کہ ایک اعرابی فصحائے عرب مین
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ یہ سن چکا تہا کہ آپ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور آپ پر لکہا

ایسی کتاب معجز نازل کی گئی ہے کہ اُس کے معارضہ سے فصحائے عرب عاجز ہوتے ہین پس اس نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر جو نازل کیا گیا ہے آیا اس مین ہے مثل اس کے جو مین نے کہا ہے تو آپؐ نے فرمایا تو نے کیا کہا ہے پس اس اعرابی نے کہا مین نے یہ کہا ہے ؎

وَحَیِّ ذَوِی الْاَضْغَانِ تَسْبِ عُقُوْلَهُمْ	تَحِیَّتَكَ الْقُرْبٰی فَقَدْ یَرْقَعُ النَّغَلْ
وَاِنْ جَهَرُوْا بِالْقَوْلِ فَاعْفُ تَكَرُّمًا	وَاِنْ سَتَرُوْا عَنْكَ الْمَلَامَةَ لَمْ تَسَلْ
فَاِنَّ الَّذِیْ یُؤْذِیْكَ مِنْهُ اسْمَاعُهٗ	وَاِنَّ الَّذِیْ قَدْ قِیْلَ خَلْفَكَ لَمْ یُقَلْ

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑہی وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ الآیہ تو وہ اعرابی بول اٹھا ہذا واللہ السحر الحلال واللہ ما تخیلت ولا کان فی علمی انہ نزل ویوتے باحسن مما قلت اشہد انک رسول اللہ واللہ ما خرج ہذا الا من ذی ال انتہے کلامہ ذکرہ شیخ زادہ رضی اللہ تعالے عنہ ال یعنے اللہ عزوجل ہے ای واللہ ما بلغ ہذا الکلام الا من ہو رسول اللہ جاء بہ من عند ربہ لانہ خارج عن وسع البشر یعنے واللہ یہ کلام سحر حلال ہے واللہ مین نے یہ خیال نہ کیا اور نہ میرے علم مین تہا کہ وہ نازل ہوا اور لایا جائیگا بہتر اس سے جو مین نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تم اللہ کے رسول ہو واللہ نہین پہونچا یا اس کلام کو مگر اُس نے جو کہ اللہ کا رسول ہے لایا اُس کو اپنے رب کے پاس سے کیونکہ وہ بشر کی طاقت سے خارج ہے بالجملہ برائی کا مقابلہ اچہی سے اچہی بہلائی کے ساتہ کرنا اُسی بختاور آدمی کا کام ہے جس کو فضائل نفسانی و قوت روحانی سے بڑا حصہ ملا ہے کیونکہ انتقام مین مشغول ہونا جو ہوتا ہے سو صرف بوجہ ضعف نفس کے اور اس لیے کہ نفس واردات خارجیہ سے اثر پذیر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ جب نفس قویۃ الجوہر ہوتا ہے تو خارجی واردات سے متاثر نہین ہوتا اور جب اُن سے متاثر نہ ہوا تو اُن کی برداشت بہی اُس پر دشوار نہین ہوتی ہے اور نہ وہ انتقام مین مشغول ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ نیک سیرت اُسی کو ملتی ہے جو کہ قوت و صفائے نفس سے صاحب بہرۂ عظیم ہے یہ بہی احتمال ہے کہ یہ معنے ہون کہ یہ نیک خصلت اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو کہ بہرۂ عظیم والا ہے ثواب آخرت سے تو اس وجہ پر قولہ وما یلقاہا الا الذین صبروا ان کی مدح ہوگا بسبب اُنکے صبر کرنے کے اور قولہ وما یلقاہا الا ذو حظ عظیم وعدہ ہوگا بزرگتر حظ کا ثواب سے پہر حبیب اللہ پاک نے اگلی آیت مین یہ بات بیان فرمائی کہ بہتر اعمال واقوال دعوت الی اللہ ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ دعوت الی اللہ کے طریقون مین بڑا عمدہ طریقہ بیان کرنا دلائل کا ہے اور قائم کرنا حجتون براہینون کا جو کہ دلالت کرتی ہین وجود معبود برحق پر جو کہ موصوف بفردانیت وقدرت قاہرہ وحکمت بالغہ ہے تو اب ان دلیلون کی تقریر شروع کی پس ارشاد فرمایا وَ

مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور اُس کی قدرت کے نمونے ہین رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے وہ بنائے اگر تم اُسی کو پوجتے ہو پھر اگر غرور کرین تو جو لوگ نزدیک تیرے رب کے ہین پاکی بولتے ہین اُس کی رات اور دن اور وہ نہین تھکتے اور ایک اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اُتارا ہم نے اُس پر پانی تازی ہوئی اور اُبھری بیشک جس نے اُس کو جلایا وہ جلاوے گا مردے وہ سب چیز کر سکتا ہے **ف** یہ کیا چیز ہین اور ان کا غرور کیا چیز ہے انتھے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی آگاہ کرتا ہے خلق کو اپنی قدرت عظیم پر اور اس پر کہ کوئی اُس کا نظیر و مثل نہین ہے اور وہ قادر ہے اُس شی پر جسکو چاہتا ہے اور اُس کی قدرت کی نشانیون مین سے رات دن سورج چاند ہین یعنے اس نے رات بنائی مع اس کی تاریکی کے اور دن مع اُس کی روشنی کے اور یہ دونون ایک کے پیچھے ایک آتے رہتے ہین تھکتے نہین اور بنایا سورج اور اُس کا نور و روشنی اور چاند اور اُس کی روشنی اور ٹھیرایا اندازہ اُس کی منزلون کا اس کے فلک مین اور اختلاف چال کا اپنے فلک مین تاکہ اس کی اور سورج کی چال کے اختلاف سے پہچانا جاے مقدار شب و روز کا اور جمعون کا اور مہینون برسون کا اور اس کی وجہ سے حقوق و اوقات عبادات و معاملات کا پورا ہونا ظاہر ہو جائے پھر جو اجرام جن کا عالم علوی و سفلی مین مشاہدہ ہوتا ہے ان سب مین سورج اور چاند چونکہ حسین تر تھے اس لیے اللہ پاک نے اس پر آگاہی بخشی کہ یہ دونون مخلوق ہین دو بندے ہین اُس کے بندون مین سے اُس کے قہر و تسخیر کے تحت مین مقہور و مسخر ہین پس فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے اُنکو بنایا اگر تم اُسی کو پوجتے ہو یعنے اسی کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو پس تمہارا اُس کو پوجنا مع اس کے کہ اُس کے غیر کو بھی پوجو تم کو کچھ نفع نہ دیگا کیونکہ وہ اس کو نہین بخشتا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاے اسی لیے یون فرمایا پھر اگر وہ تکبر کرین یعنے تنہا اُس کے پوجنے سے اور اسی پر اڑین کہ شریک کرین اُس کے ساتھ اُس کے غیر کو تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہین یعنے فرشتے وہ اُسکی پاکی بولتے ہین رات دن اور وہ نہین تھکتے کما قال تعالے فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ حافظ ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت گالی دو رات کو اور نہ دن کو اور نہ سورج کو اور نہ چاند کو اور نہ ہوا کو

یعنی اگر ان کا فرون نے سجدہ سے انکار کیا تو رب کے بندے بہت ہین جو دن رات اس کی پاکی بیان کرتے ہین اور تھکتے نہین ۱۲

کو کیونکہ بہیجی جاتی ہین رحمت واسطے ایک قوم کے اور عذاب واسطے ایک قوم کے قولہ تعالی ومن آیاتہ الایۃ یعنے اور اُس کی نشانیون سے اُس کی قدرت پر مردون کے پہر زندہ کرنے پر یہہ ہے کہ تو دیکہتا ہے زمین کو خاشعہ یعنے ماندہ ساکن اُس مین کچہ روئیدگی نہین بلکہ وہ مردہ ہوتی ہے پہر جب ہم نے اتارا اُس پر پانی تو اُس نے نکالین سب قسم کی کہیتیان اور میوے ان الذی احیاہا الآیہ یعنے جس نے اُس کو زندہ کیا وہی مردون کا زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت ہے ف فتح البیان کا بیان فاتحہ مع توضیح یہ ہے کہ رات اور دن آیات قدرت الٰہی سے اس بات مین ہین کہ ایک حد معلوم پر ایک دوسرے کے پیچہے لگی آتی ہین اور ایک قدر مقسوم پر نوبت بنوبت آتی جاتی ہین اور سورج اور چاند اس بات مین کہ ہر ایک ان مین سے ایک اندازہ کی ہوئی چال اور ایک نور مقرر کے ساتہ مختص ہے روشن دونون ہین مگر ہر ایک کی روشنی جدا چلتے دونون ہین مگر ہر ایک کی نئی چال نیا انداز جدا جدا رنگ ڈہنگ ایک کا تسلط دن کو دوسرے کا رات کو غرضکہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچہے آنا ایسے طور پر جس کے اوپر خلق کے منافع و مصالح متفرع ہوتے ہین اور مہر و ماہ کا اس کام کے واسطے مسخر کرنا جو ان کے ارادہ کیا جاتا ہے اُن ظاہر تر نشانیون سے ہے جو اللہ پاک کے وجود باجود پر اور اس کی وحدانیت و کمال علم و حکمت پر دلالت کرتی ہین رہی یہ بات کہ چار چیزون سے تعرض کیا باوجود اس کے کہ پوجنے والون نے جو پوجا ہے وہ سورج اور چاند ہین جیسا کہ آیندہ آئیگا رات دن کو نہین پوجا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور یہ بات بتانا ہے کہ سورج اور چاند پورے طور پر سجدہ کرنے کے رتبہ سے گرے ہوئے ہین باین طور کہ مخلوقیت کے اندر ان کو اعراض کے رشتے مین پرویا ہے کون اعراض جن کو بذات خود کسی طرح کا قیام نہین ہے اور یہی بہید ہے کہ کل کو آیات کے سلک مین نظم کیا ہے مطلب یہ کہ سجدے کی لیاقت نہ ہونے مین جیسے اعراض وغیرہ مخلوق ہے ویسے ہی یہ بہی اس بات مین اور مخلوق سے ان کو کوئی شرف حاصل نہین ہین جس طرح اور خلق اپنے خالق کی وحدانیت و قدرت پر دال ہے اسی طرح یہ بہی ہین گو بہ نسبت بعض مخلوق کے باعتبار منافع ان کو اس پر بزرگیت ہو یہ اور بات ہے پہر جب یہ بیان کیا کہ یہ چارون اللہ پاک کی آیات سے ہین تو خلق کو سورج چاند کے پوجنے سے منع کیا اور امر فرمایا کہ اللہ عزوجل کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو کیونکہ یہ دونون تو اُس کی مخلوقات مین سے دو مخلوق ہین گو اُن کے منافع بکثرت ہین سو کچہ اس کی وجہ سے یہ بات ٹہیک نہین ہو سکتی کہ اپنے خالق کی ربوبیت مین اس کے شریک ہو جائین بلکہ یہ تو اپنے طلوع و غروب و اختلاف سیر اور رات دن کی حرکت سے ظاہر ظہور پکار پکار کہہ رہے ہین کہ بہائیو ہم تو اپنے خالق قدیر و قاہر کی مخلوق و مقہور ہین اُس کے حکم کے موافق تمہارے کاروبار کی اصلاح کے واسطے چکر لگاتے ہین رات دن چلتے رہتے ہین فرمایا اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا کیونکہ مستحق سجدے کا خالق ہے نہ مخلوق اس لائق نہین

ہے کہ اُسے سجدہ کیا جائے ضمیر خلقھن کی راجع ہے طرف چار شئے متقدم کے اس لیے کہ حکم جمع غیر عقلا کا حکم جمع اناث کا آیا آیات کی طرف پھرتی ہے یا طرف شمس و قمر کے اس لیے کہ ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک تثنیہ بھی جمع ہے سین کی تبیین یہ ہے کہ چار کی تعبیر جو ضمیر اناث کے ساتھ کی باوجود اس کے کہ تین اُن مین مذکر ہین اور عادت تغلیب مذکر کی ہے مؤنث پر سو اس کی یہ وجہ ہے کہ جب من آیاتہ فرمایا پھر چارون کو آیات کے رشتے مین پرو دیا تو ہر ایک اس مین آیت ہو گیا اس لیے ضمیر اناث کے پیرایہ مین اُن کو ادا کیا اور خلقھن فرمایا ان کنتم ایاہ تعبدون اس شرط کا جواب محذوف ہے تقدیر یہ ہے لاتسجدوا لغیرہ اور تقدیم ایاہ کی واسطے حصر و تخصیص کے ہے یعنے اگر تم خاص اُسی کو پوجتے ہو تو مت سجدہ کرو اُس کے غیر کو اس لیے کہ سجدہ خاص ترین عبادات ہے ساتھ اللہ پاک کے کیونکہ عبادت اس سے عبارت ہے کہ اللہ تعالے کے واسطے ذلیل ہونا اور اُس کی جناب کی تعظیم کرنا اور سجود غایت درجہ کی تعظیم ہے تو بہ نسبت باقی وجوہ عبادت کے زیادہ تر خاص ہوا ساتھ اللہ سبحانہ وتعالی کے پس جو شخص عبادت کو اللہ پاک کے ساتھ خاص کرے تو اُس کو لازم ہے کہ اُس کے غیر کو سجدہ نہ کرے بضرورت اس بات کے کہ اختصاص مطلق عبادت کا واسطے اُس کے مستلزم ہوتا ہے اختصاص اخص عبادت کو ساتھ اُس کے بطریق اولے کہتے ہین کہ کچھ لوگ شمس و قمر کو سجدہ کرتے تھے جیسے صابئین اپنے پوجنے مین تارون کو اور دعوی کرتے ہین کہ اُن کے سجدہ کرنے سے قصد کرتے ہین اللہ کے واسطے سجدہ کرنے کا سو وہ اس سے منع کیے گئے پس یہ وجہ ہے تخصیص ذکر سجود کی ساتھ نہی کے کسی نے کہا کہ اس کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ سجود منتہائے مراتب عبادت ہے شیخزادہ کہتے ہین سدی نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک بولے کہ ہم مت سجدہ کرو مگر واسطے لات و عزی کے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا الآیۃ اب اگر کوئی کہے کہ جو مستکبر ہین وہ یون کہتے ہین کہ ہم کمتر و ذلیل تر ہین اس سے کہ ہم کو بالذات اللہ تعالی کی عبادت کی لیاقت حاصل ہو سو ہم نہین پوجتے ہین مگر اُس کو جو اُس کے نزدیک ہماری سفارش کرے اور ہم کو اُس سے قریب کر دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

خدا کی عبادت کے قابل نہین ہون   مین بندے کا بندہ بنا چاہتا ہون

پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو اللہ تعالی کے سجود سے مستکبر ٹھیرایا تو کہین گے کہ مراد استکبار سے استکبار اللہ تعالے کے سجود سے نہین ہے بلکہ مراد استکبار سے تکبر کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے قبول کرنے سے اس نہی مین کہ تم غیر اللہ کو سجدہ مت کرو معنے یہ ہین پھر اگر وہ تکبر کرین تیرے حکم کے امتثال سے اور انکار کرین مگر واسطے شیر کے کا فَذٰلِكَ لَا یُقْبَلُ عَدَدُ مَنْ یُّخْلِصُ عِبَادَتَہٗ لِلّٰہِ تَعَالٰی یہ جواب محذوف ہے شرط کا اس کی جگہ مین فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ الآیۃ کو رکھ دیا ہے یہ جواب محذوف کی علت اور اس پر دال ہے

یعنے تو یہ اُن کا استکبار کم نہین کرتا ہے اُن لوگون کی گنتی کو جو خالص کرتے ہین اپنی عبادت کو واسطے اللہ پاک کے
کیونکہ ملائکہ مقربین اللہ تعالے کے پاس اُس کی تنزیہ کیا کرتے ہین انداد سے ہمیشہ یہ کافر جو تکبر کیا کرین ان کے
تکبر سے کیا بگڑتا ہے کسی نے کہا کہ جواب محذوف فدعھم وشانھم ہے یعنے اگر یہ لوگ امتثال امر سے تکبر کرین تو تو
اُن کو اور اُن کے حال کو چھوڑ دے کیونکہ اللہ کے ایسے بندے ہین جو اس کو پوجتے ہین جیسے فرشتے کہ رات
دن ہمیشہ اللہ سبحانہ کی تسبیح کیا کرتے ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے معنے یسجدون ہین یعنے سجدہ کرتے ہین اور
اس مین تسبیح کہتے ہین یا بمعنے یصلون ہے یعنے نماز پڑھتے اور اُس مین سجود وغیرہ کرتے ہین مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک عابد کو کبھی معدوم نہین کرتا ہے بلکہ اُس کی خلق مین سے وہ ہین جو علی الدوام اُس کی عبادت کیا
کرتے ہین نہ اُکتاتے ہین نہ سُست پڑتے ہین کلمہ عند سے مراد مکانت وتشریف کی عندیت ہے مکانی مراد نہین
ہے کیونکہ اللہ سبحانہ مکان سے پاک ہے وہ تو کون ومکان کا خالق ہے تشریفی عندیت جیسے اس حدیث شریف مین
ہے انا عند ظن عبدی بی وانا عند المنکسرۃ قلوبھم یہ آیۂ کریمہ بلا خلاف منجملہ آیات سجود ہے اختلاف جو
ہے سو موضع سجود مین ہے پس ایک قول یہ ہے کہ موضع سجدے کا ان کنتم ایاہ تعبدون ہے اس لیے کہ امر
سے متصل ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہم لا یسأمون پر ہے کیونکہ یہ تمام کلام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ وہ سجدہ کرتے تھے آخر آیتین پر حم سجدہ سے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُن مین کے اول
پر سجدہ کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ پہلی اور آخر آیت پر سجدہ کرتے تھے جب کہ
اللہ پاک نے فلکی چار دلیلین ذکر کین تو بعد اس کے دلائل ارضی بیان کین پس ارشاد فرمایا وَمِنْ اٰیٰتِہٖ
اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ الآیۃ خطاب ہر صالح خطاب کو ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنے اللہ پاک کی نشانیون
سے جو کہ دال ہین اس کی قدرت ووحدانیت وبعث پر یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی یعنے بعض زمین کو
تو سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور بعض کو دل کی آنکھ سے دیکھے ہوئے پر قیاس کر کے کہ وہ خشک پڑی ہوئی ہے
مطلب یہ ہے کہ رؤیت کے دو معنے ہین ایک تو آنکھ سے دیکھنا اور دوسرے دل سے جاننا تو یہان دونون معنے ٹھیک
ہین پس جس زمین کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھا تو یہان بصری رؤیت ہوئی اور جس کو آنکھ سے نہین دیکھا
تو دیکھے ہوئے پر قیاس کر کے اس کو دل سے دیکھا یہ قلبی رویت ہوئی خاشعۃ کے معنے ہین یابسۃ متطامنۃ لا نبات
فیہا یعنے خشک ساکن جس مین روئیدگی نہین ہے لفظ خاشعۃ سے یہ معنے زیادہ تر مناسب ہین کسی نے یون
تفسیر کی یابسۃ جدبۃ جامدۃ یعنے خشک قحط زدہ جمی ہوئی کسی نے کہا الغبراء التی لا تنبت یعنی غبار اڑتی بے
روئیدگی کے از ہری کہتے ہین جس وقت زمین خشک ہو گئی اور اس پر پانی برسایا نہ گیا تو محاورہ عرب مین بولتے
ہین قد خشعت خشوع بمعنے تذلل وتقاصر ہے یعنی ذلیل وپست وکم ہونا جیسے کہتے ہین کہ فلان نے فلان

کے لیے خشوع کیا یعنے تواضع وفروتنی کی اپنے آپ کو پست کیا اور چھوٹا کیا تکبر اس کی ضد ہے چونکہ عربی عجب
عروس پیاری زبان ہے اکثر اس مین استعارات وکنایات کے زیور سے آراستگی کی جاتی ہے اس لیے زمین
کی حالت قحط وبے نباتی کے واسطے خشوع کا استعارہ کیا گیا گویا اس حال مین وہ ایسی ہو رہی ہے جیسے کوئی
شخص خاضع خاشع متواضع خاموش ہو رہا ہے جس طرح کہ کریمہ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً مین زمین کو موصوف
بہمود کیا ہے ہمود کہتے ہین آگ کے بجھنے کو یہان اسکے خشک وبے نبات ہونے کی تشبیہ آگ بجھنے سے دی
ہے خشوع وہمود یہ دونون وصف زمین کے خلاف اس کے وصف کے ہین ساتھہ اہتزاز وربو کے جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ماء سے مراد بارش کا پانی ہے یا نہر ندی کنوئیں
باولی کا کیونکہ اس کی اصل بھی آسمان ہی کے پانی سے ہے یعنے تم دیکھتے تھے کہ زمین کا یہ حال ہو رہا تھا
کہ خشک بے نبات گرد آلود دبی پڑی تھی پھر جب اللہ پاک نے اس پر پانی نازل کیا تو اس نے روئیدگی لیکر ایک
حرکت عظیم وکثیر وسریع کی تو اس کا یہ حرکت کرنا ایسا ہوا جیسے کوئی خود اپنی سعی سے اسکو کرتا ہے۔ اور
اسی اہتزاز کے معنے ہین حرکت کرنا ہلنا آدمی جب حرکت کرتا ہے تو محاورہ مین کہتے ہین اہتز
الانسان کما قال الشاعر ؎ تراه كنصل السيف يهتز للندى   اذا لم تجد عند امرء السوء مطمعا
مجاہد وغیرہ نے کہا ربت کے یہ معنے ہین کہ زمین پہولی اور بلند ہوئی پہلے اس سے کہ روئیدگی اگلائے یعنے
نبات روئیدگی سے بعد اپنے مردہ ہونے کے اس بنا پر عبارت مین تقدیم وتاخیر ہوگی تقدیر یہ ہے ربت واہتزت
یعنے پہولی اور نبات کو لیکر حرکت کی کسی نے کہا کہ اہتزاز وربو کبھی تو ہوتی ہین قبل نکلنے روئیدگی کے
زمین سے اور کبھی اس کے بعد ہوتی ہین ربو کے معنے لغت مین مرتفع ہونے کے ہین جس طرح کہ بلند جگہہ
کو ربوہ ورابیہ بولتے ہین پس نبات حرکت کرتی ہے واسطے باہر آنے کے پھر اپنے جسم کے طول وعرض
مین بڑہتی جاتی ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ خوش ہوتی ہے بارش سے اور پہولتی ہے ساتھہ روئیدگی
کے کسی نے کہا شق ہو گئی پھر اس کی مٹی بلند ہوئی اور اس سے روئیدگی نکلی اور رہا ہین زمین وآسمان
کے بلند ہوئی روئیدگی زمین کو ڈہانکتی ہوئی اور اس کی رگین منشعب ہوئین اور اس کے تنے موٹے ہوئے
تو اب اس کے چلنے کو مانع ہو گئے اس آسان حالت پر جس مین وہ اول تھی اور اس روئیدگی سے متزین ہوئی
گویا ویسی ہو گئی جیسے کوئی اپنے لباس وزینت مین تکبر کرتا ہے اور اکڑتا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے ذلیل
ومتواضع کے مثل تھی ابو جعفر وخالد نے ربأت پڑہا ہے اس آیت کی تفسیر پوری طور پر سورہ حج مین گزر چکی ہے
پھر جب اللہ پاک نے بیان کیا کہ دعوت الی دین اللہ اعظم مناصب واشرف مراتب ہے پھر یہہ بیان
کیا کہ اس کی طرف دعوت کرنا حاصل ہوتا ہے سوا ای بات سے کہ اس کے وجود کے دلائل ذکر کیے جائین

اور اس کے کہ وہ صفات عظمت کی ساتھہ متصف ہی اور اس باب مین دلائل و آیات کثیرہ ذکر فرمائے تو اب عود کیا طرف دہمکانے اُن لوگون کے جو کہ اُن آیتون مین نزاع کرتے ہین اور شبہے ڈالکر ان مین جہگڑتے ہین پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝ مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَیْهِمْ

ع ۵ ۱۲ ۱۹ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ۝ جو لوگ ٹیڑہے رہتے ہین ہماری باتون مین ہم سے چہپی نہین بہلا ایک جو پڑتا ہے آگ مین بہتر یا ایک جو آوے گا امن سے دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو بیشک جو کرتے ہو وہ دیکہتا ہے جو لوگ منکر ہوئے سمجہوتی سے جب اُن پاس آئی اور یہ کتاب ہے نادر اس پر جہوٹ کا دخل نہین آگے سے نہ پیچہے سے اُتاری ہوئی ہے حکمتون والے سب خوبیون سراہے کی تجہ سے وہی کہتے ہین جو کہہ دیا ہے سب رسولون کو تجہ سے پہلے تیرے رب کے یہان معافی بہی ہے اور سزا بہی ہے دکہہ والی اور اگر ہم اُس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتین کیون نہ کہولی گئین کیا اوپری زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی تو کہہ یہ ایمان والون کو سوجہ ہے اور روگ کا دفعہ اور جو یقین نہین لاتے اُن کے کانون مین بوجہ ہے اور یہہ اُن کو اندہا پن کو پکارتے تہے دور کی جگہہ سے انتہی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الحاد رکہنا کلام کا ہے اُس کے غیر مواضع پر قتادہ وغیرہ نے کہا کہ الحاد کفر و عناد ہے لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا الآیۃ مین تہدید شدید و وعید اکید ہے یعنے اللہ پاک اس شخص کو جانتا ہے جو کہ اُس کی آیات و اسماء و صفات مین الحاد کرتا ہے اور عنقریب اس پر اُس کو جزا دے گا ساتھہ عقوبت و نکال کے اسی لیے یون فرمایا اَفَمَنْ یُّلْقٰی الآیۃ یعنے آگ مین پڑنے والا اور بے خوف آنے والا قیامت کے دن یہ دونون برابر نہ ہون گے پہر اللہ عزوجل نے کافرون کی تہدید کرنے کو فرمایا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ مجاہد و ضحاک و عطائی خراسانی نے کہا یہ وعید ہے یعنے کرو جو چاہو خیر یا شر بیشک وہ تم کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکہتا ہے اسی لیے فرمایا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ پہر اللہ جل جلالہ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ الآیۃ ضحاک و سدی و قتادہ نے کہا کہ ذکر قرآن شریف ہے وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ یعنے بیشک وہ البتہ ایک کتاب منیع الجناب ہے کوئی

اُس کی مثل لانیکا قصد نہین کرسکتا ہے باطل نہ اُسکے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے یعنے بطلان کو اس کی طرف
کوئی راہ نہین ہے اس لیے کہ وہ آتار اگیا ہے طرف سے رب العالمین کے اسی لیے یون فرمایا تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ
حَمِیۡدٍ یعنے اُتارا ہوا ہے طرف سے اس ذات پاک کے جو کہ اپنے اقوال و افعال مین حکمتون والا ہے سراہا ہوا
ہے اپنے ساری اوامر و نواہی مین سب کے عواقب و غایات محمود ہین پھر اللہ عزوجل نے فرمایا مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدۡ
قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِکَ قتادہ و سدی وغیرہما نے کہا نہین کہی جاتی ہے واسطے تیرے تکذیب مگر ویسی جو
کہی جاچکی ہے واسطے رسولون کے تجھ سے پہلے پس جیسا تو جھٹلایا گیا ویسے ہی وہ جھٹلائے گئے اور جیسا اُنھون
نے صبر کیا اپنی قوم کی ایذا دہی پر ویسا ہی تو صبر کر اپنی قوم کی ایذا پر جو تجھ کو دیتے ہین یہ قول ابن جریر کا مختار
ہے اُنھون نے اور ابن ابی حاتم نے اس کے سوا اور کوئی قول حکایت نہین کیا قولہ تعالے اِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ
مَغۡفِرَۃٍ وَّ ذُوۡ عِقَابٍ اَلِیۡمٍ یعنے بیشک تیرا رب البتہ بخشش والا ہے واسطے اُس کے جو اُس کی طرف رجوع ہوا
اور دردناک عذاب والا ہے واسطے اس کے جو اپنے کفر و طغیان و سرکشی و عناد و دشمنی و شقاق و مخالفت پر چلتا رہا
ابن ابی حاتم سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہین جب کہ یہ آیت نازل ہوئی ان ربک لذو مغفرۃ الآیہ تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر نہ ہوتا عفو اللہ کا اور تجاوز اُس کا تو گوارا نہ ہوتا کسی کو عیش اور اگر نہ ہوتے
اُس کے وعید و عقاب یا اسکا تو البتہ بھروسا کر بیٹھتا ہر کوئی قولہ تعالے وَلَوۡ جَعَلۡنٰہُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِیًّا الآیہ
جب کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اُس کی فصاحت و بلاغت و احکام کا اُس کے لفظ و معنی
مین اور باینہمہ مشرکین اُس پر ایمان نہ لائے تو آگاہی بخشی اس بات پر کہ اُن کا کفر ساتھ اس کے عناد و تعنت
و سرکشی کا کفر ہے کما قال عزوجل وَلَوۡ نَزَّلۡنٰہُ عَلٰی بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ فَقَرَاَہٗ عَلَیۡہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ
مُؤۡمِنِیۡنَ اور اسیطرح اگر سارا قرآن شریف عجم کی زبان مین اُتارا جاتا تو البتہ بطور سرکشی و عناد کے
کہتے کیون نہین اُتار اگیا کھولکر عرب کی زبان مین اور البتہ اُس کو اوپرا جانتے تو کہتے کیا اوپری زبان
کی کتاب اور عرب کا آدمی یعنے کیونکر اُتارا جاتا ہے عجمی کلام عربی مخاطب پر جو اُس کو سمجھتا نہین ہے اسی
طرح یہ معنے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و سدی وغیرہم سے روایت کیے گئے ہین
کسی نے کہا کہ یہ قول اُن کا لولا فصلت الآیہ مراد اس سے یہ ہے کیون نہ اُتاری گئین بعض آیتین اوپری
زبان مین اور بعض عربی مین یہ قول حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ہے اور وہ اس کو اسی طرح پڑھتے
تھے بدون استفہام کے اعجمی مین یہ قول سعید بن جبیر سے بھی ایک روایت ہے اس قول مین بہ نسبت اول
کے سرکشی و عناد مین زیادہ تر مبالغہ ہے پھر اللہ عزوجل نے فرمایا قُلۡ ہُوَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہُدًی وَّ شِفَآءٌ
یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو کہدے کہ یہ قرآن اس شخص کے واسطے جو اس پر ایمان لایا ہدایت

ہے اس کے دل کے لیے اور شفا ہے اُن شکوک و شبہون کی جو سینون مین ہین اور وہ لوگ جو ایمان نہین لاتے ہین اُن کے
کانون مین بوجھہ ہے یعنے وہ اُس شے کو نہین سمجھتے ہین جو اُس مین ہے اور وہ اُن پر اندہا یا ہے یعنے وہ راہ نہیں
پاتے ہین طرف اُس بیان کے جو اُس مین ہے کما قال تعالے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۤءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا **قوله تعالے** اُولٰۤئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ مجاہد نے کہا یعنے وہ پکارے
جاتے ہین اُس جگہہ سے جو کہ دور ہے ان کے دلون سے **ابن جریر** نے کہا معنے اس کے یہ ہین گویا جو شخص اُن سے
خطاب کرتا ہے وہ اُن کو پکارتا ہے دور جگہہ سے نہین سمجھتے مین اس بات کو جو وہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین یہ
آیت مثل اس آیت کے ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۤءً وَّنِدَاۤءً صُمٌّۢ بُكْمٌ
عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ **ضحاک** نے کہا کہ پکارے جاینگے قیامت کے دن ساتھ زشت ترنامون اُن کے کے
سدی نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے نزدیک ایک شخص کے مسلمانون مین سے فیصلہ
کررہے تھے کہ ناگاہ اس شخص نے کہا یا لبیکاہ یعنے اے شخص مین حاضر ہون تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے
فرمایا تو کیون لبیک کہتا ہے کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے یا کسی نے تجھے پکارا ہے تو اس نے کہا مجھے پکارا ایک
پکارنے والے نے دریا کے ورے سے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اولٰئک ینادون من مکان بعید ابن
ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے **ف** فتح البیان کا بیان فائح مع توضیح یہ ہے کہ الحاد اصل مین
مطلق میل و عدول و انحراف کو کہتے ہین اسی معنے سے قبر کے لحد کو لحد بولتے ہین اس لیے کہ وہ اس کے ایک
جانب کی طرف مائل تر ہوتی ہے جب کہ قبر کہودنے والا سیدہی کہودنے سے مائل ہوتا ہے پہر ایک جانب مین کہودتا
ہے تو کہتے ہین الحد الحافر و لحد پس الحاد کا استعارہ کیا گیا واسطے حال زمین کے جب کہ وہ ملحود ہو یعنی مائل
کی ہوئی پہر اس کا استعارہ کیا گیا واسطے منحرف و مائل ہونے کے تاویل مین آیات قرآن کے صحت و استقامت
کی جہت سے اور محاورے مین بولتے ہین الحد فی دین اللہ یعنے اللہ کے دین سے میل و عدول کیا اور لحد بھی
کہتے ہین یہ ایک لغت ہے الحد مین یلحدون کو الحد و لحد سے پڑہا ہے یہ دونون قرارت سبعیہ ہین تفسیر الحاد کی
پوری طور پر اول گزر چکی ہے یعنے بیشک جو لوگ مائل ہوتے ہین حق و راستی سے ہماری آیتون مین بایں طور
کہ ان مین طعن کرتے ہین اور تحریف و تاویل باطل کرتے ہین اور ان مین لغو بکتے ہین مجاہد نے کہا قرآن پہ
ایمان سے مائل ہوتے ہین دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ مائل ہوتے ہین وقت تلاوت قرآن کے ساتھ مکا و تصدیة
و لغو و غنا کے قتادہ نے کہا جھوٹ بولتے ہین ہماری آیتون مین سدی نے کہا معاندہ و مشاقفہ یعنے دشمنی
و مخالفت کرتے ہین ابن زید نے کہا شرک کرتے ہین یہ سب معانی قریب یک دیگر ہین بالجملہ ان الذین الآیہ کا رجوع
اُن لوگون کی طرف ہے جنہون نے کہا تہا لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ یہ وہی ہین جنہون نے الحاد کیا

اللہ کی آیتون مین اور حق سے مائل ہوئے تو بولے کہ قرآن اللہ کے پاس سے نہین ہے یا شعر ہے یا سحر ہے پس آیات سے
مراد آیات قرآن مین جیسا کہ قرطبی نے کہا ہے اِن کی خبر لایخفون علینا ہے یعنے یہ لوگ جن کا ذکر ہوا ہم سے چھپے
نہین ہین بلکہ ہم اُن کو جانتے ہین پہر ہم اُن کو جزا دینگے اُن کاموں کی جو وہ کرتے تہے پہر کیفیت جزا کی اور تفاوت
درمیان مومن و کافر کے بیان فرمایا اَفَمَنْ یُلْقٰی فِی النَّارِ الآیہ استفہام واسطے تقریر کے ہے اور غرض اس سے آگاہ
کرنا ہے اس بات پر کہ جو آیتون مین الحاد کرنے والے ہین تو وہ ڈالے جائینگے آگ مین اور جو اُن پر ایمان
لانیوالے ہین وہ آئینگے بے خوف ہوکر قیامت کے دن ظاہر آیت عموم ہے اس لیے کہ اعتبار عموم لفظ کا
ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا پس یہ تمثیل ہے کافر و مومن کی کہا ہے کہ ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی ہے اور مراد من
یلقی سے ابوجہل ہے اور من یاتی آمنا سے مراد نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی نے کہا حضرت حمزہ کسی نے کہا
حضرت عمر کسی نے کہا ابوسلمہ بن عبد الاسود مخزومی رضی اللہ تعالی عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا من
یلقی ابوجہل بن ہشام اور من یاتی آمنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبشیر بن تمیم سے مروی ہے کہ ابوجہل و
عمار بن یاسر کے بارے مین نازل ہوئی ہے عکرمہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے کلمہ ام کلمہ من سے جدا لکہا جاتا ہے
واسطے اتباع مصحف امام کے نکتہ ظاہر یہ تہا کہ ام من یدخل الجنۃ فرمایا جاتا مگر یون نہ فرمایا اس لیے کہ منظور تصریح
کرنا ہے اُن کی امن کی اور اُن سے خوف دور ہونے کے کما قالہ الکرخی اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ امر تہدید ہے
زجاج نے کہا لفظ تو امر کا لفظ ہے اور معنے اُس کے وعید ہین یعنے تم کرو اپنے وہ اعمال جو تم کو نار مین لے جانیگے
جو چاہو پس وہ تم کو بدلا دیگا تمہارے کل اعمال کا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اعملوا ما شئتم واسطے اہل بدر
کے ہے خاصۃ مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ سوائے اہل بدر کے تہدید و وعید ہوتا ہے اور ان کے واسطے بشارت ہے
اور اطلاع ہے اُن کے علو مرتبہ کی قولہ تعالی اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ یعنے تم عمل کرو جو چاہو بیشک وہ تمہارے
اعمال کو خوب دیکہتا ہے اس پر کوئی چہپی شے مخفی نہین ہے پہر وہ اس پر تمکو جزا دیگا قولہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا الآیۃ جملہ مستانفہ ہے ماقبل کی تقریر و تاکید کرتا ہے اور خبر اِنَّ کی محذوف ہے ای یجازون بکفرہم او
ہالکون او یعذبون یعنے بیشک جو لوگ کہ منکر ہوئے قرآن کے جب کہ وہ اُن کے پاس آیا بدلہ دیے جائینگے
اپنے کفر کا یا ہلاک ہونے والے ہین یا معذب ہونگے شاید نکتہ حذف خبر کا یہ ہو کہ جو کوئی اپنے رب کی کتاب کا
منکر ہو جس مین دنیا و دین کی خوبی ہے اور ہر قسم کی نصیحت و پند سودمند ایسے کی سزا بیان سے باہر ہے بری
سے بری سزا جو چاہو سمجہو وہ اسکا مستحق ہے کسی نے کہا کہ اِن کی خبر ینادون من مکان بعید ہے لیکن یہ قول
بعید ہے گو عمرو بن العلا نے اسی کو ترجیح دی ہے کسائی نے کہا کہ اس کی خبر کے قائم مقام وہ ہی سابق اِن
کی خبر ہے یعنے لایخفون علینا کسی نے کہا کہ یہ جملہ بدل ہے اول جملہ سے یعنے ان الذین یلحدون فے آیاتنا

اور خبر انّ کی جو یہی خبر سابق ہے اس سے یہ نکلا کہ آیات مین الحاد کرنے والے قرآن کے منکر ہین تمین نے اور
وجوہ بہی ذکر کیے ہین جب کہ اللہ پاک نے ملحدین فی آیات اللہ کی تہدید مین مبالغہ کیا تو بعد اس کے قرآن
شریف کی تعظیم بیان فرمائی وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ یعنے بیشک وہ قرآن جس مین کافر الحاد کرتے تہے البتہ ایک
بڑی کتاب عزیز ہے عزیز یا تو ماخوذ ہے عزت بمعنے غلبہ سے یعنے وہ غالب و ممتنع ہے اس سے کہ کوئی اسکا معارضہ
ومقابلہ کرے یا طعن کرنے والے اس مین طعن کرین ممنوع ہے ہر عیب سے بحمایت الٰہی حمایت کی گئی ہے اللہ پاک
نے بحفظ خود اس کو بچایا ہے اور ہر وقت مین اس کے واسطے مانعین ومحافظین مقدر فرمائے ہین وہ لوگ اس
کو محفوظ ومحروس کہتے ہین بایں طور کہ اہل ہوا و زیغ کے شبہون کا ابطال اور اُن کی تاویلات فاسدہ کا
رد کرتے ہین پس وہ بحفظ الٰہی غالب ہے یا عزت خلاف ذلت سے ماخوذ ہے یعنے وہ کثیر النفع عدیم النظیر کتاب
ہے خلق اس کے معارضے سے عاجز ہے کسی نے کہا کہ اعزہ اللہ بمعنے منعہ سے ماخوذ ہے یعنے وہ ممتنع ہے
ابطال وتحریف کے قبول سے پہر اس کی یہ صفت بیان کی کہ وہ حق ہے باطل کو کسی طرح اُس کی طرف راہ
نہین ہے پس فرمایا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ الاٰیۃ زجاج نے کہا اس کے یہ معنے ہین کہ وہ اس سے محفوظ ہے کہ اگر
سے کم کیا جائے تو باطل اُسکے پاس آئے اُس کے آگے سے یا اُس مین زیادہ کیا جائے تو باطل اُس کے پاس
آئے اُسکے پیچہے سے قتادہ وسدی بہی اسی کے قائل ہین اس بنا پر باطل کے معنے زیادت ونقصان کے
ہین مقاتل نے کہا نہین آتی ہے اسکو تکذیب اُن کتابون سے جو اُس کے قبل ہین اور نہ اُس کے بعد کوئی
کتاب آئے گی کہ اس کو باطل کرے کلبی وسعید بن جبیر اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ باطل شیطان ہے
یعنے وہ اس کی طاقت نہین رکہتا ہے کہ اس مین زیادہ کرے یا اُس سے کم کرے کسی نے کہا یہ معنے ہین
کہ نہ اُس مین بڑہایا جاتا ہے ..... نہ اس سے گہٹایا جاتا ہے نہ تو جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے اور نہ حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے کسی نے کہا نہین آتی ہے اس کو تبدیل اور تناقض بوجہ من الوجوہ کسی نے کہا
نہین آتا ہے اس کو باطل اس چیز سے جس کی خبر دی زمانہ متقدمین اور نہ زمانہ متاخرین یعنے اس کی
اگلی پچہلی خبرین سب راست و درست ہین کسی نے کہا کہ باطل اس کی طرف راہ نہین پاتا ہے کسی جہت سے
منجملہ جہات کے تا آنکہ اُس کے پاس پہونچے معنے یہ ہین کہ ہر وہ شے جو اُس مین ہے حق وصدق ہے اُس مین
وہ چیز نہین ہے جو کہ واقع کے مطابق نہ ہو یہ سب معانی ٹہیک ہین لیکن عموم اولے ہے قولہ تعالے تَنْزِيْلٌ
مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہو یا صفت دیگر ہے کتاب کی نزدیک اس شخص کے
جو کہ صفات مین سے غیر صریح کی صریح پر تقدیم جائز رکہتا ہے کسی نے کہا یہ صفت ہے کتاب کی اور جملہ لا یاتیہ
الباطل معترضہ ہے درمیان موصوف وصفت کے کسی نے کہا یہ جملہ تعلیل ہے کتاب کی وضمنین مذکورین

کی یعنے وہ کتاب عزیز کثیر النفع عدیم النظیر یا منیع وغالب کہ اس کا ابطال کسی سے بن نہین آتا اس لیے ہے کہ اُتاری
گئی ہے حکیم کی طرف سے اور وہ کتاب حق ہے کہ باطل اُس کی طرف راہ نہین پاتا اس واسطے کہ وہ منزل ہے حمید کی
طرف سے پھر جب اللہ پاک نے اپنی آیتون کا شریف اور اپنی کتاب کا علو درجہ بیان کیا تو اس طرف رجوع
ہوا کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے قوم کی ایذا پر صبر کرین اور وہ جو کتاب اللہ کے سوچنے سے
اعراض کرتے ہین اُس سے دل تنگ نہ ہون کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہین ہے پس ارشاد فرمایا مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا
مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ کلمہ ما نافیہ ہے کسی نے کہا استفہامیہ ہے ای شئی استفہام انکاری بھی بمعنے
نفی ہوتا ہے حاصل دونون کا ایک ہے یعنے نہین کہا جاتا ہے واسطے تیرے ان کافرون کی طرف سے کہ تجھے
ساحر کاذب مجنون کہتے ہین مگر مثل اس کے جو کہا جاچکا ہے واسطے رسولون کے پہلے تجھ سے کیونکہ انکی
قوم اُن کو ویسا کہتی تھی جیسا تجھ کو یہ لوگ کہتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہے کہ اُن کو کہنے دیں
اور اُن کی ایذا دہی سے اثر پذیر نہ ہون یا یہ معنے ہین کہ نہین کہا جاتا ہے واسطے تیرے توحید واخلاص
عبادت کا اللہ تعالی کے واسطے مگر وہی جو اگلے رسولون کے واسطے کہا گیا ہے کیونکہ ساری شرائع اس
پر متفق ہین یعنے توحید کوئی نئی بات نہین ہے یہ تو ہمیشہ سے چلی آئی ہے پھر کفار کیون اس کو اوپرا سمجھتے
ہین اب جو کوئی توحید اختیار کرے گا اور تنہا اللہ کو پوجے گا اس کی مغفرت ہوگی اور جو کفر و شرک وتکذیب
کرے گا اس کو عقاب ہوگا چنانچہ ارشاد فرمایا ان ربک لذو مغفرۃ وذو عقاب الیم یعنے بیشک تیرا رب البتہ
بڑی مغفرت والا ہے واسطے اُس شخص کے جو اس کی مغفرت کا مستحق ہے یعنے وہ موحد جنہون نے تیری پیروی کی
اور اُن نبیون کی جو تجھ سے پہلے تھے اور دردناک عذاب والا ہے واسطے کفار کے جو کہ اللہ کے رسولون کے
مکذب و دشمن ہین یا یہ معنے ہین کہ تیرا رب البتہ صاحب مغفرت ہے واسطے اپنے نبیون کے اور صاحب عقاب
الیم ہے واسطے اُن کے اعدا کے قول ثانی کی بنا پر یہ بھی احتمال ہے کہ قولہ تعالی اِنَّ رَبَّکَ الآیۃ مقولہ ہو قول
کا یعنے معنے کہ حاصل اُس شئے کا جو تیری طرف اور اُن کی طرف وحی کی گئی وعدہ مغفرت کا ہے مومنون کو
اور عقاب کا کافرون کو قولہ تعالے وَلَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا الآیۃ کرخی کہتے ہین یہ جواب ہے ان
کے قول کا کہ کیون نہ اُتارا گیا قرآن عجم کی زبان مین پس اللہ پاک نے فرمایا اگر ہم کرتے اس قرآن کو جس کو تو
پڑھتا ہے لوگون پر عرب کی غیر زبان مین تو کہتے کیون نہ بیان کی گئین اسکی آیتین ہماری زبان مین کیونکہ
ہم تو عرب ہین عجم کی زبان کو سمجھتے نہین ہین کسی نے کہا مراد یہ ہے کیون نہ تفصیل کی گئین اُس کی آیتین
تو بعض اعجمی کی جاتین واسطے سمجھانے عجم کے اور بعض عربی واسطے افہام عرب کے ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ مین استفہام
انکاری ہے اور تتمہ قول مشرکین سے ہے یعنی البتہ کہتے کیا کلام اعجمی اور رسول عربی حضرت ابن عباس رضی

کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اگر ہم کرتے قرآن کو اعجمی اور اسے محمد تیری زبان عربی ہے تو البتہ کہتے اعجمی و عربی تو ہم
کو ہماری پاس لاتا ہے مختلف یا مختلط کیون نہ ظاہر کی گئین اُس کی آیتین تو ہوتا قرآن مثل زبان کے فرماتا ہے
پس ہمنے نہ کیا تاکہ وہ یہ نکہین تواب اُن پر حجت ہوگئی اعجمی وہ ہے جو فصیح وصاف نہین بولتا ہے برابر ہے
کہ عرب سی ہو یا عجم سے ابو السعود فرماتے ہین اعجمی اس کلام کو کہتے ہین جو سمجھا نہین جاتا اور اُس کے متکلم کو حرف
یا واسطے مبالغے کے ہے وصف مین جیسے احمری یعنے نہایت سرخ سمین کہتے ہین اعجمی وہ ہے جو صاف
نہین بولتا ہے گو عرب سے ہو یہ منسوب ہے طرف اپنی صفت کے مثل احمری و دواری کے حرف یا اس مین مبالغہ
کے لیے ہے وصف مین نسب اس مین حقیقی نہین ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالی نے لوامح مین فرمایا ہے
کہ یہ حرف یا مثل یای کرسی و بختی کے ہے شیخ نے ان دونون مین فرق کیا ہے کہا کہ مثل یائے کرسی و بختی
کے نہین ہے کیونکہ اُن دونون کی یا پر کلمہ بنا کیا گیا ہے بخلاف یائے اعجمی کے کیونکہ عرب لوگ رجل اعجم و
اعجمی بولتے مین انتہے اعجم ضد فصیح ہے یعنے وہ شخص جو اپنے کلام کو ظاہر و واضح نہین کرتا ہے اور حیوان
غیر ناطق کو بہی اعجم کہتے ہین ابو بکر و حمزہ و کسائی نے ااعجمی بدو ہمزہ محقق پڑہا ہے اور حضرت حسن وغیرہ نے
بیک ہمزہ بنا بر خبر اور باقی قرا نے بتسہیل ہمزہ ثانیہ ہین بین حفناوی نے کہا ہے ایک قرارت تو یہ ہے کہ
ہمزہ ثانیہ کی تحقیق یعنے بدون داخل کرنے الف کے درمیان اس کے اور ہمزہ اولی کے دوسرے قلب ہمزہ ثانیہ کا
الف ممدودہ مد لازم ہے تیسرے تسہیل ہمزہ ثانیہ کی مع داخل کرنے الف کے درمیان اُس کے اور ہمزہ اولی کی
چوتہے تسہیل ثانیہ کے بدون داخل کرنے الف کے یہ چار سبعیہ ہین پانچوین باسقاط ہمزہ اولی یہ اُنکے کلام
کا حاصل ہے عمرو بن میمون نے اعجمی بفتح عین پڑہا ہے یہ منسوب ہے طرف عجم کے حرف یا اس مین واسطے
نسب کے ہے حقیقۃً یون بولتے ہین رجل عجمی اگرچہ فصیح ہو ااعجمی کے رفع مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ مبتدا
ہے خبر محذوف تقدیر یہ ہے ااعجمی و عربی یستویان یعنے کیا اعجمی و عربی برابر ہوتے ہین دوسری یہ ہے کہ
خبر ہے مبتدائے محذوف کی اسے اہو ای القرآن اعجمی والمرسل بہ عربی یعنے کیا وہ قرآن اعجمی ہے اور
جو اس کو دے کر بہیجا گیا عربی ہے تیسری فاعل ہے فعل مقدر کا اسے ایستوی اعجمی و عربی یعنے کیا برابر
ہوتا ہے اعجمی اور عربی یہ وجہ ضعیف ہے اس لیے کہ فعل محذوف نہین ہوتا ہے مگر انہین مواضع مین جو
کا بیان سمین نے کیا ہے نسفی کہتے ہین معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے کی آیتین کسی طریقے پر اُن کے پاس
آتین تو وہ ان مین متعنت پاتے یعنے سرکشی و تعنت کرتے کیونکہ وہ کچہ طالب حق تو تہے نہین وہ تو صرف
اپنی خواہشون کی پیروی کرتے تہے اس مین اشارہ ہے اس بات پر کہ اگر اللہ قرآن کو زبان عجم مین اُتارتا
تو وہ قرآن ہوتا پس یہ دلیل ہوگی واسطے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جواز نماز مین جب کہ فارسی مین

پڑہے انتہے **فتح البیان** مین ہے کہ اس مین حضرت امام صاحب کے واسطے کوئی حجت نہین جیساکہ نسفی وغیرہ نے زعم کیا ہے کیونکہ یہ ترکیب تو مخرج فرض وتقدیر مین خارج ہوئی ہے نہ بطور وقوع وتحقیق کے انتہی **شیخزادہ** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ کفار اپنی تعنت وسرکشی کی وجہ سے کہتے تہے کہ کیون نہین اُترا قرآن عجم کی زبان مین سو اسکا اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ اگر بات ویسی ہوتی جیسے تم فرمایش کرتے ہو تو بہی تم اعتراض وتعنت وسرکشی کو نہ چہوڑتے امام رازی مفسرین کے اس قول سے راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ قول خالی نہین ہے طعن سے قرآن شریف مین کیونکہ یہ اس کا مقتضی ہے کہ ایسی آیات کا ورود جائز رکہا جائے جن کا ایک دوسرے سے کچہہ تعلق نہ ہو تو اب کتاب منتظم نہ ٹہیرے گی معجز ہونے کا کیا ذکر ہے پہر کہا ہے بلکہ حق میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ سورت اول سے آخر تک ایک کلام ہے بعض بعض سے متعلق ہے یہ کلام متعلق ہے اس قول سے جو اللہ تعالی نے کفار سے نقل فرمایا ہے کہ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر اور اس کا جواب بہی تقدیر یہ ہے اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو عجم کی زبان مین تو ان کو پہونچتا دم یون کہتے کیونکر بہیجا تو نے عجمی کلام قوم عرب کی طرف بنی عربی کی زبان پہ اور یہہ ان کا کہنا ٹہیک ہوتا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اس کلام سے اور ہمارے کانون مین بوجہہ ہے کیونکہ ہم تو اس کو سمجہتے نہین ہین اور نہ اس کے معنے کا احاطہ کرسکتے ہین اب جب کہ یہ قرآن عرب کی زبان مین اترا اور تم اس زبان کے لوگون مین ہو تو یہ دعوے تم کو کیونکر ممکن ہے کہ تمہارے دل اس سے غلافون مین ہین اور تمہارے کانون مین بوجہہ ہے پس ظاہر ہوگیا کہ جب ہم اس کلام کا جواب ٹہیرائین تو سورت اول سے آخر تک احسن وجوہ انتظام پر رہے گی اور اس وجہ پر جس کو لوگ ذکر کرتے ہین امر انتظام مختل ہوجائے گا تو یہ وجہ نہایت عجیب ہے انتہے پہر جب اللہ پاک نے کفار کی فرمایش کا بطلان بیان کیا اور یہہ کہ وہ باز نہ آئین گے آیتون مین تعنت کرنے سے کسی طرح سے وہ آئین تو اب بسبب وضوح آیات وسطوع براہین قرآن اسکا یہ وصف ذکر کیا کہ وہ راہ بتانے والا ہے طرف حق کے اور زائل کرنے والا ہے شبہہ وشک کا اور شفا دینے والا ہے جہل وکفر وارتیاب کے مرض سے پس فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ یعنے وہ قرآن واسطے اُن لوگون کے جو ایمان لائے ہدایت ہے راہ پاتے ہین اس سے طرف حق کے اور شفا ہے شفا حاصل کرتے ہین بسبب اُس کے باطنی شک وشبہہ اور ظاہر دکہہ درد سے **شہاب** کہتے ہین یہ رد ہے اُن پر باین طور کہ قرآن اُن کے واسطے ہادی ہے اور جو مرض اُن کے سینون مین ہے اُس کے لیے شافی ہے اور شبہے کے دفع مین کافی ہے سو اسی لیے معجز بیّن فی نفسہ مبین لغیرہ ہوکر ان کی زبان مین وارد ہوا ہے **شیخزادہ** فرماتے ہین الذین امنوا

سے مراد وہ لوگ ہین جن کا حال رجوع ہو گا طرف ایمان کے بسبب صفائی اُن کے جوہر نفس کے کدورات نفسانی و اخلاق ردی سے وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ مبتدا ہے فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ بتقدیر کلمہ ہو خبر ہے اس لیے کہ آگے وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى فرمایا ہے جب کہ اس بات کی خبر دی کہ قرآن اُن لوگون کے واسطے ہدایت ہے تو اب یہہ خبر دی کہ وہی قرآن کافرون کے کانون مین بوجہہ ہے اور ان پر اندہا پا ہے اس لیے کہ وہ اس کے سننے سے اور اس کے معانی سمجھنے سے زبردستی بہرے بنتے ہین اسی لیے باہم اتفاق کیا کہ اس کے پڑہتے وقت لغو کو شور مچاؤ اور جو آیات و نشانیان وہ اُن کو دکہاتا ہے اُن سے بتکلف اندہے بنتے ہین لفس قرآن شریف کو جو ہدی و وقر ٹہیرایا سو واسطے مبالغے کے دوسری صورت یہہ ہے کہ موصول ثانی معطوف ہے موصول اول پر اور وقر معطوف ہے ہدی پر اس شخص کے نزدیک جو معمولین عاملین مختلفین پر عطف جائز رکہتا ہے تقدیر یہ ہوئی ہو للذین ہدی وشفاء وللآخرین وقر فی اذانہم قتادہ نے کہا کہ کافر لوگ بہرے ہوئے قرآن سے اور اندہے ہوئے اُس سے سدی نے کہا کہ ان کے دل اس سے اندہے ہوئے کسی نے کہا معنے یہ ہین وہو علیہم ذو عمی یعنے قرآن اُن پر اندہاپے والا ہے مصدر کے ساتھ اُس کا وصف کیا واسطے مبالغے کے کسی نے کہا ہو راجع ہے طرف وقر کے یعنے وہ بوجہہ اُن پر عمی ہے یعنے تاریکی و شبہ جمہور نے عمی بفتح میم منون پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر ہے عمی یعمی سے عمے کا جیسے ہَوِیَ یہوی ہوی حضرت ابن عباس و حضرت عبداللہ ابن الزبیر و حضرت عمرو بن العاص و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بکسر میم منون بنا بر اسم منقوص اس بنا پر کہ قرآن کا اس کے ساتھ مجازاً وصف کیا گیا اور عمرو بن دینار نے بکسر میم و فتح یا بصیغہ فعل ماضی ابو عبیدہ نے اول قراءت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اول ہدی و شفاء فرمایا ہے ہادی و شافی نہین کہا تو اول کے مناسب یہ ہے کہ یہان بہی مصدر ہو اُولٰئِكَ مبتدا ہے يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ خبر ہے یعنی وہ لوگ جو ایمان نہین لاتے ہین پکارے جاتے ہین دور جگہہ سے مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن شریف کو سمجہتے نہین باوجود خوش بیانی اس کے اور ان کی زبان دانی کے اس اعتبار سے ان کے حال کی تمثیل دی اُس شخص کے حال سے جو کہ مسافت بعید سے پکارا جاتا ہے پہر وہ وہان سے اُس کی آواز نہین سنتا ہے فراء نے کہا جو شخص تمہارے بات کو سمجہتا نہین اس سے تم یون کہتے ہو انت تنادی من مکان بعید یعنے دور جگہہ سے پکارا جاتا ہے مطلب یہ کہ بات نہین سمجہتا پس اس مین استعارہ تمثیلیہ ہے پہر جب اللہ پاک نے کفار کے وصف مین مبالغہ کیا ساتہہ عناد و تکذیب کے جیسے اُن کا یہ قول کہ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون تسلی دی کہ تو کچہہ منفرد نہین ہے ساتہہ ایذا پانے کے اپنی قوم سے درمیان انبیا کے بلکہ یہ تو قدیم رسم ہے پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ وَلَوْلَا

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ
أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ○ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا
وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ○
وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ○ لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ
الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ○ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ
هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○ اور ہم نے دی تھی موسی کو کتاب پھر اُس مین پھوٹ

الجزء الخامس والعشرون

پڑی اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے تو ان مین فیصلہ ہو جاتا اور وہ دہوکے مین ہین اُس سے جو چین نہین دیتا جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے کی بُرائی وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہین کہ ظلم کرے بندون پر اسی کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہین جو نکلتے ہین اپنے غلاف سے اور گابہہ نہین رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے جس کی اسے خبر نہین اور جس دن اُن کو پکارے گا کہان ہین میرے شریک بولین گے ہم نے تجھہ کو کہہ سُنایا ہم مین کوئی نہین اقرار کرتا اور چوک گیا اُن سے جو پکارتے تھے پہلے اور اٹکلے کہ انکو نہین کہین خلاصی نہین تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جاوے اس کو بُرائی تو آس توڑے نا امید ہو کر اور اگر ہم چکھاوین اُس کو کچہ اپنی مہر پیچھے ایک تکلیف کے جو اُس کو لگی تھی تو کہنے لگے گا یہ ہے میرے لائق اور مین نہین سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر مین پھر گیا اپنے رب کی طرف بیشک مجھہ کو ہے اُس کے پاس خوبی سو ہم جتاوین گے منکرون کو جو انھون نے کیا ہے اور چکھاوینگے اُن کو ایک گاڑہی مار **ف** بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت مین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے اور البتہ مقرر ہم نے دی تھی موسٰی کو کتاب پھر اختلاف کیا گیا اُس مین یعنے اُن کی تکذیب کی گئی اور اُن کو ایذا دی گئی پس تو صبر کر جیسا کہ صبر کیا اولو العزم نے رسولون مین سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے ایک مدت مقرر تک ساتھہ تاخیر حساب کے روز معاد تک تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا اُن مین یعنے البتہ عذاب کی اُن کے واسطے جلدی کر دی جاتی بلکہ اُن کے لیے تو ایک جائے وعدہ ہے ہرگز وہ نہ پاوین گے اُس کے ورے کوئی پھرنے کی جگہہ اور وہ دہوکے مین ہین اُس سے جو چین نہین دیتا یعنے انکا جھٹلانا اُس کو کچہ بصیرت وبینائی سے نہ تھا جو بات کہی اُسکو پختہ طور پر سمجھے بوجھے نہین بلکہ جو کچہ کہا اُس مین شک کرنے والے تھے جس شے مین تھے اُس مین محقق و پختہ کار نہ تھے ابن جریر نے اسی طرح اس کی توجیہہ کی ہے اور یہی محتمل بھی ہے واللہ اعلم اللہ پاک فرماتا ہے جس نے کی بھلائی سو اپنے

واسطے یعنے جس نے نیک عمل کیا ایمان پر قائم ہو گا اور جس نے کی برائی سو وہ بھی اسی پر یعنے اسکا وبال اسی پر راجع ہوگا
اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر یعنے وہ عذاب نہیں کرتا ہے کسی کو مگر بسبب اس کے گناہ کے اور نہ
عذاب کرتا ہے کسی کو مگر بعد اس کے کہ اُس پر حجت قائم کرے اور اس کی طرف رسول بھیجے پھر فرمایا جل علا اسی
کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا یعنے اُس کو کوئی نہیں جانتا ہے سوا اس کے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اور آپ سید البشر ہیں جبرئیل علیہ السلام سے اور وہ سادات ملائکہ سے ہیں جب کہ جبرئیل علیہ السلام نے
آپ سے قیامت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس سے اُس کا پوچھا جاتا ہے وہ دانا تر نہیں ہے پوچھنے والے سے
اور جس طرح کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا وقال تعالیٰ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ **قولہ
تعالے** وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ الآیہ یعنی ساری اشیاء اُس کے علم سے ہوتی ہیں اس کے علم سے تو ذرہ
بھر زمین میں غائب ہوتا ہے نہ آسمان میں اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وقال تعالیٰ
يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ وقال تعالیٰ وَمَا
يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ **قولہ سبحانہ و
تعالے** وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ الآیہ یعنے قیامت کے دن اللہ تعالی پکارے گا مشرکوں کو روبرو ساری خلائق
کے کہاں ہیں میرے شریک جن کو تم نے میرے ساتھ پوجا تھا تو کہیں گے ہم نے تجھے خبر دے دی کہ کوئی ہم
میں سے آج اس کی گواہی نہیں دیتا ہے کہ تیرے ساتھ کوئی شریک ہے اور جن کو پہلے پوجتا تھا وہ جاتے رہے
سو انہوں نے ان کو کچھ نفع نہ پہونچایا وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ یہاں ظن بمعنے یقین ہے یعنے قیامت کے دن
مشرکوں نے یقین کر لیا کہ نہیں ہے واسطے اُن کے کوئی بھاگنے کی جگہہ اللہ تعالے کے عذاب سے کما قال تعالیٰ
وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا **قولہ تعالے** لَا يَسْاَمُ
الْاِنْسَانُ الآیہ یعنے او کتاتا نہیں آدمی خیر کے مانگنے میں اپنے رب سے مراد مال و صحت جسم وغیرہ ہے اور اگر
لگ جائے اُس کو برائی یعنے بلا یا محتاجی تو آس توڑے نا امید ہو کر یعنے اس کے ذہن میں یہ پڑے کہ بعد اس کے
کوئی خیر اس کو میسر ہوگی اور اگر ہم چکھاویں اس کو کچھ اپنی مہر پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو لگی تھی تو کہنے
لگیگا یہ ہے میرے لائق یعنے جب کہ اس کو کوئی خیر و رزق پہونچے بعد اس کے کہ وہ سختی میں تھا تو کہنے لگے
کہ یہ میرے لیے ہے بیشک میں اس کا استحقاق رکھتا تھا نزدیک اپنے رب کے اور میں خیال نہیں کرتا ہوں
قیامت کو قائم ہونے والی یعنے قیامت کے قائم ہونے کا انکار کرتا ہے یعنے اس سبب کہ اسے ایک نعمت
دی گئی تو اتراتا ہے اور شیخی مارتا ہے اور کفر کرتا ہے کما قال تعالے كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ
اسْتَغْنٰى **قولہ تعالے** وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ الآیہ یعنے اگر وہاں پھر جانا ہوگا تو ضرور میرا رب مجھ پر

احسان کرے گا جیسا اُس نے اس گھر مین مجہ پر احسان کیا ہے باوجود بُری عمل کرنے کے اور عدم یقین کے اللہ عزوجل
پر تمنا کرتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا فَلَنُنَبِّئَنَّ الآیہ جس شخص کا یہ عمل و اعتقاد ہو اللہ پاک اُس کو عقاب و نکال کے
ساتہہ تہدید کرتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ولقد اتینا الآیہ ایک کلام مستانف ہی متضمن
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی و تشفی کو اس رنج و غم سے جو آپ کو حاصل ہوتا تہا بسبب کفر کرنے قوم کی
اور بوجہ طعن کرنے کے قرآن شریف مین سو اللہ پاک نے خبر دی کہ یہ تو ایک قدیم عادت ہے رسولون کی اُمتون
مین کچہ تمہاری قوم کے ساتہہ خاص نہین ہے کیونکہ جو کتابین اُن کی طرف نازل کی جاتین تو وہ اُن مین اختلاف
کیا کرتے تہے بعض لوگ کہتے کہ حق ہین بعض کہتے کہ باطل ہین جس طرح کہ تمہاری قوم نے اختلاف کیا ہے تمہاری
کتاب مین سو کوئی تو اُس کی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب **بیان** مراد کتاب سی توریت شریف ہی اور فیہ کی ضمیر
اُسی کی طرف پہرتی ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی طرف راجع ہے لیکن قول اول اولی ہے اسواسطی
کہ اوپر سے ذکر کتاب ہی کا چلا آتا ہے گو نبی مین اختلاف کرنا بعینہ کتاب مین اختلاف کرنا ہے پہر اگر یہ خیال ہو
کہ اگلی امتون کے مکذب تو ہلاک کر دیے جاتے تہے اس امت کے مکذب کیون نہین معذب ہوتے سو اس کی یہ وجہ
ذکر فرمائی وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ الآیہ یعنے اگر نہ ہوتا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے تیرے رب سے عذاب کی
تاخیر کرنے مین اُن لوگون سے جنہون نے قرآن کی تکذیب کی ہے تیری امت مین سے اور اُن کی مہلت دینے
مین جیسا کہ فرمایا ہے وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى تو ان مین فیصلہ کر دیا جاتا باین طور کہ ان کے مکذبین
کے واسطے عذاب کی جلدی کر دی جاتی قتادہ نے کہا کہ سابق ہو چکا ہے واسطے ان کے ایک وقت اور ایک
مدت اللہ پاک کی طرف سی جس کو وہ پہونچنے والے ہین مطلب یہ ہے کہ تکذیب کی وجہ سے وہ اسی کے مستحق ہین
کہ ہلاک کر دیے جائین لیکن حکمت الہی اس کی مقتضی ہوئی کہ اُن کو مہلت دی جائے ایک مدت مقرر تک
یا روز قیامت تک اور وہان مصدق اور مکذب مین فیصلہ ہو وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ یعنے اور
بیشک وہ البتہ شک مین ہین تیری کتاب سے جو کہ تجہ پر نازل کی گئی ہے یعنے قرآن ایسا شک کہ مریب ہے
یعنے شک مین ڈالنے والا یا شک شدید الریبہ یا ایسا شک کہ موجب ہے واسطے اضطراب کے کسی نے کہا کہ مراد
اس سی یہود ہین یعنے یہود شک مریب مین ہین توریت سی لیکن قول اول اولی ہے پہر فرمایا کہ کافر لوگ جو
تیرے حق مین اور تیری کتاب کے باب مین بدگوئی کرتے ہین تو اس سے متوحش مت ہو اس لیے کہ مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ الآیہ یعنے جو کوئی اللہ کا مطیع ہوگا اور اُس کے رسولون پر ایمان لائے گا اور ان کی تکذیب
نہ کرے گا تو اس کا ثواب اسی کی طرف راجع ہوگا اور اُسکا نفع اُسی کے ساتہہ خاص ہوگا اور جو کوئی برائی
کرے گا تو اُس کی برائی کا عقاب اُسی پر ہوگا نہ اس کے غیر پر کیونکہ اللہ پاک ہر ایک کو قیامت کے دن

وہی جزا دیگا جس کا وہ مستحق ہے اسی لیے فرمایا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ یعنے اللہ پاک عذاب نہین کرتا ہے کسی کو مگر بسبب اس کے گناہ کے اور نہ اُس سے کسی پر ظلم واقع ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا ظلام صیغہ نسب کا ہے جیسے تمّار و بقّال وخباز ہے مبالغہ کا صیغہ نہین ہے یہ تقریر اور تقریرون سے بہتر ہے کرخی نے کہا کہ ظلام کے معنے ذو ظلم ہین اس مین اس طرف اشارہ ہے کہ ظلام صیغہ مبالغہ نہین ہے سورۂ آل عمران مین بذیل تفسیر ان اللہ لیس بظلام للعبید اس آیت کے معنے پر گفتگو گذر چکی ہے اور اسی طرح سورۂ انفال مین چونکہ یہان اسکا مظنہ تہا کہ کوئی کہے کہ یہ دن کب ہوگا اس لیے اللہ پاک نے خبر دیدی کہ علم قیامت کا اور وقت اُس کے قیام کا سوا اُس کے اور کوئی نہین جانتا ہے پس ارشاد فرمایا اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ یہان مضاف مقدر ہے لے علم سوال الساعۃ یعنے متے تکون مطلب یہ ہے کہ اس سوال کے جواب کا علم اُسی کی طرف پہیرا جاتا ہے پس جس وقت سوال واقع ہو قیامت سے تو مسئول پر واجب ہے کہ اُس کے علم کو اللہ کی طرف پہیرے نہ اس کے غیر کی طرف یہ حصر الیہ کی تقدیم سے معلوم ہوتا ہے مروی ہے کہ مشرکون نے کہا تہا اے محمد اگر تو نبی ہے تو ہم کو خبر دے کہ قیامت کب قائم ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی قولہ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا کلمہ ما نافیہ ہے اور اول کا من استغراق کے لیے اور دوسرا ابتدائے غایت کے واسطے ہے یعنے اور نہین نکلتے ہین کوئی میوے اپنے غلافون سے کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصولہ ہے محل جر مین معطوف ہے ساعت پر اور اول من بیانیہ یعنے اسی کی طرف رد کیا جاتا ہے علم قیامت کا اور علم ان میودن کا جو نکلتے ہین اپنے غلافون سے لیکن قول اول اولے ہے اس واسطے کہ بعد کا ما نافیہ ہے موصولہ نہین بن سکتا اور نظم کلام ایک ہے تو معلوم ہوا کہ نافیہ ہونا بہتر ہے اکمام جمع کم بکسر کاف ہے کم کہتے ہین میوے کے ظرف کو جس مین وہ ہوتا ہے اس کا اطلاق ہر ظرف پر ہوتا ہے مال کا ظرف ہو یا اور کسی شے کا ابوعبیدہ کہتے ہین اکمامہا اوعیتہا اوعیۃ وہ ظرف ہین جن مین میوے ہوتے ہین واحد اس کا کم وکمۃ ہے راغب کہتے ہین کم وہ شے ہے جو ہاتہ کو ڈہانکتی ہے کرتے سے اور وہ شے ہے جو میوے کو ڈہانکتی ہے جمع اس کی اکمام ہے یہ قول اس پر دال ہے کہ کم بضم کاف ہے کیونکہ اس کو مشترک ٹہیرایا درمیان کم قمیص کے اور کم ثمرہ کے اور اس مین کچہ اختلاف نہین ہے کہ قمیص کی کم بضم ہے یعنے کرتے کی آستین اور ہو سکتا ہے یون کہین کہ جو کم میوے کا ظرف ہے اس مین دو لغت ہین ضم و کسر جمہور نے من ثمرۃ بافراد پڑہا ہے بنا بر ارادہ جنس اور نافع وابن عامر وحفص نے بجمع اس لیے کہ انواع ثمار مین اختلاف ہوتا ہے قتادہ نے کہا من اکمامہا حین تطلع یعنے نہین نکلتے ہین کوئی میوے اپنے غلافون سے جبکہ نکلتے ہین وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ یعنے اور نہین اُٹہاتی ہے

کوئی مادہ حمل کو اپنے پیٹ مین اور نہ جنتی ہے اُس حمل کو مگر ساتھ علم اللہ سبحانہ کے استثنای مفرغ ہے اعم احوال
سے یعنی نہین حادث ہوتی ہے کوئی شے یعنی نکلنا کسی میوے کا اپنے غلاف سے اور نہ حمل کسی حاملہ مادہ کا اور
جننا کسی جننے والی کا کسی حال مین احوال سے ملابس و اسطے کسی شے کے اشیا سے مگر ہیچ حال ملابست اُسی
کی کے ساتھہ علم اللہ کے پس اُسی کی طرف رد کیا جاتا ہے علم قیامت کا جس طرح کہ رد کیا جاتا ہے اُسکی
طرف علم ان امور حادثہ کا نکتہ متعلق علم کا ذکر نہین کیا واسطے تعمیم کے کیونکہ اس وقت ذہن سامع کا ہر
طرف جائیگا یعنے حمل کا نر و مادہ ہونا خوب صورت بد صورت ہونا اور بچے کی مان اُس کو وقت دن پورے
ہونے کے ڈالے گی یا اس سے قبل اور میوہ پکنے کے وقت کو پہونچے گا یا اُس سے قبل بگڑ جائیگا اس کے مثل
اور امور **حکایت** مروی ہے کہ منصور دوانقی کو ایک مدت اپنی عمر کی معرفت کا فکر رہا پہر اس نے اپنی
خواب مین ایک خیال دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھہ دریا سے نکالا اور پانچ انگلیون سے اشارہ کیا اس باب
مین اس نے علماء سے پوچھا تو انہون نے اُس کی تعبیر کہی پانچ برس اور پانچ مہینے اور اُس کے سوا اور
یہانتک کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاویل اس کی یہ ہے کہ غیب کی کنجیان پانچ ہین اور یہہ
آیت پڑہی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ
مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کذا ذکرہ الشیخ زادہ رزقہ اللہ الحسنے وزیادہ
ف اگر کوئی کہے کہ مرد صالح منجملہ اصحاب کشف کبہی کوئی بات کہتا ہے سو وہ اُس مین صواب کو
پہونچتا ہے یعنے وہ بات ٹہیک ہوتی ہے اور اسیطرح کاہن و نجومی تو کہین گے کہ اصحاب کشف تو
جب کوئی بات کہین گے تو وہ اللہ تعالی کے الہام و اطلاع سے ہوگی ان کو پس وہ اللہ تعالے کے علم
سے ہوئی جس کی طرف حوادث کا علم رد کیا جاتا ہے رہے کاہن و نجومی سو ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن
نہین ہے کسی شے مین منجملہ اُن چیزون کے جن کو کہتے ہین صرف غایت اس کا ادعاے ظن ضعیف
ہے جو صواب کو کبہی نہین پہونچتا ہے اور اللہ پاک کا جو علم ہے سو وہی علم یقین مقطوع یہ ہے جس میز
کوئی اُس کا شریک نہین ہے کذا قالہ الخازن **فتح البیان** مین ہے اس مین دلیل ہے اس پر کہ
اصحاب کشف و کہان و اہل نجوم ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن نہین ہے کسی شے مین اُن چیزون سے جن
کو کہتے ہین واقع مین سچی بات ہے کاہنون نجومیون کا تو کچہہ ٹہیک ہی نہین ارباب کشف کے واسطے
بہی سخت شروط ہین کہ ان کا میسر ہونا نہایت دشوار ہے مرد صالح پکا شرع کا تابع ولی رحمٰن سچا
اور کشف صحیح مطابق ظاہر شریعت کے ہو پہر بے سرو پا بدوین تابع شیطان کے کشف کا کچہہ ذکر ہی نہین
ہے **بالجملہ** جب کہ اللہ پاک نے قیامت کا ذکر کیا تو بعد اس کے کچہہ قیامت کا حال بہی ذکر کر دیا اور اس سے

قائلین شرکا و انداد کو وعید سنائی پس ارشاد فرمایا وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي کلمہ یوم مین اذکر محذوف عامل ہے
شرکا کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرمائی بنا بر اُنکے زعم باطل کے یعنے ذکر کر اُس دن کا جس مین اللہ سبحانہ
پکارے گا مشرکون کو مراد روز قیامت ہی ہے بطور تہکم و تقریع و سرزنش کے اُن سے فرمائیگا کہان ہین میرے
شریک جن کا تم دعوے کرتے تہے کہ وہ میرے شریک ہین دنیا مین بتون وغیرہ سے اب تم اُن کو بلاؤ تو چاہیے
کہ وہ تمہارے واسطے سفارش کرین یا عذاب کو تم سے دفع کرین قَالُوا آذَنَّاكَ ماضی کا صیغہ بمعنے مضارع
ہے تحقق کے بتانے کو ماضی کے پیرایہ مین اُسکو ادا کیا ہے محاورے مین بولتے ہین آذن یوذن اذا اعلم یعنے
ایذان بمعنے اعلام ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا اعلمناک کسی نے کہا بمعنے اخبرناک ہے نسفی کہتے ہین کہ
یہ قول ظاہر تر ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے تو اس کا عالم تہا اور اعلام عالم کا محال ہے سو اس کے نہین
کہ خبر دینا واسطے عالم بالشئے کے تحقق ہے ساتہہ اُس شے کے جس کو وہ جان چکا ہے مگر یہ کہ معنے یون ہون
کہ تو نے اب جان لیا ہمارے دلون سے کہ ہم وہ باطل گواہی نہین دیتے ہین کیونکہ جب اس نے اس بات
کو جان لیا اُن کے نفوس سے تو گویا اُنہون نے اُس کو اعلام کیا انتہے یا یون کہو کہ اعلام مجاز ہے قول سے
کیونکہ حقیقت اعلام کی تو اللہ تعالے کے حق مین متصور نہین ہو سکتی ہے اسی لیے حضرت شاہ صاحب رحمہ
اللہ تعالے نے اس کا ترجمہ کہہ سنایا کیا ہے اور حضرت ابن عباس نے جو اعلمناک کی تفسیر فرمائی ہے سو باعتبار
لغت کے ہے دوسری یہ ہے کہ اعلام بمعنے اخبار ہو سکتا ہے جس طرح کہ مجازاً بمعنے قول آتا ہے معنے
یہ ہین مشرکین کہینگے ہمنے تجہے خبر دیدی مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی گواہ جو اسبات
کی گواہی دے کہ تیرے واسطے کوئی شریک ہے یہ یون ہے کہ جب قیامت کا معاینہ کرین گے تو شریکون سے
بیزار ہو جائین گے اور جن بتون کو پوجتے تہے وہ ان سے بیزار ہو جائین گے کسی نے کہا کہ قائل اس قول
کے معبود لوگ ہین جن کو وہ پوجتے تہے یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی گواہ جو اُن کے واسطے یہ گواہی دے
کہ وہ حق پر تہے لیکن قول اول اولی ہے وَضَلَّ عَنْهُمْ الآیہ یعنے غائب و زائل و باطل ہو گئے آخرت مین
وہ اصنام وغیرہ جن کو پہلے پوجتے تہے دنیا مین اور یقین کی اور جان لی یہ بات کہ اُن کے لیے کوئی جگہ
بہاگنے کی نہین ہے عذاب سے محیص بمعنے فرار ہے محاورے مین بولتے ہین حاص یحیص حیصا اذا ہرب کسی نے
کہا کہ ظن اپنے حقیقی معنے پر ہے کیونکہ اس حال مین ظن و رجا ان کے واسطے باقی رہین گی لیکن اولی
یہ ہے کہ ظن یہان بمعنے یقین ہے جیسا کہ ترجمہ مین گزر چکا ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ یہ کافر
آخرت مین شرکا سے بیزار ہونگے بعد اس کے کہ دنیا مین شریکون کے ثابت کرنے پر اصرار کرتے تہے تو اب
یہ ذکر کیا کہ انسان ساری اوقات مین متغیر الاحوال ہے ایک راہ پر جمتا نہین ہے کسی خیر و قدرت کا حاصل

کرتا ہے تو بھول جاتا ہے اور بڑا ابنتا ہے اور اگر کسی بلا و نقمت کا احساس کرتا ہے تو ذلیل و خوار ہوجاتا ہے پس
ارشاد فرمایا لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ یعنے ملول نہین ہوتا ہو
انسان خیر کے مانگنے سے واسطے اپنے نفس کے اور اس کے کھینچنے سے طرف اپنے اور ہمیشہ اپنے رب سے مال کا
سوال کرتا رہتا ہے خیر سے مراد اس جگہہ مال و صحت و سلطان و غلبہ و رفعت ہے سدی کہتے ہین کہ انسان
سے مراد اس جگہ [redacted] ہے کسی نے کہا ولید بن مغیرہ کسی نے کہا عتبہ و شیبہ فرزندان ربیعہ اور امیہ بن خلف
اولی حمل آیت کا ہے عموم پر باعتبار غالب کے تو اب خلص عباد کا خروج اس کے منافی نہ ہوگا حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے من دعاء المال پڑہا اور اگر لگے اس کو برائی یعنے بلا و شدت و فقر و مرض تو بڑا نا امید ہونے
والا ہے اللہ کے روح سے بڑا آس توڑنے والا ہے اس کی رحمت سے مطلب یہ ہے کہ انسان کا اقبال خیر
کی حالت مین تو یہ حال ہے کہ نہین پہونچتا ہے طرف کسی وجہ کے مگر طالب زیادتی ہوتا ہے اس پر اور
کبھی اس کی طلب سے ملول نہین ہوتا ہے اور ادبار و حرمان کے حال مین آئس و قانط ہوجاتا ہے اللہ پاک کی
رحمت سے کسی نے کہا یؤس ہے اپنی دعا کے قبول ہونے سے قنوط ہے بسبب بدگمان کے ساتھ اپنے رب
کے کسی نے کہا یؤس ہے اس مکروہ کے زائل ہونے سے جو اس کو لگا ہے قنوط ہے بسبب گمان کرنے
اس کے دوام کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے یاس صفت ہے قلب کی یعنے رجا کا قطع کرنا اور قنوط ظاہر کرنا ہی
اس کے آثار کا ظاہر بدن پر صنیع محلی ترادف کے مقتضی ہے اور بعض اسی کے قائل ہین اس بنا پر دونون کا جمع
کرنا واسطے تاکید کے ہوگا یؤس و قنوط دونون صیغے مبالغہ کے ہین دلالت کرتے ہین اس پر کہ وہ شدید
الیاس عظیم القنوط ہے دو طریق سے اس مین مبالغہ کیا گیا ہے ایک تو بنائے فعول کے طریق سے جیسا کہ
ہم نے اشارہ کیا اور طریق تکریر سے مع ظہور اثر یاس کے جو کہ قنوط مین ہے کیونکہ قنوط یہ ہے کہ اثر یاس
کا اس پر ظاہر ہو پھر وہ متضائل و منکسر ہو یعنے اللہ کے فضل و رحمت سے امید قطع کرے یہ صفت ہے کافر
کی بدلیل کریمہ اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ قولہ تعالے وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا الآیۃ
حرف لام توطیہ قسم کا ہے لائے واللہ لئن اور لیقولن قسم کا جواب ہے چونکہ یہ قائم مقام جواب شرط کے ہوگیا اس
لیے اس کو حذف کردیا ہے یعنے البتہ اگر ہم اس کو دین کوئی خیر و عافیت و غنا بعد شدت و مرض و فقر کے
تو البتہ وہ کہے گا ہذا لی یعنے یہ ایک ایسی شے ہے کہ مین اس کا استحقاق رکہتا ہون اللہ پر اس لیے کہ وہ میرے
عمل سے راضی ہے پس یہ خیال کیا کہ یہ نعمت جس مین وہ ہوگیا اس کو پہونچی اس سبب سے کہ وہ اس کا مستحق
ہے اور یہ نہ جانا کہ اللہ جانچتا ہے اپنے بندون کو ساتھ خیر و شر کے تاکہ ظاہر ہوجائے اس کو شاکر و جاحد
و منکر سے اور صابر و جازع سے مجاہد نے کہا اس کے یہ معنے ہین کہ یہ بسبب میرے عمل کے ہے اور مین اس

کے لائق ہون یا معنے ہین کہ یہ واسطے میرے ہمیشہ ہی زائل نہ ہوگی وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً یعنے مین گمان
نہین کرتا ہون قیامت کو کہ وہ قائم ہوگی جس طرح کہ انبیا اُس کی خبر دیتے ہین یا مین یقین پر نہین ہون بعث
سے یہ بات کافرین ومنافقین کے ساتھہ خاص ہے تو اب مراد انسان سے جو کہ شروع آیت مین مذکور ہے جنس
ہوگی باعتبار اُس کے غالب افراد کے کیونکہ یاس اللہ کی رحمت سے اور قنوط اس کی خیر سے اور شک بعث مین
نہین ہوتا ہے مگر کافرون سے یا اُن سے جو کہ دین مین متنزلزل ہین اسلام تبکلف ظاہر کرتے ہین کفر کو
پوشیدہ رکھتے ہین وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ مین حرف لام قسم کا ہے اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى جواب ہے قسم کا
اس لیے کہ قسم شرط پر سابق ہے یعنے البتہ اگر رجوع کیا جاؤن طرف اپنے رب کے بر تقدیر سچ ہونے قیام ساعت
کے اور حصول بعث ونشور کے جس کی انبیا ہم کو خبر دیتے ہین تو بیشک واسطے میرے نزدیک اُس کے البتہ اچھی
حالت ہوگی نعمت وکرامت سے پس اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ دنیا کی خیر کا مستحق ہے بسبب اس خیر وخوبی کے
جو اُس مین ہے اور آخرت کی خیر کا بھی مستحق ہے بسبب اُس بات کے جس کا اپنے جی مین اعتقاد کیا اور اسکو
اپنے نفس کے واسطے ثابت کیا حالانکہ یہ ایک اعتقاد باطل وظن فاسد ہے یہ کلام کئی اسالیب کو متضمن ہے
ایک تو قسم وانّ کے ساتھہ تاکید کی دوسرے دونون ظرف مقدم کیے تیسرے صیغہ تفضیل کی طرف عدول کیا
اس لیے کہ حسنے تانیث ہے احسن کی اللہ پاک نے اس کافر کے قول کا یہ جواب دیا فَلَنُنَبِّئَنَّ الآیہ یعنے پس
البتہ ہم خبر دینگے اُن لوگون کو جو منکر ہوئے اُس عمل کے جو انہون نے کیا دن قیامت کے مطلق ہے
کہ بات ویسی نہین ہے جیسے وہ خیال کرتا ہے اُس کے واسطے تو عقاب شدید ہے چنانچہ فرمایا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ یعنے اور البتہ ہم چکہائین گے اُن کو گاڑہے عذاب سے بسبب اُن کے گناہون کے
یہ لام اور اول کا لام دونون توطیۂ قسم کے ہین پھر جب اللہ پاک اُس شخص کے اقوال نقل کرچکا جس پر انعام
کیا بعد اس کے کہ اُس کو تکلیف پہونچی تھی تو اب اسکا احوال بھی بیان کیا پس ارشاد فرمایا وَاِذَآ اَنْعَمْنَا
عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ
وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ اور جب ہم نعمت بہیجین انسان پر ٹلا جاوے اور موڑ لے ع ٦ ١
اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائین کرے چوڑی سی تو کہہ بہلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ پاک کے پاس سے پھر
تمنے اس کو نہ مانا اُس سے بہکا کون جو دور چلا جاوے مخالف ہو کر اب ہم دکہاوین گے اُن کو اپنے نمونے دنیا
مین اور آپ اُن کی جان مین جب تک کہ کھلجاوے اُن پر یہ کہ ٹہیک ہے کیا تیرا رب تہوڑا ہے ہر چیز پر گواہ

ورحمتہ وفضلاً جماوانّی عبداً لک المّا **قولہ تعالیٰ** اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ یعنے اللہ بس
ہے گواہ اپنے بندون کے افعال واقوال پر اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صادق ہین اُس شے مین جس کی آپ نے اس کی طرف سے خبر دی کما قال تعالیٰ لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْہَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ
اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ الآیہ **قولہ تعالیٰ** اَلَآ اِنَّہُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک مین ہین
قیامت کے قائم ہونے سے اسی لیے وہ اُس مین فکر نہین کرتے ہین اور نہ اُس کے واسطے عمل کرتے اور نہ اُس
سے حذر وخوف کرتے ہین بلکہ وہ اُن کے نزدیک ایک باطل امر ہے جس کی پروا نہین کرتے ہین حالانکہ وہ ضرور ہونے
والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہین ہے **ابن ابی الدنیا** نے سعید انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اللہ پاک کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ اَیُّہَا النَّاسُ فَاِنِّیْ لَمْ اَجْمَعْکُمْ
لِاَمْرٍ اُحْدِثُہٗ فِیْکُمْ وَلٰکِنْ فَکَّرْتُ فِیْ ہٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَنْتُمْ اِلَیْہِ صَائِرُوْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّ الْمُصَدِّقَ
بِہٰذَا الْاَمْرِ اَحْمَقُ وَالْمُکَذِّبَ بِہٖ ہَالِکٌ پھر اُتر پڑے یعنے بعد حمد وثنا کے مین کہتا ہون لوگو مین نے تم کو
کسی امر کے واسطے نہین جمع کیا ہے کہ مین اُسکو تم مین جاری کرون لیکن مین نے اس امر مین فکر کی جس کی
طرف تم جانے والے ہو سو مین نے یہ بات جان لی کہ جو شخص اس کا ماننے والا ہے وہ تو احمق ہے اور جو اس
کی تکذیب کرنے والا ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے یعنے احمق اس لیے ہے کہ جیسے اُس کے مثل اور لوگ عمل کرتے
ہین وہ اس کے واسطے ویسا عمل نہین کرتا اور نہ اُس سے اور اُس کے ہول سے حذر وخوف کرتا ہے اور وہ باوجود
اس کے اُس کی تصدیق کرنے والا اور اُس کے وقوع کا یقین کرنے والا ہے اور باوجود اس کے اپنے لہو ولعب
وغفلات وشہوات وذنوب مین تمادی کر رہا ہے تو اس اعتبار سے وہ احمق وناداں ہوا لغت مین احمق ضعیف
العقل کو کہتے ہین اور جو اس کا مکذب ہو وہ ہالک ہے یہ بات تو ظاہر وواضح ہے واللہ اعلم پھر اللہ پاک نے یہ بات
ثابت کی کہ وہ ہر شے پر قدیر ہے اور ہر شے کا محیط ہے اور قائم کرنا قیامت کا اُس کے نزدیک سہل وآسان ہے
اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنے ساری مخلوقات اُس کے زیر قہر ہے اور اُسی کے قبضے مین اور اُس کے علم کی لپیٹ
مین ہے اور وہی اُس سب مین اپنے حکم سے تصرف کرنے والا ہے سو جو اس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ آخر تفسیر سورۃ حٰمٓ السجدۃ ولِلّٰہِ الحمد والمنۃ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ انسان
سے مراد جنس انسان ہے من حیث ہو باعتبار غالب افراد کے **نَاٰ** بروزن رمی بمعنے بعد ہے محاورے مین
بولتے ہین نایت وتناءیت بمعنی بعدت وتباعدت اور منتائی مکان بعید کو کہتے ہین یزید بن قعقاع نے
ناء بروزن قال پڑھا ہے بالف قبل الہمزہ حرف با تعدیت کا ہے نائی جانب کنایہ ہے اعراض سے یعنے
غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ پاک اُس پر انعام کرتا ہے تو وہ شکر سے اعراض کرتا ہے اور

حق کے واسطے مطیع ہونے سے ترفع و تکبر و تجبر کرتا ہے اور تبختر کرتا ہوا اپنی جانب کو موڑتا ہے یا یہ معنے ہین کہ شکر سے منحرف ہوتا ہے یا جانب مجاز ہے نفس سے یعنے مارے تکبر کے شکر سے دور ہوتا ہے بذاتہ وکلیتہ نہ بجانبہ مطلب یہ ہے کہ کبر کے مارے صرف اپنی جانب کو شکر سے نہین پھیرتا ہے بلکہ کل کا کل پورا اس سے دور ہوتا ہے محاورے مین جانب بولتے ہین اور ذات مراد لیتے ہین چنانچہ شخص کے نام کی تصریح نہین کرتے اور اس کی ذات سے مجلس و مکان و جانب وغیرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہین منظور اُس سے اس کی تعظیم کا اشعار ہوتا ہے پس یون کہتے ہین حضرت فلان و مجلس فلان و کتبت الی جہۃ فلان و الی جانبہ العزیز و الی جنابہ الرفیع اور مراد اس سے اس شخص کی ذات ہوتی ہے یا یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعالی اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو نعمت اُس کو اترا دیتی ہے پھر منعم کو بھول جاتا ہے اور اُس کے شکر سے اعراض کرتا ہے اور اللہ تعالی کی ذکر و دعا سے دور ہوتا ہے وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيْضٍ اور جب لگے اُس کو بلا و جہد و فقر و مرض تو وہ صاحب دعا کثیر ہے عرب لوگ عرض و طول کا کثرت مین مجازا استعمال کرتے ہین پس جب کوئی باتین اور دعا بہت کرے تو بولتے ہین اطال فلان فی الکلام و اعرض فی الدعاء اور یہ بطور استعارہ ہے جس شے کا فراخ عرض ہو اُس سے اسکا استعارہ کیا ہے اُس کی کثرت بتانے کو کیونکہ جو شے عریض ہوتی ہے تو اس کے اجزا کثیر ہوتے ہین یہ استعارہ تخییلیہ ہے اول تو دعا کو اس شے سے تشبیہ دی جو موصوف بامتداد ہوتی ہے پھر اُس کے واسطے عرض ثابت کیا کذا قالہ الکرخی عریض صیغہ مبالغے کا ہے یعنے بڑی چوڑی دعا طویل نہ کہا اس لیے کہ طول اطول امتداد مین ہوتا ہے پس جب اسکا عرض بڑا ہوا تو اس کے طول کا کیا خیال ہے کہ کتنا بڑا ہوگا کما افادہ ابوالسعود معنی یہ ہین کہ جب اس کو برائی لگتی ہے تو اللہ تعالے سے تضرع و زاری کرتا ہے اور اُس سے فریاد رسی چاہتا ہے کہ جو بلا اُس پر نازل ہوئی ہے وہ اس سے دور کر دے اور اُس کی بکثرت دعا مانگتا ہے پس شدت و تکلیف مین تو اُس کو یاد کرتا ہے اور راحت و آرام مین اُس کو بھولتا ہے اور نزول نقمت کے وقت اس سے فریاد رسی چاہتا ہے اور حصول نعمت کے وقت اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ کام کافرون کا ہے اور ان کا جو کہ مسلمانون مین سے غیر ثابت قدم ہین شہاب نے کہا اب اگر کوئی کہے کہ اُس کا عریض طویل دعا مانگنا اُس وصف کو منافی ہے جو اول گزر چکا ہے کہ وہ یوس قنوط ہے کیونکہ دعا فرع ہے رجا و طمع کی اور قنوط مین ظہور اثر یاس کا معتبر ہے تو ظہور دعا کا جو کہ رجا و امید پر دال ہے اُس کے منافی ہے تو کہین گے کہ اس منافات کا دفع یون ممکن ہے کہ اس کو عدم اتحاد اوقات و احوال پر حمل کرین انتہے یعنے کسی وقت تو یوس قنوط ہوتا ہے اور کسی وقت لمبی چوڑی دعا کرتا ہے یا یون کہو کہ یہ حال اور قوم کا حال ہے اور وہ حال دوسری قوم کا یا کل کی شان ہے بعض اوقات مین کما قالہ ابوالسعود نسفی نے کہا یا قنوط ہے جنگل مین اور ذو دعاء عریض ہے دریا مین

یا قنوط ہے ساتھ دل کے اور ذو دعاء عریض ہے ساتھ زبان کے یا قنوط ہے بت سے اور ذو دعاء ہے واسطے اللہ
تعالی کے پھر حبیب اللہ پاک نے مبالغہ کیا مشرکون کے وعید مین اور یہ بیان کیا کہ وہ شرک سے اور شرکا کی
گواہی سے رجوع کرین گے جن کے دنیا مین مدعی تھے تو بعد اس کے ایک اور تقریر فرمائی جو کہ ان پر وجہ کرتی
ہے اس بات کو کہ قرآن سے اعراض کرتے ہین اور جو اس مین امر توحید و نبوت و حشر و نشر و جزا ہے اس کے
عدم قبول مین مبالغہ نہ کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ أَرَأَيْتُمْ الآیہ یعنے تم مجھے خبر دو اپنی حالت عجیب کی اگر ہو قرآن
اللہ کے پاس سے جیسا کہ مین نے کہا پھر تم نے اُسکی تکذیب کی اور اسکو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اس شے پر جو
اس مین ہے تو کون زیادہ تر گمراہ ہے اُس سے جو کہ خلاف بعید مین ہو یعنے ایسا خلاف کہ حق سے نہایت
دور ہے مطلب یہ ہے کہ تم سے بڑہکر کوئی گمراہ نہین ہے بسبب تمہاری فرط شقاوت و شدت عداوت کے
کلمہ ارأیتم بمعنے اخبرونی ہے استعمال اس کا اخبار کے معنے مین مجاز ہے وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب علم شے
کا سبب ہے اس شے سے خبر دینے کا یا شے کا دیکھنا طریق ہے اُس شے کے احاطہ کرنے کا علم سے اور صحت
اخبار کا اُس سے تو جو صیغہ واسطے طلب علم کے تھا یا واسطے طلب ابصار کے اُس کا استعمال کیا گیا طلب
خبر مین اس لیے کہ یہ دونون طلب مین مشترک ہین پس اس مین دو مجاز ہین ایک تو استعمال رائی کا جو کہ
بمعنے علم یا البصر ہے اخبار مین دوسرا استعمال ہمزہ کا جو کہ واسطے طلب رویت کے ہے طلب اخبار مین قالہ
الشہاب شیخ نے دو مجاز یون بتلائے کہ رویت کا اطلاق کیا گیا اور اخبار مراد لیا گیا اس لیے کہ رویت اخبار
کی سبب ہے دوسرا یہ ہے کہ استفہام بمعنے امر ٹھیرایا گیا اس لیے کہ استفہام و امر دونون مین طلب ہوتی ہے اب
رہی یہ بات کہ من اضل ممن ہو فی شقاق اصل مین لاے شئ اضل منکم ہے یعنے کون شے بڑہ کر گمراہ ہے تم
سے سو من ہو فی شقاق کو منکم کی جگہہ مین رکھا ہے اس لیے کہ منظور بیان کرنا اُن کے حال کا ہے شقاق
و مخالفت مین اور یہ مخالفت سبب اعظم ہے اُن کی گمراہی مین پہلا مفعول رأی کا محذوف ہے ای ارأیتم
انفسکم یعنے تم مجھے خبر دو اپنی جانون کی اور دوسرا مفعول جملہ استفہامیہ ہے کما قالہ الکرخی اور جملہ شرطیہ
معترضہ ہے درمیان دونو مفعولون کے اور جواب شرط کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے فانتم اضل من غیرکم یا
فلا احد اضل منکم آفادہ الجمل یعنے تم سے بڑہ کر کوئی گمراہ نہین اسلیے کہ تم نہایت دور کی مخالفت مین ہو
کیونکہ جو کوئی منکر ہوا اُس شے کا جو اللہ تعالے کے پاس سے نازل ہوئی باین طور کہ اس کو یون کہے کہ وہ
کہانیان ہین اگلون کی یا شعر و سحر ہے یا جنین و جنان ہے تو بیشک وہ اللہ کا ایسا دشمن ہوا کہ اس کی
دشمنی دوستی سے نہایت دور اور ایسا مخالف ہوا کہ اس کی مخالفت اتفاق سے بغایت بعید جا پڑی
اور بلا شک جو ایسا ہو تو وہ غایت درجہ کی گمراہی مین اور پلے سرے کے بہکاوے مین ہے چونکہ

محصول آیت کا یہ تہا کہ تم نے جب یہ قرآن سنا تو اس سے اعراض کیا یہانتک کہا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اُس شے سے جسکی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانون مین بوجہہ ہین اور یہ امر بضرورت معلوم ہے کہ قرآن کا اس قسم سے ہونا کہ اُس سے اعراض کرنا اور اُس کو ترک کرنا واجب ہے اسکا علم ولیقین اس قبیل سے نہین ہے کہ بالبدیہہ حاصل ہو جائے اور توحید و نبوت کے قائل ہونے کے فساد کا علم بہی ایسا نہین ہے جب یہ بات ثابت ہوئی تو اب جو کوئی نظر و استدلال کیطرف رجوع کرنے سے پہلے قرآن سے اعراض کرے اور جو چیزین متعلق باعتقاد و عمل اُس مین ہین اُن کا منکر ہو تو وہ حق واجب الاتباع کے منکر ہونے اور عذاب شدید کے مستحق ہونے سے کیونکر امن مین رہ سکتا ہے پس قرآن شریف کی تکذیب پر اصرار کرنا اور اُس سے مونہہ موڑنا نظر و استدلال کی طرف رجوع کرنے سے پہلے غایت درجے کی بعید بات ہے اس پر کوئی عاقل جرات نہین کر سکتا ہے اگر ذرا بہی اُس کی آیتون مین دلیلون مین نظر و تامل کرتے تو صاف طور پر اس کی حقیت اور جن امور کی طرف وہ بلاتا ہے اُن کی راستی مہر نیمروز کی طرح ظاہر ہو جاتی لیکن چونکہ عداوت و دشمنی کی کالی گھٹا ان کے دلون پر چہا رہی تہی اس لیے اُس کی دلیلون کی روشنی سے اندہے ہو کر انکار و اعراض کیا جب ان آیتون کے دکہانے سے کام نہ چلا تو اللہ پاک نے اور آیتون کے دکہانے کا اُن سے وعدہ کیا پس ارشاد فرمایا سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ یعنے عنقریب ہم اُن کو دکہائینگے اپنی دلالتین قرآن کے سچ ہونے کی اور علامتین اُس کے اللہ کے پاس سے ہونے کی اطراف زمین مین اور اُن کی جانون مین یہانتک کہ ظاہر ہو جائیگی واسطے اُن کے یہ بات کہ وہ حق ہے **آیات آفاق** سے مراد وہ حوادث ہین جن کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو خبر دی یعنے حوادث گزشتہ کے آثار اور فتوح بلاد جو کہ اللہ تعالے نے آپکے واسطے اور آپکے خلفا کے واسطے میسر کیے اور ظہور و غلبہ ممالک شرق و غرب پر بطور خرق عادت کہ پس اگر قرآن اور رسول جس پر اُترا کو نازل کیا حق نہ ہوتے تو آیندہ حوادث کا وقوع ویسا نہ ہوتا جیسے اُن کی خبر دی حالانکہ وہ حوادث عالم غیب مین تہے اور جو اخبار متعلق بحوادث ماضیہ قرآن مین ہین وہ اُس کے مطابق نہ ہوتے جو کہ تواریخ والون کے نزدیک مقرر و منضبط ہین حالانکہ خبر دینے والا امی نہ لکہا نہ پڑہا اور نہ تاریخ دان لوگون سے ملا جلا اور اسی طرح جو لوگ حاملین قرآن ہین اور اُس پر ایمان لائے ہین اُن کو یہ نصرت خارق عادت نہ دیتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنون کا اور اُن کے خلفا کے اعدا کا اُن کی ناصرین دین کے دشمنون کا خذلان ہر زمانے مین بطور خارق عادت و خارج از معہود ہوا ہے پس اگر دین کا امر حق نہ ہوتا تو اُن کو یہ ثبات و استقرار نہ ہوتا کیونکہ باطل کی تو ایک ہوا چلتی ہے پہر تہم جاتی ہے اور ایک غلبہ ظاہر ہوتا ہے پہر مضمحل ہو جاتا ہے **قرطبی** کہتے ہین یعنے ہم اُن کو دکہائینگے نشانیان اپنی وحدانیت وقدرت کی آفاق

مین یعنے اگلی امتون کے منازل کا اُجڑنا اور ساوسان کی جانون مین ساتھہ بلا یا دامراض کے ابن زید نے کہا
کہ آفاق مین تو آیات سما اور اُن کے نفوس مین حوادث ارض مجاہد نے کہا آفاق مین فتح اُن بستیون کی جن کی
فتح اللہ تعالیٰ نے میسر کی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپکے خلفار کے پیچھے بعد آپکے اور
آپ کے انصار دین کے بیچ اطراف دنیا مین اور بلاد مشرق ومغرب مین عموماً اور ناحیہ مغرب مین خصوصاً
وہ فتوح کہ ان کی مثل خلفار زمین مین سے کسی کو میسر نہین ہوئین قبل اُن کے یا غالب ہونا جبابرہ واکاسرہ
پر اور غالب کرنا ان کے قلیل کا اُن کے کثیر پر اور مسلط کرنا ان کے ضعفا کا اُن کے قوی لوگون پر اور
جاری کرنا اللہ پاک کا ان کے ہاتھون پر ایسے امور کا جو کہ معہود سے خارج اور خارق عادات ہین وفی انفسہم
سے مراد فتح مکہ ہے ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے اور منہال بن عمرو وسدی نے اسی کو اختیار کیا ہے
قتادہ وضحاک نے کہا فی الآفاق سے مراد اللہ تعالیٰ کی وقائع ہین جو امتون مین واقع ہوئے اور فی انفسہم
سے مراد روز بدر ہے عطا نے کہا فی الآفاق سے مراد اقطار سموات وارض ہین سورج چاند تارے رات دن
ریاح وامطار ورعد وبرق وصواعق اور روئیدگی درخت پہاڑ دریا وغیرہ اور فی انفسہم سے مراد وہ لطیف
صنعت وبدیع حکمت ہے جو انسان کی خلق مین رکھی ہے یہانتک کہ پاخانے پیشاب کی راہ مین کہ آدمی
ایک جگہہ سے کہاتا پیتا ہے اور دو جگہہ سے متمیز ہو کر نکلتا ہے اور دونون آنکھون مین جن سے دیکھتا
ہے زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ اور دونون کانون مین جن سے فرق کرتا ہے درمیان مختلف
آوازون کے اس کے سوا اور بدیع حکمتین جو اللہ پاک نے انسان مین رکھی ہین اب اگر کوئی کہے کہ سنریہم الخ
اس کا مقتضی ہے کہ اللہ پاک نے ان نشانیون پر ان کو مطلع نہین کیا بعد اس کے اُن کو مطلع کرے گا باوجود
اس کے کہ ان سب پر اُن کو مطلع کر چکا اور یہ نشان اُن کے پیش نظر ہین تو کہین گے کہ مراد اس بنا پر یہہ ہے
کہ ہم اُن کو دکھائین گے اسرار اپنے نشانیون کے پس اگرچہ وہ بالفعل ان پر مطلع ہین لیکن ان کے سر حکمت پر
ہنوز مطلع نہین ہوئے ہین کذا قال الکرخی ابن جریج سے مروی ہے کہ بارش روک دی ساری زمین
سے فی انفسہم مین کہا وہ بلا یا جو اُن کے جسمون مین ہوتی ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ مکے والے سفر کرتے تو عاد وثمود کے آثار دیکھتے پہر کہتے واللہ البتہ مقرر ہے کہا محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور فی انفسہم مین فرمایا امراض کسی نے کہا کہ فی انفسہم سے مراد انسان کا نطفہ ہونا ہے اس کے سوا اور
انتقال احوال جس طرح کہ سورہ مومنین مین اس کا بیان گزر چکا ہے انہ الحق کی ضمیر راجع ہے طرف
قرآن شریف کے کسی نے کہا طرف اسلام کے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے کسی نے کہا
خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنے اُن کو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ آپ رسول حق ہین اللہ کے

پاس سے کسی نے کہا راجع ہے طرف اس شے کے جسے اللہ پاک اُن کو دکھائیگا وا الاول اوے کشفی نے دو قول لکھے
ہین قرآن یا اسلام قاضی نے چار قرآن یا رسول یا توحید یا اللہ وجودیہ نے اس آیت کی یون تحریف کی کہ اسکو
اتحاد خالق و مخلوق پر حمل کیا تعالے اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا آفاق جمع افق بضم ہمزہ مفاسے
اہل لغت نے اسی طرح کہا ہے جیسے اعناق و عنق افق کہتے ہین ناحیہ کو آفاق نواحی و اطراف ہوئے رغب
نے نقل کیا ہے کہ افق بفتحتین کہتے ہین جیسے جبل و اجبال جملہ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ الآیہ مستانفہ ہے منظور
اس سے اُن کو توبیخ و تقریع کرنا ہے اسپر کہ قرآن کی شان مین تردد کرتے ہین اور اُن کی عناد پر جو کہ داعی
ہوتا ہے طرف وارد کرنے آیات کے اور اس پر کہ اللہ تعالے کے خبر دینے پر اکتفا نہین کرتے ہین ہمزہ
انکاری ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے اے الم یغنہم و لم یکفہم
اور بربک محل رفع مین ہے فاعل ہے یکف کا حرف با زائد ہے فاعل مین راجح یہی قول ہے اور مفعول
محذوف ہے اے او لم یکفہم ربک او رانہ علی کل شئے شہید بدل ہے بربک سے یعنے کیا غنی نہ کیا اُن کو
اور کافی نہ ہوا اُن کو آیات موعودہ سے جو کہ بیان کرنے والے ہین حقیت قرآن کی یہ امر کہ اللہ پاک شہید
ہے ساری اشیا پر یعنے اس کا ساری چیزون پر شہید ہونا بس ہے اور کسی آیت کی ضرورت نہین ہے کہ
قرآن کی حقیت پر لائی جائے بعد اُس کے خبر دینے کے کہ وہ حق ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کیا کافی نہین
ہے رب تیرا گواہ کفار کے اعمال پر یعنے انکی گواہی کافی ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کیا کافی نہین ہے
رب تیرا شاہد اس پر کہ قرآن اُتارا گیا ہے اُس کے پاس سے شہید بمعنے عالم ہے یا بمعنے حاضر ماخوذ شہادت
سے جس کے معنے حضور کے ہین زجاج نے کہا اس جگہہ کفایت کے یہ معنے ہین کہ اللہ عز و جل اُن کے واسطے
وہ شے بیان کر چکا جس مین کفایت ہے دلالت مین حقیت قرآن پر یا دین اسلام پر یا صدق نبوت حضور
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یا یہ معنے ہین کیا کافی نہین ہے تجھ کو یہ بات کہ اللہ تعالی ہر شے پر شہید ہے اُس کا
محقق ہے پس وہ محقق کر دے گا تیرے کام کو ساتھ ظاہر کرنے آیات موعودہ کے جس طرح کہ اُس نے
باقی اشیا کو محقق کیا ہے یا وہ مطلع ہے تو وہ جانتا ہے تیرے حال کو اور اُن کے حال کو یا یہ معنے ہین
کیا کافی نہین ہے انسان کو زجر کرنے والا معاصی سے یہ امر کہ اللہ تعالی مطلع ہے ہر شے پر کوئی
پوشیدہ شے اُس پر مخفی نہین ہے اَلَآ اِنَّھُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّھِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک
مین ہین بعث و حساب و ثواب و عقاب سے کسی نے مریۃ کو بضم میم پڑہا ہے جیسے خفیہ و خفیہ اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ محاورے مین بولتے ہین احاط یحیط احاطۃ و حیطۃ یعنے اللہ پاک کے علم نے ساری معلومات کا اور
اس کی قدرت نے ساری مقدورات کا احاطہ کر لیا ہے اس مین وعید شدید ہے اس لیے کہ جس نے ہر شے

کا احاطہ کیا اس پر کوئی شے مخفی نہین ہے تو وہ بدلا دیگا نیک کو اس کی نیکی کا اور بد کو اس کی بدی کا واللہ سبحانہ اعلم بمرادہ واسرار کتابہ

سُوْرَۃُ الشُّورٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اس سورت مبارکہ کا نام سورہ شوریٰ بدون الف ولام کے اور سورہ حم عسق اور سورہ عسق اور سورہ حم عسق بھی ہے اس کی تین اور پچاس آیتین ہین یہ ساری سورت مکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حم عسق مکے مین نازل ہوئی اَخْرَجَہٗ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کے روایت کیا ہی اور اسی طرح حسن وعکرمہ وعطا وحضرت جابر رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے حضرت ابن عباس وقتادہ سے یہی مروی ہے کہ مکی ہے مگر اس کی چار آیتین مدینے مین نازل ہوئی ہین قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی الخ کسی نے کہا اس مین مدنی سے یہ ہے ذٰلِکَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہٗ الی قولہ تعالے بذات الصدور اور یہ آیت وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ الی قولہ تعالے من سبیل ابن جریر وابن ابی حاتم ونعیم بن حماد وخطیب نے ارطاۃ بن منذر سے ایک حدیث طویل حم عسق کی تفسیر مین روایت کی ہے یہ حدیث صحیح و ثابت نہین ہے فتح البیان وفتح القدیر مین فرمایا ہے ہمارا ظن یہی ہے کہ منجملہ موضوعات مکذوبات ہی واضع کو اس حدیث کی وضع پر وہ شے باعث ہوئی جو کہ بہت لوگون کے واسطے واقع ہوتی ہے یعنے اہل دول کی عداوت اور اُن کی شان کی حقارت اور اُن پر عیب لگانا اسی طرح وہ حدیث ہے جو ابو یعلے وابن عساکر نے ابو معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا بسند ضعیف فتح البیان وفتح القدیر مین فرمایا بسند موضوع ومتن مکذوب حافظ ابن کثیر نے فرمایا حدیث اول کے حق مین کہ غریب عجیب منکر ہے اور دوسری کے بارے مین یون فرمایا کہ وہ اغرب ہی اول سے فتح البیان وفتح القدیر مین فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک دونون موضوع مکذوب ہین انشاء اللہ تعالی آیندہ ان کا ذکر آئے گا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِہِنَّ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ اللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْہِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْہِمْ بِوَکِیْلٍ ○ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ

سے پہلون کیطرف اللہ زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانون مین اور زمین اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ آسمان پہٹ پڑین اوپر سے اور فرشتے پاکی بولتے مین خوبیان اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے مین زمین والون کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان اور جنہون نے پکڑے ہین اُس کے سوا رفیق اللہ کو وہ یاد ہین اور تجہ پر نہین اُن کا ذمہ **ف** آسمان پہٹ پڑین رب کی عظمت کے زور سے یا فرشتون کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور پہٹ پڑین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان مین چار انگشت جگہہ نہین جہان کوئی فرشتہ سر نہین رکہہ رہا سجدہ سے مین نا تتمہ **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین حروف مقطعہ پر اول کلام گزرچکا ہے ابن جریر نے ایک اثر غریب عجیب منکر ارطاۃ بن منذر سے اس جگہہ روایت کیا ہے کہا ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف آیا اور ان کے پاس حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تہے پس اس نے عرض کیا تم مجہے خبر دو تفسیر قول اللہ تعالیٰ حم عسق کی راوی کہتا ہے کہ انہون نے سر جہکا لیا پہر اُس سے اعراض کیا اُس نے پہر اپنی بات کی تکرار کی تو اُس سے اعراض کیا پہر اُسے کچھ جواب نہ دیا اور اُس کی بات کو ناخوش رکہا پہر اُس نے تیسری بار اُس کی تکرار کی تو بہی اُس کی طرف کوئی شے جاری نہ کی یعنے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا مین تجہے اُس کی خبر دیتا ہون مین پہچان گیا کہ انہون نے کیون اُس کو مکروہ رکہا وہ اُتری ہے حق مین ایک شخص کے اُن کے اہل بیت سے اُس کو عبد الالہ و عبد اللہ کہتے ہین وہ اُتریگا ایک نہر پر مشرق کی نہرون سے اُس پر دو شہر بنائے جاوینگے شق کرے گا درمیان اُنکے شق کرنے کر یعنے اُن مین اُس نہر کو کاٹ کر لائیگا پہر جب اللہ تبارک و تعالیٰ اذن دیگا اُن کے ملک کے زوال مین اور اُن کی دولت و مدت کے منقطع ہونے مین تو اللہ عز و جل اُن مین کے ایک شہر پر آگ بہیجے گا رات کو تو وہ شہر صبح کو سیاہ تاریک ہوجائیگا اور ایسا جل جائیگا گویا اپنی جگہہ مین تہا ہی نہین اور اس کے ساتہہ کا شہر تعجب کرتا ہوا صبح کرے گا کہ وہ کیونکر اچانک فنا کردیا گیا پس نہ ہوگی مگر سپیدی اُس کے اُس دن کی یہانتک کہ اُن مین کا ہر جبار عنید اُس مین جمع ہوجائے گا پہر اللہ اُسکو اور اُن کو ایک ساتہہ زمین مین دہسا دیگا سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا حم عسق یعنے عزیمۃ من اللہ تعالیٰ و فتنۃ و قضاء حم عین یعنے عدلا منہ سین یعنے سیکون ق یعنے واقع بہاتین المدینتین اس اثر سے زیادہ تر **غریب** وہ حدیث ہے جس کو حافظ ابو یعلے موصلی نے حضرت ابن عباس کے مسند کے جزء ثانی مین عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے لیکن اسناد اُس کی نہایت درجہ ضعیف و منقطع ہے ابو معاویہ کہتے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑہے پہر فرمایا لوگو کیا سنا ہے تم مین سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تفسیر فرماتے تہے حم عسق کی پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جست کی پہر کہا مین نے حم ایک اسم ہے اللہ تعالےٰ کے اسما سے حضرت عمرؓ نے فرمایا پہر عین کہا عاین المولون عذاب یوم بدر یعنے معاینہ کیا اعراض کرنے والون نے عذاب

بدر کے دن کافر پایا پہر سین کہا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فرمایا پہر قاف تو حضرت ابن عباس چپ
ہوئے پہر حضرت ابوذر کہڑے ہوئے تو ویسی تفسیر کی جیسی حضرت ابن عباس نے کی تہی اور کہا قاف ایک قارعہ
ہے آسمان سے کہ لوگون کو ڈہانک لیگا **قوله تعالے** كَذٰلِكَ يُوحِيٓ اِلَيْكَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح
تیری طرف یہ قرآن اُتارا ہے اسی طرح اُتارا ہے کتابون کو اور صحیفون کو نبیون پر تجہ سے پہلے اللہ نے جو کہ
غالب ہے اپنے انتقام مین حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال مین **امام احمد** نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے
عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا تو عرض کیا یا رسول اللہ
وحی آپ پر کیونکر آتی ہے تو آپنے فرمایا کبہی تو آتی ہے مجہ کو مثل آواز گہنٹے کے اور یہ سخت تر اُس کی ہے مجہ پر
پہر وہ منجلی ہو جاتی ہے مجہ سے اور مین یاد رکہتا ہون جو کچہ اُس نے کہا یعنے فرشتے نے اور کبہی آتا ہے میرے
پاس فرشتہ مرد بنکر سو وہ مجہ سے باتین کرتا ہے پہر مین یاد رکہتا ہون جو وہ کہتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
پس البتہ تحقیق مین نے آپ کو دیکہا کہ اُترتی ہے آپ پر وحی سخت سرد دن مین پہر وہ آپ سے منجلی ہوتی ہے اور آپ کی
پیشانی البتہ ٹپکتی ہے از روی پسینہ کے مطلب یہ ہے کہ نہایت سردی کے دن مین مارے شدت وحی کے آپ کی
پیشانی مبارک سے پسینا ٹپکنے لگتا تہا اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ **طبرانی** نے عن عبد اللہ
ابن الامام احمد عن ابیہ بسند خود عن عائشہ رضی اللہ عنہا عن الحارث بن ہشام روایت کیا ہے کہ حارث نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا کہ وحی آپ پر کس طرح نازل ہوتی ہے تو آپنے فرمایا مثل صلصلہ جرس کے یعنے
مثل گہنٹے کی آواز کے پہر وہ مجہ سے منجلی ہوتی ہے اور تحقیق مین یاد رکہتا ہون جو اس نے کہا یعنے فرشتے
نے اور فرمایا یہ وحی سخت تر اُس کی ہے مجہ پر فرمایا اور کبہی آتا ہے میرے پاس فرشتہ پہر وہ متمثل ہو جاتا ہے
واسطے میرے یعنے آدمی کی صورت مین پہر وہ مجہ سے باتین کرتا ہے پس مین یاد رکہتا ہون جو وہ کہتا ہے **امام
احمد** نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا
تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ احساس کرتے ہین وحی کا تو آپنے فرمایا مین سنتا ہون صلاصل کو یعنے
گہنٹے کی آوازون کو پہر مین اُس وقت چپ رہتا ہون پس کوئی بار نہین ہے کہ وحی کی جاوے طرف میرے
مگر مینے گمان کیا کہ میری جان قبض کی جاتی ہے تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ ہم
وحی آنے کی کیفیت اول شرح بخاری مین اس طور پر ذکر کر آئے ہین کہ وہ مغنی ہے یہان دوبارہ ذکر کرنے
سے وللہ الحمد والمنۃ **قوله تعالے** لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنے جو کچہ آسمانون مین ہے اور
جو کچہ زمین مین یہ سب اللہ کے بندے اور اس کے ملک مین اُس کے قہر و تصریف کے تحت مین ہین وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْعَظِيْمُ یعنے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا کما قال اللہ سبحانہ وتعالے اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

ف اور ایک روایت میں ہے [illegible] بلکہ [illegible] اور شدت [illegible] جبین سے پیشانی [illegible] کی ہڈی کے دونون [illegible] ایک بار [illegible] [illegible] محمد [illegible]

اس باب مین بہت سی آیتین ہین **قولہ عزوجل** تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ حضرت ابن عباس و ضحاک
وقتادہ وسدی وکعب احبار نے کہا ہے فرقاسن لعظمۃ یعنے لگتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اپنے اوپر سے مارے خوف
کے رب العالمین کی عظمت سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ مثل اس آیت کے ہے
الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا **قولہ جل جلالہ** اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اعلام
بذلک وتنویہ بہ یعنے مقصود اس آیت سے اللہ پاک کی مغفرت و رحمت کثیر کا اعلام ہے اور اس کی شان بلند کرنا ہے
قولہ سبحانہ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ یعنے اللہ پاک مشرکون کے اعمال
پر شہید ہے ان کو خوب شمار کرتا ہے اُن کاموں کا پورا پورا بدلا اُن کو دیگا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ای
انما انت نذیر واللہ علے کل شئے وکیل یعنے تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ تعالی ہر شے پر وکیل ہے **ف**
فتح البیان کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے کہ حم عسق اس قسم کے فواتح سور پر کلام گزر چکا ہے **عبد المؤمن**
کہتے ہین مین نے حسینؓ بن فضل سے پوچھا کیون جدا کیا گیا عسق سے اور کہیعص کیون نہ جدا کیا گیا تو کہا اس
واسطے کہ یہ واقع ہوا ہے درمیان اُن سورتون کے جن کا اول حم ہے سو یہ اپنے قبل و بعد کے نظائر کی چال
پر چلا پس حم تو مبتدا ہے اور عسق اسکی خبر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ حم عسق دو آیتین گنی گئی ہین اور اُن کی انظار
جیسے کہیعص اور المر اور المص ایک آیت شمار کی گئی ہین یعنے اس لیے ان مین فصل نہین کی گئی اور
کسی نے کہا اس لیے کہ سارے حروف تہجی معنے مین ایک ہین بایں حیثیت کہ بیان کی بنیاد اور کلام کی بنا
ہین کما ذکرہ الجرجانی پس جب اس اعتبار سے ایک ٹھیرے تو یکجا لکھے جائین اور ان مین فصل نہ ہو تیسری
یہ وجہ ہے کہ اہل تاویل نے اس مین اختلاف نہین کیا ہے کہ کہیعص اور اسکی امثال حروف تہجی ہین دیگر
ہیچ اور حم مین اختلاف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ اس کے معنے حُمّ ہین اے قضی ما ہو کائن یعنے مقدر و
مقضی ہو چکا جو کچھ ہونے والا ہے پس اس کو فعل ٹھیرایا ہے تو فصل کی درمیان اس کے جو کہ فعل ٹھیرایا
گیا اور اس کے جو کہ فعل نہین ٹھیرایا گیا مطلب یہ ہے کہ حم کو بعض نے حروف کے تحت سے نکالا اور اس کو
فعل ٹھیرا کر کہا کہ اس کے معنے حم الامر ہین یعنے قضے الامر اور عسق اپنی اصل پر باقی رہا یعنے حروف تہجی
پر **قاضی** نے کہا شاید حم عسق دو نام ہین سورت کے اسی لیے ان مین فصل کی گئی اور دو آیتین شمار کی
گئین اور اگر یہ ایک نام ہو تو فصل واسطے تطابق باقی حوامیم کے ہے انتہے اول کی بنا پر دونون خبر ہونگی
مبتدا ے محذوف کی اور ثانی قول پر بھی اُسے مبتدائی محذوف کی خبر ٹھیرائینگے اس کے معنے مین کسی نے
کہا ہے کہ ح سے مراد حلم اللہ پاک کا ہے اور میم سے مراد اُس کی مجد و بزرگی اور عین سے مراد اس کا علم

اور سین سے مراد اس کی سنا اور روشنی اور ق سے مراد اس کی قدرت ہے اس نے ان اشیا کی قسم کھائی ہے اس کے سوا اور
کچھ بھی کہا ہے جو کہ تکلف و تعسف ہے کوئی دلیل اس پر دال نہیں ہے نہ کوئی حجت و شبہہ حجیت اس مین جو بے
اصل قول روایت کیے گئے ہین اُن کو ہم اول ذکر کر آئے ہین حق وہی ہے جو فاتحہ سورہ بقرہ مین ذکر کیا گیا
ہے امام نے فرمایا یہ بات جان رکھو کہ ایسے مواضع مین گفتگو تنگی کرتی ہے اور مجاہنات کا یعنی اٹکل پچو باتون
کا دروازہ کھولنا اُس قسم سے ہے جس کی طرف کوئی راہ نہین ہے پس اولی یہ ہے کہ اُس کا علم اللہ پاک کو سپرد
کیا جائے وہی خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہم
نے حم سق پڑھا ہے كَذٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یہ کلام مستانف
ہے ماقبل سے متعلق نہین ہے مقصود اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ مضمون اس سورت کا موافق اُن
مضامین کے ہے جو باقی کتابون مین ہین جن کا نزول اگلے نبیون پر ہوا ہے موافقت اس مین ہے کہ
جیسا اُن مین توحید کی طرف بُلانا اور حق کی طرف راہ بتانا تھا ویسا ہی اس مین ہے یعنے مثل اُن معانی کے
جو اس سورت مین ہین وحی کی گئی طرف تیرے اور وحی کی گئی طرف باقی رسولون کے خفاجی نے کہا وجہ
مشابہت کی یہ ہے کہ جس شی کی وحی کی گئی ساری کتابون مین وہ تین امر کی طرف رجوع کرتی ہے توحید و
نبوت و بعث سو اس قدر قرآن شریف مین اور باقی کتب الٰہیہ مین موجود ہے زادہ نے کہا وجہ مشابہت یہ ہے
کہ ان چیزون مین اشتراک ہے توحید و نبوت و معاد کی طرف بلانا اور احوال دنیا کی برائی بیان کرنا اور
آخرت کے امور مین رغبت دلانا کسی نے کہا کہ حم عسق کی وحی کی گئی طرف اُن انبیا کے جو آپ سے قبل تھے
اس بنا پر کذلک کا اشارہ ہوگا طرف حم عسق کے والا دل اوسے خازن نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل
کیا ہے کہ نہین ہے کوئی نبی صاحب کتاب مگر حال یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف اس کے حم عسق سو اسی لیے
اللہ تعالی نے فرمایا کذلک یوحی الیک الآیہ واللہ اعلم اس بنا پر مشابہت ہوئی حم عسق کے وحی ہونے مین یعنے
جیسے اس کی وحی تیری طرف کی ویسی ہی اگلے نبیون کی طرف کی بالجملہ کذلک کا حرف کاف محل نصب
مین ہے بنا بر صفت مفعول مطلق محذوف بمعنے مثل اے ایحاء مثل ذلک الایحاء الذی اوحی الی سائر الرسل
یوحی الیک الآیہ جمہور نے یوحی بکسر حا بالصیغہ معروف پڑھا ہے اور فاعل اللہ ہے اور العزیز الحکیم اس کی
دونون صفتین ہین اور کاف بمعنے مثل صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی جیسا کہ گذر چکا اور مجاہد و ابن کثیر
و ابن محیصن نے بفتح حا بالصیغہ مجہول اُس کے نائب فاعل مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ضمیر مستتر ہے جو کہ
کذلک کی طرف پھرتی ہے کیونکہ وہ مبتدا ہے تقدیر یہ ہے مثل ذلک الایحاء یوحی ہو الیک پس مثل
ذلک مبتدا ہے اور یوحی ہو الیک اُس کی خبر دوسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل الیک ہے اور

کاف منصوب المحل ہے بنا بر اگلی دو وجہ کے تیسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل جملہ الله العزیز الحکیم ہے اے یوحی الیک ہذا اللفظ یعنے وحی کی جاتی ہے طرف تیرے اس لفظ کی کہ الله عزیز حکیم ہے لیکن بصریون کے اصول اس کے مساعد نہین ہین کیونکہ جملہ نہ فاعل ہوتا ہے نہ نائب فاعل یا نائب فاعل قرآن ہے یا مصدر یوحی اس بنا پر الله العزیز الحکیم کا رفع اس بنیاد پر ہوگا کہ فعل محذوف کا فاعل ٹہیرے گا گو یا کسی نے کہا من یوحی یعنے کون وحی کرتا ہے تو کہین گے الله العزیز الحکیم یعنے وحی کرتا ہے الله جو کہ غالب ہے اپنے ملک مین ساتھ قہر اپنے کے حکمت والا ہے اپنے کام مین صواب کو پہونچنے والا ہے اپنے قول و فعل مین اس کی مثل قولہ تعالے یسبح لہ فیہا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ مین گزر چکا ہے الوحیوہ و اعمش و ابان نے نوحی بنون پڑہا ہے اس صورت مین الله العزیز الحکیم محل نصب مین مفعول ہوگا نوحی کا معنے یہ ہونگے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تیرے اس لفظ کی کہ الله عزیز حکیم ہے لیکن اس مین یہ خلل ہے کہ حکایت جمل کے بغیر قول صریح کے لازم آتی ہے اب یوحی کو مع اختلاف قرارت کے دیکھو کہ مضارع ہے اس کے معنے حال کے ہین یا استقبال کے اگر اس کو انہی معنے پر رکھوگے تو الی الذین من قبلک کو محذوف سے متعلق کروگے باین تقدیر واوحی الی الذین من قبلک اور اگر بمعنے ماضی ٹہیراؤگے تو ماضی کو مضارع کی صورت مین لانا بلحاظ تصویر حال ہوگا یا یون کہو کہ مضارع کا استعمال استقبال مین تو حقیقت ہے اور ماضی مین مجاز پس اسکا استعمال دونون مین یون ہو سکتا ہے کہ مستقبل مین تو بنظر اس قرآن کے ہے جو اس وقت نازل نہین ہوا اور ماضی مین بنظر اس قرآن کے جو بالفعل نازل ہو لیا اور بنظر ان کتب کے جو انبیائی سالقین پر نازل ہو چکین غرضکہ الله پاک نے جو اپنی ذات مقدس کو موصوف بعزت و حکمت کیا سو مقصود اس سے علو شان بیان کرنا ہے اس شے کی جس کی وحی کی گئی کیونکہ جب وحی کرنے والے کی صفت عزیز ہوئی تو معلوم ہوا کہ کامل قدرت والا ہے اور جب اس کی صفت حکیم ہوئی تو سمجھا گیا کہ اُس کا علم کامل ہے اور یہہ کھلی بات ہے کہ جو اثر ایسی ذات کی طرف منسوب ہو جو کہ بکمال قدرت و علم متصف ہو تو وہ علو شان و رفعت قدر کے اقصے مراتب مین ہوگا پہر اپنی ذات پاک کا اور وصف ذکر فرمایا کہ لہ ما فی السموات وما فے الارض یعنے اُس کے کمال قدرت و نفوذ تصرف کا کیا ٹہکانا ہے اُسکا وصف تو یہہ ہے کہ آسمان و زمین مین جو کچھ ہے وہ سب اسی کے ملک ہے اور ساری مخلوقات مین اسی کا تصرف ہے اور اس کی ذات و شان اپنی خلق پر عالی ہے اور اس کا مکان و برہان عظیم و کبیر ہے اور اس کی ہیبت و جلال کا یہ حال ہے تکاد السموات یتفطرن من فوقہن یعنے قریب ہے کہ آسمان پہٹ پڑین اپنے اوپر سے جمہور نے تکاد کو تائے فوقیہ اور یتفطرن کو تائے فوقیہ بعد یائے تحتیہ مع تشدید طا پڑہا ہے اور نافع و کسائی و ابن وثاب نے یکاد بیائے تحتیہ و یتفطرن اور ابو عمرو و مفضل

ابوبکر و ابو عبید نے ینفطرن بنون بعد الیا ماخوذ انفطار سے کقولہ تعالی اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ تفطر یعنے تشقق ہے یعنے شق ہونا پھٹنا اب رہی یہ بات کہ شق کیون ہوتے ہیں سواس کی وجہ مین کئی قول ہین ضحاک و سدی تو کہتے ہین کہ بہت ڈر کے مارے اسکی عظمت وجلال کے کسی نے یون کہا کہ مارے اللہ پاک کی علوشان وعظمت کے اس معنی پر یہ بات دال ہے کہ اس کا ذکر بعد ہو العلی العظیم کے آیا ہے تو معلوم ہوا کہ اُن کا شق ہونا بوجہ عظمت وجلال الٰہی کے ہے کسی نے کہا بسبب کثرت فرشتون کے جو کہ آسمانون پر ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ قریب ہے کہ ہر ایک ان مین کا بہت بڑے اوپر اُس آسمان کے جو اُس کے متصل ہے بسبب کہنے مشرکون کے یہ بات کہ اللہ نے ٹھیرالی اولاد کسی نے کہا من فوقہن کے معنے مین ہے من فوق الارضین یعنے بہت ڈرین زمینون کے اوپر سے اور سواالاول اولے کلمہ من واسطے ابتدائے غایت کے ہے یعنے پھٹنے کی ابتدا ہو فوق کی جہت سے اخفش صغیر نے کہا کہ ضمیر من فوقہن کی راجع ہے طرف جماعات کفار کے یعنے پھٹ پڑین کفار کی جماعتون کے اوپر سے یہ قول نہایت درجہ بعید ہے جہت فوق کے خاص کرنے کی یہ وجہ ہے کہ فوق کی جہت زیادہ تر قریب ہے طرف آیات عظیمہ ومصنوعات باہرہ کے یا بطریق مبالغہ ہے گویا کفار کی بات باوجود اس کے کہ تحت کی جہت سے آئی ہے اُس نے فوق کی جہت مین اثر کیا تو تاثیر اُس کی جہت تحت میں بطریق اولے ہوگی قولہ تعالی وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کلام مستانف ہے یعنے مشرکون کی بے ادبیان ایسی ہین کہ آسمان پھٹ پڑین مگر فرشتے تنزیہ کرتے ہین اپنے رب کی اُس شے سے جو اُس کی بارگاہ عالیجاہ کے لائق نہین ہے اور اُس پر جائز نہین ہے اس حال مین کہ اُس کی حمد کرتے ہین اُس کی خوبیان بیان کرتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ یا سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ تسبیح اس جگہہ بجائے تعجب رکھی گئی ہے یعنی اللہ پاک پر مشرکین کی جرأت کرنے سے تعجب کرتے ہین کسی نے کہا کہ نماز پڑھتے ہین اپنے رب کے امر سے قالہ السدی قولہ تعالے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ یعنے شفاعت کرتے ہین واسطے ان لوگون کے جو زمین مین ہین یعنے اللہ پاک کے مومن بندے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مطلب یہ ہے کہ مراد استغفار سے اس جگہہ شفاعت ہے واسطے مومنین کے تو آیت اُن کے ساتھ خاص ہوئی یا یہ معنے ہین کہ ہدایت طلب کرتے ہین واسطے زمین والون کے کسی نے کہا فرشتون کے استغفار کرنے کے یہ معنے ہین کہ سعی کرتے ہین اُس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے مغفرت کی واسطے اُن کے اور تاخیر اُن کی عقوبت کے واسطے طمع کرنے کے ایمان کافر مین اور توبہ فاسق مین اب یہ آیت عام ہوگی چنانچہ ظاہر لفظ یہی ہے اور مومنین کے ساتھ خاص نہ ہوگی گو وہ اس مین بدخول اولی داخل ہین قاضی بیضاوی اسی طرف گئے ہین بلکہ اگر استغفار کی تفسیر کی جاوے ساتھ سعی کرنے کے اُس شے مین جو خلل متوقع کو دفع کرے

تو حیوان کو عام ہو جاتی بلکہ جماد کو بھی مطلب یہ ہے کہ بطور عموم مجاز کے استغفار کے ایسے معنے لیے کہ کافرین و مومنین کو شامل ہین وہ معنے یہ ہین کہ سعی کرنا اُس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے اُن کی مغفرت کی وہ شے ایمان ہے پس اُن کی استغفار کافرون کے بارہ مین تو یون ہے کہ اُن کے واسطے ایمان طلب کرتے ہین اور مومنین کے حق مین یون ہے کہ اُن کی سیئات سے تجاوز کرنا چاہتے ہین تو اب اُن کی استغفار حق مین عام زمین والون کے ہوگئی یہ حاصل ہے شیخ کا قرطبی کا بیان یہ ہے کہ ضحاک نے کہا کہ لمن فی الارض سے مراد مومنین ہین سدی نے کہا کہ اس کا بیان سورہ مومنین مین ہے ویستغفرون للذین آمنوا اس بنا پر کہ من فی الارض سے مراد مومنین ٹھیرے تو ملائکہ سے مراد حاملان عرش معلے ہونگے کیونکہ یہ خدمت انہین کی ہے کسی نے کہا کہ ساری فرشتے مراد ہین کلبی کے قول سے یہی ظاہر ہے وہب کہتے ہین کہ من فی الارض کے واسطے فرشتون کا مغفرت مانگنا منسوخ ہے ویستغفرون للذین آمنوا سے مہدوی کہتے ہین صحیح یہ ہے کہ منسوخ نہین ہے اس لیے کہ خبر ہے یعنے خبر مین نسخ جاری نہین ہوتا ہے نسخ احکام کا خاصہ ہے یہ آیت مومنون کے ساتھ خاص ہے **ابو الحسن** بن حصار کہتے ہین کہ حاملان عرش معلی مخصوص باستغفار ہین واسطے مومنون کے اور سوا اللہ پاک کے اور فرشتے ہین جو کہ زمین والون کے واسطے مغفرت مانگتے ہین **ماوردی** نے کہا اس استغفار مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ ذنوب وخطایا سے مغفرت مانگتے ہین ظاہر قول مقاتل یہی ہے دوسرا یہ ہے کہ اُن کے واسطے رزق وروزی وفراخی طلب کرتے ہین قالہ الکلبی ظاہر تر قول یہی ہے کیونکہ من فی الارض کافر وغیرہ کو عام ہے اور مقاتل کے قول پہ کافر داخل نہ ہوگا **مطرف** رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین وجدنا انصح عباد اللہ لعباد اللہ الملائکۃ ووجدنا اغش عباد اللہ لعباد اللہ الشیاطین یعنے ہم نے پایا ناصح ترین بندگان خدا واسطے بندون اللہ کے فرشتون کو اور پایا ہم نے دغاباز تر اللہ کے بندون کے واسطے بندگان خدا کے شیاطین کو بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ فرشتے زمین والون کے واسطے مغفرت مانگتے ہین تو اس طرف اشارہ کیا کہ وہ اُن کی دعا کو قبول کرتا ہے اور وہی مغفرت فرماتا ہے پس ارشاد فرمایا اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنے سنتے ہو بیشک اللہ وہی ہے کثیر المغفرۃ والرحمۃ واسطے اپنے اہل طاعت کے اور اپنے دوستون کے یا واسطے اپنے ساری بندون کے کیونکہ کافرون اور عاصیون کی تاخیر عقوبت ایک نوع ہے اللہ پاک کی انواع مغفرت ورحمت سے دوسری یہ ہے کہ ہر مخلوق اس کی رحمت سے بہرہ مند ہے **بالجملہ** آسمان کے شق ہونے کی جو دو تفسیرین اول گذر چکی ہین ایک یہ کہ اللہ پاک کی عظمت کے مارے پھٹ پڑین دوسری یہ کہ بسبب بدگوئی مشرکین کے کہ اللہ پاک کے اولاد ہے نعوذ باللہ منہ سو اول کی بنا پر تو والملائکۃ یسبحون الآیہ زیادت تقریر ہوگی واسطے عظمت الہی کے کیونکہ اللہ سبحانہ کی مخلوقات میں

قسم ہے ایک تو عالم جسمانیات اور اُن مین سب سے بڑہ کر آسمان ہین دوسرا عالم روحانیات ہے اور اس مین سب سے بڑہ کر فرشتے ہین پس اول یہ بیان کیا کہ جسمانیات پر اُس کو کامل قدرت حاصل ہے تو فرمایا لگتا ہے کہ آسمان پہٹ پڑین اپنے اوپر سے یعنے مارے اُس کی عظمت کے پہر روحانیات کی طرف انتقال کیا تو فرمایا کہ الملائکۃ یسبحون بحمد ربہم پہر جواہر روحانی کو دو تعلق ہین ایک تعلق تو عالم کبریا وجلال کے ساتہہ فیض حاصل کرنے اور اس کے قبول کرنے کا دوسرا تعلق عالم اجسام کے ساتہہ ہے فیض دینے اور تاثیر کرنے کا تو یسبحون بحمد ربہم تو اشارہ ہے طرف اس تعلق کے جو اُن کو بارگاہ ذو الجلال والاکرام سے ہے اور یستغفرون لمن فی الارض اشارہ ہے طرف اُس تعلق کے جو اُن کو عالم اجسام سے ہے اور تسبیح چونکہ منزہ کرنا اللہ پاک کا ہے ناسزا امور سے اور تحمید اس کا وصف کرنا ہے ساتہہ اس بات کے کہ وہ ساری نعمتون خوبیون کا عطا کرنے والا ہے اور اس کا منزہ ہونا ناسزا امور سے فی ذاتہ رتبے مین مقدم ہے اس پر کہ وہ خیرات وسعادات کا فیاض ہے اس لیے یسبحون بحمد ربہم فرمایا ویحمدون بتسبیح ربہم نہ کہا اور دوسری تفسیر کی بنیاد پر یسبحون بحمد ربہم الآیہ اس امر کے بتانے کو ٹہیر لگا کہ وہ پاک ہے اُس بات سے جس کی نسبت اُس کی طرف کی گئی اور اسپر جو اُن کو جلد عذاب نہین کرتا ہے سو اس لیے کہ فرشتے مغفرت مانگتے ہین اور اس واسطے کہ اُس کی مغفرت ورحمت غایت درجہ کو پہونچی ہوئی ہے ہذا حاصل الشیخ وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جنہون نے ٹہیرائے ہین اُس کے سوا رب جن کو وہ پوجتے ہین اور ٹہیرائے واسطے اُس کے شرکا وانداد وامثال اللہ اُن پر حفیظ ہے یعنے اُن کے اعمال کو محفوظ رکہتا ہے اُن مین کے اس سے کوئی شے غائب نہین ہوتی ہے تاکہ اُن اعمال کی اُن کو جزا دے اور نہین تو اُن پر وکیل یعنے اُس نے تجہ کو اُن کا ذمہ دار نہین بنایا ہے تاکہ تجہ سے اُن کا مواخذہ ہو اور نہ تجہ کو اُن کی ہدایت سپرد کی ہے تو تو صرف پہونچانے والا ہے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور اسی طرح اُتارا ہم نے تجہ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے ع ٩

بڑے گاؤن کو اور اُس کے آس پاس والون کو اور خبر سنا دے جمع ہونے کے دن کی اُس مین دہوکا نہین ایک فرقہ بہشت مین اور ایک فرقہ آگ مین اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کرتا ایک ہی فرقہ پر وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی مہر مین اور گنہ گار جو ہین اُن کا کوئی نہین رفیق نہ مددگار کیا اُنہون نے پکڑے ہین اس سے دہی کام بنانے والے سوا اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز

کر سکتا ہے **ف** بڑا گاؤن فرمایا مکہ کو کہ ساری عرب کا مجمع وہان ہوتا ہے اور ساری دنیا مین گہر اللہ تعالی کا وہان ہے آس پاس اُس کے اول عرب بعد اُس کے ساری دنیا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے جیسے ہم نے وحی کی طرف نبیون کے تجہ سے پہلے ایسی ہی وحی کی ہم نے طرف تیرے قرآن عربی کی یعنی قرآن واضح وجلی وبین کی تا کہ تو ڈر سناوی ام القری کو مراد مکہ ہے اور اُن کو جو اُس کے آس پاس ہین یعنی اور باقی شہر مشرق ومغرب کے مکے کا نام ام القری اس واسطے رکہا ہے کہ ساری شہرون سے اشرف ہے اس کی بہت سی دلیلین ہین بجائے خود مذکور ہین اُن مین سے نہایت موجز ومختصر واول دلیل یہ ہے جو **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عدی بن حمراء زہری نے اس کو خبر دی کہ اُس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے اور آپ موضع حزورہ مین کہڑے ہوئے تہے یہہ جگہہ مکے کے بازار مین ہے واللہ بے شک تو بہترین زمین ہے اللہ کی طرف اللہ کے اور محبوب ترین زمین ہے اللہ کی طرف اللہ کے اور اگر مین نکالا نہ جاتا تجہ سے تو نہ نکلتا هٰكَذَا رِوَايَةُ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ **یوم الجمع** سے مراد روز قیامت ہے اللہ اگلے پچہلون کو ایک زمین مین جمع کرے گا اُس کے وقوع مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور وہ ضروری ہی ہونے والا ہے قولہ تعالے فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ یعنے اہل جنت اہل نار کو مغبون کرین گے وکما قال اللہ تعالی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ **امام احمد** نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے ہاتہہ مین دو کتابین تہین پس فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا ہین یہ دو کتابین ہم نے عرض کیا نہین مگر یہ کہ آپ ہمکو خبر دین یا رسول اللہ آپ نے اُس کتاب کو فرمایا جو آپکے سیدہے ہاتہہ مین تہی کہ ہذا کتاب من رب العالمین باسماء اہل الجنۃ واسماء آبائہم وقبائلہم یعنے یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس مین جنت والون کے نام ہین اور نام ان کے باپون کے اور ان کے قبیلون کے پہر اجمال کیا گیا ہے اُن کے آخر پر نہ اُن مین زیادہ کیا جائے گا اور نہ اُن سے کم کیا جائے گا کبہی پہر آپنے فرمایا اُس کتاب کو جو آپکے بائین ہاتہہ مین تہی کہ ہذا کتاب اہل النار باسمائہم واسماء آبائہم وقبائلہم ثم اجمل علی آخرہم لا یزاد فیہم ولا ینقص منہم ابدا یعنے یہ کتاب ہے اہل نار کی مع اُن کے نامون کے اور اُن کے آباء وقبائل کے نامون کے پہر اجمال کیا گیا اُن کے آخر پر نہ اُن مین زیادہ کیا جائے اور نہ اُن سے کم کیا جائے کبہی پس اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا پہر واسطے کس شے کے ہم عمل کرین

اگر ہے یہ ایک ایسا امر کہ اُس سے فراغت ہو چکی ہے آپ نے فرمایا سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا پس تحقیق جنت والا خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل جنت کے گو اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو اور بیشک نار والا خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل نار کے اگرچہ اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس اُس کو قبض کر لیا پھر فرمایا فارغ ہو گیا رب تمہارا عزوجل بندوں سے پھر آپ نے داہنے سے اشارہ کیا پس پھینک دیا اُس سے پھر فرمایا فریق فی الجنۃ اور پھینک دیا بائیں سے اور فرمایا فریق فی السعیر وہکذا رواہ الترمذی والنسائی جمیعا عن قتیبۃ عن اللیث بن سعد وبکر بن مضر کلاہما عن ابی قبیل عن شفی بن ماتع الاصبحی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بہ وقال الترمذی حسن صحیح غریب وساقہ البغوی فی تفسیرہ بسندہ بنحوہ وعندہ زیادات منہا ثم قال فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر عدل من اللہ عزوجل و رواہ ابن ابی حاتم بسندہ ورواہ ابن جریر بسندہ عن شفی عن رجل من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فذکرہ ثم روی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضرت عبد اللہ کہتے ہیں بیشک اللہ تعالے نے جب کہ پیدا کیا آدم علیہ السلام کو تو جھاڑا اُن کو مثل جھاڑنے سلائی کے اور نکالی اُن سے اُن کی کل ذریت تو نکلے امثال نغف کے پھر اُن کی دو مٹھیاں بھریں پھر فرمایا شقی و سعید پھر دونوں کو ڈال دیا پھر اُن کی مٹھیاں بھریں پھر فرمایا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر وَھٰذَا الْمَوْقُوْفُ اَشْبَہُ بِالصَّوَابِ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم امام احمد نے ابو نضرہ سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اُس کو ابو عبد اللہ کہتے تھے اُس پر اُس کے صحابہ داخل ہوئے یعنے اُس کی زیارت و ملاقات کو آئے تھے تو اُس کو روتا ہوا پایا پس اُس سے کہا تجھے کون چیز رلاتی ہے کیا تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا خذ من شاربک ثم وقرہ حتے تلقانی کہا کیوں نہیں ولیکن میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالی نے بھری اپنے دہنے ہاتھ میں ایک مٹھی اور دوسرے ہاتھ میں دوسری مٹھی فرمایا ہذہ لہذہ وہذہ لہذہ یعنے یہ تو واسطے جنت کے اور یہ واسطے نار کے اور میں پروا نہیں کرتا ہوں پس میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کونسی مٹھی میں ہوں حدیثیں قدر کی صحاح و سنن و مسانید میں بہت سی ہیں اُن میں سے حضرت علیؓ و حضرت ابن مسعود و حضرت عائشہ صدیقہ اور ایک جماعت کثیر کی حدیثیں ہیں قولہ تبارک وتعالے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَھُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً اور اگر چاہتا اللہ تو کر دیتا اُن کو ایک امت ہدایت پر یا ضلالت پر ولیکن اللہ تعالے نے تفاوت فرمایا ہے درمیان اُن کے سو ہدایت کی جس کو چاہتا ہے طرف حق کے اور گمراہ کیا جس کو چاہتا ہے حق سے اور حکمت و حجت بالغہ اُسی کے واسطے ہے اسی لیے یوں فرمایا وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ

ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اُن کو یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا
یارب تیری خلق جن کو تو نے پیدا کیا ٹہیرایا تو نے اُن میں سے ایک فریق جنت مین اور ایک فریق آگ مین
کیون نہین داخل کیا تو نے اُن سب کو جنت مین پس فرمایا اے موسیٰ تو اُٹھا اپنے کرتے کو تو اُنہون نے
اُٹھایا عرض کیا مقرر مین نے اُٹھا لیا فرمایا اُٹھا تو اُٹھایا پہر کچہہ نچہوڑا عرض کیا یارب مقرر مین نے اُٹھا لیا
فرمایا اُٹھا عرض کیا مقرر مین نے اُٹھا لیا مگر وہ شے جس مین خیر نہین ہے فرمایا اسی طرح مین داخل کرتا ہون
اپنے ساری خلق کو جنت مین مگر وہ جس مین خیر نہین ہے **ف** قولہ تعالیٰ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ
الآیہ اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکون پر اس بات مین کہ اُنہون نے اللہ پاک کے سوا معبود ٹہیرائے ہین اور خبر
دیتا ہے کہ وہی ولی حق ہے کہ تنہا اُسی کی عبادت لائق ہے اس لیے کہ وہ قادر ہے مُردون کے زندہ کرنے پر
اور وہ ہر شے پر قدیر ہے **ف** وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الآیہ مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ذلک
کا اشارہ ہے طرف مصدر اوحینا کے اور حرف کاف بمعنے مثل محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہے
مفعول مطلق محذوف کی اور قرآناً عربیاً موصوف وصفت ملکر مفعول بہ ہے اوحینا کا اے واوحینا
الیک ایحاءً مثل ذلک الایحاء المذکور فی قولہ یوحی الیک البدیع البین المفہم قرآناً عربیاً لالبس فیہ علیک
ولا علی قومک یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے وحی کرنے کر ایسا وحی کرنا کہ مثل اس وحی کرنے کے ہے جس
کا ذکر یوحی الیک مین ہے جو کہ بدیع ونادر وظاہر نئے طرز کا مطلب کا خوب سمجہانے والا ہے قرآن عربی
جس مین تجہ پر کسی طرح شک وشبہ نہین ہے نہ تیری قوم پر مطلب یہ ہے کہ ہم نے تجہ پر قرآن عربی زبان
کا نازل کیا تیری قوم کی زبان مین جس طرح کہ ہم نے ہر رسول کو اُس کی قوم کی زبان مین بہیجا تاکہ اُس
کی زبان خوب سمجہ مین آئے بات مین کسی طرح کا دہوکا نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف
معنے آیت متقدم کے وہ معنے یہی ہین کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور تو صرف ڈر سُنانے والا ہے اس بنا پر حرف
کاف مفعول بہ ہوگا اور قرآناً عربیاً اُس سے حال چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکون کے ایمان
لانے پر حریص تہے اور وہ جو شرک وگمراہی پر اصرار کرتے تہے اُس پر آپ کو حزن ورنج ہوتا تہا اس لیے
اللہ پاک نے اس بات کا انکار کیا بایں قول کہ اللہ حفیظ علیہم الآیہ یعنے تیرے قابو مین یہ بات نہین ہے
کہ تو ایسے اصرار کرنے والون کو ہدایت کرے صرف اللہ پاک اُس پر قادر ہے اور تیرا ذمہ صرف ڈر سنا دینا
ہے دگر ہیچ پہر فرمایا وکذلک اوحینا الآیہ یعنے اور مثل اس آیت کے ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور مثل
اس مضمون کے جس کی یہ مقتضی ہے یعنے تو جو اُن کے ایمان پر نہایت حریص ہے اس بات پر انکار کیا ہے اور
اس قسم کا انکار بار بار قرآن مین مکرر لایا گیا ہے حالانکہ اس انکار پر جو شے دال ہے وہ قرآن عربی بان

کا ہے اُس کے معنے تجھ پر مخفی نہین ہین کیونکہ وہ تو تیری زبان ہے اور تو نے اُس کو بمنزلہ کلام مبہم وملتبس کے ٹھیرایا ہے جب تو تو اُن کے ایمان لانے کی حرص کو نہین چھوڑتا ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى الآیہ یعنے قرآن عربی کی تیری طرف اس واسطے وحی کی ہے کہ تو ڈراوے ام القری کو یہان مضاف ومفعول ثانی محذوف ہے اے لتنذر اہل ام القری العذاب یعنی تاکہ ڈراوے تو ام القری والون کو اور اُن لوگون کو جو اُس کے آس پاس ہین عرب اور ساری دنیا کے لوگ اور تنذر یوم الجمع مین مفعول اول محذوف ہے اے تنذر الناس یوم الجمع یعنے اور ڈراوے تو لوگون کو روز قیامت سے اول سے ثانی اور ثانی سے اول مفعول جو حذف ہوا ہے سو واسطے تہویل وایہام تعمیم کے ام القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے عرب لوگ ہر شے کی اصل کا نام ام رکھتے ہین مکے کو تسمیہ کی اصل اس واسطے ٹھیرایا کہ منظور اُس کی تشریف وتعظیم ہے اس وجہ سے کہ اُس مین اللہ پاک کا خانہ معظم و مکرم ہے اور مقام ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہے یا اس لیے کہ زمین اُس کے نیچے سے پھیلائی گئی ہے قیامت کو یوم الجمع اس لیے کہتے ہین کہ اُس مین خلائق کا مجمع ہوگا یا یہ مراد ہے کہ روحین جسمون سے جمع کی جائین گی یا اُس دن ظالم ومظلوم جمع ہونگے یا عمل کرنے والا اور اُس کا عمل یکجا ہوگا جملہ لاریب فیہ استیناف ہے یا حال ہے یوم الجمع سے یا جملہ معترضہ ہے تقریر ما قبل کے واسطے لایا گیا ہے اُس کے نزدیک جو کہ جملہ معترضہ کے آخر کلام مین لانے کو جائز کہتا ہے جمہور نے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر کو دونون جگہہ برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور جار ومجرور خبر ہے ابتدا بنکرہ اس لیے جائز ہوئی کہ مقام تفصیل کا مقام ہے یا یہ کہ فریق سے پہلے خبر مقدر ہے ای منہم فریق فی الجنۃ ومنہم فریق فی السعیر یا یون کہو کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی اے ہم فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر یہ ضمیر راجع ہوگی طرف مجموعون کی جو کہ یوم الجمع سے معلوم ہوتا ہے یعنے روز جمع کے دن جو لوگ جمع کیے جائین گے وہ ایک گروہ تو جنت مین ہے اور ایک گروہ دوزخ مین زید بن علی نے دونون جگہہ فریقا بنصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ جملہ محذوفہ سے حال ہے ای افترقوا حال کونہم فریقا فی الجنۃ وفریقا فی السعیر یعنے وہ لوگ فرقے فرقے ہون گے در آنحال کہ ایک فرقہ تو بہشت مین ہوگا اور ایک فرقہ نار مین فراء وکسائی نے نصب کو جائز کہا ہے باین تقدیر لتنذر فریقا اول دو حدیثین درباره قدر بروایت حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہما گزر چکی ہین ایک مرفوع اور ایک موقوف حافظ ابن کثیر نے موقوف کو اشبہ بالصواب ٹھیرایا تھا وہی دونون فتح البیان وفتح القدیر مین بھی ہین فی الجملہ لفظ کا تفاوت ہی آخر مین کہا ہے وروی ابن جریر طرفا منہ عن ابن عمرو موقوفا علیہ قال ابن جریر وہذا الموقوف اشبہ بالصواب صاحب فتح القدیر وفتح البیان رحمہما اللہ نے فرمایا ہے بل المرفوع اشبہ بالصواب فقد رفعہ الثقۃ ورفعہ زیادۃ ثابتۃ من وجہ صحیح ویقوی الرفع ما اخرجہ ابن مردویہ عن البراء قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم وفی یدہ کتاب ینظر فیہ قالوا انظروا الیہ کیف وھو امی لا یقرء قال فعلمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال
ہذا کتاب من رب العالمین باسماء اہل الجنۃ واسماء قبائلھم لا یزاد فیھم ولا ینقص منھم وقال فریق فی الجنۃ وفریق
فی السعیر فرغ ربکم من اعمال العباد۔ بالجملہ جب اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ اہل جمع دو فریق ہیں تو ذکر کیا کہ یہ
اُس کی مشیت سے ہے پس فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَھُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ضحاک نے کہا یعنے اگر چاہتا اللہ تو
البتہ کردیتا اُن کو ایک دین والے یا ہدایت پر یا ضلالت پر لیکن وہ متفرق ہوئی مختلف دینوں پر بسبب
مشیت ازلیہ کے یہی معنے ہیں اس قول کے وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ الآیہ یعنے ولیکن داخل کرتا
ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں یعنے دین حق میں مراد اسلام ہے سلمہ اللہ تعالےٰ اور ظالمین یعنے مشرکین
نہیں ہے واسطے اُن کے کوئی ولی کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور نہ کوئی نصیر کہ اُس مقام میں اُن کی
مدد کرے اسی کی مثل یہ آیت ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی اور یہ آیت وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ
نَفْسٍ ھُدٰھَا مطلب یہ ہے کہ ہدایت وگمراہی مشیت الٰہی سے ہے اللہ پاک نے جس کسی سے ہدایت کا اختیار
کرنا جان لیا ہے تو اُس کو ہدایت کرتا ہے پھر اُس کے سبب سے اپنی جنت ورحمت میں داخل فرماتا ہے اور جس سے
گمراہی کا اختیار کرنا معلوم کیا ہے اُس کو گمراہ کرتا ہے پھر اُس کی وجہ سے اُس کو سعیر والوں میں ٹھیراتا ہے
یہاں ظاہر مقابلہ اس کا مقتضے ہے کہ یوں کہا جاتا ویدخل من یشاء فی غضبہ ونقمتہ لیکن ایسا نہ کہا اس
لیے کہ منظور مبالغہ کرنا ہے وعید میں کیونکہ اُن کے متولی وناصر کی نفی کرنا زیادہ تر دال ہے اس پر کہ اُن کا
عذاب میں ہونا ایک ایسا امر معلوم ہے کہ اُس سے فراغت ہو چکی ہے کذا قالہ الکرخی اور مبالغہ کرنے کی وجہ
یہ ہے کہ انذار کا مقام ہے ایسی جگہہ وعید میں مبالغہ کرنا انسب ہوتا ہے والمشرکون کی جگہہ والظالمون
فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اور یہی ظلم علت ہے اُن کے
واسطے ولی وناصر نہ ہونے کی علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَھٰھُنَا مُخَاصَمَاتٌ بَیْنَ الْمُتَمَذْھِبِیْنَ
الْمُقَلِّدِیْنَ عَلٰی مَا دَرَجَ عَلَیْہِ اَسْلَافُھُمْ فَدَبُّوْا عَلَیْہِ مِنْ بَعْدِھِمْ وَلَیْسَ بِنَا اِلٰی ذِکْرِ شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ فَائِدَۃٌ
کَمَا ھُوَ عَادَتُنَا فِیْ تَفْسِیْرِنَا ھٰذَا فَھُوَ تَفْسِیْرٌ سَلَفِیٌّ یَمْشِیْ مَعَ الْحَقِّ وَیَدُوْرُ مَعَ مَدْلُوْلَاتِ النَّظْمِ
الشَّرِیْفِ وَاِنَّمَا یَعْرِفُ ذٰلِکَ مَنْ رَسَخَ قَدَمُہٗ وَتَبَرَّأَ مِنَ التَّعَصُّبِ قَلْبُہٗ وَلَحْمُہٗ وَدَمُہٗ قولہ تعالےٰ
اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ کلمہ ام منقطعہ بمعنے بل ہے فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ جواب ہے شرط محذوف کا مثلاً ان
ارادوا ولیا بحق فاللہ ھو الولی بالحق اس بنا پر مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول کافروں کا یہ وصف کیا کہ وہ
ظالم ہیں اُن کا کوئی ولی وناصر نہیں ہے پھر اس وصف سے اضراب کیا طرف دوسرے وصف کے وہ یہ ہے
کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اولیا ٹھیرائے ہیں بتوں سے اُن کو پوجتے ہیں یہ وصف بطور تخصیص بعد

تتمیم کے ہے کیونکہ ظلم عام ہے اور شرک خاص ہے ظلم کی ایک فرد ہے منظور اس سے یہ بات بتانا ہے کہ یہ وصف
خاص باوجود اس کے کہ اُس عام کے افراد سے ہے اپنے ظلم ہونے مین اُس حد تک پہونچا ہے کہ بسبب اُس کے اُس
عام کی شمار مین معدود ہونے سے نکل گیا ہے یعنے کافر لوگ ظالم ہین اور یہی ظلم اُنکے لیے ولی و ناصر نہ ہونے کا سبب
ہوا ہے پس اس سے اضراب کیا بطور ترقی کے ادنیٰ سے اعلےٰ کی طرف بلکہ اُنھون نے تو ایک ایسا بڑا ظلم کیا ہے
کہ مارے اپنی عظمت کے گویا ظلم کی جنس سے نکل گیا وہ یہی اُن کا اولیا ٹھیرانا ہے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر بتون کو
غرض کہ شرک انتہا درجہ کا ظلم ہے کہ اس سے بڑھ کر ظلم کا کوئی درجہ نہین ہے یہان سے شرک کی بُرائی کو سمجھنا
چاہیے کہ اللہ پاک نے کیسے سبا لغہ اور حسن ادا سے اُس کی برائی بیان فرمائی ہے اگر وہ ارادہ کرین ولی بحق
کا تو ولی بحق اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی بحق نہین ہے وہی اس کے لائق ہے کہ اُسے ولی ٹھیرائین کیونکہ
خالق و رازق ضار و نافع وہی ہے اور اُسی کی شان سے یہ ہے کہ وہ زندہ کرتا ہے مردون کو اور وہی قادر
ہے ہر مقدور پر پس جو ذات پاک ان اوصاف جلیلہ کے ساتھ متصف ہو وہی اس کا مستحق ہے کہ الوہیت کے
ساتھ اُس کو خاص کرین اور تنہا اُسی کو پوجین نہ یہ بت مشرکون کے جن سے اپنی مکھیان اوڑائی نہین جا سکتین
محلی کہتے ہین کہ حرف فا مجرد عطف کے واسطے ہے یعنے عطف ما بعد کا ماقبل پر اور سببیت سے خالی ہے کرخی
نے کہا غرض محلی کی رد ہے زمخشری پر کہ وہ جواب ہے شرط مقدر کا جیسا کہ اول گزر چکا ہے ابوحیان نے کہا
اس تقدیر کی کوئی حاجت نہین ہے اس لیے کہ بدون اس کے کلام تمام ہے کسی نے کہا کہ یہ ام بمعنے ہمزہ انکار
و توبیخ ہے اول اللہ پاک نے اُن کا یہ وصف کیا تھا کہ اُنھون نے اُس کے سوا اولیا ٹھیرائے ہین پھر حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تو اُن پر وکیل نہین ہے اور اُن کی ہدایت تیرے ذمہ نہین اور اگر اللہ چاہتا
تو ہدایت کرتا پھر جس شے کے ساتھ اُن کا اول وصف کیا تھا اُسی کی اُن کی طرف سے یہان خبر دی اُن پر
انکار و توبیخ کر کے یعنے کیا اُنھون نے ٹھیرائے ہین اُس کے سوا اولیا مطلب یہ ہے کہ جن کو اُنھون نے
اولیا ٹھیرایا ہے اُن کو اس کی لیاقت نہین ہے ولی تو اللہ ہی ہے اس کا مستحق وہی ہے کیونکہ وہ مردے
جلاتا ہے ہر شے کو کر سکتا ہے پس جو ایسا ہے وہی لائق ہے اس کے کہ ولی بنایا جاوے کسی نے کہا کہ
یہ ام بل اور ہمزہ انکار کے معنے مین ہے بل تو واسطے انتقال کے ہے بیان ماقبل سے طرف بیان ما بعد
کے ماقبل مین یہ بیان کیا تھا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہین ہے یعنے اُن کو بغیر ولی و ناصر کے اپنے
عذاب مین چھوڑ دے گا پھر اس بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کیا وہ یہ ہے کیا اُنھون نے ٹھیرائے
ہین اُس کے سوا اولیا یعنے جن کو ولی ٹھیرایا ہے وہ ولی نہین ہین اس بنا پر یہ جملہ مقرر و مؤکد ہے ماقبل
کا کیونکہ ماقبل مین نفی تھی ولی و نصیر ہونے کی سوا اس جملے نے اُس نفی کی بطور انکار و توبیخ کے تاکید

کردی جب خوب پکے طور پر اسکا بیان ہوچکا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہین ہے تو فرمایا کہ فاللہ ہو الولی یعنے ولی
بحق تو اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی نہین ہے پھر جب اللہ پاک نے مشرکون کو یون تہدید کی کہ اللہ اُن پر حفیظ ہی
اور یون کہ ظالمون کا کوئی ولی و نصیر نہین ہی پھر یہ حکم لگایا کہ ولی بحق وہی ہے تو بعد اس کے وہ بات بیان فرمائے
جو دال ہے اس پر کہ وہ ولی ہے مومنون کا ساتھ مدد کرنے اور ثواب دینے کے اور ذلیل کرنے والا ہے دین
کے دشمنون کا ساتھ تعذیب و عقاب کے پس ارشاد فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَ
مِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ لَهُ مَقَالِيدُ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ اور جس بات مین
پہلے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کی چکوتی ہے اللہ پر جو الہ وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر مجھ کو بھروسا اور اُسی کی
طرف میری رجوع بنا نکالنے والا آسمانون کا اور زمین کا بنا دیے تم کو تمہین مین سے جوڑے اور چوپایون
مین سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اس مین نہین اُس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا اسی پاس
ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر
رکھتا ہے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ اختلاف عام ہے ساری اشیا مین یعنے جس امر مین اور
سے تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ پر حوالہ ہے یعنی اس مین وہی حکم کرنے والا ہے اپنی کتاب کے ساتھ اور
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ کما قال جل وعلا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ قولہ تعالیٰ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّي الآیہ یعنے یہ فیصلہ کرنے والا ہر شے مین اللہ ہے رب میرا اُسی پر مین نے
بھروسا کیا اور اُسی کی طرف مین رجوع ہوتا ہون ساری امورمین فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الآیہ یعنے وہ پیدا
کرنے والا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اس شے کا جو اُن کے درمیان مین ہے اُس نے بنا دیے تم کو
تمہاری جنس و شکل سے جوڑے تم پر منت رکھنے کو اور تفضل و مہر کرنے کو بنا دیے تمہاری جنس سے مرد و عورت
اور بنا دیے چوپایون سے جوڑے یعنے پیدا کر دیے واسطے تمہارے چوپایون سے آٹھ جوڑے يَذْرَؤُكُمْ
فِيهِ کا یہ مطلب ہے کہ پیدا کرتا ہے تم کو اس خلق مین اس صفت پر ہمیشہ پیدا کرتا رہتا ہے تم کو اس مین نر
و مادہ ایک خلق بعد ایک خلق کے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ کے اور نسل بعد نسل کے آدمیون اور چوپایون
مین سے بغوی نے کہا فیہ یعنے رحم مین کسی نے کہا پیٹ مین کسی نے کہا اس طرز کی خلقت مین مجاہد نے
کہا نسلا بعد نسل من الناس والانعام کسی نے کہا حرف فی بمعنے با ہے لے یذرؤکم بہ یعنے پھیلاتا ہے تم کو
بسبب اس خلق کے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنے نہین ہے مثل پیدا کرنے والے سارے جوڑون کے کوئی شے کیونکہ

وہ تو فرد صمد ہے جس کی کوئی نظیر و مثل نہین ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنے اور وہ خوب سنتا دیکھتا ہے قولہ
تعالی لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ الآیہ کی تفسیر سورۂ زمر مین گذر چکی ہے حاصل اُس کا یہ ہے کہ وہ آسمانؔ زمین مین
حاکم و متصرف ہے فراخی کرتا ہے روزی کی جس پر چاہتا ہے اور تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے حکمت و عدل
اُسی کو ہے بیشک وہ ہر شے کو خوب جانتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان خاتمہ مع توضیح یہ ہے کہ یہ اختلاف
عام ہے ہر امر دین مین جس کے بارے مین بندون نے اختلاف کیا ہے سو اس کا حکم و فیصلہ و مرجع اللہ ہی کی
طرف ہے وہی اپنے حکم سے قیامت کے دن اُس مین حکم دیگا اور اُس مین جھگڑنے والون کے جھگڑے کا فیصلہ
کردے گا اور اُس وقت حق والا باطل والے سے ظاہر ہوجائے گا اور جنت کا فریق نار کے فریق سے چھٹ
جائیگا کلبی کہتے ہین من شئے سے مراد امر دین ہے سو اُسکا حکم طرف اللہ کے ہے وہ اس مین فیصلہ کرے گا
قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے او امر الدنیا اور بڑہایا ہے یعنے دین کا امر ہو یا دنیا کا کشاف مین دنیا کا
لفظ زیادہ نہین کیا ہے جمل نے اس کو یون ذکر کیا ہے من الدین وغیرہ غیر سے مراد جیسے دنیا مین خصومات
ہوتے ہین اول اولے ہے یعنے امر دین کیونکہ یہ کچھ لازم نہین ہے کہ درمیان مومنین و کافرین کے امور
دنیا مین خصومات ہون اور ایسی خصومت مین تحاکم الے اللہ نہین بولتے ہین کما افادہ الشہاب شیخ زادہ
کا بیان یہ ہے کہا ہے کہ یہ آیت حکایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی واسطے مومنین کے
سو گویا آپ نے امر دین وغیرہ مین فیصلے کو اللہ پاک کے سپرد کیا پس اللہ پاک نے اس قول کو قرآن مجید مین
نقل فرمادیا اس بات پر قول آیندہ دال ہے یعنے ذٰلکم اللہ ربی الآیہ انتہے مقاتل کہتے ہین کہ بعض اہل مکہ نے
تو قرآن شریف کا انکار کیا اور بعض اُس پر ایمان لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ
خصوص سبب کا اور ممکن ہے یون کہین کہ کلمہ الے اللہ کے یہ معنے ہین کہ اس کا حکم پھیرا جاتا ہے طرف کتاب
اللہ کے کیونکہ قرآن شریف مشتمل ہے حکم و فیصلے پر درمیان بندگان خدا کے اُس امر مین جس کے اندر اختلاف
کرتے ہین پس آیت عام ہوگی ہر اختلاف مین جو امر دین سے متعلق ہے اس کو کہ وہ پھیر اگیا ہے طرف کتاب اللہ
کے اُسی کے مثل قولہ تعالے وان تنازعتم فے شئ الآیہ ہے اور اللہ پاک یہ حکم لگا چکا ہے کہ دین جو ہے
سو اسلام ہی ہے اور قرآن شریف حق ہے اور مومنین جنت مین ہین اور کافرین نار مین ہین لیکن چونکہ کفار
اُس کے حق ہونے کی تصدیق نہین کرتے تھے مگر دار آخرت مین کرلین گے اس لیے اللہ پاک نے اُن کو اس کا وعدہ
دیا قیامت کے دن کا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ مختلف فیہ مین محاکمہ لاؤ طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے کیونکہ اُنکا حکم اللہ کا حکم ہے اور اُن کی حکومت و فیصلے پر اُن کے غیر کی حکومت کو مت اختیار کرو
ذٰلِکُمُ مبتدا اَللّٰہُ خبر اول رَبِّیْ خبر ثانی عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ تیسری خبر وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ چوتھی خبر یعنے یہ حاکم عظیم

الشان ساتھ اس حکم کے اللہ ہی میرا رب ہے اُسی پر مین نے بھروسا کیا ہے اپنے ساری کامون مین نہ اُس کے غیر پر
اور اپنے ساری امور اُسی کے سپرد کر دیے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہون نہ طرف اُس کے غیر کے ہر شے مین جو
مجھے پیش آتی ہے جمہور نے فاطر السموات والارض کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ پانچوین خبر ہے یا یہ خود مبتدا
ہے اور ما بعد اُس کا اُس کی خبر ہے یا ربی کی صفت ہو اس لیے کہ اضافت محضہ ہے اس بنیاد پر جملہ علیہ توکلت
والیہ انیب معترضہ ہوگا درمیان صفت و موصوف کے زید بن علی نے فاطر کو بجر پڑھا ہے اس بنا پر کہ صفت
ہے اسم شریف کی جو الی اللہ مین ہے اور ما بین اُن کے معترضہ ہے یا اس بنیاد پر کہ علیہ یا الیہ کی ضمیر سے بدل ہے۔
کسائی نے بنا بر ندا النصب جائز کہا ہے اور غیر کسائی نے بنا بر مدح یعنے امدح اور اعنے فاطر بمعنے خالق
مبدع ہے اس کی تحقیق اول گزر چکی ہے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا الآیہ چھٹی خبر ہے یعنے پیدا کین
واسطے تمھارے تمھاری جنس سے عورتین یا مراد بی بی حوا علیہا السلام ہین اس لیے کہ حضرت آدم علے
نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہین وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا اور پیدا کی واسطے چوپایون
کے اُنھین کی جنس سے مادہ یا یہ معنے ہین کہ پیدا کیے واسطے تمھارے چوپایون سے اصناف نر و مادہ کی
یہ وہی آٹھ اصناف ہین جن کا ذکر سورہ انعام مین کیا ہے یَذْرَؤُكُمْ ماخوذ ہے ذرء سے ذرء بمعنے
بث ہے یعنے پھیلانا یا بمعنے خلق و انشاء ہے کُم کا خطاب آدمیون کے مخاطب لوگون کو ہے اور انعام کو مگر
اس مین عقلا کو تغلیب دی گئی ہے غیر عقلا پر زمخشری نے کہا یہ مسئلہ احکام ذات العلتین سے ہے شیخ
کہتے ہین یہ ایک اصطلاح غریب ہے مراد اس سے یہ ہے کہ جب خطاب و غیبت دونون جمع ہون تو خطاب
کو تغلیب دی جائے فِيهِ کی ضمیر راجع ہے طرف جعل کے جو کہ جعل سے معلوم ہوتا ہے یا راجع ہے طرف
مخلوق کے یا طرف تدبیر کے جن کا ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمیون اور چوپایون کے واسطے جوڑے
بنائے تاآنکہ اُن کے نر و مادہ مین توالد و تناسل ہو کلمہ فی یا تو اپنے ظرفی معنے پر ہے یعنے اُس تدبیر
مین تمھاری کثرت کرتا ہے یعنے یہ تدبیر بث و تکثیر کے واسطے مثل منبع و معدن کے ٹھیرائی گئی ہے
یا بمعنے باے سببیہ ہے یعنے بڑھاتا ہے تم کو بسبب اُس تدبیر کے فرا و زجاج و ابن کیسان نے کہا یکثرکم
بہ یعنے کثرت کرتا ہے تمھاری بسبب کرنے تمھارے کے جوڑے کیونکہ یہ سبب ہے نسل کا ابن قتیبہ نے
کہا فیہ اے فی الزوج قولہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الخ ساتوین خبر ہے یہان ذکر مثل سے مراد مبالغہ ہے نفی
مین بطریق کنایہ کے جس طرح یہ قول ہے عرب کا کہ مثلک لا یبخل و غیرک لا یجود غرض قائل کی مخاطب کا
عدم بخل اور اس کا جود بنہایت مبالغہ و خوبی سے ثابت کرنا ہے تو اس کو یون ادا کیا کہ تیرا مثل بخل نہین
کرتا ہے اور تیرا غیر جود نہین کرتا ہے اب دیکھو کہ مخاطب سے کسقدر مبالغے کے ساتھ بخل کی نفی ہوئی کیونکہ

حب بخل کی نفی اُس شخص سے کی گئی جو کہ مخاطب سے مناسبت و مثلیت رکھتا ہے تو اُس سے تو بطریق اولیٰ اُس کی نفی ہوئی اور جب مخاطب کے غیر سے جود کی نفی ہوئی تو کس مبالغہ سے اُس کے واسطے جود کا ثبوت ہوا یہ محاورہ زبان اُردو مین بھی ہے مثلاً یون کہتے ہین کہ تم سے آدمی سے یہ کام بعید ہے غرض یہ کہ جو کوئی تمہاری مثل ہے اُس سے یہ کام بعید ہے تو خود تم سے تو نہایت بعید ہے کسی نے کہا کہ حرف کاف زائد ہے واسطے تاکید کے اس لیے کہ اللہ پاک کا کوئی مثل نہین ہے معنے یہ ہین کہ اُس کی مثل کوئی شے نہین ہے یہ وجہ معربین کے نزدیک مشہور ہے کسی نے کہا کہ کلمہ مثل زائد ہے ثعلب وغیرہ اسی کے قائل ہین جس طرح کہ اس آیت مین لفظ مثل زائد آیا ہے فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فقد اهتدوا ای بما آمنتم بہ اسی باب سے یہ قول ہے اوس بن حجر کا

وَقَتْلَى كَمِثْلِ جُذُوعِ النَّخِيلِ	تَغَشَّاهُمْ مُطِلٌّ مُنْهَمِرُ

اے کجذوع النخیل یہ قول جید نہین ہے بلکہ قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ کنایہ ایک باب سلوک ہے عرب کا اور اُن کے واسطے ایک شاہراہ مالوف ہے مطلب یہ ہے کہ عرب لوگ کنایہ کا بہت استعمال کرتے ہین اس باب مین کتاب الکنایہ ثعالبی کی ایک بے مثل و بے مثال کتاب ہے قرآن مجید و حدیث شریف و اشعار محاورات عرب سے اُس مین کنایہ کی مثالین ذکر کی ہین، باب زیادت مثل سے یہ شعر ہے کسی شاعر کا

لَيْسَ كَمِثْلِ الْفَتَى زُهَيْرٍ	خَلْقٌ يُوَازِنُهُ فِي الْفَضَائِلِ

کسی اور نے کہا

عَلَى مِثْلِ لَيْلَى يَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ	وَإِنْ بَاتَ مِنْ لَيْلَى عَلَى الْيَأْسِ طَاوِيَا

کسی اور نے کہا ہے

سَعْدُ بْنُ زَيْدٍ إِذَا أَبْصَرْتَ فَضْلَهُمُ	فَمَا كَمِثْلِهِمُ فِي النَّاسِ مِنْ أَحَدِ

ابن قتیبہ نے کہا کہ عرب لوگ مثل کو نفس و ذات کے مقام مین قائم کرتے ہین تو یون بولتے ہین مثلی لا یقال لہ ہذا اے انا لا یقال لی ہذا یعنے مجھ سے آدمی کے واسطے یہ بات نہین کہی جاتی ہے کسی نے کہا کہ مراد مثل سے صفت ہے یہ یون ہے کہ مثل بمعنے مثل ہے اور مَثَل بمعنے صفت ہے کقولہ تعالیٰ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ اے صفۃ الجنۃ پس معنے یہ ہین کہ نہین ہے مثل صفت اللہ کے کوئی شے ان صفات سے جو کہ اُس کے غیر کے واسطے ہین یہ قول ایک محمل سہل ہے ابوالبقا نے کاف کی زیادتی کو بوجہ دیگر کہا ہے کہ اگر وہ زائد نہ ہو تو مفضی ہوگا طرف محال کے کیونکہ معنے یہ ہون گے کہ اُس کے واسطے مثل ہے اور اس کی مثل کے واسطے مثل نہین ہے حالانکہ اس مین تناقض ہے کیونکہ جب اس کے

واسطے مثل ہوا تو اُس کی مثل کے واسطے بھی مثل ہوا اور وہ وہی ہے باآنکہ اثبات مثل کا واسطے اللہ پاک
کے محال ہے یہ تقریر خوب ہی لیکن ابو البقاء نے جو اعتراض وارد کیا ہے وہ اُس بات سے مندفع ہوجاتا ہے جو ہم
ذکر کر آئے ہین کہ کلام خارج ہوا ہے مخرج کنایہ مین راغب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جو الفاظ بہت سے معنی
کے واسطے وضع کیے گئے ہین لفظ مثل اُن سب سے زیادہ تر عام ہے یہ یون ہے کہ لفظ ندّ تو اُس شے
کے واسطے کہا جاتا ہے جو مشارک ہے جوہر مین فقط اور شِبہ اُس شے مین بولتے ہین جو مشارک ہے
کیفیت مین فقط اور مساوی اُس شے مین کہتے ہین جو اُس کو مشارک ہے صرف کمیت مین اور شکل
اُس شے مین بولتے ہین جو اُس کے مشارک ہے فقط قدر و مساحت مین اور مثل اس سب مین بولا جاتا ہے
اسی لیے جب اللہ پاک نے نفی شبہ کا ارادہ کیا ہر وجہ سے توخاص کر کے مثل کا کلمہ ذکر کیا فرمایا لیس کمثلہ
شئ جو کوئی اس آیت کریمہ کو سمجھے گا جیسا کہ اس کے سمجھنے کا حق ہے اور اس کو سوچے گا جیسا کہ
سوچنے کا حق ہے تو جو لوگ صفات مین اختلاف کرتے ہین ان کے اختلاف کے وقت اس کی وجہ
سے ایک نہایت روشن و واضح راہ پر چلیگا اور اُس کی بصیرت اور بھی بڑھ جائیگی جب کہ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کے معنے مین تامل و غور کرے گا اس لیے کہ یہ اثبات بعد اُس نفی مماثل کے مشتمل ہے
بر دلیقین و شفاے صدور و انثلاج قلوب پر یعنے جب اول یون کہا کہ اُس کی مثل کوئی شے نہین ہے پھر
یہ فرمایا کہ وہ سمیع بصیر ہے تو بابت صفات کے جو شبہے کی گرمی اور شک کے کانٹے کی کھٹک سینہ و دل کو بیجین
کر رہی تھی اس اثبات نے اُس کو دور کر دیا یقین کی خنکی آگئی سینون کا روگ گیا شفا ہو گئی دل ٹھنڈے
ہو گئے جو صفات جلیلہ الٰہیہ قرآن شریف مین یا صحیح حدیثون مین وارد ہوئے ہین وہ سب برحق ہین
کیفیت اُن کی اللہ پاک کو معلوم ہے سلف کا یہی طریقہ ہے کہ اُن کو بلا تکییف و تشبیہ و تمثیل و تعطیل و
تاویل مانین اور اُن کی کیفیت کو صاحب صفات کے حوالے کرین اب اے طالب حق تم اس حجت
نیرہ و برہان قوی کی قدر کرو کیونکہ تم اس سے بہت سی بدعتون کو توڑ پھوڑ ڈالوگے اور ضلالات و گمراہی
کے سرون کو توڑوگے اور قاصرین متکلفین متکلمین متاولین کے طوائف کے ناکون کو اس سے خاک مین
آلودہ کروگے خصوصًا جب کہ تم نے اُس کے ساتھ قولہ تعالے وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا کو ملا دیا تو اب
تو اس علم کی ہاتھی کے دونون سرے پکڑ لیے جس کا نام علم کلام و علم اصول الدین رکھتے ہین ٥

	وَدَعْ عَنْكَ نَهْبًا صِيحَ فِي حَجَرَاتِهِ	٠	وَهَاتِ حَدِيثًا مَا حَدِيثُ الرَّوَاحِلِ	

غرضکہ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ التنوین خبر ہے اور لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نوین خبر مقالید جمع ہے
مقلاد کی یا مقلید کی یا اقلید کی یہ جمع برخلاف قیاس ہے اقلید بمعنے مفتاح ہے یعنے اُسی کے واسطے

ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی یا اُن کے خزانے مراد مطر و نبات وغیرہ ہے جیسے وہ جواہر جو زمین سے نکالے
جاتے ہین نحاس نے کہا کہ جو شخص کنجیون کا مالک ہوتا ہے وہی خزانون کا بھی مالک ہوتا ہے اس کی تحقیق سورۂ
زمر مین گزر چکی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ آسمان و زمین کی کنجیان اُس کے ہاتھ مین ہین تو اُس کے بعد بسط
و قبض کا ذکر فرمایا یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ یہ دسوین خبر ہے یعنے روزی فراخ کرتا ہے جس کے واسطے
چاہتا ہے جیسے روم و فرس اور اُس کی تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے جیسے عرب اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے
بیشک وہ ہر شے کو اشیا مین سے خوب جانتا ہے سو اُس پر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے اُس کے علم نے جو ہر
شے کا احاطہ کیا ہے سو اُس کے نیچے یہ بھی مندرج ہے کہ مطیع کی طاعت کو اور عاصی کی معصیت کو جانتا ہے تو
جزا دے گا ہر ایک کو جس خیر و شر کا وہ مستحق ہوگا جبکہ اللہ پاک نے کذلک یوحی الیک والی الذین قبلک الآیہ
مین یہ ذکر کیا کہ اس نے وحی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو یہ سورت جن معانی کو متضمن تھی اُسکی
تفصیل شروع کی پس ارشاد فرمایا شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا
تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ راہ ڈالدی تم کو دین مین وہی جو کہہ
دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسے کو یہ کہ قائم
رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اُس مین بھاری پڑتا ہے شریک والون کو جس طرف تو بلاتا ہے اُن کو اللہ چن لیتا
ہے اپنی طرف جس کو چاہے اور اللہ راہ دیتا ہے اُس کو اپنی طرف جو رجوع لاوے اور یہ پھوٹ جو ڈالی سو
سمجھ آچکی پیچھے آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل گئی ہے تیرے رب سے ایک ٹھیرے وعدے
تک تو فیصلہ ہوجاتا اُن مین اور جن کو ہاتھ لگی ہے کتاب اُن کے پیچھے وہ دھوکے مین ہین اُس کے جو جی
نہین ٹھہرتا ف ۱ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کے قائم کرنے کے طریق ہر وقت مین جدا ٹھیرا دیے
ہین اللہ نے ف ۲ یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنے بدل گئے اور پیچھے
والے مختلف باتین دیکھتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ معنے اُس طرح یا اس طرح یہ اختلاف نرا ہے جس
معنون مین خلاف نکلتا ہو اور اگر کئی طرح معنے کیجیے جن مین خلاف نہین نکلتا اُس کا منع نہین انتہے
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے اس امت سے کہ مشروع کیا واسطے تمہارے دین سے وہ
دین جس کی وصیت کی نوح کو اور وہ دین جس کی وحی کی ہم نے طرف تیرے پس اول رسل کا ذکر کیا بعد آدم

علیہ السلام کو وہ نوح علیہ السلام ہین اور آخر رسل کا وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین پھر ان کے درمیان ہین کے اولوا العزم
رسولون کا ذکر کیا وہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسےٰ بن مریم علیہم السلام ہین اس آیت نے پانچ کے ذکر
کو نظم کیا ہے جس طرح کہ احزاب کی آیت ان پانچ پہ مشتمل ہے اس کریمہ مین وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ
وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ الآیہ اور وہ دین جسکو ساری رسول لائے
وہ یہی پوجنا ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کا کما قال عزوجل وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ اور حدیث شریف مین ہے ہم خاص گروہ انبیا کی اولاد علات ہین دین
ہمارا ایک ہے یعنے قدر مشترک باہم انبیا کی یہی عبادت ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی گو شرائع اور طریقے
اُن کے مختلف ہوئے ہین کما قال جل جلالہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا اسی لیے یہان یون
فرمایا ہے اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ یعنے اللہ پاک نے سارے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو باہم
الفت رکھنے اور جمع رہنے کی وصیت فرمائی ہے اور افتراق و اختلاف سے ان کو منع کیا ہے كَبُرَ عَلَى
الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس توحید کی طرف تو ان کو بلاتا
ہے اُس کو اُنھون نے اوپرا سمجھا ہے اور وہ اُن پر شاق گزری ہے پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ
الآیہ یعنے اللہ ہی مقدر کرتا ہے ہدایت کو اُس کے واسطے جو اُس کا مستحق ہے اور لکھتا ہے گمراہی اُس پر جس
نے اُس کو اختیار کیا ہے راہ ہدایت پر اسی لیے یون فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ
یعنے اُن کی مخالفت جو حق کے واسطے ہوئی سو اس کے بعد ہوئی کہ وہ اُن کی طرف پہونچ گیا اور حجت اُن پر قائم
ہو چکی اور سوا بغی و عناد و مخالفت کے اور کوئی شے اُن کو اس پر باعث نہین ہوئی پھر اللہ عزوجل نے فرمایا
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الآیہ یعنے اگر نہ ہوتا اللہ کا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے کہ بندون کو مہلت دیگا اُن کے
حساب قائم کرنے کے روز قیامت تک تو جلدی سے دنیا ہی مین اُن پر عقوبت لا ڈالتا قولہ تعالیٰ وَاِنَّ الَّذِیْنَ
اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ الآیہ یعنے پچھلا گروہ بعد قرن اول کے جس نے حق کی تکذیب کی ہے البتہ شک مریب مین
ہین اُس سے یعنے اپنے امر و ایمان کے یقین پر نہین ہین وہ جو ہین سو بدون دلیل و برہان کے اپنے آباو اسلاف
کے مقلد ہین بے سمجھے بوجھے اُن کی پیروی کرتے ہین اور اپنے کام سے حیرت مین ہین اور شک مریب و
شقاق بعید مین ہین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ شرع لکم کیا رہوین خبر ہے اور شرع
بمعنے بین و اوضح و سن و اظہر ہے اور لکم کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کو ہے یعنے اے
امت محمدیہ ظاہر و واضح کیا واسطے تمہارے دین سے ایک واضح طریق اور ایک ایسے دین کی راہ ڈالی
جس کی صحت پر انبیا کا اتفاق ہوا وہ دین جس کی وصیت نوح کو کی یعنے توحید و دین اسلام اور وہ اصول

شرائع جن مین رسول مختلف نہین ہوئے اور کتابین اُن پر متوافق ہوئین اور وہ دین جس کی ہم نے وحی کی طرف
تیرے یعنے قرآن وشرائع اسلام اور بیزار ہونا شرک سے مطلقًا ہے کہ وصیت کی ہم نے نوح کو اور تجہ کو اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دین کی خاص کرکے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اول انبیای
اصحاب شرائع ہین اُن کے اول ہونے کی دلیل وہ ہے جو حدیث صحیح مین ثابت ہوئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حدیث مشہور کبیر شفاعت مین فرمایا ہے ولیکن تم نوح کے پاس آؤ پس بیشک وہ اول رسول ہین
کہ بہیجا اُن کو اللہ نے طرف زمین والون کے یہ بات صحیح ہے اس مین کوئی اشکال نہین ہے جس طرح
کہ یہ امر بغیر اشکال ہے کہ حضرت آدم اول رسول ہین جو نبی کیے گئے مگر اتنی بات ہے کہ حضرت آدم کے ساتہ
صرف نبوت تہی اُن کے واسطے فرائض مقرر نہین کیے گئے تہے اور نہ محارم اُن کے لیے مشروع ہوئے تہے
اُن کی شرع تو صرف تنبیہ تہی بعض امور پر اور اقتصار تہا معاش کی ضرورتون پر اور حیات وبقا کے وظائف
کا اخذ تہا یہ شرع حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تک مستمر رہی پہر اللہ پاک نے ماؤن بیٹیون بہنون کی تحریم
دیکر انکو بہیجا اور واجبات اُن پر مقرر کیے اور آداب ودیانات اُن کے لیے وضع فرمائے اور یہ امر ہمیشہ رسولون
سے متاکد وپختہ ہوتا رہا اور نبیون سے اس کام کی نصرت ومدد ہوتی رہی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا اور
ایک شریعت کی بعد دوسری قائم ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ پاک نے شرائع کو ختم کیا ساتہ بہترین ملل ہماری
ملت اسلام کے زبان پر اکرم رسل ہمارے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غرضکہ امت محمدیہ
کے واسطے وہ قدیم شریعت مشروع کی ہے جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور جس کی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم کی طرف وحی کی اور جس کی حضرت ابراہیم وحضرت موسے وحضرت عیسے علیہم السلام کو وصیت فرمائی یعنے
یہ ایسی نفیس وعمدہ وبرگزیدہ وپاک شریعت ہے جس کی صحت پر ساری نبی اور ساری کتابین متفق ہین خاص
کرکے ان پانچ نبیون کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ حضرات بابرکات اکابر انبیا ہین اور شرائع معظمہ واتباع کثیرہ
والے ہین اور اولوا العزم ہین اور اس لیے کہ کافرون کے دل اُن کی طرف مائل ہین کیونکہ بعض کی نبوت پر
تو کل کا اتفاق ہے جیسے حضرت نوح وحضرت ابراہیم علیہما السلام اور حضرت موسے علیہ السلام مین یہود اور
حضرت عیسے علیہ السلام مین نصاری متفرد ہین اور اس واسطے کہ ان مین سے ہر ایک کے لیے جدید شرع
ہے ان کے سوا جو اور رسول ہین سو وہ اپنے پہلے کی شرع پہونچانے کے واسطے مبعوث ہوتے تہے دیکہو
حضرت شیث وحضرت ادریس علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام کی شرع کے پہونچانے کو مبعوث ہوئے تہے
اور حضرت ہود وحضرت صالح علیہما السلام جو حضرت نوح وحضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان مین تہے
سو حضرت نوح کی شرع کے پہونچانے کو بہیجے گئے تہے اور جو حضرت ابراہیم وحضرت موسی کے مابین تہے

وہ شرع ابراہیمی کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے تہے اسی طرح جو بابین حضرت موسیٰ و حضرت عیسےٰ کے ہوئے وہ شرع موسوی
کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے فلیتامل اب یہان پانچ امر قابل سمجھنے کے ہین اول یہ ہے کہ شروع مین اوصی
فرمایا اور پہر والذی اوحینا کہا اور ما اوصینا نہ کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ الذی اصل موصولات ہے سو اس اعتبار سے
جس شے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اُس کی تفخیم شان منظور ہے کہ جو کلمہ موصولات
مین اصل تہا اُس کے ساتہہ اُس کو ادا کیا دوسرا یہ ہے کہ جو شے ہماری نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لیے مشروع فرمائی اُس کو مخصوص بایحاء کیا باوجود اس کے کہ ماقبل و مابعد مین بلفظ توصیہ مذکور ہے یعنی
یہان والذی وصیناک بہ نہ کہا بلکہ اوحینا الیک فرمایا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ مقصود آپ کی رسالت کی تصریح
کرنا ہے کو تصریح جو کہ واسطے انکار کفار کے قامع و بیخ کن ہے تیسرا یہ ہے کہ یہان اوحینا فرمایا اوحی
نہ کہا جیسا کہ اول وصی کہا تہا بلکہ غائب سے صیغہ متکلم مع الغیر کی طرف التفات کیا سو نکتہ یہ ہے کہ منظور
اس امر کا بتانا ہے کہ اللہ پاک کو آپ کی طرف وحی کرنے کے ساتہہ کمال اعتنا و غایت درجے کا اہتمام ہے جب
تو یون فرمایا کہ ہم نے وحی کی طرف تیرے جیسے بلا تشبیہ بادشاہان دنیا کو جب کسی امر کا اہتمام جتانا منظور
ہوتا ہے تو کہتے ہین ما بدولت نے یہ کام کیا اور ہم نے یہ حکم دیا اور یہی بہید ہے اس مین کہ والذی اوحینا
کو اُس کے مابعد پر مقدم کیا باوجود اس کے کہ مابعد کا مضمون یعنے وما وصینا بہ ابراہیم الآیہ زمانے مین اس
پر مقدم ہے چوتہا یہ ہے کہ اگر والذی اوحینا کی تقدیم مابعد پر اہتمام کے واسطے ہے تو چاہیے تہا کہ ما
وصی بہ نوحا پر بہی مقدم کیا جاتا اس کا نکتہ یہ ہے کہ توصیہ نوح علیہ السلام کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ جو
دین اُن کے لیے مشروع کیا ہے اس کا بسرعت یہ بیان ہو جائے کہ وہ ایک قدیم دین ہے پانچوان یہ ہے
کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو خطاب کو بطریق تلوین متوجہ کیا یعنے اول شرع لکم فرمایا کہ خطاب
امت کو ہے مگر آپ سب مخاطبون کے سردار ہین تو گویا آپ اول مخاطب ہین بعد کو امت ہے اور یہان الیک
فرمایا سو یہ نیرنگی خطاب کی واسطے آپ کی تشریف و تعظیم کے ہے اور اس لیئے کہ منظور آگاہی بخشنا ہے اس
بات پر کہ اللہ پاک نے اُس دین متین کو مشروع فرمایا ہے واسطے امت کے آپ کی زبان فیض ترجمان پر صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ واتباعہ وبارک وسلم بعدد معلوماتہ الی یوم الدین آمین پہر وہ شے بیان
کی جس کے ساتہہ ان سب کو وصیت فرمائی پس ارشاد فرمایا اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ مراد دین سے اللہ پاک کی
توحید ہے یعنے زبان سے ایک کہنا اور دل سے ایک جاننا کسی نے خوب کہا ہے مصرعہ یکے گویم یکے
خوانم یکے دانم ۔ اور اُس پر ایمان لانا اور اسکے رسولون کی طاعت کرنا اور اُس کے شرائع و احکام کو
ماننا اور اُس کے قائم کرنے سے .... مراد اُس کے ارکان کی تعدیل ہے اور اُسکو محفوظ

رکھنا ہے اس سے کہ اس مین زیغ و میل واقع ہو یا اُس پر مواظبت و مداومت کرنا ہے اور اُس کے واسطے حبیت و جلال
رہنا ہے اور اُس کے احکام کی بجا آوری مین سعی و کوشش کرنا ہے سدی نے کہا یہ معنے ہین کہ اُس پر عمل
کرو کسی نے کہا کہ اللہ پاک کی توحید ہے اور اُسپر ایمان لانا ہے اور اُس کی کتابون پر اور اُس کے رسولون پر اور
پچھلے دن پر اور طاعت اللہ تعالی کی اس کے اوامر و نواہی مین اور باقی وہ امور جن سے آدمی مسلمان ہوتا
ہے اور وہ شرائع جو کہ اُمتون کے مصالح مین موافق اُن کے احوال کے یہ مراد نہین ہین کیونکہ یہ مختلف و
متفاوت ہوتی ہین کما قال تعالے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا مجاہد کہتے ہین نہین بہیجا
اللہ نے کبھی کوئی نبی مگر وصیت کی اُس کو نماز کے قائم کرنے کی اور زکوۃ دینے کی اور اقرار کی واسطے اللہ
کے ساتھ طاعت کے پس یہ اُس کا وہ دین ہے جو اُن کے واسطے مشروع کیا قتادہ نے کہا مراد حلال جاننا
حلال کا اور حرام جاننا حرام کا ہے قرطبی نے کہا یہ معنے ہین کہ وصیت کی ہم نے تجہ کو اے محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوح کو ایک دین کی یعنے ایک سے اُن اصول مین جن مین شرائع مختلف نہین ہوئے
وہ اصول یہ ہین توحید و نماز و زکوۃ و روزہ و حج و تقرب الی اللہ عمل صالح سے اور صدق و وفا بعہد و ادائے
امانت و صلہ رحم اور تحریم کفر و قتل و زنا کی اور خلق کے ایذا دینے کی کسی طرح سے متصور ہو اور زیادتی و ظلم
کرنے کی حیوان پر کسی طرح سے ہو اور دنا آت مین گھسنے کی اور اُس کام کی جو رجوع ہوتا ہو طرف قطع مروات
کی پس یہ سب امور مشروع کیے گئے ہین ایک دین ایک ملت کر کے اور انبیا علیہم السلام کی زبانون پر مختلف
نہین ہوئی گو اُن کے اعذار مختلف ہوئے وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا ان اقیموا الدین الخ کلمہ اَنْ
مصدریہ ہے اور وہ اور اس کا مابعد محل رفع مین ہے اُس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور جملہ مستانفہ
ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا شے ہے جو اللہ سبحانہ تعالی نے مشروع کی سو یہہ اُس کا
جواب دیا کہ ہو اقامۃ الدین یعنے وہ شے دین کا قائم کرنا ہے کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے بنا بر بدل
موصول سے یا محل جر مین ہے بنا بر بدل دین سے یا ضمیر بہ سے کسی نے کہا کہ اَنْ تفسیریہ ہے اس لیے
کہ اُس سے قبل وہ شے ہے جس مین معنے قول کے ہین یعنے کلمہ وصی و اوحینا توصیہ و ایحا دونون مین
قول کے معنے ہین پھر جب اللہ پاک نے دین کے قائم کرنے کا اُن کو امر کیا تو اُس مین اختلاف کرنے
سے اُن کو نہی کی پس ارشاد فرمایا وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ یعنے مت اختلاف کرو توحید مین اور اللہ پر ایمان
لانے مین اور اُس کے رسول کی طاعت مین اور اُس کے شرائع و احکام کے قبول مین کیونکہ یہ وہ امور ہین
جن پر شرائع کا تطابق ہوا ہے اور دین اُن مین متفق ہین تو ایسے امور مین خلاف لائق نہین ہے اب
رہی فروع مسائل جن مین دلیلین مختلف ہوتی ہین اور امارات باہم متعارض ہوتی ہین اور افہام

کا اُن مین تباین ہوتا ہے سو وہ اس تفرق کے قبیل سے نہین ہین کیونکہ وہ تو منجملہ مطارح اجتہاد و سواطع خلاف ہین قرطبی نے اس کی تفسیر مین یون کہا ہے کہ کرو تم دین کو قائم و دائم و مستمر و محفوظ و مستقر بدون اس کے کہ اُس مین خلاف و اضطراب کرو سو خلق مین سے بعض نے تو اس عہد کو وفا کیا اور بعض نے توڑ ڈالا اور جس نے توڑا تو اُس کے توڑنے کا وبال اُسی کی جان پر پڑے گا غرض کہ جن اُمور کا ذکر ہو چکا ہے وہ تو سب دینون مین متفق رہے اس اعتبار سے سارے دین ایک دین ہین اور دین کے احکام مین شرائع کا اختلاف ہوا سوائے اُمور مذکورہ کے حسب ارادہ الٰہی جس وقت مین جس حکم کی مصلحت مقتضی ہوئی وہی اُس وقت کی اُمت کو دیا گیا اور جس امر کی جس زمانے مین حکمت موجب ہوئی وہی امر اُس زمانے کی اُمت کے واسطے وضع کیا گیا مطلب یہ ہے کہ اختلاف شرائع و احکام کا باختلاف اُمت و زمانہ حسب مقتضائی مصلحت و حکمت الٰہیہ بارادہ الٰہی ہوا واللہ اعلم قتادہ نے تفسیر مین کہا ہے الا تعلموا ان الفرقۃ ہلکۃ و ان الجماعۃ ثقۃ یعنے خبردار جان رکھو کہ فرقت ہلاکت ہے اور جماعت اعتماد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جماعت رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے غرضکہ جب اللہ پاک نے ایسا نفیس دین مشروع کیا جس پر سارے نبیون کا اتفاق ہے اور اُس کے قائم کرنے کا حکم دیا اور اُس مین اختلاف کرنے سے نہی کی تو اب اُس گروہ کا ذکر کیا جس پر وہ شاق ہوا پس فرمایا كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ یعنے گران اور شاق گزری مشرکون پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے اور چھوڑنا بتون کا قتادہ نے کہا سخت گذری اُن پر گواہی لا الہ الا اللہ وحدہ کی اور ابلیس اور اُس کے لشکر اُس سے تنگ ہوئے سو انکار کیا اللہ نے مگر اس بات کا کہ اُس کی مدد کرے اور اُسکو بلندی بخشے اور اُس کو ظاہر و غالب و ظفر مند کرے اُن لوگون پر جنہون نے اُس سے عداوت کی دوسرا لفظ قتادہ کا یہ ہے کہ تکبر کیا مشرکون نے اس سے کہ اُن کے واسطے کہا گیا لا الہ الا اللہ محلی و بیضاوی نے ما تدعوہم الیہ کی تفسیر من التوحید کی ہے اور خازن نے من التوحید و رفض الاوثان اور نسفی نے من اقامۃ الدین والتوحید یہ سب تفسیر بقرینہ مشرکین کی گئی ہے لیکن اولے تعمیم ہے اس لیے کہ سیاق اسی تعمیم پر دال ہے اور خاص کرکے جو مشرکین کا ذکر کیا ہے یہ اُس کو مانع نہین ہے کما لا یخفی کما افادہ صاحب فتح البیان والکرخی رحمہما اللہ تعالے پھر اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو خاص فرمایا اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ یعنے خالص کرتا ہے اللہ واسطے اپنے نفس کے جس کو چاہتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے اجتبا بمعنے اختیار ہے افتعال کا وزن ہے جبایۃ سے جبایۃ کہتے ہین جمع کو بر طریق اصطفا کے اصطفا کہتے ہین برگزیدہ و منتخب و پسند کرنے کو آئمہ کا بندی کو اجتبا و اختیار کرنا یہ ہے کہ اُسکو خاص کرتا ہے ساتھ فیض الٰہی کے تا کہ انواع و اقسام کی نعمتیں

اُس کو حاصل ہوجائین بغیر اُس کی سعی و کوشش کے تسفے یہین کہ اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہتا ہے اپنے بندون
مین سے واسطے اپنی توحید کے اور اپنے دین مین داخل ہونے کے وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ یعنے توفیق دیتا ہے
اپنے دین کی اور خالص کر لیتا ہے واسطے اپنی عبادت کے اُس شخص کو جو رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اُس کی
کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف عبادت اُس کی کے جملہ اللہ یجتبی الآیہ مستانفہ ہے واسطے تحقیق حق کے لایا گیا ہے
اور اس مین اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن مین سے وہ لوگ ہین جو دعوت کو قبول کرتے ہین پھر جب اللہ پاک نے وہ
شے ذکر کی جو اُن کے واسطے مشروع فرمائی یعنے دین . . . کا قائم کرنا اور متفرق نہ ہونا تو بعد اس کے تفرق
و اختلاف کا ذکر کیا جس کا وقوع ہوا پس ارشاد فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ الآیہ یعنی نہیں
متفرق ہوئے مگر اس بات کو جانکر کہ فرقت گمراہی ہے اُسپر وعید کی گئی ہے یا بعد علم مبعث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا بعد آنے اسباب علم کے کہ وہ رسول اور کتب وغیرہا ہین سو اُن کی طرف التفات نہ کیا۔ اور
متفرق ہوئے کسی نے کہا کہ مراد متفرق ہونے والون سے قریش ہین اور یہ وہ ہین جو متفرق ہوئے بعد اس کے کہ اُن
کے پاس علم آگیا یعنے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے بغی و ضد کے اُن سے آپ پر اور آپ کے
آنے سے پہلے وہ بات کہا کرتے تھے جو اللہ پاک نے اُن کی طرف سے اس آیت مین نقل فرمائی ہے وَاَقْسَمُوْا
بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ الآیہ اور اس آیت مین فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا اور کسی نے
کہا کہ مراد اگلے نبیون کی امتین ہین اور وہ آپس مین مختلف ہوئین جب کہ مدتین اُن پر دراز ہوئین سو ایک
قوم تو ایمان لائی اور دوسری قوم کافر ہوئی کسی نے کہا یہود و نصاریٰ خاصۃً مراد ہین جیسا کہ اس آیت مین
آیا ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنَۃُ متفرق ہوئے بسبب بغی
کے بعض سے بعض پر واسطے طلب ریاست کے سوا اُن کا متفرق ہونا کچھ اس لیے نہین ہے کہ بیان مین اور حجتون
مین کوئی قصور ہے ولیکن بسبب بغی و ظلم کے اور بسبب مشغول ہونے کے دنیا و جاہ و حمیت مین پھر اگر کوئی
کہے کہ اختلاف کرنے والون پر عذاب کیون نہین آیا تو اس کی یہ وجہ ذکر فرمائی وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ
اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَھُمْ یعنے اگر نہ ہوتی بات جو سابق ہو چکی ہے تیرے رب سے مراد تاخیر عقوبت ہے ایک
مدت مقرر تک مراد روز قیامت ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ کسی نے کہا اجل مسمی سے مراد وہ
مدت ہے جس کو اللہ پاک جاری کر چکا ہے واسطے اُن کے عذاب کے دنیا مین ساتھ قتل و قید و ذلت و قہر کے
تو البتہ جلدی سے اُن پر عقوبت نازل کر کے اُن مین فیصلہ واقع ہو چکتا کسی نے کہا یہ معنے ہین البتہ فیصلہ کر دیا
جاتا درمیان اُس شخص کے جو اُن مین سے ایمان لایا اور اُس کے جو کافر ہوا یعنے طور کہ کافرون پر تو عذاب نازل
ہو جاتا اور مومنون کو نجات ملتی قولہ تعالے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مُرِیْبٍ

یعنے اور بیشک وہ لوگ جو وارث کیے گئے کتاب توریت و انجیل کے مراد وہ یہود و نصاری ہین جو کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے عہد شریف مین تھے بعد اُن یہود و نصاری کے جو ان سے پہلے تھے جنہون نے حق مین اختلاف
کیا تھا مجاہد کہتے ہین من بعدہم یعنے من قبلہم ہے یعنی قبل مشرکین مکہ کے اور وہ یہود و نصاری ہین کسی نے
کہا کہ الذین اورثوا الکتاب سے مراد کفار مشرکین عرب ہین جو کہ وارث کیے گئے قرآن شریف کے بعد اس کے
کہ اہل کتاب وارث کیے گئے اپنی کتاب کے وصف و حال اُن کا یہ ہے کہ البتہ شک مین ہین ایسا شک کہ قلق
کرنے والا ہے ریبت مین ریبت سے مراد نفس کا قلق و اضطراب ہے قرآن سے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان
دو وجہ کی بنا پر لفظ شک اپنے مشہور معنے پر نہین ہے معنے مشہور اس کے یہ ہین کہ نقیضین کا اعتدال و تساوی
ہو ذہن مین بلکہ مراد شک سے اس معنے سے عام تر معنے ہین یعنے مطلق تردد غرضکہ وہ اس سے ایسے تردد مین
ہین جو کہ اُن کے نفس کو بیچین کر رہا ہے اس لیے وہ ایمان نہین لائے قرطبی نے کہا لفی شک من الذی
اوصی بہ الانبیا یعنی ضمیر منہ کی راجع ہے طرف اُس دین کے جس کی وصیت اللہ پاک نے انبیا علیہم السلام
کو کی جمہور نے اورثوا پڑہا ہے اور زید بن علی نے ورثوا بتشدید را اور توریث سے ف شیخزادہ رحمۃ اللہ علیہ
کے بیان کا حاصل یہ ہے حسب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس نے سارے انبیا کو اور امتون کو امر فرمایا کہ
متفق علیہ دین کو لین تو یہان اس بات کا مظنہ تھا کہ کوئی یون کہے پھر ہم کیون اُن کو مختلف پاتے ہین سو
اس کا یہ جواب دیا وما تفرقوا الآیہ یعنے وہ متفرق نہین ہوئے مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس اجماع آچکا قائم
کرنے پر دین متفق علیہ کے اور وہ اس سے اس بات کو جان چکے کہ تفرق گمراہی ہے لیکن اُنہون نے تفرق
کیا بسبب بغی کے جو اُن کی طرف سے صادر حاصل ہوئی اور بسبب حسد و عداوت کے جو اُن کے آپس مین
جمع ہوئی اور اتفاق سے مانع تھی سو اسی لیے ہر گروہ ایک مذہب کی طرف گیا اور لوگون کو اُسکی طرف بلایا
اور اُس کے سوا اور مذاہب کو قبیح کہا یہ معنے تو اس بنا پر تھے کہ بغی کے معنے عداوت ہون یہ بھی احتمال ہے
کہ بغی مصدر ہو بغاہ بمعنے طلبہ کا اور معنے یہ ہون کہ متفرق ہوئے واسطے طلب دنیا و ریاست کے پھر اللہ پاک
نے یہ خبر دی کہ وہ لوگ بسبب اپنے تفرق کے مستحق عذاب ہوئے مگر اللہ پاک نے اس عذاب کو اُن سے مؤخر کیا
اس لیے کہ اُس کے پاس ہر عذاب کے واسطے ایک وقت مقرر ہے قاضی بیضاوی نے اصول دین مین تفرق ہونے
والون کی تفسیر کی اُن امتون کے ساتھ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک پر سابق ہین اور الذین
اورثوا الکتاب من بعدہم کی تفسیر کی اہل کتاب کے ساتھ جن مین سے ہر فریق جدا ہوا اپنے صاحب سے ایک
کتاب کی طرف منتسب ہو کر سوائے کتاب فریق دیگر کے لیکن من بعد ما جاءہم العلم کی یہ تفسیر کہ نہ
کیا مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس یہ علم آگیا کہ تفرق گمراہی ہے اس پر وعید کی گئی ہے بعد اس کے کہ وہ

سے ہے کہ مراد تفرق سے اگلی امتون کا اختلاف ہو اُس اصل مین جو کہ درمیان اصحاب شرائع کے مشترک ہے یہ قول قاضی
کا مختار ہے تیسری تفسیر کہ بعد اس کے کہ آیا اُن کے پاس علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا
سو یہ اس بنا پر ہے کہ مراد تفرق سے تفرق ہر ہر فریق کا ہے اہل کتاب مین سے اپنی کتاب کی طرف منتسب ہوکر
اب اس قول کی بنیاد پر ضمیر تفرقوا کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوگی اور الذین اور ثوا الکتاب من بعدہم سے
مراد مشرکین اہل مکہ ہون گے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہوگا اور لفی شک منہ کی ضمیر راجع ہے طرف
کتاب اہل کتاب کے یعنے وہ اپنی کتاب کو جانتے نہین ہین جیسے کہ وہ ہے یا اُس پر ایمان نہین لاتے ہین
جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا اس قول کی بنا اس پر ہے کہ متفرقین سے مراد اگلے اہل کتاب ہین اور الذین
اور ثوا الکتاب سے مراد وہ اہل کتاب جو آپ کے معاصر تھے یا ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے اس بنا پر
کہ متفرقین سے مراد مطلق اہل کتاب اور الذین اور ثوا سے مراد مشرکین ہین فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا
أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝
وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اللّٰهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
قَرِيبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ
أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ اللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ
الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا فرما دیا اور نہ چل اُن کے چاؤن پر اور کہہ مین یقین لایا ع ۲
ہر کتاب پر جو اُتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملتے
ہین ہماری کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہین ہم مین اور تم مین اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اُسی کی طرف
پھر جانا ہے اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہین اللہ کی بات مین جب خلق اُس کو مان چکی اُن کا جھگڑا اُڈگ رہا ہے اُن
کے رب کے یہان اور اُن پر غصہ ہے اور اُن کو سخت مار ہے اللہ وہی ہے جس نے اُتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو
اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو شتابی کرتے ہین اُس کی جو یقین نہین رکھتے اُس پر اور جو یقین
رکھتے ہین اُن کو اُس کا ڈر ہے اور جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی ہونا ہے جو لوگ جھگڑتے ہین اُس گھڑی
کے آنے مین وہ بہکے ہین دور بیچ اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندون پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے
زور آور زبردست ف پہلے کتاب والون سے اس طرح کلام کرنا چاہیے ف یہ اُن کتاب والون کو
کہا جو سمجھے لوگون کو بہکاتے ہین شبہے ڈالکر ف ترازو فرمایا دین حق کو جس مین بات پوری ہے زکم

زیادہ ف جس کو چاہے چنتی جاہے دی انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ دس مستقل کلمون پر
مشتمل ہے اُن مین کا ہر کلمہ اپنے قبل کے کلمے سے منفصل ہے اور ایک مستقل حکم ہے سوائے آیۃ الکرسی کے
اور کوئی اس کی نظیر نہین ہے کیونکہ وہ بھی اس کے مثل دس فصول ہے - ۱- فَلِذٰلِكَ فَادْعُ یعنے پس اسطرح
اُسی دین کے جس کی ہم نے تیری طرف وحی کی اور جس کی ہمنے وصیت کی سارے رسولون کو تجھ سے پہلے
جو کہ بڑے بڑے شریعت والے تھے جس کی پیروی کی گئی ہے جیسے کہ اولوا العزم وغیرہم رسول مین سو تو بلا لوگون
کو طرف اُس کے ۲ قولہ عزوجل وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ یعنے اور قائم رہ تو اور وہ جس نے تیری پیروی کی اللہ
تعالیٰ کی عبادت پر جیسا کہ اللہ عزوجل نے تم کو امر فرمایا ہے ۳ قولہ تعالیٰ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ یعنے اور
مت چل مشرکون کی چاؤن پر بتون کی عبادت مین جس کو اُنہون نے اپنی طرف سے جھوٹ بنا لیا ہے ۴
قولہ جل وعلا وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ یعنے اور تصدیق کی مین نے ساری کتابون کی جو نازل
کی گئین آسمان سے نبیون پر فرق نہین کرتے ہین ہم درمیان کسی کے اُن مین سے ۵ قولہ عظم سلطانہ وَ
اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ یعنے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ حکم مین جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے
مجھ کو امر کیا ہے ۶ قولہ جلت عظمتہ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے معبود اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے
سو ہم تو اس کا اقرار کرتے ہین اختیاراً اور تم اگرچہ اختیاراً اُس کو نہین کرتے ہو تو ساری عالمون مین جو
کوئی ہے وہ طوعاً و اجباراً اُسی کو سجدہ کرتا ہے ۷ قولہ تبارک وتعالیٰ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یعنے
ہم تم سے بری و بیزار ہین کما قال سبحانہ وتعالیٰ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ
بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۸ قولہ بہر برہانہ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ مجاہد نے
کہا نہین ہے کوئی خصومت درمیان ہمارے اور تمہارے سدی نے کہا یہ قبل نزول آیت سیف کے تھا یہ
قول متجہ ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور آیت سیف بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے ۹ قولہ عم نوالہ اَللّٰهُ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا یعنے اللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے قیامت کے دن کما قال تعالےٰ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۱۰ قولہ جل جلالہ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ یعنے اسی
کی طرف مرجع و مآب ہے حساب کے دن قولہ تعالےٰ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ الآیہ اللہ پاک وعید سناتا ہے اُن
لوگون کو جو کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہین اس شخص کو جو اُس پر ایمان لا چکا یعنے جو لوگ کہ جھگڑتے ہین
مومنین سے جو کہ اللہ کو اور اُس کے رسول کو ماننے والے ہین تاکہ اُن کو روکین اُس راہ ہدایت سے جس پر
ہو چلے ہین حجت اُن کی باطل ہے نزدیک اللہ کے اور اُن پر غصہ ہے اُس کی طرف سے اور اُن کے لیے
سخت عذاب ہے قیامت کے دن حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا کہ جھگڑے مومنون سے بعد اس کے کہ وہ

مان چکے اللہ کو اور اُس کے رسول کو تاکہ اُن کو روکین ہدایت سے اور طمع کی کہ جاہلیت پھر لوٹ آئے قتادہ نے
کہا یہ جھگڑنے والے یہود و نصاری ہین مومنون سے کہا کہ ہمارا دین تمھارے دین سے بہتر ہے اور ہمارا نبی
تمھارے نبی سے قبل ہے اور ہم تم سے بہتر ہین اور ہم کو اللہ کے ساتھ زیادہ تر لگاؤ ہے تم سے حالانکہ وہ اس بات
مین جھوٹ بولے پھر اللہ پاک نے فرمایا اللہ الذی انزل الکتاب بالحق یعنے اللہ وہی ہے جس نے اُتارین کتابین
اپنے پاس سے اپنے نبیون پر اور میزان یعنی عدل قالہ الضحاک قالہ مجاہد و قتادہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے
لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ اور مثل اُس
آیت کے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا
تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ قولہ تبارک و تعالے وَلَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ مین تین امر ہین ایک تو اس مین ترغیب
ہے قیامت کی دوسرے اُس سے ترہیب ہے تیسرے بے رغبت کرنا ہے دنیا مین قولہ عز و جل يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا الآیہ یعنے جلدی کرتے ہین قیامت کی وہ لوگ جو اُس پر یقین نہین رکھتے ہین کہتے
ہین کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے اور یہ جو کہتے ہین سو صرف واسطے تکذیب کر اور بعید جاننے کے اور کفر و عناد
و دشمنی کے اور جو یقین رکھتے ہین وہ اُس کے وقوع سے ڈرنیوالے ہین اور جانتے ہین کہ وہ حق ہے یعنی
ضرور ہونے والی ہے سو وہ اُس کے واسطے مستعد ہین تیاری کر رہے ہین اُس کے لیے عمل کرتے ہین احادیث
صحاح و حسان و سُنن و مسانید مین ایک حدیث اتنے طریقون سے مروی ہے کہ وہ تواتر کے درجے کو پہونچی
ہین اُس کے بعض الفاظ مین یہ ہے کہ ایک شخص نے باواز بلند آپ سے پوچھا اور آپ اپنے بعض سفرون مین
تھے پس اُس نے آپ کو پکارا تو آپ نے سنکر اُس کے آواز کے فرمایا ہاؤم یعنے آؤ پس اُس نے آپ سے عرض کیا
کب ہے قیامت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا تیری خرابی ہو بیشک وہ تو ہونے والی ہے
پھر تو نے اُس کے واسطے کیا تیار کیا ہے تو اُس نے عرض کیا کہ حُبّ اللہ کی اور اُس کے رسول کی تو آپ نے
فرمایا انت مع من احببت یعنی تو اُس کے ساتھ ہے جس کو تو نے دوست رکھا پس قول آپکا حدیث شریف
مین المرء مع من احب یہ لامحالہ متواتر ہے غرض یہ ہے کہ آپ نے اُس کو قیامت کے وقت کا جواب نہین دیا بلکہ
اُس کے واسطے تیاری کرنے کا اُس کو امر فرمایا قولہ تعالے اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍ
بَعِيْدٍ یعنے خبردار بیشک وہ لوگ جو جھگڑتے ہین قیامت کے وجود مین اور دفع کرتے ہین اُس کے وقوع کو البتہ
کھلی جہالت مین ہین کیونکہ جس نے آسمان و زمین بنائے وہ بطریق اولی واحیی مُردون کے جلانے پر قادر
ہے کما قال تعالے وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ قولہ تعالی اَللّٰهُ لَطِيْفٌ
بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنے لطف و مہر کی جو اپنی خلق

کی روزی دینے مین اُس کو ہے کہ ساری خلق کو روزی دیتا ہے کسی کو اُن مین سے بھولتا نہین اُس کی روزی ہر نیکو کار و بدکار دونون برابر ہین کما قال تعالے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ اس آیت کے بہت سے نظائر ہین یرزق من یشاء اس کے یہ معنے ہین کہ روزی کی فراخی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے اور وہ ہے روز آور زبردست یعنی کوئی شئے اُس کو عاجز نہین کرتی ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے فَلِذٰلِكَ فَادْعُ الآیہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف تفرق و شک کے یا کتاب یا علم کے یا دین مشروع کے قبل مین یہی اشیا مذکور ہین یعنے پس بسبب تفرق و شک کے یا کتاب کے یا علم کے جس کو تو دیا گیا ہے یا بسبب اس کے کہ اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے دین سے جو دین کہ مشروع کیا پس تو بلا طرف اللہ کے اور اُس کی توحید کے اور طرف اتفاق و ائتلاف کے یک رنگی قوی ملت پر یا طرف پیروی کرنے اُس شئے کے جس کو دیا گیا اور اس بنا پر جائز ہے کہ یہ لام بجائے الے ہو واسطے فائدہ دینے صلہ و تعلیل کے فرا و زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین فالی ذٰلک فادع جیسے تم بولتے ہو دعوت الی فلان و لفلان اور ذٰلک کا اشارہ ہے طرف اُس شئے کے جس کی انبیا کو وصیت کی یعنے توحید کسی نے کہا کلام مین تقدیم و تاخیر ہے معنے یہ ہین کبر علے المشرکین ما تدعوہم الیہ فلذٰلک فادع یعنے گران گزری مشرکون پر وہ شئے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے سو اسی طرف تو بلا اور قائم رہ اُس شئے پر جس کی طرف تو نے دعوت کی راغب نے استقامت کی تفسیر بلزوم منہج مستقیم کی ہے یعنے سیدھی راہ پر جما رہ جب اُس کی یہ تفسیر ہوئی تو اب اس کی کوئی حاجت نہ رہی کہ استقامت کی تاویل بدوام علے الاستقامت کی جائے قتادہ نے کہا کہ مستقیم رہ اللہ کے امر پر سفیان نے کہا کہ قرآن پر ضحاک نے کہا کہ رسالت کے پہونچانے پر جیسا کہ تجھ کو اس کا امر کیا گیا ہے طرف سے اللہ تعالے کے اور مت پیروی کر اُن کے اہوا کی یعنے توحید کے چھوڑنے مین اُن کی باطل خواہشون کا اور اُن کے تعصبات حق سے مائل کا پیرو مت ہو اور اللہ کے دین مین جو کوئی تیرا مخالف ہوا ہے اُس کے خلاف کی طرف نظر مت کر محلی کا بیان یہ ہے کہ پس واسطے اسی توحید کے پس بلا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو اور مستقیم رہ اُس پر اور مت پیروی کر اُن کی خواہشون کی اُس کے ترک مین لسنفی کہتے ہین پس واسطے اس تفرق کے اور واسطے شاخ شاخ ہونے کفر کے بہت شاخین ہو کر جو کہ اس تفرق کے سبب سے پیدا ہوئی ہین پس بلا تو طرف اتفاق و ائتلاف کے حنیفی قوی ملت پر اور مستقیم رہ اس پر اور اس کی طرف بلانے پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو امر فرمایا ہے اور پیروی مت کر اُن کی باطل مختلف خواہشون کی اسی کے مثل خازن نے بھی کہا ہے قاضی صاحب مرحوم کے بیان کا بیان یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف مصدر تفرقوا کے یا طرف

کتاب ہے جس سے مراد قرآن شریف ہی یا طرف دین مشروع کے جس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ امر ہے دین کے قائم کرنیکا اور نہی ہے تفرق سے یعنی پس واسطے اس تفرق کے یا کتاب کے یا علم کے جو تجھ کو دیا گیا ہے پس بلا تو طرف متفق ہونے کے یکرنگی ملت پر یا طرف پیروی کرنے کے اُس شے کی جو تجھ کو دی گئی ہے اور اس بنیاد پر کہ ذٰلک کا اشارہ ہو طرف کتاب کے یا علم کے تو ہو سکتا ہے کہ حرف لام بمعنی الی ہو یا شک کہ ادع کا اصلاً صریحاً مذکور ہو جائے اور تعلیل کے معنے کا بھی فائدہ دے فراء و زجاج اس کی تفسیر مین فرماتے ہین فالی ذٰلک الدین الذی وصینا بہ الانبیاء فادع الناس یعنے پس طرف اُسی دین کے جس کی ہم نے وصیت کی انبیا کو پس بلا تو لوگون کو وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ یعنے اور کہدے کہ مین ایمان لایا ساری کتابون پر جن کو اللہ تعالے نے اپنے رسولون پر اُتارا ہے نہ اُن کی طرح جو کہ انمین سے بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہوئے اس مین حق کی تحقیق ہے اور بیان ہے اس بات کا کہ ساری کتابین اصول دین مین متفق ہین اور توریت و انجیل والون کے دلون کو مالوف کرنا ہے اور اُن کے واسطے تعریض ہے یعنے ہم سب کتابون کو مانتے ہین اور تم سب کو نہین مانتے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ یعنے اور مجھے حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ اللہ کے حکمون مین جب کہ تم میری طرف مرافعہ کرو اور ظلم نہ کرون تم پر بایں طور کہ جو حکم اللہ تعالے نے مشروع فرمایا ہے اُس پر بڑہادون یا اُس سے گہٹادون اور جس شے کے پہونچانے کا اللہ تعالے نے مجھ کو حکم دیا ہے اُس کو چہون کا تون تمہاری طرف پہونچادون حرف لام بمعنے کے ہے یعنی مین مامور ہوا ہون ساتھ اُس شے کے کہ جس کے ساتھ مامور ہوا ہون تاکہ عدل کرون درمیان تمہارے کسی نے کہا کہ لام زائد ہے معنے امرت ان اعدل ہین یعنے مجھے حکم ہوا ہے اس بات کا کہ عدل کرون کسی نے کہا بمعنے با ہے اور ان مصدریہ مقدر ہے ای بان اعدل لیکن قول اولی ہے ابو العالیہ کہتے ہین مین حکم کیا گیا ہون تاکہ برابری کرون درمیان تمہارے دین مین سو ایمان لاؤن ہر کتاب پر اور ہر رسول پر ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ عام ہے ہر شے مین یعنے مجھے حکم ہوا ہے تاکہ عدل کرون درمیان تمہارے ہر شے مین اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے اللہ ہمارا معبود ہے اور تمہارا معبود ہے اور ہمارا خالق ہے اور تمہارا خالق ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یعنے ہماری اعمال کا ثواب و عقاب ہمارے ساتھ خاص ہے اور تمہارے اعمال کا ثواب و عقاب تمہارے ساتھ خاص ہے سو ہر کوئی اپنے عمل کا بدلا پائے گا لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یعنے نہین ہے کوئی خصومت درمیان ہمارے اور تمہارے اس لیے کہ حق ظاہر و واضح ہو چکا اب باہم جہگڑنے کی کوئی مجال نہین رہی اُن کی باطل باتون کو جو پیرایہ حجت مین ادا کیا سو صرف اُن کے زعم باطل پر اُن سے مقابلہ کرنے کو ہے ورنہ اُن کی باتون کو حجت سے کیا علاقہ حضرت ابن عباسؓ و مجاہد نے فرمایا کہ خطاب یہود کو ہے یہ قول قرطبی نے نقل کیا ہے کسی نے

کہا کہ علی العموم کفار کو ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے آیت سیف سے محلی وخازن نے بہی اسی طرح کہا
ہے کسی نے کہا کہ منسوخ نہین ہے اس لیے کہ براہین ظاہر ہوگئے اور حجتین قائم ہوچکین اب باقی نہ رہا مگر عناد
اور بعد عناد کے نہ کوئی حجت ہے نہ کسی طرح کا جدال صاحب فتح البیان اور کرخی رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے
آیت مین نہین ہے مگر وہ شے جو دال ہے متارکت پر مقاولہ ومحاجہ مین مطلقًا تا آنکہ منسوخ ہو قاضی صاحب
مرحوم بہی اسی کے قائل ہین فرماتے ہین ولیس فی الآیۃ ما یدل علی متارکۃ الکفار راسًا حتی تکون منسوخۃ بآیۃ
القتال انتہی اَللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا الآیہ یعنے اللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے محشر مین واسطے فصل قضا کے
اور اُسی کی طرف مرجع ہے قیامت کے دن ہر ہر ایک کو اُس کے عمل کی جزا دیگا قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ یُحَاجُّوْنَ
فِی اللّٰہِ الآیہ مین ضمیر کس کی راجع ہے طرف دین اللہ کے کسی نے کہا کہ طرف اللہ پاک کے کسی نے کہا طرف
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا ذکر سیاق سے معلوم ہوتا ہے فعل یعنے استجیب اسپر دال ہے لیکن قول اول
اولی ہے یعنے وہ لوگ جو جہگڑتے ہین اللہ کے دین مین بعد اس کے کہ لوگون نے اُس کو مان لیا اور اُس مین داخل
ہوچکے مجاہد نے کہا بعد اس کے کہ لوگ اسلام لے آئے کہا یہ لوگ ایک قوم ہین جنہون نے یہ وہم کیا کہ
جاہلیت لوٹ آئی حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہین یہ لوگ اہل کتاب ہین مسلمانون سے جہگڑتے اور ہدایت
سے اُن کو روکتے تہے بعد اس کے کہ اُنہون نے اللہ کو مان لیا اور فرمایا یہ ایک قوم ہین اہل ضلالت سے
اور یہ انتظار کرتے تہے اس کا کہ جاہلیت اُن کے پاس آجائے قتادہ کہتے ہین یہ لوگ یہود ونصارے ہین
جہگڑنا اُن کا یہ قول ہے اُن کا کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے
پہلے ہے اور اپنے واسطے فضیلت خیال کرتے تہے باین طور کہ وہ اہل کتاب ہین اور اولاد مین انبیا
کی اور مشرکین یون کہتے تہے اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِیًّا اس پر یہ آیت نازل ہوئی
عکرمہ سے مروی ہے کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیہ نازل ہوئی تو مشرکون نے اُن مومنون سے کہا جو
کہ اُن کے درمیان مین تہے کہ لوگ تو داخل ہوچکے اللہ کے دین مین فوج فوج تو اب تم ہمارے درمیان سے
نکل جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ان قولون مین سے بعض قول اول گزرچکے ہین لیکن فی الجملہ الفاظ
کا تفاوت ہے غرضکہ موصول مبتدا ہے اور خبر اس کی یہ جملہ ہے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے دلائل
مذکورین کی حجت پہسلنے والی ہے نزدیک اُن کے رب کے اُس کو کسی طرح کا ثبات وجاؤ نہین ہے مثل ایسی
شے کے ہے جو کہ اپنی جگہہ سے پہسل رہی ہے محاورے مین بولتے ہین دحضت حجتہ دحوضًا از باب خضع یعنی
اُس کی حجت باطل ہوئی اور داحض بمعنے ازلاق ہے یعنے کسی شے کو پہسلانا اور پہسلنے کی جگہہ کو مکان دحض
بولتے ہین ودحضت رجلہ از باب قطع یعنے اس کا پاؤن پہسل گیا انکے جہگڑنے کا نام حجت رکہا گو وہ حجت

له دو زن
قرآن میں ہے
سے کہا ان
بتر ہے
اپنی
سبب

نہین ہے شبہہ ہے اس لیے کہ اُن کے خیال مین وہ حجت ہو علیہم غضب یعنے صرف یہی نہین ہے کہ اُن کی حجت باطل ہے دگر ہیچ بلکہ اُن پر شبا غضب ہے اللہ پاک کی طرف سے بایں وجہ کہ باطل کے ساتھہ جھگڑے پھر اس پر بھی قناعت نہین بلکہ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ یعنے اور اُن کے واسطے آخرت مین سخت عذاب ہے امام رازی نے مخاصمہ یہود کے بیان مین فرمایا ہے کہ اُنہون نے اللہ تعالے کے دین مین یون جھگڑا کیا کہا کیا تم یہ نہین کہتے ہو کہ دین متفق علیہ کا اخذ وجب ہے نہ اُس دین کا جس مین اختلاف ہے موسی علیہ السلام کی نبوت اور اُن کی کتاب کی حقیت بالاتفاق معلوم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت متفق علیہ نہین ہے تو یہ بات واجب ہوئی کہ یہودیت کا اخذ اولی و اوجب ہو سو اُن کی یہ حجت ہے اور اللہ پاک نے اُس پہ یہ حکم لگایا کہ وہ باطل ہے اُس کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہود نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ موسی علیہ الصلوۃ و السلام پر ایمان لانا صرف اسی لیے واجب ہوا کہ اللہ تعالے نے اُن کی تصدیق کی بایں طور کہ اُن کے ہاتہ پر معجزے ظاہر فرمائے اور جس کسی کی اللہ تعالی دعوی رسالت مین بایں طریق تصدیق کرے تو وہ اپنے دعوی مین سچا ہے تو اُس پہ ایمان لانا واجب ہے پس اُن کا یہ اجماع مستلزم ہے اُن کی حجت کے بطلان کو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کا دعوی کیا تو اللہ تعالے نے آپکے دعوی مین آپ کی تصدیق کی بایں طور کہ آپکے دست مبارک پر ظاہر و باہر معجزے پیدا فرمائے اور یہود نے اُن معجزون کا مشاہدہ کیا پس اگر ظہور معجزے کا مدعی نبوت کے صدق پر دلیل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار واجب ہے اور اگر وہ آپکے حق مین اُس پر دلیل نہین ہے تو حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین کیونکر دلیل ہوتا ہے پس اُسکو ایک کے صدق پر تو دلیل ٹھیرانا اور دوسرے کی راستی پر دلیل قرار نہ دینا تحکم محض و عناد صرف ہے جب کہ اللہ پاک نے اُن معانی کی تعظیم کی جن کو یہ سورہ کریمہ متضمن ہے بایں طور کہ اُن مضامین کی وحی کی تکرار کی آپ کی طرف قرآن مجید مین اور اُن نبیون کی طرف جو آپ سے پہلے تھے اور بایں طور کہ اُن کے وحی کرنے کی نسبت کی طرف اللہ عزیز حکیم کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انکار کیا اُن کی شدت حرص کا مشرکون کے ایمان لانے پر اور اُن کے قصر نہ کرنے کا اس کی رسالت پہونچانے میں طرف اُن کے اور اُن کے ڈرانے پر ساتھہ یوم الجمع کے اور ساتھہ تعذیب گنہگارون کے جو اُس مین ہوگی اور یہ انکار ایسے طرز پر کیا جو کہ متضمن ہے اُن کی تہدید کو بایں طور کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور اُن کے واسطے کوئی ولی و نصیر نہین ہے پھر یہ بیان کیا کہ وہ اس تہدید کے مستحق ہین بایں وجہ کہ جو دین درمیان ارباب شرائع کے متفق علیہ ہے اُنہون نے اُس کی مخالفت کی وہ دین یہی ہے کہ جن امور پر ایمان لانا واجب ہے اُن سب پر ایمان لانا اور جس کام کا اللہ پاک نے امر کیا ہے اور جس سے منع فرمایا ہے اس سب مین اللہ تعالی کا مطیع ہونا

اور اس مین مستغرق رہنا تھا اب یہ بیان کرنا شروع کیا کہ یہ دین متفق علیہ جو مشروع کیا ہے سو یہ سبب نازل
کرنے ایسی کتاب کے جو کہ انواع و اقسام کے دلائل و بینات پر مشتمل ہے پس ارشاد فرمایا اللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ
الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ کتاب سے مراد جنس ہے تو جو کتابین رسولون پر نازل کی گئی ہین اُن سب کو
شامل ہو گی کسی نے کہا کہ مراد خاص قرآن شریف ہے بالحق متعلق ہے محذوف سے وہ حال ہو کتاب سے ای
متلبسا بالحق حق سے مراد صدق و درستی ہے میزان سے مراد عدل ہے اکثر مفسرین نے اسی طرح کہا ہے
عدل کا نام میزان اس لیے رکھا کہ میزان آلہ ہے انصاف کا اور برابری کرنے کا درمیان خلق کے تو اب
میزان سے عدل مراد لینا مجاز ٹھیرے گا میزان جو سبب تھا عدل کا اُس کا استعمال کیا عدل مین جو کہ
مسبب ہے یعنے اللہ وہ ہے جس نے نازل کین ساری کتابین یا خاص قرآن شریف اس حال مین کہ صدق
و درستی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہو اور نازل کیا عدل تا کہ خلق مین انصاف کیا جائے کسی نے کہا میزان
سے مراد وہ شے ہے جو کتب منزلہ مین بیان کی گئی ہے اس قسم سے جس کے ساتھ عمل کرنا ہر انسان پر واجب ہے کسی
نے کہا میزان جزا ہے طاعت پر ساتھ ثواب کے اور معصیت پر ساتھ عقاب کے قتادہ کہتے ہین میزان عدل ہے
اس شے مین جس کا امر کیا اور اس شے مین جس سے منع فرمایا عدل کا نازل کرنا یہ ہے کہ اُس کا امر فرمانا اور
اس کے ساتھ مکلف کرنا کسی نے کہا کہ میزان سے مراد خود میزان ہے یعنے ترازو جس سے تولتے ہین
حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین اللہ پاک نے آسمان سے اُس کو نازل فرمایا اور بندون کو امر
سے تولنے کی تعلیم فرمائی تا کہ اُن کے آپس مین تظالم و تباخس نہ ہو یعنے تولنے کی چیزون کو پورا تول
کر لین دین کرین حقوق مین کمی زیادتی نہ ہونے پائے جس طرح کہ اس آیت مین ہے لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا
بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ مجاہد کہتے ہین ہو الذی یوزن
بہ یعنے میزان سے مراد یہی حقیقی ترازو ہے جس سے تولتے ہین کسی نے کہا میزان سے مراد حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہین فیصلہ کرتے ہین درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے پھر کتاب و میزان کی اتباع مین اور
ان کی حدود کے قائم کرنے مین ترغیب دی ارشاد فرمایا وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ یعنے تجھ کو
کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو پس تو پیروی کر کتاب کی اور عمل کر ساتھ شرع کے اور مداومت کر عدل و
انصاف پر قبل اس کے کہ اچانک آن لے تجھ کو وہ دن جس مین تیرے اعمال تولے جاوین اور تیری جزا
پوری پوری دی جائے کلمۂ ما استفہامیہ ہے اور استفہام انکاری ہے محلی نے بیان دو ترکیبین بیان
کی ہین ایک یہ ہے کہ لعل معلق ہے فعل کا عمل سے دوسری یہ ہے کہ مابعد اُس کا قائم مقام دو مفعول
کے کیا گیا ہے حفناوی نے دوسری کی شرح مین کہا ہے کہ فعل تو متعدی یک ہے اور مابعد اُس کا جملہ سد الساعۃ

قریب ہے یعنے مفعول اول تو کاف ہوا پس یہ فعل متعدی ہے طرف تین مفعول کے اس لیے کہ مضارع ہے ادری کا جو کہ بسبب معنی کے تین کی طرف متعدی ہوتا ہے انتہے اس پر جمل نے کہا کہ اس ترکیب کو مع اس ترکیب کے دیکھنا چاہیے جو کہ محلی نے سورۃ القارعہ مین لکھی ہے وہان یون کہا ہے کہ جملہ ما القارعہ محل النصب مین ہے قائم مقام مفعول ثانی کے پس یہان فعل کو دو مفعول کی طرف متعدی ٹھیرایا ہے اور سمین نے جو یہان اور سورۂ انبیا مین کہا ہے اس کی غایت یہ ہے کہ جملہ لعل الساعۃ قریب محل النصب مین ہے فعل سے بسبب تعلیق فعل کے لعل سے اور یہ نہین ذکر کیا کہ وہ قائم مقام ایک مفعول کے ہے یا دو کے حاصل یہ ہے کہ محلی کے دونون کلامون مین مخالفت ہے واللہ اعلم معنے یہ ہین کون چیز کرتی ہے تجھ کو جاننے والا قیامت کا عالم اس کے وقت کا شاید وہ قریب ہو یعنی کوئی سبب نہین ہے جو پہونچا دے طرف جاننے اس کے قرب کے مگر وہ وحی جو تجھ پر نازل کی جاتی ہے **قریب** کی تذکیر مین وجوہ ہین ایک یہ ہے کہ تانیث ساعت کی حقیقی نہین ہے دوسری یہ ہے کہ قریب کا موصوف مقدر ہے ای شئے قریب تیسری یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف ہے ای قریب مجیئہا او اتیانہا چوتھی یہ ہے کہ بمعنے ذات قرب ہے پانچوین یہ ہے کہ ساعت بمعنے بعث ہے جیسا کہ زجاج نے کہا ہے معنے یہ ہین لعل البعث قریب چھٹی یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے لے لعل مجیٔ الساعۃ قریب ساتوین یہ ہے کہ قریب مؤنث و مذکر دونون کی صفت مین آتا ہے کما قال تعالی اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ یہ قول کسائی کا ہے لیکن کرخی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ قریب مین مذکر و مؤنث برابر نہین ہین اس لیے کہ یہان فعیل بمعنے فاعل ہے اور اس مین مذکر و مؤنث برابر نہین ہوتا ہے خاکسار عفی اللہ عنہ نے اس کی پوری بحث کتاب المبتکر فی بیان المؤنث والمذکر مین لکھی ہے مثل ایک رسالے کے ہے اکابر علماء کے اقوال اس مین نقل کیے ہین بالجملہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا اور آپ کے پاس ایک قوم مشرکین کی تھی تو اس کی تکذیب کرنے کو بولے وہ کب قائم ہوگی اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اس قول کی صحت پر یہ جملہ دال ہے يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا یعنے شتابی کرتے ہین اس کی وہ لوگ جو اس پر ایمان نہین لاتے ہین شتابی کرنا ٹھٹھے کا اور اس کے جھٹلانے کا سو وہ اس سے ڈرتے نہین ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا اور جو اس پر ایمان لائے ہین وہ اس کے آنے سے خائف ہین یعنے سو وہ اس کی شتابی نہین کرتے ہین مقاتل نے کہا اس واسطے کہ وہ نہین جانتے ہین اس شئے کو جس پر ناگہان آجائین گے زجاج نے کہا اس لیے کہ وہ جانتے ہین کہ ان سے محاسبہ ہوگا اور ان کو ان کے اعمال کی جزا دیجائے گی وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہین کہ وہ آنے والی ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور وہ ضرور ہی ہونے والی ہے اسی کی مثل یہ آیت ہے

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَةٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ پھر اس مین جھگڑنے والون یا شک کرنے والون کی گمراہی بیان کی ارشاد فرمایا اَلَآ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ

یمارون یا تو ماخوذ ہے ممارات سے کہتے ہین مخاصمہ و مجادلہ کو یا مریہ سے مریہ بمعنے شک و ریبہ ہے یعنی سنتے ہو بیشک جو لوگ جھگڑتے ہین یا شک کرتے ہین قیامت مین البتہ ایسی گمراہی مین ہین جو کہ حق سے نہایت درجہ دور ہے کیونکہ اُنہون نے تفکر نہ کیا اُن دلیلون مین جو کہ اُس پر ایمان لانے کی موجب ہین اور اُن کے مشاہدی مین ہین اُن کی آنکھون کے سامنے کھڑے ہین اُن کی عقلین اُن کو سمجھتی ہین اگر وہ غور و فکر کرتے تو ضرور جان لیتے کہ جس نے اُن کو اول بار پیدا کیا ہے وہ قادر ہے دوبارہ لانے پر کتاب عزیز اور سنت مطہرہ دال ہے اُس کے وقوع پر اور عقلین گواہی دیتی ہین اس پر کہ دار جزا کا ہونا ضروری ہے بعث زیادہ تر مشابہ اشیا کی ہے ساتھ محسوس چیزون کے پس جو کوئی راہ یاب نہ ہوا طرف جائز رکھنے بعث کی تو وہ زیادہ تر دور ہوگا راہ پانے سے طرف اُس شے کے جو اُس سے ورے ہے اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یعنے اللہ پاک بہت لطف و نرمی والا ہے اپنے بندون پر اور نہایت رافت اور مہربانی کرنے والا ہے مقاتل کہتے ہین اللطیف ہے ساتھ نیک و بد کے باین طور کہ بسبب گناہون کے بندون کو بھوک سے قتل نہین کیا عکرمہ نے کہا اللطیف بمعنی بار ہے یعنے نیکی و احسان کرنے والا السدی نے کہا بمعنے رفیق ہے یعنے نرمی کرنے والا کسی نے کہا بمعنے حفی ہے یعنے نہایت مہربان قرطبی نے کہا اللطیف ہی ساتھ اُن کے عرض و محاسبہ مین کسی نے کہا سنائع کے پہونچانے مین اور بلا کے پھیرنے مین کسی نے کہا اللطیف ہے ساتھ باریکیون کے علم اس کا اور عظیم ہوا جرائم سے حلم اسکا کسی نے کہا لطیف وہ ہے جو مناقب کو پھیلاتا ہے اور مثالب کو چھپاتا ہے یعنے عیوب کو یا معاف کرتا ہے درگزر فرماتا ہی اُس شخص سے جس سے لغزش ہوگئی ہے یا دیتا ہے بندے کو زیادہ کفایت سے اور تکلیف دیتا ہے اس کو طاعت کی طاقت سے کم حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لطیف ہے ساتھ اپنے دوستون کے تو انہون نے اُس کو پہچانا اور اگر وہ لطف کرتا اپنے دشمنون کے ساتھ تو وہ اُس کے منکر نہ ہوتے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لطف کرتا ہے اُن کے ساتھ رزق مین دو وجہ سے ایک تو یہ ہے کہ اُس نے تیری روزی ٹھیرائی طیبات سے یعنے پاک اور حلال چیزون سے دوسرا یہ ہے کہ یکبارگی تجھ کو نہین دیدی کہ تو اُس کو بیجا خرچ کر ڈالے مطلب یہ ہے کہ حاجت کے موافق دیا جاتا ہے واقع مین اس سے بڑھ کر اور کیا لطف و مہر ہے حسین بن الفضل نے کہا اللطیف ہے اُن کے ساتھ قرآن مین اور اُس کی تفصیل و تفسیر مین کسی نے کہا اللطیف وہ ہے کہ خوف نہ کیا جائے مگر اُس کے عدل کا اور امید نہ رکھی جائے مگر اُس کے فضل کی۔

لے اور جو لوگ دیتے ہین جو کچھ دیتے ہین اور اُن کے دل ڈرتے ہین اس بات سے کہ وہ اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہین

کسی نے کہا ہو الذی یعین علی الخدمۃ ویکثر المدحۃ یعنے لطیف وہ ہے کہ اعانت کرتا ہے خدمت پر اور مدح
کرتا ہے بہت کسی نے کہا ہو الذی لا یعاجل من عصاہ ولا یخیب من رجاہ یعنے جو اُس کی نافرمانی کرتا ہے
اُس پر عذاب کی جلدی نہین فرماتا اور جو اُس سے امید رکھتا ہے اُس کی امید کو ضائع نہین کرتا ہے کسی
نے کہا وہ ہے کہ اپنے سائل کو رد نہین کرتا ہے اور اپنے امیدوار کو نا امید نہین فرماتا ہے کسی نے کہا
وہ ہے کہ رحم کرتا ہے اُس شخص پر جو کہ اپنی جان پر رحم نہین کرتا ہے کسی نے کہا ہو الذی اوقد للعلماء من
الکتاب ومن السنۃ سراجًا وجعل لہم الصراط المستقیم والدین القیم منہاجا وانزل لہم من سحائب برہ ومنہ و
لطفہ وکرمہ واحسانہ ماءً ثجاجا یعنے وہ ہے جس نے روشن کیا واسطے علماء کے کتاب وسنت سے چراغ اور
ٹھیرایا واسطے اُن کے سیدھی راہ کو اور دین مضبوط کو رستہ چلنے کا اور اُتارا واسطے اُن کے اپنی بر
ومنت ولطف وکرم واحسان کی بدلیون سے پانی خوب برسنے والا کسی نے کہا وہ ہے کہ قبول کرتا ہے قلیل
اور بدل کرتا ہے جزیل یعنے کثیر کسی نے کہا ہو الذی یجبر الکسیر ویسیر العسیر یعنے وہ ہے جو کہ جوڑتا ہے ٹوٹے
ہوئے کو اور آسان کرتا ہے مشکل کو محمد بن علی کتانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین لطیف وہ ہے کہ جس
نے پناہ پکڑی طرف اُس کے اُس کے بندون مین سے جب کہ وہ نا امید ہوا خلق سے تو اُس پر بھروسا کیا اور
رجوع ہوا طرف اُس کے پس اُس وقت وہ اُس کو قبول کرتا ہے اور اُس پر متوجہ ہوتا ہے حدیث شریف مین
آیا ہے کہ اللہ تعالے مطلع ہوتا ہے پرانی قبرون پر پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اُن کے آثار مٹ گئے اور
اُن کی صورتین مضمحل ہو گئین اور باقی رہا اُن پر عذاب اور مین لطیف ہون اور مین ارحم الراحمین ہون
تخفیف کرو اُن سے اس کے سوا کچھ اوبھی کہا ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ پاک جاری رکھتا ہے اپنا لطف
اپنے بندون پر اُن کے کل امور مین منجملہ اس کے وہ رزق و روزی ہے جس سے دنیا مین زندگی بسر کرتے
ہین اور یہ معنے ہین اس قول کے یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ یعنے روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اُن مین سے
جس طرح چاہتا ہے سو ایک پر تو فراخی کرتا ہے اور دوسرے پر تنگی حال کے ساتھ کسی قوم کی فضیلت دینے
مین حکمت ہے تا کہ بعض بعض کی طرف محتاج ہون کما قال سبحانہ وتعالی لِیَتَّخِذَ بَعْضُہُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا
اور یہ ایک لطف ہوا بندون پر تا کہ جا پہنچے غنی کو ساتھ فقیر کے اور فقیر کو ساتھ غنی کے کسی نے کہا یعنی
ہین روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے انواع روزی سے پس وہ اگرچہ روزی دیتا ہے ہر
جاندار کو لیکن اُس نے تفاوت رکھا ہے درمیان مرزوقین کے رزق مین قلت وکثرت وجنس ونوع کا
واسطے کسی حکمت کے جس کو وہی جانتا ہے پھر فرمایا وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ یعنے وہ عظیم القوت باہر القدرۃ
ایسا غالب ہے کہ ہر شے پر وہی غالب ہوتا ہے اور کوئی شے اُس پر غالب نہین ہوتی ہے پھر جب

اللہ پاک یہ بیان کر چکا کہ وہ بندون پر لطیف و مہربان کثیر البر والاحسان ہے تو اس طرف اشارہ کیا کہ انسان جب تک دار کسب واختیار مین ہے اُس کو ضرور ہے کہ بھلائیون کی طلب مین اور برائیون سے بچنے مین سعی وکوشش کرے کیونکہ اُس کا لطف واحسان گو مقدر بقدر سعی وعمل عبد نہین ہے مگر اُس کی عادت اس پر جاری ہوئی ہے کہ اُس کو بندہ کی سعی وکسب کے ساتھہ وابستہ کیا ہے پس ارشاد فرمایا مَنْ

كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑہا دین ہم اُس کو اُس کی کھیتی اور جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اُس کو دین ہم کچہ اُس مین سے اور اُس کو نہین آخرت مین کچہ حصّہ کیا اُن کے اور شریک ہین کہ راہ ڈالی ہے انہون نے اُنکے واسطے دین کی جس کا حکم نہین دیا اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن مین اور بیشک جو گنہگار ہین ان کو دکہ کی مار ہے تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑتا ہے اُن پر اور جو یقین لائے اور بھلے کام کیے باغون مین ہین بہشت کے اُن کو ہے جو چاہین اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی ف دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق محنت کے ملے پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت مین نہین ف یعنے فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر انتہی ف

حافظ ابن کثیر کہتے ہین یعنے جو کوئی ارادہ کرے آخرت کے عمل کا تو ہم قوت دین اُس کو اور اعانت کرین اُس کی اُس عمل پر جس کے وہ درپے ہو رہا ہے اور بہت کرین ہم اُس کے بڑہنے کو اور بدلا دین ہم اس کو بعوض ایک نیکی کے اُس کے دس گنے کا سات سو گنے تک اُس تک جس کو اللہ چاہے ومن کان یرید حرث الدنیا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس کی سعی اسی لیے ہو کہ اُس کو دنیا سے کوئی شے حاصل ہو جائے اور آخرت کی طرف بالکل اُس کو کوئی فکر وقصد نہ ہو تو اللہ تعالے اُس کو آخرت سے محروم کریگا اور اگر چاہے گا تو دنیا سے اُس کو کچہ دیدیگا اور اگر نہ چاہے گا تو نہ یہ اُس کو حاصل ہوگی نہ وہ اور اس نیت سے دنیا وآخرت مین فائز بصفقہ خاسرہ ہوگا دلیل اس پر یہ ہے کہ اس جگہہ یہ آیت مقید ہے اُس آیت کے ساتھہ جو کہ سورہ سبحان مین ہے یعنے قولہ تبارک وتعالے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ثوری نے من عمرعن ابی
العالیہ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دی
اس امت کو سنا ورفعت ونصر وتمکین کی زمین میں پس جو کوئی عمل کرے اُن میں سے عمل آخرت کا واسطے دنیا
کے تو نہیں ہوگا واسطے اُس کے آخرت میں کچھ حصہ قولہ تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ
پیروی نہیں کرتے ہیں اُس دین قویم کی جس کو اللہ تعالےٰ نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے بلکہ اتباع کرتے
ہیں اُس شئے کا جس کو اُن کے شیاطین نے اُن کے لیے مشروع کیا ہے جن و انس میں سے یعنے حرام کرنا
بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام کا جس کو شیاطین نے اُن پر حرام کیا ہے اور حلال کرنا مردار کے کھانے کا اور خون
کا اور جوئے کا اُس کے سوا اور گمراہی کے امور اور جہالت باطل تحلیل وتحریم وعبادات باطلہ واموال فاسدہ
سے جن کو انہوں نے اپنی جاہلیت میں اختراع کر لیا تھا صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں کھینچ رہا ہے اس لیے کہ
پہلے پہل اُسی نے سانڈ چھوڑے یہ شخص ایک بادشاہ تھا بادشاہان خزاعہ سے اور اسی نے سب اول
یہ چیزیں کیں اور اسی نے قریش کو بتوں کے پوجنے پر آمادہ کیا لعنہ اللہ وقبحہ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں
فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ یعنے اگر نہ ہوتی فیصلے کی بات یعنے اگر نہ ہوتا روز معاد تک
مہلت دینا جو کہ مقدم ہو چکا ہے تو جلدی سے اُن پر عقوبت ڈالی جاتی وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ یعنے ظالموں کے واسطے سخت عذاب درد دینے والا ہے جہنم میں اور بری جگہ ہے پھر جانے کی پھر
فرمایا اللہ پاک نے تَرَى الظّٰلِمِيْنَ الآیہ یعنے تو دیکھے گا ظالموں کو عرصات قیامت میں کہ ڈرتے
ہوں گے اپنی کمائی سے اور جس شئے سے ڈرتے ہوں گے وہ ضرور اُن پر پڑی ہے یہ اُن کا حال ہے معاد
کے دن اللہ وہ اس خوف و ترس میں ہوں گے اب مومنوں کا ٹھاٹھ سنو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ سو یہ کہاں اللہ کہاں یہ کہاں وہ شخص جو کہ
عرصات حشر میں ذلت وخواری وخوف میں پڑا ہے اور یہ ذلت وخوف اُس کے ظلم کو اُس پر ثابت کر رہا
ہے اور کہاں وہ شخص جو کہ جنتوں کے چمنوں میں ہے کھانے پینے پہننے رہنے بسنے دیکھنے جماع کرنے
لذت کی اشیا میں خود مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ایسے مزے کے ساز وسامان میں ہے جو نہ کسی
آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل پر اُس کا خطرہ گذرا حسن بن عرفہ نے ابو طیبہ سے
روایت کیا ہے کہ بیشک شرب اہل جنت سے یعنے اہل جنت میں کی شراب پینے والی جماعت البتہ سایہ کرے گی اُن
پر بدلی پھر اُن سے کہے گی کیا برساؤں تم پر کہا پھر نہ مانگے گا کوئی مانگنے والا قوم میں سے کوئی چیز مگر معلی

وہی ملے اُن پر برسا دیگی یہانتک کہ اُن مین کا کہنے والا البتہ کہے گا تو برساوے ہم پر کو اعب اتراب کو یعنی سینہ اُبھری ہم سن عورتین رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَرَفَۃَ ۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ذٰلِکَ هُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ یعنے یہی ہے فوز عظیم ونعمت تام وشامل وکامل وعام ف فتح البیان کا بیان

مع توضیح یہ ہے کہ حرث لغت مین بمعنے کسب ہے محاورے مین بولتے ہین ہو یحرث لعیالہ و یحترث ای یکتسب یعنی فلان شخص اپنے بال بچون کے واسطے کمائی کرتا ہے اسی معنے سے مرد کو حارث کہتے ہین اس لیے کہ وہ کماتا ہے اصل مین حرث کے معنے زمین مین بیج ڈالنے کے ہین پھر اعمال کے ثمرات وفوائد پر حرث کا اطلاق کیا گیا بطور استعارہ کے اعمال کی تشبیہ دی بیج سے اور ثمرات اعمال کی تشبیہ دی غلے سے جو کہ بیج بونے سے حاصل ہوتا ہے معنے یہ ہین جو کوئی ارادہ کرے اپنے اعمال وکسب سے ثواب آخرت کا تو بڑہا دیگا اللہ واسطے اُس کے اُس نیکی کو اُس دس گنے سے سات سو گنے تک کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ زیادتی کرے گا اُس کی توفیق مین اور اعانت مین اور اُس کے لیے خیر کی راہین آسان کرنے مین اور جو کوئی ہو کہ ارادہ کرے اپنے اعمال وکسب سے ثواب دنیا کا یعنے متاع دنیا کا اور وہ شے جو اُس مین سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو روزی دیتا ہے در آنحال کہ وہ اختیار کرنے والا ہے دنیا کو آخرت پر تو ہم دینگے اُس کو اُس مین سے وہ شے جس کے ساتھ ہماری مشیت جاری ہو چکی ہے اور ہماری قضا مین اُس کے واسطے اُس کی قسمت ہو چکی ہے اور اگر وہ اُس مین سستی کرتا اور اُس کو طلب نہ کرتا تو البتہ وہ اُس کے پاس آتی قتادہ نے کہا معنے یہ ہین کہ ہم مقدر کرین گے واسطے اُس کے وہ شے جو اُس کے واسطے قسمت کی گئی ہے کما قال اللہ تعالیٰ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ قتادہ نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے آخرت کی نیت پر وہ جو چاہتا ہے اور دنیا سے اور نہین دیتا ہے دنیا کی نیت پر مگر دنیا قشیری کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ آیت کافر کے بارے مین ہے حالانکہ یہ کہنا تخصیص بغیر مخصص ہے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ شخص جو اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے اس کے واسطے آخرت مین کچھ حصہ نہین ہے پس فرمایا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ اس لیے کہ اُس نے آخرت کے واسطے عمل نہین کیا تو ثواب اُس کے لیے اُس مین کچھ حصہ نہین ہے سورۂ اسرا مین اس کی تفسیر گذر چکی ہے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ آخرت کا حرث آخرت کا عیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص اختیار کرتا ہے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر تو نہین کرتا ہے اللہ واسطے اُس کے کوئی حصہ آخرت مین مگر آگ اور وہ شخص [illegible] زیادہ کرتا ہے بسبب اس کے دنیا سے کوئی شے مگر ایک رزق جس سے فراغت کر دی گئی ہے اور اُس کے واسطے قسمت ہو چکا ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دو اس امت کو سنا [illegible]

مین جبتک کہ انہون نے طلب کی دنیا . آخرت کے عمل سے پہر جس کسی نے اُن مین سے آخرت کا عمل کیا واسطے دنیا کے تو نہ ہوگا اُس کے لیے آخرت مین کچھ حصہ أَخْرَجَهُ الإِمَامُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَابْنُ حِبَّانَ یہ حدیث شریف اول گذر چکی ہے لیکن وہ ناقص تہی اور یہہ کامل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من کان یرید حرث الآخرۃ الآیہ پڑہی پہر فرمایا اللہ تعالے فرماتا ہے ابن آدم تو فارغ ہوجا میری عبادت کے واسطے مین بہر دونگا تیرے سینے کو غنا سے اور بند کرونگا تیرے فقر کو اور اگر تو نہ کرے گا تو بہر دونگا تیرے سینے کو شغل سے اور بند نہ کرونگا تیرے فقر کو أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ حرث دو حرث ہین سو دنیا کا حرث تو مال اور بیٹے ہین اور آخرت کا حرث باقیات صالحات ہین أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ عَسَاكِرَ باقیات صالحات سے مراد اعمال صالحہ ہین جن کا ثواب باقی رہتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا ہے **بالجملہ** اللہ دنیا و آخرت مین جو قانون تہا جب کہ اللہ پاک نے اُس کو بیان کیا تو اُس کے بعد وہ گناہ عظیم بیان فرمادیا جو کہ آگ کو واجب کرتا ہے پس ارشاد فرمایا أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ کلمہ ام منقطعہ بمعنے بل ہے یا متصلہ ہے معادل ہمزہ استفہام کا تقدیر یہ ہے ایقبلون ما شرع اللہ من الدین ام لہم شرکاء ای آلہۃ کسی نے کہا ام بمعنے بل ہے جو کہ واسطے انتقال کے ہے اور بمعنے ہمزہ جو کہ واسطے تقریع و توبیخ کے ہوتا ہے اور ضمیر شرعوا کی راجع ہے طرف شرکاء کے اور ضمیر لہم کی طرف کفار کے کسی نے اس کے بالعکس کہا ہے لیکن قول اول اولی ہے غرضکہ ام مین تین قول ہوئے اول کی بنا پر تو یون کہین گے کہ اول ایک مضمون بیان کیا پہر اُس سے انتقال کرکے دوسرا مضمون بیان فرمایا دوسرے قول کی بنا پر یہ معنے ہین کیا وہ قبول کرتے ہین وہ دین جو اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے یا اُن کے واسطے معبود ہین تیسرے کی بنیاد پر یہ معنے ہین کہ اول کلام سے اضراب کرکے دوسرا کلام بیان کیا اور اُن کی زجر و توبیخ کرنے کو یون فرمایا کیا اُن کے واسطے معبود ہین کہ انہون نے نکالا واسطے اُن کے دین سے وہ دین جس کا اللہ تعالے نے اذن نہین دیا مراد شرک و معاصی ہین اور گمراہ کرنے والے طریقے قاعدے اور انکار بعث کا اور عمل کرنا دنیا کے واسطے مطلب یہہ ہے کہ یہ امور دین نہین ہین بلکہ دین و دنیا کے بگاڑنے والے امور ہین اور اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہین ہے کہ دین مقرر کرے مقصود استفہام سے صرف اُن کو سرزنش کرنا ہے یہ آیت کریمہ بعموم خود ہر شے کو شامل ہے جس کا اللہ پاک نے امر نہین کیا اور نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ مراد کلمہ فصل سے تاخیر کرنا

اُن کے عذاب کا ہے اس لیے کہ بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ فرمایا ہے اور ضمیر بینہم کی راجع ہے طرف مومنین و
مشرکین کے یا طرف مشرکین و شرکا کے وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کو جمہور نے بکسر اِنَّ پڑہا ہے
بنا بر استیناف اور مسلم و اعرج و ابن ہرمز نے بالفتح بنا بر عطف بر کلمۃ الفصل یعنے اگر قضاء الٰہی مین اُن
کا عذاب روز قیامت پر موقوف نہ رکھا جاتا تو دنیا ہی مین درمیان مومنین و مشرکین کے یا درمیان مشرکین و شرکا
کے فیصلہ کر دیا جاتا جلدی سے اُن پر عقوبت آجاتی کیونکہ کام اُن کے اسی کے مقتضی تہے اور بیشک مشرکین
کافرین و مکذبین کے واسطے عذاب دردو ہندہ یا دردناک ہے دنیا و آخرت مین کلمۃ الفصل سے مراد اگر تاخیر
عذاب کی روز قیامت تک ہے تو عذاب الیم سے مراد آخرت کا عذاب ہوگا قرطبی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین
ام لہم شرکاء ای الہم شرکاء حرف میم صلہ ہے یعنے زائد ہے اور ہمزہ تقریع و سرزنش کے لیے ہے
اور یہ متصل ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا اور اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان سے وہ لوگ اس
پر ایمان نہین لاتے تہے سو کیا اُن کے معبود ہین جنہون نے نکالا اُن کے واسطے شرک جس کا اللہ نے
اذن نہین دیا اور جب یہ محال ہے تو اللہ پاک نے شرک کو مشروع نہین کیا پہر کہان سے اُس کو دین ٹہیراتے
ہین بالجملہ چونکہ عذاب الیم غالبا عذاب آخرت مین آتا ہے اس لیے آخرت مین فریقین کا جو حال ہوگا اُس
کو بطور استیناف بیان کیا پہر کفار کے حال سے ابتدا کی پس فرمایا تَرَى الظّٰلِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
وَھُوَ وَاقِعٌۢ بِھِمْ یہ خطاب ہے ہر اُس شخص کو جو دیکہہ سکتا ہے ضمیر ہو راجع ہے طرف ما کسبوا کے بتقدیر
مضاف کما قالہ الزجاج اے وجزاء ما کسبوا اور وہو واقع بہم جملہ حالیہ ہے یعنے اے دیکہنے والے تو
دیکہے گا ظالمون کو قیامت کے دن ڈرنے والے اُن گناہون سے جن کو اُنہون نے دنیا مین کمایا تہا
اس حال مین کہ جزا اُن گناہون کی ضرور اُن پر نازل ہونے والی ہے وہ ڈرین یا نہ ڈرین واللہ اعلم مطلب
یہ ہے کہ خوف وہ غم ہے جو کسی مکروہ کی توقع سے انسان کو لاحق ہوتا ہے پہر وہ اُس کے دفع کرنے کی فکر
مین لگتا ہے تو بسا اوقات اُس سے رہائی پا جاتا ہے سو ظالمون کا خوف قیامت کو دن اپنے اعمال
کی جزا ملنے سے ایسا خوف نہین ہے کہ اُس کے دفع کی فکر کر کے اُس سے رہائی ہو سکے وہ جزا تو ضروری
ملنی ہے ڈرین یا نہ ڈرین کسی طرح اُس سے رہائی ممکن نہین ہے یا یون کہین کہ اللہ تعالےٰ اُن کے حال
سے تعجب دلاتا ہے کہ اے مخاطب بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو ظالمون کو اپنے اعمال بد کی جزا ملنے سے
ڈرتے ہوئے دیکہے گا اس حال مین کہ وہ جزا اُن پر نازل ہو رہی ہوگی اس وقت ڈرنے سے کیا کام
نکلتا ہے ڈرنے کی جگہہ تو دنیا تہی جب وہان نہ ڈرے تو قیامت مین جزا ملنے کی حالت مین ڈرنے
سے کیا ہوتا ہے ڈرنا نہ ڈرنا دونون برابر ہین پہر مومنین کا حال ذکر فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

لہ ای لولا الکلمۃ الفصل ای تقدیر تاخیر العذاب الی الآخرۃ لقضی بینہم فی الدنیا وان الظالمین لہم عذاب الیم فی الآخرۃ قالہ القاضی ۱۲ منہ

ع اور اگر کلمۃ الفصل سے مراد تاخیر عذاب [illegible] ہو تو عذاب الیم سے مراد دنیا و آخرت کا عذاب ہوگا

فی رَوضٰتِ الْجَنّٰتِ موصول مبتدا ہے اور جار ومجرور اُس کی خبر ہے روضات جمع ہے روضہ کی آوجیان کہتو
ہین لغت کثیرہ تسکین واو ہے اور ہذیل کا لغت فتحہ واو کا ہے روضہ وہ جگہہ ہے جس مین سبزی وتازگی بہت
ہوتی ہے سورہ روم مین اس کی تفسیر گزر چکی ہے روضہ جنت کا پاکیزہ وخوب تر ساکن جنت ہی جس طرح
کہ روضہ دنیا کا اُس کا بہترین مکانات ہی اس مین تنبیہ ہے اس پر کہ مسلمین عاصین اہل جنت سے ہین
کیونکہ مومنین عاملین صالحات کو اس بات کے ساتہہ خاص کیا کہ وہ روضات جنات مین ہین اور روضات
جنت کی جا بالائے شریف وعمدہ ہین اور جو جگہین کہ ان اوصاف سے کم درجے کی ہین ضرور ہے کہ وہ مخصوص
ہون اُن لوگون کے ساتہہ جو مومنین عاملین صالحات سے کم درجے کے ہین معتزلے سے کہو کہ دیکہو جناب
حافظ شیراز رحمہ اللہ تعالے کیا خوب فرماتے ہین ؎

رقیب درگذر وبیش ازین مکن نخوت	کہ ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو	کہ مستحق کرامت گنہگارانند

غرضکہ عیش وآرام یہی ہے کہ مکان نفیس ہو اور لذت کی اشیا سب مہیا ہون سو فرما دیا کہ رہنے لینے کو جنت
کے چمن ہین اور کہانے پینے لذت لینے کی چیزون کو ایسے مختصر وجامع بیان سے ادا فرمایا کہ مافوق اُس
متصور نہین ہے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے واسطے اُن کے موجود ومہیا ہے اصناف نعم و
انواع مستلذات سے جو وہ چاہین نزدیک اپنے رب کے کلمہ عند ظرف ہی یشاؤن کا یا استقرار کا جو کہ عامل
ہے لہم مین اور عندیت مجازی ہے قاضی صاحب مرحوم کا مختار قول ثانی ہے پہر فرمایا ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيْرُ یعنے یہ سازوسامان عشرت نشان جو مومنین کے واسطے ذکر کیا گیا یہی ہے بڑا افضل جس کا
نہ بیان ہوسکتا ہے نہ اُس کی کنہ صفت ومعرفت حقیقت کی طرف عقول کو راہ ہے بہلا جب حق تعالی
کبیر فرمائے تو پہر وہ کون ہے جو اُس کی قدر کا اندازہ کرسکے شیخ فرماتے ہین یہ تصریح ہے اس کی کہ جو جزا
عمل صالح پر مرتب ہوتی اُس کا حصول جو ہوا سو صرف بطریق فضل ہوا نہ بطور استحقاق اللہم اندقنا بمحض
فضلک وفتح سنائک وصرف کرمک یا سیدنا ومولانا وما ذلک علیک بعزیز آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وصحبہ اجمعین ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ
وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان دار
بندون کو جو کرتے ہین بہلے کام تو کہہ مین مانگتا نہین اس پر تم سے کچہ نیگ مگر دوستی چاہیے ناتے مین

اور جو کوئی کماوے گا نیکی ہم اُس کو بڑھا دین گے اُس کی خوبی بیشک اللہ معاف کرتا ہے حق مانتا کیا کہتے ہین
اُس نے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اللہ اگر چاہے مُہر کر دے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے
سچ کو اپنی باتون سے اُس کو معلوم ہے جو دلون مین ہے ف یعنے قرآن پہونچانے پر نیگ نہین مانگتا مگر
قرابت کی دوستی یعنے تم مین تمہارا بھائی ہون فات کا مجھ سے بدی نہ کرو ف یعنے اللہ اپنے اوپر کیا
جھوٹ بولنے دے دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے جس کو باندھے اور چاہے تو کفر کو مٹا وے بن پیغام
بھیجے مگر وہ اپنی باتون سے دین ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے انتہے ف اللہ پاک
نے جو ذکر فرمایا کہ بندگان مومنین عاملین صالحات کے واسطے روضات جنات ہین سو اس کی طرف اشارہ کر کے
فرماتا ہے ذلک الذی یبشر اللہ عبادہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنے یہ اُن کو ضرور حاصل ہوگا بوجہ اس کے
کہ اللہ پاک نے اُن کو بشارت دی ہے قولہ تعالے قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ یعنے ای
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے ان کفار قریش کے مشرکون سے کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے اس رسالت
کے پہونچانے پر اور تمہاری خیر خواہی کرنے پر کچھ مال کہ تم مجھے دو اور تم سے صرف یہ طلب کرتا ہون کہ تم
اپنی شر کو مجھ سے روکو اور مجھے چھوڑ دو کہ مین اپنے رب کی رسالتین پہونچاؤن اگر تم میری مدد نہ کرو تو مجھے
ایذا بھی مت دو بسبب اُس قرابت کے جو درمیان میرے اور تمہارے ہے ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان
بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ کسی نے اُن سے الا المودة فی القربے
کا پوچھا تو سعید بن جبیر بول اُٹھے کہ قربے آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا
تو نے جلدی کی قریش مین سے کوئی بطن نہ تھا مگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مین قرابت تھی سو فرمایا
مگر یہ کہ ملاؤ اُس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے ہے اِنْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ عَنْ شُعْبَةَ بِهِ وَهٰكَذَا رَوَى عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ وَالضَّحَّاكُ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ وَ
الْعَوْفِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مِهْرَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ وَبِهِ قَالَ
مُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَقَتَادَةُ وَالسُّدِّيُّ وَأَبُو مَالِكٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَغَيْرُهُمْ
حافظ ابو القاسم طبرانی نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا مین نہین مانگتا ہون تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر یہ کہ
تم مجھ سے دوستی رکھو میرے نفس مین بسبب میری قرابت کے تم سے اور نگاہ رکھو اُس قرابت کو جو کہ درمیان
میرے اور تمہارے ہے امام احمد نے عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنے اس کی تفسیر مین کہ مین نہین سوال کرتا ہون تم سے اس پر کچھ

مین تمہارے پاس لایا بینات وہدی سے کچھ مزدوری مگر یہ کہ تم دوستی رکھو اللہ تعالی سے اور یہ کہ تقرب کرو طرف
اُس کے ساتھ طاعت اُس کی کے اور اسی طرح قتادہ نے حضرت حسن البصری رحمہ اللہ سے مثل اس کے روایت کیا
ہے اور یہ گویا تفسیر بقول ثانی ہے گویا یون فرماتے ہین مگر یہ کہ عمل کرو ساتھ طاعت کے جو کہ قریب کر دے تم کو
نزدیک اللہ کے پاس کا درجہ اور ایک تیسرا قول ہے یہ وہ ہے جس کو بخاری وغیرہ نے بروایت سعید بن جبیر
حکایت کیا ہے سعید نے کہا معنے اُس کے یہ ہین کہ تم دوستی کرو مجھ سے میری قرابت مین یعنے تم اُن کے ساتھ
احسان و نیکی کرو سُدی ابو الدیلم سے روایت کرتے ہین کہا جبکہ حضرت علی یعنے امام زین العابدین
فرزند ارجمند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے پھر درج دمشق پر کھڑے کیے گئے تو اہل شام
مین کا ایک شخص ملعون کھڑا ہوا پھر کہا الحمد للہ الذی قتلکم واستاصلکم وقطع قرن الفتنۃ یعنے حمد ہے
اس اللہ کو جس نے تم کو قتل کیا اور جڑ پیڑ سے تم کو اکھاڑ ڈالا اور فتنے کے سینگ کو کاٹ ڈالا تو حضرت علی
ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے اُس سے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے وہ بولا ہان فرمایا کیا تو نے آل حم
پڑھی ہے کہا کیا مین نے قرآن پڑھا اور آل حم مین نے نہین پڑھی فرمایا تو نے نہین پڑھا قل لا اسالکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وہ بولا وانکم لانتم ہم یعنے وہ تمہین ہو فرمایا ہان ابو اسحاق سبیعی کہتے
ہین مین نے اس آیت کا عمرو بن شعیب سے پوچھا تو کہا قربی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَوَاهُمَا ابْنُ جَرِيرٍ
پھر ابن جریر نے بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار نے کہا فعلنا
فعلنا وکانہم فخروا یعنے ہم نے یہ کام کیا وہ کام کیا گویا اپنے کامون پر فخر کیا تو حضرت ابن عباس یا حضرت
عباس رضی اللہ عنہما بولے یہ شک عبد السلام راوی کا ہے فرمایا لنا الفضل علیکم یعنے ہم کو فضیلت
ہے تم پر پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو آپ انصار کے پاس تشریف لائے اُن کی مجلسون
مین پھر فرمایا اے گروہ انصار کیا تم نہ تھے ذلیل پھر اللہ نے تم کو عزت دی میرے سبب سے بولے کیون نہین
یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کیا تم نہ تھے گمراہ پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میری وجہ سے بولے کیون نہین یا رسول
اللہ فرمایا کیا پھر تم مجھ کو جواب نہین دیتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا کہین فرمایا کیون نہین کہتے ہو
کیا نہین نکالا تجھ کو تیری قوم نے سو ہم نے تجھے جگہہ دی کیا نہین جھٹلایا اُنہون نے تجھ کو پھر ہم نے
تیری تصدیق کی کیا نہین بے مدد چھوڑا تجھ کو پھر ہم نے تیری مدد کی پھر فرماتے رہے یہانتک کہ انصار
گھٹنون کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا ہماری اولاد اور جو کچھ ہمارے ہاتھون مین ہے واسطے اللہ کے
ہے اور اُس کے رسول کے کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسالکم الآیہ وَهٰكَذَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَهُوَ

ضَعِیفٌ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَهٗ اَوْ قَرِیْبًا مِنْهُ وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ فِیْ قِسْمِ غَنَائِمِ حُنَیْنٍ قَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا السِّیَاقِ
وَلٰکِنْ لَیْسَ فِیْهِ ذِکْرُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَذِکْرُ نُزُوْلِهَا فِی الْمَدِیْنَةِ فِیْهِ نَظَرٌ لِاَنَّ السُّوْرَةَ مَکِّیَّةٌ
وَلَیْسَ یَظْهَرُ بَیْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَهٰذَا السِّیَاقِ مُنَاسَبَةٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ابن ابی حاتم نے عن سعید
ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہی کہا جب کہ یہ آیت اُتری تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ کون لوگ ہین جن کی دوستی کا اللہ نے امر فرمایا ہے فرمایا فَاطِمَةُ وَوَلَدُهَا یعنے حضرت فاطمہ اور اُن کی اولاد
رضی اللہ عنہم یہ اسناد ضعیف ہی اس مین ایک مجہول شخص غیر معروف ہی وہ راوی ہے شیخ شیعی مخترق
سے اور وہ حسین اشقر ہے اور اُس کی خبر اس محل مین مقبول نہین ہے اور ذکر نزول آیت کا مدینہ مین بعید
ہے اس لیے کہ سورت مکی ہے اور اُس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بالکل اولاد نہ تھی کیونکہ اُن
کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہین ہوا مگر بعد جنگ بدر کے ۲ھ ہجری مین حافظ ابن کثیر رحمہ
اللہ تعالےٰ فرماتے ہین حق تفسیر اس آیت کی ہے اُس قول کے ساتھ جس کے ساتھ حبر امت ترجمان القرآن
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی ہے جس طرح کہ امام بخاری نے اُن سے
اس کو روایت کیا ہے اور ہم اس کا انکار نہین کرتے ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت
کی وصیت فرمائی ہے اور اُن کے ساتھ احسان کرنے کا اور اُن کے احترام و اکرام کا امر فرمایا ہے کیونکہ
وہ تو ذریت طاہرہ سے ہین فخر و حسب و نسب مین اشرف خاندان و اشرف جسد سے ہین روی زمین پر خصوصاً
جب کہ وہ متبع ہون سنت نبویہ صحیحہ و اضحہ جلیہ کے جس طرح کہ اُن کے سلف اُس پر تھے جیسے حضرت عباس
اور اُن کے فرزند اور حضرت علی اور اُن کے اہل بیت و ذریت رضی اللہ عنہم اجمعین صحیح مین ثابت
ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ مبارک مین فرمایا جو کہ غدیر خم مین پڑھا تھا اِنِّیْ
تَارِكٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ وَاِنَّهُمَا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ
یعنے بیشک مین چھوڑے جاتا ہون تم مین دو گران چیزین اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنے اولاد
اور بیشک وہ جدا نہ ہون گے یہانتک کہ وہ وارد ہون گے میرے پاس حوض پر امام احمد نے حضرت
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش جس وقت بعض بعض
سے ملتے ہین تو خوب خوش ہو کر ملتے ہین اور جب ہم سے ملتے ہین تو ایسے چہرے سے ملتے ہین جو ہمکو بھاتا
نہین ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سخت
خفا ہوئے اور فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے داخل نہ ہوگا دل مین مرد کے
ایمان یہانتک کہ دوست رکھے تم کو واسطے اللہ کے اور واسطے اُس کے رسول کے پھر امام احمد نے

عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر پھر کہا بیشک ہم البتہ نکلتے ہین تو ہم دیکھتے ہین قریش کو کہ باتین کرتے ہوتے ہین پھر جب ہم کو دیکھا تو چپ
ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہوئے یہانتک کہ ایک رگ اُبھر آئی درمیان آپکے ہر دو چشم
مبارک کے پھر فرمایا واللہ داخل نہ ہوگا دل مین کسی مرد مسلمان کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھے تم کو واسطے
اللہ کے اور واسطے میری قرابت کے بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ راوی ہین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنے نگاہ رکھو
محافظت کرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے اہل بیت مین مطلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے آپکے اہل بیت
کا اعظام واحترام کرو اُن کی تعظیم کرنا آپ ہی کی تعظیم کرنا ہے اسی لیے بزرگان دین اپنے استاد و پیر کے سبب
سے اُن کی اولاد کی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے صحیح مین ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا واللہ البتہ قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر محبوب ہے مجھکو کہ وصل کرون مین قرابت
میری سے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا واللہ البتہ تیرا
اسلام جس دن کہ تو اسلام لایا محبوب تر تھا مجھکو اسلام خطاب سے اگر وہ اسلام لاتا اس واسطے کہ تیرا اسلام
محبوب تر تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے پس ہر مسلمان پر یہی واجب ہے کہ اُس کا
حال مثل حال شیخین رضی اللہ عنہما کے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کو آپ کی وجہ سے کیسی محبوب
رکھتے تھے کہ اپنے والد و اولاد سے بڑھ کر اُن کو سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ بعد نبیین و مرسلین کے افضل سب سے
ہوئے رضی اللہ عنہما وعن سائر الصحابہ اجمعین امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے یزید بن حیان سے روایت کیا
ہے کہا چلا مین اور حصین بن سبرہ و عمرو بن مسلم طرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پھر جب ہم اُن کی طرف بیٹھے
تو حصین نے اُن سے کہا البتہ مقرر اے زید تم خیر کثیر سے ملے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
یعنے آپکے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور آپ کی حدیث شریف سنی اور آپکے ساتھ غزا کی اور
آپکے ساتھ نماز پڑھی اے زید تم نے خیر کثیر دیکھی اے زید تم ہم کو حدیث کرو اس شے کی جو تم نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو حضرت زید نے فرمایا اے بھتیجے واللہ البتہ مقرر میرا سن بڑا ہو گیا اور میرا
زمانہ قدیم ہو گیا اور مین بھول گیا بعض اُس شے کا جس کو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد رکھتا
تھا پس جو کچھ مین تم کو حدیث کر چکا ہون سو اُس کو قبول کرو اور جس کی مین نے تم کو حدیث نہین کی سو اُسکی
تم مجھے تکلیف نہ دو پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن
ہم مین خطبہ پڑھنے کو ایک پانی پر جس کو خم کہتے ہین درمیان مکہ و مدینہ کے سو آپنے اللہ تعالی کی حمد و ثنا

کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا اما بعد خبردار لوگو میں جو ہمن سو ایک بشر ہون قریب ہے یہ کہ آوے میرے
پاس قاصد میرے رب کا تو مین جواب دون اور بیشک مین چھوڑنے والا ہون تم مین ثقلین کو اول اُنکا اللہ تعالی
کی کتاب ہے اس مین ہدایت و نور ہے فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ یعنی پس تم پکڑو اللہ کی کتاب کو اور خوب مضبوط
پکڑو اُس کو پس کتاب اللہ پر آمادہ کیا اور اُس مین رغبت دلائی اور فرمایا و اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی
اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنے اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہون مین تم کو اللہ اپنے اہل بیت مین یاد دلاتا
ہون مین تم کو اللہ اپنے اہل بیت مین پس حصین نے زید سے کہا اے زید آپکے اہل بیت کون ہین کیا نہیں
ہین آپ کی بیبیان آپکے اہل بیت سے زید نے کہا بیشک آپ کی بیبیان آپکے اہل بیت سے ہین ولیکن آپکے
اہل بیت وہ ہین جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے بعد آپکے کہا وہ کون ہین زید نے فرمایا وہ آل علی و آل عقیل
و آل جعفر و آل عباس ہین یعنے ان سب کی اولاد رضی اللہ عنہم حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا
گیا ہے زید نے کہا ہان وَھٰکَذَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ فِی الْفَضَائِلِ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَیَّانَ
بہ ابو عیسے ترمذی کا لفظ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَّا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ
حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَالْاٰخَرُ عِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَی
الْحَوْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا تَفَرَّدَ بِرِوَایَتِہِ التِّرْمِذِیُّ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ
غَرِیْبٌ یعنے بے شک مین چھوڑنیوالا ہون تم مین وہ شے کہ اگر تم خوب مضبوط اُس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ
ہوگے بعد میرے ایک بزرگ تر ہے دوسرے سے اللہ کی کتاب ایک رسی تنی ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری
میری عترت میرے اہل بیت ہین اور ہرگز وہ جدا نہ ہون گے یہانتک کہ وارد ہون گے حوض پر سو تم نظر کرو
کیسی خلافت کرتے ہو تم میری اُن دونون مین ترمذی نے بسند خود عن زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن
ابیہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپکے
حج مین عرفے کے دن اور آپ اپنی اونٹنی قصوا نام پر خطبہ پڑہ رہے تھے سو مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے
لوگو بیشک مین نے چھوڑی تم مین وہ شے کہ اگر تم اُس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ کی اور عترت
میری اہل بیت میری تَفَرَّدَ بِہِ التِّرْمِذِیُّ اَیْضًا وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ
وَزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَحُذَیْفَۃَ بْنِ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ پھر ترمذی نے بسند خود عن علی بن عبد اللہ
بن عباس عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَحِبُّوا اللّٰہَ تَعَالٰی لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِّنْ نِّعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ بِحُبِّیْ

[illegible]

ثم قال حسن غریب انما نعرفه من هذا الوجه یعنے دوست رکھو تم الله کو اس سبب سے کہ وہ غذا دیتا ہے تم کو اپنی نعمتون سے اور دوست رکھو مجہ کو بسبب حب الله کے اور دوست رکھو میری اہل بیت کو بسبب میری حب کے حافظ ابن کثیر رحمہ الله تعالیٰ فرماتے ہین کہ قولہ تعالے انما یرید الله لیذہب عنکم الرجس الآیہ کی تفسیر مین اور حدیثین ہم اس قدر لائے ہین کہ اس جگہہ اُن کے اعادہ سے مستغنی ہین ولله الحمد والمنة حافظ ابو یعلی نے حنش سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا حضرت ابوذر رضی الله عنہ کو اور وہ پکڑنے والے تہے حلقہ دروازے کا فرماتے تہے لوگو جس نے مجھے پہچانا تو مقرر اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے نہ پہچانا تو مین ابوذر ہون مین نے رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تہے سوا اس کے نہین کہ مثل میرے اہل بیت کی تو ہین مانند مثل سفینہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے جو کوئی اس مین داخل ہوا تو اُس نے نجات پائی اور جو اُس سے پیچہے رہا تو ہلاک ہوا یہ حدیث اس سند[1] سے ضعیف ہے **قولہ سبحانہ** وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کرے نیکی تو ہم بڑہائین واسطے اُس کے اُس مین اجر و ثواب مثل قولہ تعالے[2] إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا بعض سلف نے کہا کہ ثواب حسنہ سے حسنہ ہے بعد اُس کے اور جزاے سیئہ سے سیئہ ہے بعد اُس کے إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ یعنے بخشتا ہے کثیر کو سیئات سے اور کثیر کرتا ہے قلیل کو حسنات سے پس ستر کرتا ہے اور بخشتا ہے اور مضاعف کرتا ہے پس قدر دانی فرماتا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو باندہ لیتا الله پر جہوٹ جیسا کہ یہ جاہل کہتے ہین تو وہ مہر لگا دیتا تیرے دل پر اور قرآن جو تجہ کو دیا ہے اُس کو تجہ سے سلب کر لیتا کقولہ جل جلالہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ یعنے البتہ ہم اُس سے سخت انتقام لیتے اور لوگون مین کوئی قادر نہ ہوتا کہ اس سے رد کرے قولہ تعالے وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ معطوف نہین ہے یختم پر کہ مجزوم ہو بلکہ مرفوع ہے بنا بر ابتدا قالہ ابن جریر کہا اور اُس کی کتابت سے رسم مصحف امام مین واو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ ان دو آیتون مین محذوف ہوا ہے سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ وقولہ تعالے وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ قولہ تعالی وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ معطوف ہے ویمح الله الباطل پر یعنے حق کو محقق و ثابت و ظاہر و واضح کرتا ہے اپنی حجتون و برہانون سے إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنے بیشک وہ خوب جانتا ہے اُن باتون کو جن کو ضمائر چہپاتے ہین اور اسرار اُن پر منطوی ہوتے ہین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف فضل کبیر کے جمہور نے یبشر کو بتشدید پڑہا ہے تبشیر سے اور مجاہد و حمید بن قیس نے بضم تحتیہ و سکون موحدہ و کسر شین ابشار سے یہ دونون سبعیہ ہین اور بعض سبعہ نے بفتح تحتیہ و ضم شین پڑہا ہے

[1] قال ابو یعلی حدثنا سوید بن سعید حدثنا مفضل بن عبد الله عن ابی اسحاق عن حنش قال سمعت اباذر الخ

[2] الله حق نہین رکہتا کسی کا برابر ایک ذرہ کے اور اگر نیکی ہو تو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب ۱۲ منہ

[illegible]

اس لفظ کے قرأت کا بیان اول گذر چکا ہے یعنے یہ فضل کبیر وہ ہے جس کی بشارت دیتا ہے اللہ اپنے بندون
کو پہر بندون کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ ہین جو ایمان لائے اور بہلائیان کین پس جن کو یہ بشارت دی
گئی وہ یہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھہ اُس شے کے جس کا
اللہ پاک نے امر فرمایا ہے اور اُس چیز کے چہوڑنے کی جس سے اُس نے منع کیا ہے پہر جب اللہ پاک نے اُن
احکام شریفہ کا ذکر کیا جن پر اُس کی کتاب عزیز مشتمل ہے اور جن کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر
دی ہے تو اُن کو امر فرمایا کہ اُن کو اس بات کی خبر دین کہ بسبب پہونچانے اُن احکام کے اُن سے کچہ اجرت
نہین چاہتے ہین قل لا اسألکم علیہ اجرا یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ مین تم سے طلب
نہین کرتا ہون بشارت یا نذارت کی رسالت پہونچانے پر کچہہ مزدوری اور نہ کوئی نفع گو قلیل ہو اب نہ
آیندہ الا المودة فی القربے یعنے مگر طلب کرتا ہون محبت عظیم وواسع قربی مین یعنے ایسی بڑی وسیع
محبت جو کہ قربے مین بطور ظرف ہی باین طور کہ قربے کہ اُس کے واسطے موضع وظرف ہے جس سے تمہاری محبت
مین کی کوئی شے خارج نہین ہوتی ہے یہ خطاب یا تو قریش کو ہے اس لیے کہ آپ کا ساری قبایل قریش
مین رشتہ تہا یہ قول عکرمہ ومجاہد وابو مالک وشعبی کا ہے یا خطاب ہے قریش کو اور انصار کو اس لیے کہ انصار
آپکے نانہال والے لوگ ہین یا خطاب ہے سارے عرب کو کیونکہ فے الجملہ وہ سب آپکے اقارب ہین اس آیت
کے معنے مین تین قول ہین چنانچہ اول سہ اول کے گذر چکے ہین یہان اور طرز سے اُن کا بیان کیا
جاتا ہے قول اول یہ ہے کہ قربی بمعنے قرابت ورحم ہے یعنے رشتہ جملہ مصادر قرب صند لبعد سے
ہے اس کی سند مین کئی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہین ایک تو وہی ہے جو بروایت
بخاری اول گزر چکا ہے دوسرا الطریق سعید بن جبیر اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُن سے فرمایا مین نہین سوال کرتا ہون تم سے اس پر کچہ مزدوری مگر یہ کہ مودت رکھو مجہ سے
میرے نفس مین بسبب میری قرابت کے اور محفوظ رکہو اس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے
ہے تیسرا الطریق شعبی اُن سے مروی ہے شعبی کہتے ہین لوگون نے ہم پر کثرت کی اس آیت مین یعنے اس
کے معنے پوچہنے مین تو ہم نے حضرت ابن عباسؓ کو لکہا اس کا ہم اُن سے پوچہتے تہے سو اُنہون نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسط النسب تہے قریش مین کوئی بطن یعنے قبیلہ نہ تہا اُن کے
بطون سے مگر حال یہ ہے کہ آپ کی اُس مین قرابت تہی پس اللہ تعالے نے فرمایا تو اُن سے کہدے کہ مین
نہین مانگتا ہون اُس پر یعنے اُس شے پر جس کی طرف مین تم کو بلاتا ہون کچہ مزدوری مگر مودت قربے
مین یعنے مگر یہ کہ تم مودت رکہو مجہ سے بسبب میری قرابت کے تم سے اور محفوظ رکہو مجہ کو بسبب

له تین طریق ہیں اول عن ابن عباس ہے

اُس کے مطلب یہ ہے کہ تم میری قوم ہو اور تم سب سے بڑھ کر اس کے مستحق ہو کہ مجھے مانو اور میری اطاعت کرو پھر جب تم نے
اس سے انکار کیا تو حق قرابت کو تو نگاہ رکھو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو اور مجھے ایذا مت دو چوتھا بطریق
علی بن ابی طلحہ اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری قریش سے قرابت تھی پھر جب اُنھوں نے
آپ کو جھٹلایا اور آپ کی بیعت سے انکار کیا تو آپنے فرمایا اے میری قوم جب کہ تم نے انکار کیا اس سے کہ
میری بیعت کرو یعنے پیروی تو نگاہ رکھو میری قرابت کو تم مین اور نہ ہووے غیر تمہارا عرب سے اولی ساتھ
حفظ و نصرت میری کے تم سے غرضکہ ان سب قولون سے معلوم ہوا کہ قربےٰ بمعنے قرابت ہے **دوسرا**
قول یہ ہے کہ قربےٰ بمعنے اقارب ہے بطریق مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فے القربےٰ ان تحفظونی فے اہل بیتی وتودوہم لی یعنے مگر
یہ کہ تم محفوظ رکھو محبہ کو میری اہل بیت مین اور مودت رکھو اُن سے بسبب میرے اسکو دیلمی و ابونعیم نے
روایت کیا ہے **بطریق** سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپکے کون اقارب ہین جن کی مودت ہم پر واجب ہوئی ہے تو
آپنے فرمایا علی و فاطمہ اور اُن کے دو ولد اَخْرَجَہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِی حَاتِمٍ وَالطَّبَرَانِیُّ وَابْنُ مَرْدُوْیَہ
قَالَ السُّیُوْطِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ **کلبی** نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب مدینے مین تشریف لائے تو آپ کو نوائب و حقوق پیش آتے تھے اور آپکے ہاتھ مین فراخی نہ تھی سو
انصار بولے کہ اس شخص نے تم کو ہدایت کی ہے اور وہ تمہاری بہن کا فرزند ہے اور تمہارا پڑوسی ہے
تمہارے شہر مین پس تم جمع کرو واسطے اُس کے ایک طائفہ یعنے تھوڑا اپنے اموال سے سو اُنھون نے
کیا پھر اُس کو لیکر آپکے پاس آئے تو آپنے اُس کو اُن پر رد کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسألکم علیہ
اجرا یعنے تو کہہ مین نہین مانگتا ہون تم سے ایمان پر کچھ اجرا الا المودۃ فے القربےٰ یعنے مگر یہ کہ تم مودت
رکھو میری قرابت و عترت سے اور محفوظ رکھو محبہ کو اُن مین ذکرہ الخطیب اور بطریق مقسم حضرت ابن عباسؓ
سے انصار کا قول فعلنا و فعلنا اول گزر چکا ہے اُس کی اسناد مین یزید بن زیاد راوی ضعیف ہے اولی
یہ ہے کہ آیت مکی ہے مدنی نہین ہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ قربےٰ بمعنے قرب و تقرب و زلفی ہے اُس کی دلیل
وہ ہے جو بطریق مجاہد عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر مین مروی ہے قل لا اسألکم
علے ما آتیتکم بہ من البینات والہدی اجرا الا ان تودوا اللہ وان تقربوا الیہ بطاعتہ اس کا ذکر بھی اول ہو چکا
ہے حضرت حسن کا لفظ یہ ہے بالطاعۃ والعمل الصالح ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے بطریق ضحاک حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکے مین نازل ہوئی اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا

دیا کرتے تھے اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے اُن سے کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے اُس شے پر جس کی طرف مین تمکو بلاتا ہون اجر یعنے سامان دنیا کا الا المودۃ فی القربیٰ یعنے مگر حفظ واسطے میرے اپنی قرابت مین جو تمہارے اندر ہی پہر جب آپنے ہجرت فرمائی طرف مدینے کے تو اللہ پاک نے اس بات کو محبوب کہا کہ اور انبیا علیہم السلام جو کہ آپکے بہائی ہین آپ کو اُن کے ساتہہ لاحق کردے پس فرمایا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ یعنے ثواب وکرامت فی الآخرۃ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا ہے وَمَآ اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور جس طرح کہ حضرت ہود وحضرت صالح وحضرت شعیب علیہم السلام نے فرمایا ہے۔ اجر کا استثنا نہین کیا جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استثنا فرمایا ہے سو اُس کو اُن پر رد کردیا اور یہ آیت منسوخ ہے حسین بن فضل بہی نسخ کے قائل ہین اور اسی کو ابن جریر نے ضحاک سے روایت کیا ہے **بغوی** نے کہا کہ یہ قول پسندیدہ نہین ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت اور آپ سے ایذا کا روکنا اور آپ کے اقارب کے ساتہہ دوستی رکہنا اور اللہ پاک کی طرف ساتہہ طاعت وعمل صالح کے تقرب کرنا فرائض دین سے ہے یہ بات اُنہین تین قول کی بنا پر ہے جنکا ذکر ہو چکا ہے **غرضکہ** حبر امت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین بطریق مختلف جو مروی ہوا ہے سو اُس کا حاصل وہی ہے جو ہمنے کو بیان ہوا لیکن جو معنے اُن سے صحیح ہوئے ہین اور منجملہ اُن کے شاگردون کی جماعت کثیر نے وہ معنے اُن سے روایت کیے ہین پہر اُن کے بعد جو بہت لوگون نے کہے ہین سو وہ اول ہی معنے ہین اور نسخ جو اُن سے مروی ہے سو اُس کو منافی نہین ہے کیونکہ کوئی مانع اس سے نہین ہے کہ مکے مین قرآن شریف یہ حکم لیکر نازل ہوا کہ کفار قریش آپ سے دوستی کرین بسبب اُس قرابت کے جو درمیان آپ کے اور اُن کے ہے اور اُس کی وجہ سے آپ کو محفوظ رکہین پہر یہ حکم منسوخ ہو جائے اور یہ استثنا اپنی اصل سے جاتا رہے جس طرح کہ اس پر وہ بات دال ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین اُس مضمون سے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپنے تبلیغ رسالت پر کسی اجر کا علی الاطلاق سوال نہین کیا پہر اگر یہ کہو کہ قربیٰ کے معنے اہل بیت کے بہی تو اُن سے مروی ہین وہ معارض ہونگے معنے اول کے تو کہین گے کہ اس معنے کو معنے اول کے معارضے کی قوت نہین ہے اس لیے کہ معنے اول بطریق کثیرہ صحیحہ طور پر اُن سے مروی ہین اور اس معنے کی روایت کا جو حال ہے وہ تم کو اول معلوم ہو چکا ہے **دوسری** یہ بات ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے وہ فضائل جلیلہ وفرائض جمیلہ ہین کہ اللہ پاک نے بوجہ اُن کے اس روایت ضعیف کے اُن کو بے نیاز کردیا ہے چنانچہ بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے اور آیت تطہیر مین پورے طور پر اُن کا ذکر ہوا ہے پہر اگر یہہ کہو کہ حضرت ابن عباس رضی سے یہ

بہی تو مروی ہے کہ مراد مودت سے یہ ہے کہ اللہ تعالے سے مودت کرین اور اسکی طرف تقرب کرین اُس کی طاعت کے
ساتھہ یعنی اول معنے کے معارض ہونگے توکہینگے کہ جس طرح کہ ثانی معنے اُس کے معارض کی قوت نہین رکھتے
ہین اسی طرح یہ بہی اُس کے معارض پر قوی نہین ہین لیکن اتنی بات ہے کہ اس معنے کے بازو کو یہ امر قوت دیتا
ہے کہ یہ تفسیر[له] مرفوع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک **ف** الا المودة فی القربی مین جائز ہے کہ استثنا متصل ہو
باین طور کہ اجر سے مراد مطلق نفع لیا جائے مجازًا کیونکہ حقیقت مین اجر نفع مالی ہے جو کہ عمل کے مقابلے مین
واجب ہوتا ہے اور کلمۂ فی بمعنے لام ہے مودة سے متعلق ہے اور قربی سے مراد قرابت بمعنے رحم یعنے مین نہین
مانگتا ہون تم سے تبلیغ پر کوئی نفع مگر یہ نفع کہ تم مجہے دوست رکہو بسبب قرابت میری کے تم سے یا قربی
کو مصدر رکہو مثل زلفے وبشرے کے بمعنے قرابت جس سے اقارب مراد ہوتے ہین اور کلمۂ فے ظرف مستقر
متعلق محذوف سے منصوب بنا بر حال مودت کے کہواے الا المودة ثابتة فے القربے متمکنة فیہا اس صورت
مین کلمہ فی اپنے ظرفی معنے پر رہے گا گویا اقارب کو مکان ومقر ٹہیرایا مودت کا جیسے لی فی فلان مودة
بولتے ہین جب کہ غایت درجہ کی مودت کا اظہار منظور ہوتا ہے یعنے فلان مین میری محبت ہے مطلب یہ ہے
کہ وہ میری محبت کا گہر اور قرارگاہ ہے دیکہو جو مبالغہ اس ترکیب مین ہے وہ اس مین نہین ہے کہ جب
یون کہو الا مودة القربے یا الا المودة للقربے معنے یہ ہین مگر نفع کہ تم خوب دوستی رکہو میرے قرابت
والون سے اب اگر کوئی کہے کہ استثنا متصل کس طرح ٹہیک ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے یہ نکلتا ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ وحی پر طالب اجر ہین اور یہ کئی وجہ سے جائز نہین ہے اول تو یہ ہے کہ
اللہ پاک نے اکثر انبیا علیہم السلام سے نفی طلب اجر کی تصریح نقل فرمائی ہے چنانچہ حضرت نوح وحضرت
ہود وحضرت صالح وحضرت لوط وحضرت شعیب علیہم السلام کے قصون مین مذکور ہے اور ہمارے حضور
پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیا وسید المرسلین ہین تو آپ کی شان عالی کے لائق طلب اجر کس
طرح ہو سکتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ خود آپ نے نفی طلب اجر کی تصریح فرمائی ہے قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اور دوسری آیت اول گذر چکی ہے تیسری یہ ہے کہ تبلیغ آپ
پر واجب تہی لقولہ تعالے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اور طلب اجر طلب واجب پر اقل الناس
کو لائق نہین ہے تو افضل الناس وسید الکائنات کا کیا ذکر ہے چوتہی یہ ہے کہ متاع دنیا اقل واخس اشیا ہے
بنسبت وحی الٰہی وعلم نبوت کے پہر اخس اشیا کا طلب کرنا اشرف اشیا کے مقابلے مین عقلًا کیونکر ٹہیک
ہو سکتا ہے پانچوین یہ ہے کہ طلب اجر موہم تہمت ہے اور یہ منافی ہے قطع بصحت نبوت کو پس بوجوہ بالا
یہ بات ثابت ہوئی کہ طلب اجر تبلیغ پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہرگز جائز نہین ہے تو آپ

[له] مسند امام احمد مین اسکی اسناد یہ ہے حدثنا حسن بن موسی حدثنا قزعة بن سوید عن ابن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ ورواہ ابن ابی حاتم [illegible]

کہو کہ جو شے قائم مقام طلب اجر کی ہے یعنی مودت فی القربیٰ اُس کا صدور آپ سے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تو کہین گے کہ یہ تو بڑے حسین پیرائے مین طلب اجر کی نفی ہے دیکھو کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ ‌ ‌ ‌ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

کسی قوم کی شجاعت کی تعریف کرتا ہے کہتا ہے اُن مین کوئی عیب نہین ہے سوا اس کے کہ اُن کی تلوارون مین لشکرون کے مارنے پیٹنے سے دندانے پڑ گئے ہین حالانکہ یہ عیب نہین ہے بلکہ بڑا ہنر ہے اسی طرح یہان سمجھو حاصل یہ ہوا کہ مین تم سے کوئی اجر نہین چاہتا ہون مگر یہ اجر یعنے مودت فی القربیٰ حالانکہ حقیقت مین یہ اجر نہین ہے کیونکہ اجر تو وہ ہے جو عمل کے مقابلے مین واجب ہوتا ہے اور مودت آپ کی اور آپ کے اقربا کی قریش پر واجب تھی گو یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نبی کر کے اُن کی طرف نہین بھیجے گئے اور نہ آپ نے اُن کو وحی الٰہی پہنچائی کیونکہ آپ اور آپ کے اقربا اُن کے رشتہ دار تھے تو ان کی صلہ رحمی کرنا اور اُن کی ایذا دہی سے باز رہنا بحکم مروت جبلی واجب تھا تو اب اُن کی مودت قربیٰ مین تبلیغ کا اجر نہ ہوئی اس لیے کہ قطع نظر تبلیغ سے اس کا وجوب اُن پر تھا پس آپ تبلیغ پر طالب اجر نہ ہوئے مگر آپ نے مودت کا نام اجر رکھا اور مودت کو اجر کے ساتھ تشبیہ دیکر اجر سے اس کا استثنا کر لیا اس قدر اتصال کی صحت مین کافی ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ استثنا منقطع ہے لا اسألکم علیہ اجراً پر کلام تمام ہو چکا پھر فرمایا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی لیکن مین یاد دلاتا ہون تم کو اپنی قرابت تم مین زجاج اسی کے قائل ہین کہ منقطع ہے اس بنا پر یہ معنے ہین لا اسألکم علیہ اجراً قط ولکن اسألکم المودۃ فی القربیٰ التی بینی بینکم ارقبونی فیہا ولا تعجلوا الیّ ودعونی والناس یعنے مین نہین مانگتا ہون تم سے اس پر کچھ اجر ہرگز ولیکن سوال کرتا ہون تم سے مودت کا قرابت مین جو کہ درمیان میرے اور تمہارے ہے پاسداری کرو تم میری اس مین اور مت جلدی کرو میری طرف اور چھوڑ دو مجھ کو اور لوگون کو اسی معنے کے قتادہ وغیرہ قائل ہین چنانچہ اول ذکر ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم میرا حق نہین پہچانتے ہو بسبب میری نبوت کے اور بوجہ رحمت عامہ ہونے میرے کے تو اس سے تو کم نہ ہو کہ بسبب قرابت کے مجھ سے دوستی رکھو اور رشتہ داری کا پاس کرو اب ذرا اس حسن اختصار کو دیکھو کہ الا المودۃ فی القربیٰ کو بجائے اس عبارت کے رکھا ہے الا ان تودوا لی لقرابتی منکم چونکہ قرابت کی وجہ سے باہم مودت و محبت رکھنا ایک نیک بات ہے اس لیے فرمایا وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کمائے کوئی طاعت تو زیادہ کرین ہم واسطے اُس کے اُس حسنہ یعنی طاعت مین یا جنت مین حسن کو ساتھ مضاعف کرنے اُس کے ثواب کے مقاتل نے کہا معنے یہ ہین جو کوئی کمائے ایک حسنہ تو زیادہ کرین ہم واسطے اُس کے اُس مین حسن مضاعف

کرین ہم اُس کو ایک کے بدلے مین دس اور زیادہ کسی نے کہا کہ مراد اس حسنہ سے وہی مودت فی القربے ہے لیکن عموم پر
حمل کرنا اولی ہے اور مودت فی القربے مدخول اولی اس کے تحت مین داخل ہوگی اس لیے کہ حسنہ کا ذکر مودت فی القربے
کے عقب مین ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حسنہ مودت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مین
یہ قول اُنھی ایک قول کی بنا پر ہے جو کہ اقوال ثلثہ مین اول گزر چکا ہے سدی کہتے ہین کہ یہ آیت نازل ہوئی حق
مین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اُن کی مودت کے اہل بیت کے حق مین لیکن ظاہر آیت عموم ہے اقتراف
یعنے اکتساب ہے اصل قرف کی کسب کی محاورے مین بولتے ہین فلان یقرف لعیالہ ای یکسب باب اس کا ضرب
یضرب ہے ماخوذ ہے قول عرب رجل قرفۃ جبکہ وہ حیلہ گر تدبیر کار ہو اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنے جو کوئی کچھ
نیکی کرے گا تو اللہ پاک اُس کے اجر مین بڑہائے گا اس واسطے کہ بیشک اللہ البتہ بڑا بخشنے والا ہے واسطے
گناہگارون کے اور بڑا قدردان ہے واسطے فرمانبردارون کے قتادہ نے کہا غفور ہے واسطے گناہون کے
شکور ہے واسطے نیکیون کے سدی نے کہا غفور ہے واسطے گناہان ... آل حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے شکور ہے واسطے قلیل کے تو اس کو مضاعف کر دیگا اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کلام
منقطعہ بمعنے بل و ہمزہ ہے بل تو واسطے اضراب کے ہے کلام سابق سے اور ہمزہ انکار توبیخی کا ہے یعنے بلکہ
کیا وہ کہتے ہین کہ باندہ لیا اُس نے اللہ پر جھوٹ باین طور کہ نبوت کا مدعی ہوا اور قرآن کی نسبت اللہ تعالی
کی طرف کی پھر اللہ پاک نے اس بات کا یہ جواب دیا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ یعنے اگر وہ باندہتا اللہ
پر جھوٹ تو البتہ چاہتا صادر نہ ہونا جھوٹ کا اُس سے اور مہر کر دیتا اُس کے دل پر باین طور کہ خطرہ نہ ڈالتا اُس
کے دل مین کسی شے کا اُن چیزون سے جن مین اُس نے جھوٹ بولا جیسا کہ تم خیال کرتے ہو قتادہ نے کہا
پس اگر چاہے اللہ تو مہر کر دے تیرے دل پر پس بہلا دے تجھ کو قرآن پس خبر دے اُن کو اس بات کی کہ اگر وہ
افترا کرتا اللہ پر تو اُس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا جس کی اس آیت مین اُن کو خبر دی ہے مجاہد و مقاتل نے
کہا ہے اگر چاہے اللہ تو بندش کر دے تیرے دل پر ساتھ صبر کرنے کے اُن کی ایذا پر یہانتک کہ اُن کی بات
سے تیرے دل مین کچھ مشقت داخل نہ ہو کسی نے کہا کہ یہ خطاب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد
کفار ہین یعنے اگر چاہے تو مہر کر دے کفار کے دلون پر اور جلدی سے اُن پر عقوبت ڈالدی یہ قول قشیری
نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اگر تیرا جی تجھ سے یہ کہتا کہ تو باندہے اللہ پر جھوٹ تو البتہ وہ مہر
کر دیتا تیرے دل پر کیونکہ جھوٹ پر وہی جرأت کرتا ہے جس کے دل پر مہر کی ہوئی ہوتی ہے والاول اولی
مقصود اس کلام سے مبالغہ ہے استبعاد کے ثابت کرنے مین وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ کلام مستانف ہے
ماقبل مین جو نفی افترا کی ہے اُس کی تقریر و تاکید کے لیے لایا گیا ہے جزاے شرط مین داخل نہین ہے

اس لیے کہ اللہ پاک باطل کو مطلقاً محو کرتا ہے حرف واو لفظاً اُس سے ساقط ہو گیا ہے بسبب التقای ساکنین کے اور لفظ پر حمل کرکے خطاً بھی گرا دیا ہے جس طرح کہ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ کو بے واو لکھا ہے ذکرہ السمین ابن انباری کہتے ہین کہ یختم علی قلبک پر وقف تام ہے یعنے اور مابعد اُس کا کلام مستانف ہے کسائی فرماتے ہین اس مین تقدیم و تاخیر ہے اے واللہ یمحو الباطل اور یہ حکایت کیا ہے کہ بعض مصاحف مین یمحو سے واو ساقط ہوا ہے زجاج کہتے ہین ویمحو اللہ الباطل حجت قائم کرتا ہے اُس شخص پر جس نے انکار کیا اُس شے کا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے یعنے اگر وہ چیز باطل ہوتی جس کو وہ لائے تو البتہ اللہ تعالیٰ اُسکو مٹا دیتا جس طرح کہ مفترین کے بارے مین اسیر اُس کی عادت جاری ہوئی ہے وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ اور ثابت کرتا ہے حق کو یعنے اسلام کو ساتھ اُس شے کے جسکو اُس نے نازل کیا ہے قرآن پاک سے اور بیشک اللہ سبحانہ نے یہ کام کر دیا پس اُن کے باطل کو مٹا یا اور اسلام کا بول بالا کیا اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنے بیشک اللہ پاک کو خوب علم ہے اُن باتون کا جو بندون کے دلون مین ہین نسفی فرماتے ہین علیم ہے اُس شی کا جو تیرے سینے مین ہے اور اُن کے سینون مین سو وہ اسی کے موافق امر کو جاری کرتا ہے پیر جب اللہ سبحانہ نے مشرکون پر انکار کیا اور اُن کو توبیخ و سرزنش کی اس پر کہ جو دین شیاطین نے اُن کے واسطے مشروع کیا اُس کی پیروی کی اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افتراء علی اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جو کہ کل افترا سے بڑھکر عظیم و قبیح ہے تو اُن کو بلایا طرف توبہ کے اور اُن کو یہ بات بتا دی کہ وہ اُسکو قبول کرتا ہے ہر گنہگار سے گو اُس کا گناہ کیسا ہی بڑا ہو پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو

عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا

ع ۳ الربع ۴ مِنْ دَابَّةٍ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ۝ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے اور معاف کرتا ہے برائیان اور جانتا ہے جو کرتے ہو اور دعا سنتا ہے ایمان والون کی جو بھلے کام کرتے ہین اور بڑھتی دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اور جو منکر ہین اُن کو سخت مار ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندون کو تو دہوم اُٹھا دین ملک مین پر اُتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندون کی خبر رکھتا ہے دیکھتا اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مہر اور وہی ہے کام بنانے والا خوبیون سراہا اور ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانون کا اور زمین کا اور

جتنے بکھیرے ہین اُن مین جانور اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکھٹا کر سکتا ہے **ف** یعنی نبی پیغام پہونچاتا ہے اور بندون کو سب معاملت اپنے رب سے ہے انتہے **ف** اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکھتا ہے اس بات کی کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جس وقت وہ توبہ کرتے ہین اور اُس کی طرف رجوع ہوتے ہین بیشک وہ اپنے کرم وعلم سے معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے اور بخشتا ہے کقولہ تعالی عزوجل وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا **صحیح مسلم** مین ثابت ہوا ہے کہ اسحق ابن ابی طلحہ نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے از روی خوشی کے اپنے بندی کے توبہ کے ساتھ جبکہ وہ اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے ایک تمہاری سے کہ تھی اُس کی سواری زمین بیابان مین پہر وہ اُس سے چھٹ گئی اور اُس پر اُس کا کھانا پینا تہا پہر وہ اُس سے نا امید ہو گیا تو ایک درخت کے پاس آیا پہر وہ اُس کے سایئے مین لیٹ گیا اس حال مین کہ اپنی سواری سے نا امید ہو چکا تہا پہر وہ اس اثنا مین کہ ایسا تہا کہ ناگاہ اُس کے پاس وہ سواری کھڑی ہوئی رہے پہر اُس نے اُس کی نکیل پکڑی پہر مارے شدت خوشی کے بول اُٹھا اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون شدت خوشی کے مارے چوک گیا **نیز صحیح** مین بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مثل اسکے ثابت ہوا ہے **عبدالرزاق** نے عن معمر عن الزہری اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے از روی خوشی کے اپنے بندے کی توبہ کے ساتھ ایک تمہاری سے کہ پاوی اپنی گمی ہوئی سواری کو اُس جگہ مین جس مین اس سے ڈرتا ہے کہ پیاس اُس کو مار ڈالے **ہمام ابن حارث** کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس شخص کا پوچھا جو کہ عورت سے زنا کرتا ہے پہر اُس سے نکاح کر لیتا ہے تو فرمایا کہ اس کا کچھ خوف نہین ہے اور یہ آیت پڑہی وہو الذی یقبل التوبة عن عبادہ الآیہ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِيْثِ شُرَيْحِ الْقَاضِيْ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَهُ **قولہ تعالے** وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّاٰتِ یعنے توبہ قبول کرتا ہے زمانہ آیندہ مین اور معاف کرتا ہے سیئات زمانہ ماضی مین وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنے وہ عالم ہے ان سب کامون کا جو تم نے کیے اور اُن سب باتون کا جو تم نے کہین اور باوجود اس کے رجوع ہوتا ہے اُس شخص پر جو اُس کے طرف رجوع ہوا **قولہ سبحانہ** وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سدی نے کہا یعنے یستجیب لہم اور اسیطرح ابن جریر نے کہا ہے کہ معنے اس کے یہ ہین کہ قبول کرتا ہے واسطے اُن کے دعا جو کہ خود اپنے واسطے کرتے ہین اور اپنے دوستون

اور بہائیون کے واسطے اور اس قول کو بعض نحویون سے حکایت کیا ہے اور اس کو مثل اس آیت کریمہ کے ٹھیرایا ہے
فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پہر ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بحدیث اعمش عن شقیق بن سلمۃ بن سبرہ روایت
کیا ہے کہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا شام مین پس کہا تم مومن ہو اور تم اہل جنت ہو واللہ
بیشک مین البتہ امید رکہتا ہون اس کی کہ اللہ تعالے داخل کرے اس شخص کو جسکو تم قید کر لو تہو فارس
و روم سے جنت مین اور یہ یون ہے کہ ایک تمہارا جب وقت کہ کرے واسطے اس کے ایک ان مین کا کوئی
کام تو وہ یون کہے احسنت رحمک اللہ یعنے تو نے اچہا کام کیا اللہ تجہ پر رحم کرے احسنت بارک اللہ فیک یعنے
تو نے خوب کام کیا اللہ تجہ مین برکت دے پہر یہ آیت پڑہی ویستجیب الذین آمنوا وعملوا الصلحت ویزیدہم
من فضلہ ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے حکایت کیا ہے کہ اُس نے قولہ تعالے اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ
کو اسے ہم الذین یستجیبون للحق ویتبعونہ مثل اس آیت کے ٹھیرایا ہے اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ معنے اول ظاہر تر ہین اس لیے کہ بعد کو یون فرمایا ہے ویزیدہم من فضلہ یعنے ان
کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس سے زیادہ اور انکو عطا فرماتا ہے اسی لیئے ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ شفاعت
واسطے اس شخص کے جس کے لیے نار واجب ہوگئی ہے اُن لوگون مین سے جنہون نے اُن کے ساتہ کوئی
احسان کیا ہے دنیا مین **قتادہ** نے ابراہیم نخعی سے ویستجیب الذین آمنوا الآیہ کی تفسیر مین روایت
کیا ہے کہا کہ شفاعت کرین گے اپنے اخوان کے حق مین ویزیدہم من فضلہ کہا کہ شفاعت کرین گے اپنے
اخوان کی اخوان کے بارے مین **قولہ عز وجل** وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ جب کہ
اللہ پاک نے مومنین کا ذکر کیا اور اُس ثواب جزیل کا جو اُن کے واسطے ہے تو کافرون کا ذکر فرمایا اور اُس
عذاب شدید و درد دہندہ کا جو کہ اُنکے معاد و حساب کے دن اُنکے واسطے ہے نزدیک اللہ پاک کے ۔
قولہ سبحانہ وتعالے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ الآیۃ یعنے اگر اللہ تعالے اپنے بندون کو انکی
حاجت سے زیادہ رزق عطا کرتا تو یہ اُن کو باعث ہوتا بغی و طغیان و سرکشی پر مارے اترانے اور ناز و فخر
کرنے کے ایک دوسرے پر بغاوت کرتے **قتادہ** فرماتے ہین کہا جاتا تہا خیر العیش ما لا یلہیک لا یطغیک
یعنے بہتر عمل گزران وہ ہے کہ مولی سے تجہے غافل نہ کرے اور بندگان خدا پر تجہ کو باغی و طاغی نہ بنائے
وَذَكَرَ قَتَادَةُ حَدِيْثَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَسُؤَالَ السَّائِلِ
اَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ اَلْحَدِيْثَ **قولہ جل وعلا سبحان ربی العلی الاعلے** وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ
بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ الآیہ یعنے ولیکن روزی سے انکو اتنی روزی دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اُس قسم

سے جس مین اُن کی صلاح و درستی ہے اور وہ اُس کو خوب جانتا ہے سو غنی کرتا ہے اُس کو جو مستحق غنا کا ہے اور فقیر کرتا ہے اُسکو جو مستحق فقر کا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ بیشک میرے بندون سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہین کرتی ہے اُس کی مگر غنا اور اگر مین اُسکو فقیر کر دون تو فاسد کر ڈالون اُسپر اُس کے دین کو اور بیشک میرے بندون سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہین کرتا ہے اُس کی مگر فقر اور اگر مین اس کو غنی کر دیتا تو البتہ فاسد کر ڈالتا اُس پر دین اُس کا **قولہ سبحانہ** وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا یعنے وہی ہے کہ بعد نا امید ہونے لوگون کے پانی کے نازل ہونے سے نازل کرتا ہے اُس کو اُن پر اُس وقت مین کہ وہ اُس کی طرف حاجتمند ہوتے ہین کما قال عز وجل وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ **قولہ جل جلالہ** وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ یعنے عام کرتا ہے ساتھ اُس رحمت کے وجود کو اُس قطر کے لوگون پر اور اُس ناحیہ پر **قتادہ** نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یا امیر المومنین بارش رک گئی اور لوگ آس توڑ بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مطرتم یعنے اب تم پانی برسائے گئے پھر یہ آیت پڑہی وہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وہو الولی الحمید یعنے وہی تصرف کرنے والا ہے واسطے اپنی خلق کے ساتھ اُس شے کے جو اُن کو نفع دیتی ہے اُن کی دنیا و آخرت مین اور وہی محمود العاقبۃ ہے اُن سب اشیا مین جن کو مقدر فرماتا ہے اور اُن کامون مین جن کو کرتا ہے **قولہ سبحانہ** وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیۃ یعنے جو نشانیان اللہ پاک کی عظمت و قدرت عظیم و سلطان قاہر پر دلالت کرتی ہین اُن مین سے پیدا کرنا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جتنے بکھیرے ہین اُن مین جانور یعنے اور جو مخلوق کہ آسمان و زمین مین پیدا کی ہے یہ قول شامل ہے فرشتون کو اور انس و جن کو اور باقی حیوانات کو مع اختلاف اُن کی شکلون رنگون زبانون طبیعتون جنسون نوعون کے اللہ پاک نے آسمان و زمین کے اطراف و اکناف مین اُن کو متفرق کیا اور باوجود اس سب کے اُن کے جمع کرنے پر جبکہ چاہے گا قادر ہے یعنے قیامت کے دن اولین و آخرین کو اور ساری خلائق کو ایک ایسے میدان مین جمع کرے گا کہ پکارنے والا ان کو اپنی آواز سنائے گا اور نگاہ اُن مین نفوذ کرے گی پھر اپنے حکم عدل و حق سے اُن مین فیصلہ کرے گا کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے وہی ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ اپنے گنہگار بندون سے یعنی جو گناہ اور برائیان انہون نے کی ہین وہ جب اُن سے توبہ کرتے ہین تو اُن کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے **توبہ** یہ ہے کہ معصیت پر نادم ہو اور اُس سے باز رہے اور اُس کے عود نہ کرنے پر عزم کرے یہ تین شرطین ہین اُس معصیت مین جو کہ درمیان اُس کے اور اللہ تعالے کے ہے پس جب یہ شرطین حاصل ہو گئین تو توبہ صحیح ہو گئی اور اگر اُن سے ایک شرط مفقود ہوئی تو توبہ صحیح نہین ہوتی رہی وہ معصیت جو حق آدمی سے متعلق ہے سو اُسکی چار شرطین ہین

تین تو یہی ہین اور چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحب معصیت کے حق سے بری ہو کسی نے کہا کہ قبول کرتا ہے توبہ کو
اپنے اولیا و اہل طاعت سے قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ توبہ تو سارے بندون سے مقبول ہے مسلم ہون یا
کافر جب کہ وہ صحیح ہو اور خلوص نیت و عزیمت صحیحہ سے صادر ہوئی ہو توبہ کے ذکر و حکم مین بہت سی حدیثین
صحیحین و غیرہما مین وارد ہوئی ہین چنانچہ بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے **خازن** مین ہے کسی نے کہا توبہ
انتقال ہے معاصی سے از روی نیت و فعل کے اور متوجہ ہونا ہے طاعات پر از روی نیت و فعل کے **سہل**
ابن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین توبہ انتقال ہے احوال مذموم سے طرف احوال محمود کے حضرت
جنید فرماتے ہین کہ توبہ اعراض کرنا ہے ماسوی اللہ سے حقیقت مین یہ توبہ آخر درجہ کی ہے ایسی توبہ والون
کے ہاتھہ مین مٹی سونا ہو جاتی ہے **قاضی** صاحب رحمہ اللہ تعالے نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
کا قول نقل فرمایا ہے کہ توبہ ایک اسم ہے کہ چھہ معنے پر واقع ہوتا ہے ندامت گزشتہ گناہون پر اور تدارک
اس شے کا جس کو ضائع کیا اور چھوڑا فروض سے ساتھہ اُس کی قضا کے اور رد مظالم اور گلانا نفس کا طاعت
مین جس طرح کہ تو نے اُس کی پرورش کی ہے معصیت مین اور چکھانا اُس کو تلخی طاعت کی جس طرح کہ تو نے
اُس کو معصیت کی حلاوت چکھائی اور رونا بدلے مین ہر ہنسی کے جسکو تو ہنسا ہے **قبول** متعدی کیا جاتا
ہے طرف مفعول ثانی کے بحرف من و عن اس لیے کہ متضمن ہے معنے اخذ و ابانت کو زادہ فرماتے ہین
یعنی بسبب متضمن ہونے اُس کے کے معنے اخذ کو متعدی کیا جاتا ہے بحرف من محاورے مین بولتے ہین
قبلتہ منہ اے اخذتہ اور بسبب متضمن ہونے معنے ابانت و تفریق کے متعدی بحرف عن ہوتا ہے بولتے
ہین قبلتہ عنہ اے ازلتہ وابنتہ عنہ ویعفو عن السیئات یعنے اللہ معاف کرتا ہے سیئات سے علی العموم
واسطے اس شخص کے جس نے توبہ کی کسی گناہ سے اور عفو کرتا ہے واسطے اُس شخص کے کہ چاہے بدون توبہ کے
بھی جب کہ وہ گناہ سوائے شرک کے ہو نسفی نے سیئات کی تفسیر ما دون الشرک فرمائی ہے یون کہا ہے
ہو ما دون الشرک یعفو لمن یشاء بلا توبۃ ویعلم ما تفعلون یعنے اور جانتا ہے اس خیر و شر کو جو تم کرتے ہو پس
بدلا دیگا ہر ایک کو وہ بدلا جس کا وہ مستحق ہوگا حمزہ و کسائی و حفص و خلف نے تائے فوقیہ پڑہا ہے بنا بر
خطاب اور باقی قرا نے بیائے تحتیہ بنا بر خبر اور یہ دونون سبعیہ ہین ثانی کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار
کیا ہے اس لیے کہ یہ فعل واقع ہوا ہے درمیان دو خبرون کے ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصلحت
موصول محل نصب مین ہے اے یستجیب اللہ الذین الخ اجاب و استجاب ایک معنے مین آتا ہے حرف سین
تا زائدہ ہے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے قبول کرتا ہے دعا اُن لوگون کی جو ایمان لائے اور نیک کام کیے
اور عطا کرتا ہے اُن کو وہ شے جو اُنہون نے اُس سے طلب کی کسی نے کہا یعنے ہین کہ قبول کرتا ہے عبادت

مخلصین کی کسی نے کہا کہ تقدیر یستجیب للذین ہے حرف لام حذف کر دیا گیا ہے جس طرح کہ اس آیت مین محذوف ہوا ہے وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اصل مین کالوا لہم ہے اصل استجابت کی یہ ہے کہ متعدی بحرف لام ہو جس طرح کہ اس آیت مین ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ یعنی اے اجیبوا اللہ وللرسول اسلیے کہ استجاب واجاب بیک سننے ہے صاحب کشاف نے تفسیر سورہ قصص مین کہا ہے کہ استجابت دعا کی طرف تو بنفسہ متعدی ہوتی ہے اور داعی کی طرف بحرف لام اور جب داعی کی طرف متعدی ہوتی ہے تو غالب استعمال مین دعا محذوف ہوتی ہے پس یون بولتے ہین استجاب اللہ دعاءہ و استجاب لہ و استجاب لہ دعاءہ نہین بولتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ دیکھو اس شعر مین استجاب داعی کی طرف بنفسہ متعدی ہوا ہے ع

وَدَاعٍ دَعَا يَا مَنْ يُّجِيْبُ اِلَى النَّدٰى	فَلَمْ يَسْتَجِبْهُ عِنْدَ ذَاكَ مُجِيْبُ

تو کہین گے سننے اس کے یہ ہین فلم یستجب دعاءہ مجیب بنا بر حذف مضاف مگر آیت مین لام محذوف ہی اس لیے کہ وہ معلوم ہے جس طرح کہ کالوہم مین بسبب معلوم ہونے کے حذف ہوا ہے بالجملہ معانی مذکورہ کی بنا پر یستجیب مین ضمیر فاعل کی مضمر ہے اللہ پاک کی طرف راجع ہے اور موصول مفعول بہ ہے اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک کے جواب دینے کے کیا سننے ہین سو کہین گے کہ اجابت مجاز ہے اثابت سے یعنی اللہ پاک ثواب دیگا مومنین عاملین صالحات کو طاعت پر وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب طاعت مشابہ ہوئی دعا کے اُس ثواب مین جو اُسپر مترتب ہوتا ہے تو طاعت پر ثواب دینا مثل اجابت دعا کے ہوا پس اس لیے اثابت کی تعبیر کی ساتھ اجابت کے بطور استعارہ جس طرح کہ طاعت کی تعبیر کی گئی ساتھ دعا کے عطا سے حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ ثواب دیگا اُن کو اُن کی طاعت پر اور زیادہ دیگا اُن کو اپنے فضل سے سوائے ثواب اُن کے اعمال کے یہ زیادتی براہ تفضل ومہربانی ہوگی اُن پر کسی نے کہا کہ موصول محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ فاعل ہے یستجیب کا اور مفعول محذوف ای یستجیبون اللہ بالطاعۃ اذا دعاہم الیہا اس بنیاد پر کہ استجاب بمعنی اطاع ہے یا اجاب یعنی جواب دیتے ہین اللہ کو ساتھ طاعت کے جب کہ وہ اُن کو اُس کی طرف بلاتا ہے یا اُس کے مطیع ہوتے ہین کما قال تعالے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا اللہ وللرسول اذا دعاکم اور حضرت ابراہیم بن ادہم سے جو بات مروی ہے وہ بھی اسی کی مؤید ہے کہ موصول یستجیب کا فاعل ہے کسی نے اُن سے عرض کیا یا حضرت ہمارا کیا حال ہے کہ ہم دعا کرتے ہین پھر وہ ہمارے واسطے قبول نہین کی جاتی ہے تو فرمایا اس واسطے کہ اُس نے تمکو بلایا سو تم نے اُس کو جواب نہ دیا پھر یہ آیت پڑھی وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن کو بلایا اور یہ آیت

پر ہی ویستجیب الذین آمنوا الآیۃ پس اول آیت کو طرف ف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے اُنکو بلایا اور دوسرے سلے طرف غائب اشارہ کیا کہ اُس کے بلانیکا جواب نہیں دیا۔
یعنی بعض مومنین عاملین صالحات مین حاصل یہ ہوا کہ جن لوگون نے اللہ پاک کے بلانے کا جواب دیا اور اُس کی عبادت
کی تو وہ اُن کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دعا مانگتے ہین سفاقسی نے بھی قول ثانی کو قوت دی ہے مبرد نے کہا
ہے معنے یہ ہین ویستدعی الذین آمنوا الاجابۃ یعنے مومنین اجابت کی ستدعی ہین استفعل کے معنے کی حقیقت اسی
طرح ہے اس معنی مین بھی موصول محل رفع مین ہے فتح القدیر وفتح البیان مین قول اول کو اولیٰ کہا ہے وَ
یَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ یعنے اللہ پاک اُن کو زیادہ دیگا اُس شے پر جو اُنہون نے طلب کی اپنے فضل سے یا زیادہ دیگا
اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین براہ تفضل کے اپنی طرف سے کسی نے کہا زیادہ دینے کے یہ معنے ہین کہ اُن کی سفارش
قبول کرے گا حق مین اُن کے اخوان کے چنانچہ اول گزر چکا ہے نسفی فرماتے ہین اللہ پاک نے بندون پر منت
رکھی باین طور کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جب کہ وہ توبہ کرتے ہین اور عفو کرتا ہے اُن کی سیئات سے اور اُن
کی دعا قبول فرماتا ہے جب کہ اُس سے دعا کرتے ہین اور زیادہ دیتا ہے اُن کو اُس پر جسکا اُنہون نے اُس سے سوال
کیا قاضی صاحب مرحوم کے بیان کی توضیح یہ ہے کہ جس صورت مین استجابت اللہ کا فعل ہو اور یہ معنے ہون کہ
قبول کرتا ہے اللہ مومنین کی دعا کو جبکہ وہ اُس سے دعا کرتے ہین اور اجابت اپنے اصلی معنے پر ہو تو یزیدہم من
فضلہ کے یہ معنے ہون گے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شی پر جس کا اُنہون نے سوال کیا اور
جب اجابۃ اللہ کا فعل ہو اور اس کے معنے ثواب دینے کے ہون تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے
فضل سے اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین اور جب استجابت مومنین کا فعل ہو اور اُس کے معنے اطاعت کے ہون
تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شے پر جس کے وہ مستوجب و مستحق ہین بسبب اپنی اطاعت
کے قاضی صاحب نے اس معنے کو نہایت ایجاز وحسن سے ادا کیا ہے جس طرح کہ اُنکی عادت شریف ہے بالجملہ
جب اللہ پاک نے مومنین کا حال ذکر کیا تو اُس کے مقابلے مین کافرون کا حال یون بیان فرمایا وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ
عَذَابٌ شَدِیْدٌ یعنے کافرون کے واسطے سخت عذاب ہے پھر چونکہ یہ بات وارد ہوتی تھی کہ اول آیت کا
مقتضا ساری تقدیرون پر یہ ہے کہ مومن فراخی و رفاہیت مین ہو باین طور کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائے
یا جس کرامت کا وہ مستحق ہے اُس سے زیادہ اُس کو دے اور حال یہ ہے کہ مومن اکثر سختی و انواع بلا و فقر مین
مبتلا ہوتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور اثر اجابت و زیادت کا اُس مین ظاہر نہین ہوتا تو اس حالت مین
اور آیت ویستجیب الذین الآیۃ مین کیونکر جمع ہوگی سو اللہ پاک نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کی شان تو یہی ہے مگر
اثر استجابت کا واجب نہین ہے کہ دنیا مین ظاہر ہو جائے کیونکہ وہ دنیا مین انسان کے کام کی تدبیر کرتا ہے
اُس طور پر جو کہ اُس کی حکمت بالغہ کا مقتضا ہے سو وہ فقیر کرتا ہے اور غنی کرتا ہے تنگی کرتا ہے اور فراخی دیتا

اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو باغی ہو جاتے اور اگر کل کو فقیر کر دیتا تو مر جاتے پس ارشاد فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ
لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ یعنے اگر ساری بندون کو واسطے اُن کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ سب کے سب نافرمان
اور سرکش ہو جاتے زمین مین اور اترا جاتے نعمت مین مست ہو جاتے اور تکبر کرتے اور طلب کرتے اُس شے کو جس کی
طلب اُن کو لائق نہین ہے اس لیے کہ غنا مبطرہ و ماشرہ ہے یعنے غنا اترانے اور مال مستی کرنے کا گھر ہے عبرت
کے واسطے قارون و فرعون کا حال کافی ہے کسی نے کہا اگر سب کو رزق مین برابر کر دیتا تو بعض
بعض کا مطیع و منقاد نہ ہوتا اور صنائع و حرفے بیکار ہو جاتے قول اول اولے ہے ظاہر آیت عموم انواع رزق
ہے کسی نے کہا کہ خاصۃً مراد مطر ہے یہ بات کہ فراخی رزق کی موجب طغیان ہوتی ہے اس مین کئی وجہین ذکر
کی ہین اُن کے بیان مین طول ہے **اصل بغی** کے طلب تجاوز از اقتصاد ہے اس شے مین جس کا قصد کیا
جاتا ہے کمیت مین یا کیفیت مین **قرطبی** مین ہے کہ بغی اُن کی طلب کرنا اُنکا ہے ایک منزلت کو بعد ایک
منزلت کے اور ایک دابہ کا بعد ایک دابہ کے اور ایک سواری کا بعد ایک سواری کے اور ایک پوشاک کا
بعد ایک پوشاک کے وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ یعنے ولیکن اُتارتا ہے روزی سے واسطے اپنے
بندون کے ساتھ ایک اندازے کے موافق اپنی مشیت کے اور حسب مقتضا اپنی حکمت بالغہ کے یُنَزِّلُ کو تخفیف
و تشدید پڑھا ہے اور دونون سبعیہ مین اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ یعنے بیشک اُس کو اپنے بندون کے
احوال کی خوب خبر ہے اور جو چیز اُن کی اصلاح کرتی ہے اُس کو خوب دیکھتا ہے اُس کو خوب معلوم ہے کہ روزی
کی فراخی نافع ہے یا تنگی پس اُن مین سے ہر ایک کے واسطے وہی مقدر کرتا ہے جو اُس کی اصلاح کرتی ہے اور
زمین مین بغی کے ساتھ فساد کرنے سے اُس کو روکتی ہے اور جس شے کی اُس کی حکمت مقتضی ہے وہی بندون
کے واسطے مقدر کرتا ہے پس فقیر کرتا ہے غنی کرتا ہے روکتا ہے عطا فرماتا ہے فراخی کرتا ہے تنگی کرتا ہے
اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو دہوم مچاتے اور اگر فقیر کر دیتا تو ہلاک ہو جاتے اور یہ جو دیکھتے ہو کہ کسی پر روزی کی
فراخی ہے اور وہ بغاوت کرتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بدون فراخی کے بغی کرتا ہے سو یہ قلیل ہے اور اس مین
کوئی شک نہین ہے کہ بغی فقر کے ساتھ اقل ہے اور فراخی کے ساتھ اکثر و اغلب ہے **ابو ہانی خولانی**
سے مروی ہے کہا مین نے سنا عمرو بن حریث وغیرہ کو وہ کہتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی سو اصحاب صفہ کے
بارے مین اُنہون نے کہا تھا لو ان لنا یعنے کاش ہمارے واسطے دنیا ہوتی سو اُنہون نے دنیا کی تمنا کی امام سیوطی
نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ
بیان کیا کہ اپنی مقتضای حکمت سے زیادہ اُن کو نہین دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زیادہ دینا اُن کے دین مین
اُن کو ضرر دیگا تو اب یہ بیان کیا کہ حسب وقت وہ رزق کی طرف محتاج ہونے مین تو اُن کو مرزوق دیتا ہے اور بیک

سے اُنکو مارتا نہین ہے پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ یعنے اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ جو انفع
واعم انواع رزق ہے فائدے مین اور اکثر اقسام روزی سے منفعت و مصلحت مین **خاص** کرکے اسم غیث ذکر
فرمایا مطر نہ کہا اس لیے کہ غیث مختص ہے اُس پانی کے ساتھ جو کہ رحمت و نفع کے واسطے نازل ہوتا ہے اس لیے
کہ غیث نام ہے اُس مطر کا جو کہ خشک سالی سے لوگون کی فریادرسی کرتا ہے اسی لیے غیث خاص کیا گیا ہے
ساتھ مطر نافع کے **چونکہ** حصول نعمت کا بعد اشتداد بلا کے اقصی مراتب فریادرسی کا ہوتا ہے اور کمال فرح
ومسرت کا جالب اس لیے بعد اس کے یہ فرمایا مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا واسطے مزید امتنان و استدعا شکر کے یعنی
بعد اس کے کہ پانی برسنے سے ناامید ہو گئے تھے تو اب بعد ناامیدی کے اس پانی برسانے سے رحمت الٰہی
کی قدر پہچانین اور جس نعمت پر شکر واجب ہے اُس پر اُس کا شکر ادا کرین ینزل کو بتشدید و تخفیف پڑھا ہے
اور دونون سبعیہ مین اور قنطوا کو عامہ نے بفتح نون پڑھا ہے اور کسی نے بکسر نون یہ بھی ایک لغت ہے اور اسی
پر لا تقنطوا کو متواتر مین بفتح نون پڑھا ہے اور ماضی مین بکسر نون نہین پڑھا گیا مگر بطور شاذ کما مصدریہ ہے
ای بعد قنوطہم وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ رحمت سے مراد برکات و منافع غیث ہین ہر شے مین یعنے نرم زمین مین اور
سنگستان مین اور روئیدگی و حیوانات مین اور انزال جو کہ بارش سے حاصل ہوتی ہے یا مراد رحمت سے رحمت
واسعہ ہے جو کہ منتظم بانتظام اولی ہے اشیای مذکورہ کو یا مراد رحمت سے خود مطر ہے تو مطر کے دو نام ذکر
کیے ایک تو غیث اس لیے کہ وہ فریادرسی کرتا ہے مغیثون سے دوسرا رحمت اس واسطے کہ وہ رافت و مہربانی کی
ہے **زادہ کا** بیان یہ ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کی اور وینشر رحمتہ فرمایا بعد وهو الذی
ینزل الغیث کے باوجود اس کے کہ غیث ایک رحمت بالغہ ہے سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یعنے عطف عام پر
خاص کے باب سے ہے گویا یون فرمایا گیا کہ نازل کرتا ہے رحمت کو جو کہ غیث ہے اور پھیلاتا ہے باقی
انواع رحمت کو یہ بھی جائز ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہو طرف غیث کے اور معنے یہ ہون کہ پھیلاتا ہے غیث
کی برکات و منافع کو اور خصب کو جو اُس سے حاصل ہوتا ہے وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ یعنے اور وہی ہے جو
کہ متولی ہوتا ہے اپنے بندون کا باین طور کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور اُس
احسان و انعام و رحمت پر مستحق حمد کا ہے کہ بندے اُس کی حمد کرین اور اُس کے انعام کا شکر بجا لائین یا یہ معنی
ہین کہ وہ ولی ہے اپنے صالح بندون کا باین طور کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور منافع اُن کے واسطے کھینچ
لاتا ہے اور شر اُن سے دور کرتا ہے اور اپنے انعام پر اُن کی طرف سے مستحق حمد و ثنا کا ہے کہ خصوصاً و عموماً
جو انعام اُنپر کیے ہین اُن کا شکر کرین **چونکہ** محصول اس آیت کا بیان کرنا اُس شے کا ہے جو اس پر دال
ہے کہ اللہ پاک متفرد بالوہیت ہے اس لیے ایک اور آیت ذکر کی جو کہ دلالت کرتی ہے اُس کی کمال قدرت

پر کون قدرت جوکہ موجب ہے اُس کی توحید اور تفرد بالوہیت سے گئے اور صدق وعدہ بعث ونشور کی پس فرمایا وَمِنْ
آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے اور اُس کی قدرت کی نشانیون سے ہے پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا
اس کیفیت عجیب صنعت غریب پر جوکہ صانع حکیم قادر کے وجود باجود کو ظاہر ظہور بتا رہا ہے وجود صانع تعالےٰ
پر استدلال کرنے مین جو مسالک چہارگانہ علم کلام مین ثابت کیے ہین اُس مین اُن کی طرف اشارہ ہے وہ
یہ ہین جواہر کا حدوث اور امکان جواہر کا اور اعراض کا حدوث جوکہ جواہر کے ساتھ قائم ہین اور نیز امکان
اعراض کا اور نیز اس مین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اضافت خلق کی طرف سموات وارض کے اضافت
صفت کی ہے طرف موصوف کے اَيِ السَّمٰوَاتِ الْمَخْلُوْقَةِ وَالْاَرْضِ الْمَخْلُوْقَةِ كَمَا ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ وَمَا بَثَّ
فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ خلق پر معطوف ہے بتقدیر مضاف اسے وخلق ما بث دوسری
یہ ہے کہ سموات پر معطوف ہے قاضی نے اس وجہ کو مقدم ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک مختار یہی
ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہے کہ اس مین تقدیر مضاف کی حاجت نہین ہے **داتہ** کہتے ہین ہر اُس شے کو
جو زمین پر چلتی ہے دبیب کے معنے ہین نرم رفتن یعنے ہلکے ہلکے چلنا **جب** دابہ کے کلام عرب مین
یہ معنے ہوئے تو اب کہو کہ فیہما کی ضمیر راجع ہے طرف آسمان وزمین کے سو زمین مین تو دابہ کا ہونا ٹھیک
ہے آسمان مین دابہ کیونکر ہو سکتا ہے پس فرار کہتے ہین کہ مراد ما بث فی الارض من دابۃ ہے آسمان مراد
نہین ہے اس کی سند یہ ہے کہ دیکھو اللہ پاک نے فرمایا ہے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ اس مین
منہما ضمیر تثنیہ ہے اور موتی ومرجان جو نکلتے ہین سو دریاے شور سے شیرین دریا سے نہین نکلتے **ابوعلی**
فارسی فرماتے ہین تقدیر یہ ہے وما بث فی احدہما مضاف محذوف ہے **مجاہد** فرماتے ہین اس مین ملائکہ
اور آدمی داخل ہین اور اللہ پاک نے فرما دیا ہے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ **کرخی** کہتے ہین کہ زمخشری
نے جو یہ جائز رکھا ہے کہ فرشتون کے واسطے مشی مع طیران ہو تو وہ موصوف بہ دبیب ہون جس طرح
کہ انسان اس کے ساتھ موصوف ہوتے ہین یا اللہ تعالےٰ آسمانون مین حیوانات پیدا فرمائے جوکہ اُن مین
چلین جس طرح کہ انسان زمین مین چلتے ہین سو یہ قول بعید ہے افہام سے اس لیے کہ عرف عام کے
خلاف ہے اور اس لیے کہ شے اسی وقت آیت ہوتی ہے جب کہ وہ معلوم وظاہر ومکشوف ہو اسی لیے
قاضی صاحب مرحوم نے اس قول کو چھوڑ دیا **النسفی** رحمہ اللہ تعالےٰ نے آخر مین ولا یبعد کر کے اس کو
ذکر کیا ہے اول یون کہا ہے کہ دواب صرف زمین مین ہوتے ہین لیکن جائز ہے کہ شے کی نسبت کی
جائے طرف جمیع مذکور کے گو وہ بعض مذکور سے متلبس ہو جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین بنو
تمیم فیہم شاعر مجید حالانکہ وہ شاعر جو ہوتا ہے سو کسی فخذ مین اُن کے افخاذ سے غرضکہ محاورہ عرب مین مغز

کی جگہ تثنیہ اور تثنیہ کی جگہہ مفرد بولتے ہین قاضی صاحب نے کہا ہے کہ دآبہ سے مراد حی ہے بطور مجاز یعنے اسم سبب کا اطلاق سبب پر کیا ہے اس لیے کہ حیات سبب ہے دبیب کا سو حیات پر اور دابہ پر اسم دبیب کا اطلاق کیا گیا اور اس مین شک نہین کہ فرشتے احیا مین لیس باین اعتبار دابہ مین فرشتے اور انسان وحیوان سب داخل ہوگئے یا یون کہو کہ مراد دابہ سے اُس کے معنے لغوی ہین یعنے مایدب علی الارض پس دابہ باین معنے اگرچہ فقط زمین مین مثبوت ہو لیکن اس کا رجوع اسی طرف ہے کہ وہ دونون مین مثبوت ہو اس بنا پر کہ جو شے احد الشیئین مین ہوتی ہے تو اُس پر یہ بات صادق آتی ہے کہ فی الجملہ وہ دونون مین ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو فعل منجملہ جماعت ایک سے صادر ہوا ہے اُس کی نسبت ساری جماعت کی طرف کی جاتی ہے اس لیے کہ اُس کا وقوع درمیان ان کے ہوا ہے تو یون بولتے ہین بنو فلان فعلوا کذا حالانکہ اُس فعل کو اُن مین سے صرف ایک نے کیا ہے غرضکہ اُس جگہہ مناط نزاع کے دو کلمے ہین ایک تو فیہما دوسرا دابہ پس دآبہ کو اپنے معنے پر رکھو تو فیہما نہین بنتا سو کسی نے تو اس نزاع کا یہ فیصلہ کیا کہ فیہما مین تصرف فرمایا اور دابہ کو اپنے معنے پر رکھا کسی نے دابہ مین تصرف کیا اور فیہما کو اپنے حال پر رہنے دیا چنانچہ اس کی ساری تفصیل تم سُن چکے نزاع کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ فیہما کے یہ معنے سمجھے کہ دابہ کا ظرف آسمان وزمین دونون ہین تو آسمان مین علیحدہ دواب ہون اور زمین مین جدا حالانکہ دواب زمین مین ہین اور آسمان مین فرشتے اُن کو دواب نہین کہتے ہین تو ایک کل بہانے کی ضرورت ہوئی اب اگر یون کہین کہ یہان فیہما فرمایا ہے اگر علیہما ہوتا تو آسمان وزمین کے جدا جدا دوب کہتے پڑتے اور وقت پیش آتی فیہما کو بمعنے بینہما کہو اور بلاشک دواب وحیوانات وغیرہ درمیان آسمان و زمین کے بکھیرے گئے ہین اس مین کسی طرح کی دقت نہین سہے دابہ اور فیہما دونون اپنے حال پر رہے اور فیصلہ ہوگیا وللہ الحمد واللہ اعلم یا یون کہو کہ زمین ومافیہا آسمان کے اندر ہے تو جو شے زمین پر ہے وہ بطریق اولے آسمان مین ہوئی بالجملہ جب یہ بیان کیا کہ اللہ پاک نے انواع واقسام کے حیوان وانسان روئے زمین پر متفرق کیے تو بیان کیا کہ اُن کا متفرق کرنا عجز کی وجہ سے نہین ہے بلکہ ایک مصلحت کے واسطے ہے اور جس طرح اُن کو متفرق کیا ہے اسی طرح اُن کے جمع کرنے پر بھی قادر ہے جس وقت کہ چاہے گا یہ جمع کرنا واسطے حشر ونشر وحساب کے ہوگا پس فرمایا وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کلمہ ہو مبتدا ہے اور قدیر اُس کی خبر ہے اور علی جمعہم متعلق ہے قدیر سے اور اذا یشاء ظرف ہے جمعہم کا قدیر کا نہین ہے اس لیے کہ اذا ظرف ہے مستقبل کا اور اللہ پاک کی قدرت ازلی ہے مشیت کے ساتھ متعلق نہین ہے مشیت کے ساتھ مقید اللہ تعالی کا جمع کرنا ہے اُس کی قدرت مقید بمشیت نہین ہے ابو البقا نے کہا اس واسطے کہ یہ مودی ہوگا طرف اس کے کہ معنے یہ ہوجائین کہ وہ اُن کے جمع کرنے پر قادر ہے جس وقت کہ چاہے تو اب قدرت

متعلق ہوجائے گی ساتھ مشیت کے حالانکہ یہ بات محال ہے اور کلمہ اذا جب یعنے وقت ہوتا ہے تو مضارع پر داخل
ہوتا ہے جس طرح کہ ماضی پر آتا ہے سمین وشہاب الدین کہتے ہین ہم نہین جانتے کہ اہل سنت کے مذہب
پر اس کے محال ہونے کی کیا وجہ ہے پس اگر ابو البقا قائل بقول معتزلہ ہون وہ قول یہ ہے کہ قدرت اس شے
کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جسکو اللہ تعالے نے نہین چاہا تو اُن کی بات چل جائے گی لیکن یہ قول تو ایک ردی
مذہب ہے اُس کا اعتقاد جائز نہین ہے **بالجملہ** جبکہ یہ جمع کرنا جو کہ ملحے جسم مین مذکور ہے یہی حساب
وجزا کے واسطے جمع کرنا تھا اس لیے اللہ پاک نے اُس کے بعد یہ بیان کیا کہ بندہ مومن سے جو جنایات کہ وقوع
مین آتے ہین سو اُس کو اُن سے انواع مصائب و بلایا کے ساتھ پاک وصاف کرتا ہے تاکہ اُس کے اثقال سے
قیامت مین اُسکو ہلکا پھلکا کردے پس ارشاد فرمایا وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ
وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝
اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو بدلا اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھون نے اور معاف کرتا ہے بہت اور تم تھکانے
والے نہین بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین تم کو اللہ کے سوا کام بنانے والا نہ مددگار **ف** یہ خطاب عاقل
بالغ لوگون کو ہے گنہگار ہون یا نیک مگر نبی نہین داخل اور لڑکے اُن کو اور کچھ واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی
بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی انتہے **ف** اللہ پاک فرماتا ہے اے لوگو جو پڑے تم پر کوئی مصیبت تعا
مین سے سو وہ گناہون ہی کے سبب سے ہے جو تمہارے واسطے گذر چکے ہین اور درگذر کرتا ہے بہت گناہون
سے سو اُن پر تمکو جزا نہین دیتا ہے بلکہ اُن کو معاف کردیتا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا
تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ **حدیث صحیح** مین آیا ہے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے
نہین پہونچتا ہے مومن کو کوئی نصب اور نہ کوئی وصب اور نہ کوئی ہم اور نہ کوئی حزن مگر کفارہ کرتا ہے
اللہ اُس سے بسبب اُس کے خطایا اُس کے سے یہانتک کہ کانٹا جس کو وہ چبھایا جاتا ہے **ابن جریر**
نے ایوب سے روایت کیا ہے کہا مین نے ابو قلابہ کی کتاب مین پڑھا کہا یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھا رہے
تھے تو رک گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مین دیکھون گا اُس شے کو جو مین نے کیا ہے خیر وشر سے پس آپ
نے فرمایا اَرَاَيْتَ مَا رَاَيْتَ مِمَّا تَكْرَهُ فَهُوَ مِنْ مَثَاقِيْلِ ذَرِّ الشَّرِّ وَيُدَّخَرُ مَثَاقِيْلُ الْخَيْرِ یعنے کیا تو نے
دیکھا جو شے تو نے دیکھی اُس شے سے جس کو تو مکروہ رکھتا ہے سو وہ مثاقیل قدر شر سے ہے اور ذخیرہ
رکھے جائین گے مثاقیل خیر کے یہانتک کہ تو دیا جائے گا اُس کو قیامت کے دن **قال** ابو ادریس
قالی اری مصداقہا فے کتاب اللہ تعالے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ثم رواہ

یعنی ابن جریر مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ ابن ابی حاتم نے عن ابن ابی سخیلۃ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کیا نہ خبر دون تم کو فضل آیت کی اللہ عز وجل کی کتاب مین اور حدیث کی ہمکو اُس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر اور ابھی مین اُس کی تفسیر کرتا ہون واسطے تیرے لے علی جو پہونچے تم کو کوئی مرض یا کوئی عقوبت یا کوئی بلا دنیا مین سو یہ سبب اُس شئے کے ہے جس کو کمایا تمھارے ہاتھون نے اور اللہ تعالیٰ حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اُس پر عقوبت آخرت مین اور جو شئے کہ عفو کیا اللہ نے اُس سے دنیا مین تو اللہ تعالیٰ کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے بعد اپنے عفو کے وَکَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ وَعَبْدَۃَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَخِیْلَۃَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَذَکَرَ نَحْوَہٗ مَرْفُوْعًا پھر ابن ابی حاتم نے بوجہ دیگر مثل اس کے ابو جحیفہ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہا مین داخل ہوا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر تو فرمایا کیا نہ حدیث کرون مین تم کو ایک ایسی حدیث کہ ہر مومن کو لائق ہے کہ اُسے یاد رکھے کہا پھر ہم نے اُن سے پوچھا تو یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ فرمایا جو شئے کہ عتاب کیا اللہ تعالیٰ نے ساتھ اُس کے دنیا مین تو اللہ حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارا کرے اُس پر عقوبت قیامت کے دن اور جو شئے کہ عفو کیا اللہ نے اُس سے دنیا مین تو اللہ کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے اپنے عفو مین قیامت کے دن امام احمد نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین ہے کوئی شئے کہ پہونچے مومن کو اُس کے جسم مین کہ ایذا دے اُس کو مگر کفارہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بسبب اُس کے گناہون اُس کے سے امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب بہت ہو جاتے ہین گناہ بندے کے اور نہین ہوتی ہے واسطے اُس کے وہ شئے جو کفارہ کرے اُن کا تو مبتلا کرتا ہے اُس کو اللہ ساتھ حزن کے تا کہ کفارہ کر دے اُن کا ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اُس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا مِنْ خَدْشِ عُوْدٍ وَلَا اخْتِلَاجِ عِرْقٍ وَلَا عَثْرَۃِ قَدَمٍ اِلَّا بِذَنْبٍ یعنی قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے نہین ہے خراشنا کسی لکڑی کا اور نہ حرکت و اضطرار کرنا کسی رگ کا اور نہ لڑکھڑانا قدم کا مگر بسبب کسی گناہ کے اور جن گناہون سے اللہ تعالیٰ عفو کرتا ہے وہ اکثر ہین نیز ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بعض اصحاب اُن پر داخل ہوئے اور وہ اپنے جسم مین مبتلا کیے گئے تھے یعنے کوئی بیماری تھی

تو بعض اصحاب نے اُن سے کہا کہ ہم تو تمہارے واسطے رنج کرتے ہیں بہ سبب اُس مرض کے جس کو ہم تم میں دیکھتے
ہیں عمران بولے بس تم رنجیدہ مت ہو بہ سبب اُس شی کے جس کو تم دیکھتے ہو پس بہ تحقیق جس شی کو تم دیکھتے ہو
بہ سبب کسی گناہ کے ہے اور وہ شے جس سے اللہ عفو کرتا ہے اکثر ہے پھر یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ نیز ابو البلاد
سے روایت کیا ہے کہا میں نے علاء بن بدر سے کہا وما اصابکم الآیہ اور میری بینائی جا چکی تھی در انحالیکہ میں لڑکا
تھا علاء نے کہا بہ سبب گناہوں تیرے ماں باپ کے نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہا ہم نہیں جانتے ہیں کسی کو
کہ اُس نے قرآن یاد کیا پھر وہ اُس کو بھول گیا مگر بہ سبب کسی گناہ کے پھر ضحاک نے یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ
پھر ضحاک کہتے اور کونسی مصیبت عظیم تر ہے قرآن کے بھولنے سے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا
بیان مع توضیح یہ ہے کہ کلمہ ما شرطیہ ہے اسی لیے حرف فا اُس کے جواب میں آیا ہے جمہور کی قرارت میں نافع وابو عامر
نے بغیر فا پڑھا ہے سیبویہ کے نزدیک اس فا کا حذف کرنا جائز نہیں ہے اخفش و بعض بغدادیوں نے حذف کو
جائز رکھا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اس شعر میں ؎

مَنْ يَّفْعَلِ الْحَسَنَاتِ اللّٰهُ يَشْكُرُهَا	وَالشَّرُّ بِالشَّرِّ عِنْدَ اللّٰهِ مِثْلَانِ

ابو البقا بھی اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصولہ ہے تو اب حذف و اثبات فا دونوں جائز ہوں گے
والاول اولیٰ زجاج کہتے ہیں کہ اثبات فا کا جید تر ہے اس واسطے کہ فا مجازاۃ جواب شرط ہے اور جس نے
فا کو حذف کیا ہے سو اس بنا پر کہا بمعنے الذی ہے لے الذی اصابکم وقع بما کسبت ایدیکم یعنی جو کوئی مصیبت
مصائب میں سے پہونچے تم کو کوئی سی مصیبت ہو تو بہ سبب اُن گناہوں کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی
گناہوں کی جو نسبت ہاتھوں کے طرف کی سو اس لیے کہ اکثر کام انہیں ہاتھوں سے وقوع میں آتے ہیں
حضرت حسن نے فرمایا کہ مصیبت اس جگہ حدیں ہیں جو کہ معاصی پر لگائی جاتی ہیں اولیٰ حمل کرنا مصیبت کا
ہے عموم پر چنانچہ وقوع نکرہ کا سیاق نفی میں اور اس پر من استغراقیہ کا داخل ہونا اسی عموم کا مفید ہے حضرت
حسن نے جو حدود کے ساتھ مصیبت کی تفسیر فرمائی سو اس لیے کہ یہ بھی ایک فرد ہے عام مصیبت کی جو کہ اکثر واقع
ہوا کرتی ہے اُن کی غرض کچھ حصر نہیں ہے اور اسیطرح اکثر تفاسیر صحابہ و تابعین کی اسی قبیل سے ہوتی ہیں
چنانچہ ضحاک نے نسیان قرآن شریف کو اعظم مصیبت ٹھیرایا ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا
ہے کہ نسیان قرآن مجید کے ساتھ نسیان سنت مطہرہ بھی ملحق ہے اور اس پر عمل ترک کرنا اور رائے محض کو
باوجود موجود ہونے سنت صحیحہ کے اُس پر اختیار کرنا بعد ذکر روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر اول
ہو چکا ہے یوں کہا ہے اخرجہ احمد وابن منیع وابن راہویہ وعبد بن حمید والحکیم الترمذی وابو یعلے وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم کسی نے کہا کہ مراد اُن مصائب سے احوال مکروہ ہیں جیسے درد اور بیماریاں

اور قحط و بلا و غرق و حرق و صواعق وغیرہ مصائب **قائلین** تناسخ نے اس آیت کا دامن پکڑا اور یون کہا کہ اگر اطفال کے واسطے کوئی حالت نہ ہوتی جس پر وہ اس حالت سے پہلے تھے تو وہ درد و الم نہ پاتے **حق** یہ ہے کہ اُن کا تعلق اس آیت سے ٹھیک نہین ہے یہ تو مکلف لوگون کے ساتھ خاص ہے سیاق و سباق دونون اس تخصیص کے شاہد عدل ہین **قولہ تعالے** وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ یعنے اللہ پاک درگزر فرماتا ہے بہت گناہون سے جن کو بندے کرتے ہین سو اُن پر عقاب نہین کرتا یا عفو کرتا ہے بہت لوگون سے تو اُن کو جلد عقوبت نہین کرتا سعنے آیت کے یہ ہین کہ کفارہ کرتا ہے بندے سے بسبب اُن مصیبتون کے جو اُس کو پہونچتی ہین اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ **صحیح** دلیلون سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا مین ساری مصیبتین جو انسان کو پہونچتی ہین اُن سب پر اسکو اجر ملیگا یا اس سے اُس کے گناہون کا کفارہ کیا جاویگا **کسی** نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ کافرون کے باین معنی کہ جو مصیبت انکو پہونچتی ہے بسبب اُن کے گناہون کے مدون اس کے ہے کہ اُن کے کسی گناہ کی کفارہ ہو اور کسی ثواب کو اُن کے واسطے حاصل کرے اُن کے بہت سے گناہون کی عقوبت چھوڑ رکھی جاتی ہے دنیا مین اُن پر جلدی نہین کرتا بلکہ دار آخرت تک اُن کو مہلت دیتا ہے **اولی** حمل آیت کا ہے عموم پر اور عفو جس طرح صادق آتا ہے گناہ کے مٹانے پر اللہ کی بوجہ یا جہہ کے رفع کرنے پر اسی طرح تاخیر عقوبت پر بھی صادق آتا ہے **واحدی** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ آیت اللہ پاک کی کتاب مین سب آیتون سے بڑھ کر رجا و امید کی ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے گناہون کی دو قسمین کین ایک قسم کا تو اُن سے کفارہ کر دیا بسبب مصائب کے اور ایک قسم سے دنیا مین عفو کر دیا اور وہ کریم ہے اپنی عفو مین رجوع نہین کرتا ہے پس یہ تو اللہ پاک کا طریقہ ہے مومنون کے ساتھ رہا کافر سو اُس کے گناہ کی عقوبت کو جلدی نہین کرتا ہے دنیا مین واسطے اُس کے یہانتک کہ قیامت کے دن اُس گناہ کو لیکر اُس سے ملیگا **ترمذی** و عبد بن حمید نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین پہونچتی ہے کسی بندے کو کوئی نکبت پھر اُس سے بڑھکر یا اُس سے کم مگر بسبب گناہ کے اور جو عفو کرتا ہے اللہ اُس سے اکثر ہے اور یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ **ابن مردویہ** نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَثْرَةُ قَدَمٍ وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ وَلَا خَدْشُ عُوْدٍ اِلَّا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَمَا يَعْفُوْ اللهُ اَكْثَرُ اس کے معنے اول گزر چکے ہین **قولہ تعالے** وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ یعنے نہین ہو تم فوت ہونے والے اُس شے سے جو اللہ تعالے نے تقدیر جاری کی ہے بھاگ کر زمین اور نہ آسمان مین اگر تم اُس مین ہوتے بلکہ جن مصائب کو اُس نے تقدیر جاری کیا ہے وہ ضرور تم پر واقع و نازل ہون گے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ یعنے اور نہین ہے واسطے

تمہارے اللہ کے سوا کوئی ولی کہ تم سے دوستی کرے پھر اللہ کی جاری کی ہوئی شے کو تم سے روکے اور نہ کوئی مددگار ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے تمہاری مدد کرے پھر اللہ سبحانہ نے ایک اور نشانی ذکر کی اُن بڑی نشانیوں میں سے جو دال ہیں وجود آگاہ حکیم پر اور اُس کی توحید و صدق وعدہ پر پس ارشاد فرمایا وَمِنْ

اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ۝ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝

اور ایک اُس کی نشانی ہے چلتے ہیں جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تھام دے باؤ پھر رہ جاویں سارے دن ٹھہرے اُس کی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں ہر ٹھہرنے والے کو جو حق ماننے یا تباہ کر دے اُن کو اُن کی کمائی سے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور جان لیں جو لوگ کہ جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُن کو بھاگنے کی جگہ **ف** جو لوگ ہر چند اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں آخر وقت عاجز رہ جاویں گے انتہے **ف** جو نشانیاں کہ اللہ پاک کی قدرت باہر و سلطان قاہر پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے دریا کو مسخر کیا ہے تاکہ اُس میں کشتیاں چلیں اُس کے حکم سے وہ یہی جہاز ہیں جو کہ دریا میں چلتے ہیں کالاعلام اے کالجبال یہ قول مجاہد و حسن و سدی و ضحاک کا ہے یعنے یہ جہاز دریا میں مثل پہاڑوں کے ہیں جنگل میں اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ الآیہ کے یہ معنے ہیں کہ اگر اللہ پاک چاہتا تو تھام دیتا اُس ہوا کو جو کہ جہازوں کو لیکر دریا میں چلتی ہے یہاں تک کہ جہاز حرکت نہ کرتے بلکہ تھمے ہوئے رہ جاتے نہ آتے نہ جاتے بلکہ دریا کی ظہر پر ٹھہرے رہتے علی ظہرہ کے معنے ہیں بر روی آب اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ یعنے بیشک اس بات میں کہ اللہ پاک نے دریا کو مسخر کیا اور ہوا چلائی بقدر اُس کے جس کی طرف اپنے چلنے کے واسطے حاجتمند ہوتے ہیں البتہ نشانیاں ہیں اللہ پاک کی نعمتوں پر جو کہ اُس کی خلق پر ہیں واسطے ہر اُس شخص کے جو بڑا صبر کرنے والا ہے سختیوں میں اور بڑا شکر کرنے والا ہے راحتوں میں اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا یعنے یا اگر چاہتا تو تباہ کر دیتا جہازوں کو اور ڈبا دیتا اُن کو بسبب گناہ اُن کے لوگوں کے جو کہ اُن میں سوار ہیں وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ یعنے اُن کے بہت گناہوں سے عفو کرتا ہے اور اگر اُن کو پکڑتا اُن کے سارے گناہوں کے سبب تو ہلاک کر ڈالتا ہر ایک کو جو جہاز میں سوار ہے بعض علمائے تفسیر نے کہا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر چاہتا تو زور دار سرکش ہوا بھیجدیتا تو وہ جہازوں کو پکڑ لیتی اور اُنکو سیدھی چال سے تباہی کی حالت میں داہنے یا بائیں طرف پھیر دیتی پھر وہ نہ کسی راہ پر چلتی نہ طرف جہت مقصود کے یہ قول متضمن ہے اُن کے ہلاک کو اور مناسب ہے اول آیت سے وہ یہ ہے کہ اگر چاہتا تو ہوا کو تھام دیتا تو جہاز ٹھہر جاتے یا اُس کو زور آور

کردیتا تو ادہر اودہر راہ سے ہوجاتے اور ہلاک ہوجاتے لیکن اللہ پاک اپنے لطف ورحمت ومہر سے ہوا کو موافق حاجت
کے بہیجتا ہے جس طرح کہ بارش کو بقدر کفایت بہیجتا ہے اور اگر اُس کو نہایت درجہ بہت نازل کرتا تو مکانون کو
ڈہا دیتا یا تہوڑا اُتارتا تو نہ کہیتی اُگاتا نہ میوے یہانتک کہ جو زمین مثل بلاد مصر کے ہے تو اور زمین سے اُسکی
طرف سیل بہیجتا ہے اس واسطے کہ اُن کو بارش کی حاجت نہین ہے اور اگر اُن پر بارش کا پانی نازل کرے
تو اُن کے مکانات ڈہاوے اور اُن کی دیوارین گرادے قولہ تعالے ویعلم الذین یجادلون الآیہ کا مطلب
ہے کہ اُن کو ہمارے باس ونقمت سے کوئی بہاگنے کی جگہہ نہین ہے کیونکہ وہ تو ہماری قدرت کے سبب سے مقہور
ہین کذافی ابن کثیر **ف** نافع وابوعمرو نے الجواری باثبات یا پڑہا ہے وصل مین رہا وقف سو اثبات اُس کا اصل
پر ہے اور حذف واسطے تخفیف کے ہے اس لیے کہ یا رات زوائد سے ہے غرضکہ حذف یا خط مین اور اثبات
وحذف وصلا ووقفا قرارت سبعیہ مین جواری جمع ہے جاریہ کی یعنے کشتیان چلنے والی **اعلام** جمع
ہے علم کی علم کہتے ہین پہاڑ کو اسی معنے سے خنسار کا قول ہے اپنے بہائی صخر کے مرثیہ مین سے

كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِي رَأْسِهِ نَارُ	وَإِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهِ

خلیل نے کہا ہر شے مرتفع علم ہے نزدیک عرب کے **مجاہد** نے کہا اعلام قصور ہین یعنے محل واحد
اس کا علم ہے بالجملہ جواری کا موصوف محذوف ہے اے السفن الجواری قرینہ فی البحر کا موجود ہے اور فی
البحر اور کالاعلام اُس سے متعلق ہین اور اگر جواری کو اسم جامد کہوگے تو یہ دونون اس سے حال ہون گے
یا اُس کی صفت **ان یشا** کو جمہور نے بہمزہ پڑہا ہے اور ورش نے نافع سے بدون ہمزہ الریح کو جمہور
نے مفرد اور نافع نے الریاح جمع پڑہا ہے **فیظللن** کو جمہور نے بفتح لام اولی پڑہا ہے جو کہ عین فعل ہے
اور یہی قیاس ہے اس لیے کہ ماضی بکسر عین ہے اور قتادہ نے بکسر لام اولی اور یہ شاذ ہے اور ایک لغت
قلیل ہے **زمخشری** نے کہا کہ ظل یظل وظلل سے ہے جیسے ضل یضل وضلل شیخ نے کہا ایسا نہین
ہے جیسا کہ زمخشری نے کہا ہے اس لیے کہ یضل بفتح عین ضللت ماضی مکسور العین سے ہے اور یضل
بالکسر ضللت ماضی مفتوح العین سے ہے اور یہ دونون قیاسی ہین یعنے اُن مین سے ہر ایک کی ایک اصل
ہے کہ اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے بخلاف ضل کے کیونکہ اس کی ماضی فقط مکسور العین ہے بالجملہ ظللن
افعال ناقصہ سے ہے نون اسکا اسم ہے اور رواکد خبر ہے یہی جائز ہے کہ ظل یہان بمعنے صار ہو اس
لیے کہ وقت ظلول دن کا وقت ہوتا ہے سو یہ معنے نہین کہ کشتیان فقط دن مین دریا کی پشت پر تہمی
ہوی رہجائین بلکہ مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر ہوا کو تہام دے تو وہ دریا کی پشت پر ٹہیری رہجاتی ہین
اس سے کچہ بحث نہین کہ دن کو یا رات کو یہ مضمون سمین کا ہے رواکد اسکی نظیر ہے سواکن ثوابت وقوفا

حالت وصل مین نہ وقف مین اور ابن کثیر نے یا حالت وصل ووقف مین ... باقی قراء نے بحذف یا وصل ووقف ... پس اثبات یا بر اصل ہے اور حذف واسطے تخفیف کے ... [illegible]

یعنے پھر ہوجائین وہ کشتیان ساکن و ثابت ٹھیری ہوئی جب پانی اور ہوا و کشتی ساکن ہوجاتی ہے تو بولتے ہین
رکد الماء و رکدت الریح و رکدت السفینۃ رکودًا اور ہر شے جو کسی جگہہ مین ثابت ہو تو وہ راکد ہے ترازو جب برابر
ہوجاتی ہے تو کہتے ہین رکد المیزان و رکد القوم یعنے قوم ساکن ہوگئی مراکد وہ مواضع ہین جن مین انسان
وغیرہ ساکن ہوتے ہین علٰی ظہرہ کے یہ معنے ہین کہ وہ کشتیان دریا کی پشت پر ساکن ہوجائین چلین نہین۔
حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے یتحرکن ولا یجرین فی البحر یعنے حرکت کرین ہلین ڈلین اور دریا مین چلین
نہین اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ یعنے بیشک کشتی کے حال مین جس کا ذکر ہوا
البتہ بڑی دلالتین ہین واسطے ہر اُس شخص کے جو کہ کثیر الصبر ہے بلا پر کثیر الشکر ہے نعمت پر کہا ہے کہ ایمان
کے دو ٹکڑے ہین آدہا تو صبر ہے یعنے باز رہنا ہے معاصی سے اور آدہا شکر ہے یعنے واجبات کو ادا کرنا۔
قطرب فرماتے ہین صبار شکور وہ ہے کہ جب اُسکو نعمت دی جائے تو شکر کرے اور جب بلا مین
مبتلا ہو تو صبر کرے عون بن عبد اللہ کہتے ہین بس بہت سی نعمت یافتہ ناشکر ہین اور بہت سے
بلا رسیدہ بے صبر ہین اَوْ یُوْبِقْھُنَّ معطوف ہے یسکن پر ایباق بمعنے اہلاک ہے محاورہ مین بولتے ہین
اوبقہ اے اہلکہ یعنے اُس کو ہلاک کرڈالا معنے یہ ہین یعنے ہلاک کرڈالے اُن کشتیون کو ساتھ ڈبا دینے
کے یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے مراد اہل کشتی ہین بِمَا کَسَبُوْا یعنے بسبب اُن گناہون کے جو اُنھون نے
کمائے کسی نے کہا اس سبب سے کہ اُنھون نے شرک کیا قول اول اولے ہے اس لیے کہ دریا مین مشرک و
غیر مشرک دونو ہلاک ہوتے ہین وَیَعْفُ عَنْ کَثِیْرٍ یعنے اور عفو کرتا ہے بہت سے کشتی والون سے باین
طور کہ تجاوز فرماتا ہے اُن کے گناہون سے تو غرق سے اُن کو نجات دیدیتا ہے جمہور نے یعف کو بجزم
پڑہا ہے جواب شرط پر عطف کیا ہے قشیری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین اس قرارت مین اشکال ہے
کیونکہ معنے یہ ہین اگر چاہے تو تہام دے ہوا کو پس وہ کشتیان رہ جائین ٹھیری ہوئی یا اُن کو ہلاک
کرڈالے بسبب گناہون کشتی والون کے تو اب ویعف کا عطف اس پر خوب نہین ہے اس لیے کہ
معنے یہ ہوجائین گے کہ اگر چاہے تو معاف کردی حالانکہ یہ معنے نہین ہین بلکہ معنے تو خبر دینا عفو کا ہی
بدون شرط مشیت کے پس اب عطف مجزوم پر ہوگا لفظ کی جہت سے نہ معنے کے اعتبار سے اور ایک
قوم نے ویعفو برفع پڑہا ہے یہ قرارت معنے مین جید ہے شیخ ابوحیان کہتے ہین کہ قشیری نے
جو یہ کہا سو جید نہین ہے اس لیے کہ ترکیب کی مدلول کو نہین سمجھا معنے یہ ہین مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ اگر
چاہے تو ایک لوگون کو ہلاک کردے اور ایک لوگون کو نجات دے بطور عفو کے اُن سے اعمش نے
یعفو برفع پڑہا ہے اس مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ مثل مجزوم کے ہو اور حرف واو مجزوم مین ثابت

رہے جسطرح کہ ثبوت حرف یا کا من یتقی ویصبر مین ہے دوسرا یہ ہے کہ فعل مرفوع ہو اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی کہ وہ بہت گناہون سے عفو فرماتا ہے **بعض اہل مدینہ منورہ** نے بنصب پڑھا ہے بعد واو کے اَنْ ناصبہ مقدر کیا ہے جس طرح کہ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ مین بعد حرف فا کے تین وجہ سے پڑھا گیا ہے اور یہ اَنْ مع فعل کے مؤول بمصدر ہو کر معطوف ہوگا اُس مصدر پر جو کہ اگلے فعل سے متوہم ہے تقدیر یہ ہے او یقع ایباق وعفو عن کثیر پس یہ نصب کی قراءت مثل قراءت جزم کے ہے معنے مین مگر اتنی بات ہے کہ نصب والی مین تو عطف مصدر مؤول کا ہے مصدر متوہم پر اور جزم والے مین عطف فعل کا ہے اپنے مثل پر کذا فی السمین اسی باب سے نابغہ کا شعر ہے ؎

فَاِنْ یَّهْلِكْ اَبُوْ قَابُوْسَ یَهْلِكْ	رَبِیْعُ النَّاسِ وَالشَّهْرُ الْحَرَامُ
وَنَاْخُذْ بَعْدَهٗ بِذَنَابِ عَیْشٍ	اَجَبِّ الظَّهْرِ لَیْسَ لَهٗ سَنَامُ

بنصب نأخذ **قولہ سبحانہ** وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا جمہور نے یعلم کو منصوب پڑھا ہے زجاج نے کہا بنا بر صرف معنی صرف کے پھیرنا عطف علی اللفظ کا ہے طرف عطف علی المعنے کے کہا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب عطف ویعلم کا مجزوم ہو کر ماقبل پر حسین نہ ٹھیرا کیونکہ معنے یہ ہوتے ہین کہ اگر چاہے تو جانین وہ لوگ جو جھگڑتے ہین ہماری آیتون مین تو اس طرف عدول کیا کہ جو فعل یعلم سے قبل تھا اس کے مصدر پر عطف ٹھیرایا اور یہ نہین ہو سکتا ہے مگر باین طور کہ یعلم سے پہلے حرف اَنْ مقدر کرین تاکہ اَنْ مع فعل کے اسم کی تاویل مین ہو جائے چنانچہ اسی باب سے نابغہ کے شعر مین جن کا ذکر ہو چکا ہے جس طرح زجاج نے کہا ہے اسی طرح مبرد و ابو علی فارسی نے بھی کہا ہے اس وجہ پر ایسی بات سے اعتراض کیا گیا ہے جس کے تحت مین کچھ فائدہ نہین ہے **کسی** نے کہا کہ اس کا نصب اس بنیاد پر ہے کہ تعلیل محذوف پر معطوف ہے تقدیر یہ ہے لینتقم منہم ویعلم شیخ ابو حیان و حفناوی نے اس پر یون اعتراض کیا ہے کہ شرط پر ایک قوم کا اہلاک اور ایک قوم کی نجات مترتب ہوئی ہے تو اب لینتقم منہم کی تقدیر حسین نہ ہوگی کیونکہ ماقبل مین دو امر تھے یعنے اہلاک و نجات سو یہ ایک امر کی علت ہوئی ایک امر خالی رہ گیا محلی نے بھی نصب کی توجیہ مین یہی وجہ اختیار کی ہے اے لیغرقہم لینتقم منہم ویعلم کرخی نے ابو حیان پر رد کر کے کہا بلکہ تقدیر لینتقم منہم کی حسین ہے جس طرح کہ ہمارے شیخ نے یعنے محلی نے کہا ہے اس لیے کہ مقصود فقط اہلاک کی تعلیل ہے جس کی تقدیر محلی نے لیغرقہم کہکر کی ہے اس واسطے کہ ویعلم علت معطوفہ سے مناسب یہی ہے واللہ اعلم **نافع** و ابن عامر نے برفع یعلم پڑھا ہے بنا بر استیناف یعنی اس بنیاد پر کہ یہ جملہ فعلیہ ہو یا اسمیہ پس فعلیہ ہونے پر تو موصول فاعل ہوگا یعلم کا اور اسمیہ کی بنا پر مفعول ہوگا اور فاعل یعلم کا ضمیر مستتر ہوگی راجع طرف مبتدائے مقدر کے اے وھو یعلم الذین یہ قراءت ظاہر و اضح اللفظ ہے۔

له یعنے ان یہلک ابو قابوس یکن ہلاک ربیع الناس والشہر الحرام ونأخذ بعدہ باذناب عیش مجبور الظہر لیس لہ سنام ۱۲ منہ

کسی نے یعلم کو بجزم پڑہا ہے ماقبل کے فعل مجزوم پر عطف کیا ہے باین معنے کہ اگر اللہ چاہے تو جمع کرے درمیان اہلاک ونجات وتحذیر کے **قولہ تعالے** مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ مالہم خبر مقدم اور من محیص مبتدا موخر من زیادت حرف من کما قالہ الجمل اور جملہ نفی قائم مقام دو مفعول یعلم کے ہے اور نفی معلق ہے عمل سے کما قالہ المحلی **قطرب** نے کہا مالہم من فرار ولا مہرب من العذاب یعنی نہین ہے واسطے اُن کے بہاگنا اور نہ جگہہ بہاگنے کی عذاب سے سدی نے کہا نہین ہے واسطے اُن کے کوئی ملجا یعنے جائے پناہ محیص ماخوذ ہے اس قول عرب سے حاص البعیر حیصۃ اذا رمی بہ اور اسی معنے سے یہ قول ہے فلان یحیص عن الحق یعنے فلان مائل ہوتا ہے حق سے **پہر جب اللہ پاک** اپنی وحدانیت وکمال قدرت کی دلائل بیان کر چکا تو بعد اس کے دنیا سے نفرت دلانے کا ذکر کیا اور اُس کی تحقیر شان کا اس لیے کہ دلیل سے مانع یہی دنیا مین رغبت ہے پس ارشاد فرمایا فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ سو جو ملا ہے تم کو کچہ چیز ہو سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور جو اللہ کے یہان ہے بہتر ہے اور رہنے والا واسطے ایمان والون کے جو اپنے رب پر بہروسا رکہتے ہین اور جو بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی سے اور جب غصہ آوے وہ معاف کرتے ہین اور جنہون نے حکم مانا اپنے رب کا اور کہڑی کی نماز اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے اور ہمارا دیا کچہہ خرچ کرتے ہین اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے چڑہائی تو وہ بدلا لیتے ہین **ف** مشورے سے کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا **ف** یعنی کافرون سے جہاد کرتے ہین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی دنیا کی زندگی وزینت کی تحقیر اور جو کچہ اُس مین تازگی ورونق وعیش وآرام فانی ہے اُس کی حقارت بیان فرماتا ہے کہ جو کچہہ تم نے حاصل وجمع کیا ہے سو اُس سے مغرور مت ہو وہ تو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور دنیا ایک خانہ دنی وخسیس ہے بالضرور فانی وزائل ہونے والا ہے اور جو اجر وثواب اللہ تعالی کا ہے سو وہ دنیا سے بہتر ہے اور باقی وسرمدی ہے پس تم فانی کو باقی پر مقدم مت کرو اور اسی لیے یون فرمایا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے واسطے اُن کے جنہون نے اپنے نفوس کو جما یا لذتون کے چہوڑنے پر دنیا مین وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور واسطے اُن کے جو اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین تاکہ اُن کی اعانت کرے صبر پر اداے واجبات وترک محرمات مین پہر فرمایا **والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش** یعنے اور وہ جو بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی سے سورہ اعراف مین اثم وفواحش پر کلام گزر چکا ہے **واذا ما غضبوا ہم یغفرون** یعنے اُن کی طبیعت اس کی مقتضی ہے کہ لوگون سے عفو ودرگذر کرتے ہین اور لوگون سے بدلا

لینا اُن کی عادت وخو نہین ہے صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنے نفس کے
واسطے انتقام نہین لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمتون کا ہتک کیا جائے دوسری حدیث شریف مین ہے کہ فرماتے تھے
واسطے ایک ہمارے کے وقت عتاب کے مَالَهٗ تَرِبَتْ يَمِيْنُهٗ یعنے کیا ہے اسکو خاک مین آلودہ ہو سیدھا ہاتھ اُس کا
یعنے خفگی کے وقت صرف اس قدر سرسری طور پر فرما دیتے تھے ابن ابی حاتم نے عن منصور عن ابراہیم
روایت کیا ہے کہ مومنین مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ ذلیل سمجھے جائین اور جب قادر ہوتے تو معاف
کر دیتے تھے قولہ تعالے والذین استجابوا لربهم الآیہ یعنے اور وہ جنہون نے پیروی کی اپنے رب کے
رسولون کی اور اُس کے امر کو مانا اور اُس کے منع کیے ہوئے کام سے بچے اور قائم کی نماز یہ عبادت بزرگ ترین
عبادات سے ہے واسطے اللہ عزوجل کے اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے یعنے قطع نہین کرتے ہین کوئی
کام یہانتک کہ باہم اُس مین مشورہ کر لین تاکہ اپنی رایون سے آپس مین مدد لین مثلاً لڑائیون مین یا اُن
کی مثل اور کامون مین مشورے سے کام کرتے ہین کما قال سبحانہ وتعالے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ[1] الآیہ اور
اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑائیون مین اور اُن کی مثل اور کام مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ
فرماتے تھے تاکہ اس سے اُن کے دل خوش ہو جائین اور اسی طرح جب کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کو وفات حاضر ہوئی جس وقت کہ اُن کو خنجر مارا گیا تو بعد اپنے امر خلافت کا چھ آدمیون مین مشورہ قرار دیا
یہ لوگ حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت سعد و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم
ہین پس سب صحابہ کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب پر مقدم کرین چنانچہ یہی
امر وقوع مین آیا ومما رزقناهم ينفقون یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہین باین طور کہ
خلق اللہ پر احسان کرتے ہین اول اُس پر جس کو اُن سے زیادہ تر قرب ہے پھر اسی طرح درجہ بدرجہ جس کو قرب
ورشتہ زیادہ ہے اُس کو مقدم کرتے ہین قولہ عزوجل والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون یعنی
یعنے اُن مین قوت ہی بدلا لینے کی اُس شخص سے جس نے اُن پر ظلم و زیادتی کی ہے نہ عاجز ہین اور نہ ذلیل
ہین بلکہ جس نے اُن پر زیادتی کی ہے اُس سے انتقام لینے پر قدرت رکھتے ہین گو وہ ایسے ہین پھر بھی جب
قابو پاتے ہین تو عفو کر دیتے ہین جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ[2] باوجود اس کے کہ اُن کو اُن کے مواخذے پر قدرت حاصل تھی اور اُن کے کام
کا بدلا لے سکتے تھے مگر بدلا نہ لیا اور قصور معاف کر دیا اور جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُن اسّی آدمیون سے عفو فرمایا جنہون نے سال حدیبیہ مین آپ کا قصد کیا تھا اور کوہ تنعیم سے اُتر آئے
تھے پھر جب آپ نے اُن پر قابو پایا تو اُن پر احسان کیا باوجود اس کے کہ آپ کو انتقام پر قدرت حاصل تھی اور

[1] اور اُن سے مشورت کر کام مین جب عزم کر چکا تو بھروسہ کر اللہ پر [partly illegible]

[2] یعنی کچھ الزام نہین تم پر آج بخشے اللہ تم کو ۱۲

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غورث بن الحارث سے عفو فرمایا جس نے کہ آپ کے ناگاہ قتل کا ارادہ کیا تھا جب کہ اُس نے آپ کی تلوار برہنہ کر لی تھی اور آپ سور ہے تھے پھر آپ جاگ اُٹھے اور تلوار ننگی اُس کے ہاتھ میں تھی پھر آپ نے اُس کو جھڑکا تو اُس نے تلوار اپنے ہاتھ سے رکھدی اور آپ نے اُس کے ہاتھ سے لے لی اور اپنے اصحاب کو بلایا پھر اپنے ماجرا کی اور اُس شخص کے حال کی اُنکو خبر دی اور اُس سے عفو کیا اور اسی طرح آپنے لبید بن عصم سے عفو فرمایا جس نے آپ پر سحر کیا تھا اور باوجود اس کے نہ آپنے اُس کے واسطے کوئی تعریض کی اور نہ اُس پر عتاب فرمایا حالانکہ اُس پر آپ کو قدرت حاصل تھی اور اسیطرح آپنے یہودی عورت سے عفو فرمایا یہ عورت زینب نام مرحب یہودی خیبری کی بہن تھی اس شخص نے محمود بن سلمہ کو قتل کیا تھا اس عورت نے بکری کے دست میں زہر ملایا تھا خیبر کے دن پھر دست نے آپ کو اُس کی خبر دی تھی پس آپنے اُس عورت کو بلایا تو اُس نے اقرار کر لیا پھر آپنے فرمایا کون شے تجھ کو اس پر باعث ہوئی تھی تو وہ بولی میں نے ارادہ کیا کہ اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو ضرر نہ دیگا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے پھر آپنے اُس کو رہا کر دیا لیکن جب کہ بشیر بن براء رضی اللہ عنہ اس زہر سے مرگئے تو آپ نے اُن کے عوض میں اس عورت کو قتل کر ڈالا احادیث و آثار اس باب میں بہت سے ہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے لوگو تم کو جو آسودگی و فراخی رزق و روزی و اثاث و سامان دنیا میں دی گئی ہے سو یہ تو صرف ایک متاع قلیل ہے جس سے تھوڑے دنوں میں برت لیا جاتا ہے پھر وہ منقضی و زائل ہو جاتی ہے کسی نے خوب کہا ہے

اِنَّمَا الدُّنْیَا فَنَاءٌ	لَیْسَ لِلدُّنْیَا ثُبُوْتٌ	اِنَّمَا الدُّنْیَا کَبَیْتٍ	نَسَجَتْہُ الْعَنْکَبُوْتُ

یعنے دنیا تو یہی فنا ہے دنیا کو کسی طرح کا جماؤ نہیں ہے دنیا تو صرف مثل اُس گھر کے ہے جس کو مکڑی نے تن بن دیا ہے غرضکہ دنیا کی تو یہ گت ہے جو مذکور ہوئی پھر اللہ پاک نے ثواب آخرت میں اور اُس نعیم مقیم میں اُن کو رغبت دلائی جو اُس کے پاس ہے پس ارشاد فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی یعنے جو ثواب طاعات کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اُن پر جزا ساتھ روضات جنات کے وہ بہتر ہے متاع دنیا سے اور بہت باقی رہنے والا ہے کیونکہ وہ دائم ہے منقطع نہ ہوگا اور متاع دنیا کی جلد تمام ہو جاتی ہے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ ثواب باقی کن لوگوں کے لیئے تو فرمایا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ یعنے واسطے اُن کے جنہوں نے تصدیق کی اور عمل کیا اُس شے پر جس کو ایمان واجب کرتا ہے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں نہ اُس کے غیر پر یعنی اپنے کام اُس کے سپرد کرتے ہیں اور اپنے کل حالات میں اُسی پر اعتماد رکھتے ہیں کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جب کہ اُنھوں نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا اور لوگوں نے اُنکو ملامت کی وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ موصول محل جر میں ہے معطوف ہے

الذین آمنوا یہ یا اُس سے بدل ہے یا محل نصب مین ہے بنا بر اضمار اعنے والاول اولی معنے یہ ہین کہ جو ثواب اللہ تعالیٰ
کے پاس ہے وہ بہتر و باقی تر ہے واسطے اُنکے جو ایمان لائے اور واسطے اُن کے جو بچتے ہین کبائر اثم و فواحش
سے کبائر سے مراد ذنوب ہین یعنے گناہ اس کی تحقیق سورہ نسا مین گزر چکی ہے شیخ شیوخنا علامہ شوکانی رحمہ
اللہ تعالےٰ نے ارشاد الفحول مین اس کی بحث خوب تحریر فرمائی ہے جمہور نے کبائر بجمع پڑھا ہے اور حمزہ
وکسائی نے کبیر بافراد جو مفاد کبائر کا ہے اُسی کے، یہ بھی مفید ہے کیونکہ اضافت واسطے جنس کے ہے
مثل لام کے اور رسم کریم دونون قراءتون کے محتمل ہے فواحش منجملہ کبائر ہین لیکن یہ مع وصف ہونے
ان کے کے فاحشہ گویا کبائر سے فوق ہین جیسے زنا وقتل اور مثل انکے مقاتل نے کہا ہے فواحش وہ
گناہ ہین جو کہ حدون کو واجب کرنے والے ہین سدی نے کہا کہ زنا ہے پس عطف فواحش کا کبائر
پر عطف خاص بر عام و عطف بعض بر کل کے باب سے ہے اس لیے کہ کبائر کبھی حد کے موجب نہین ہوتے
ہین جیسے غیبت و نمیمہ کہ منجملہ کبائر ہین اور موجب حد نہین ہین وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ یعنے
اور جس وقت خفا ہون تو وہ تجاوز و درگزر کرتے ہین اُس گناہ سے جو کہ اُن کو غصے مین لایا
ہے اور پی جاتے ہین غصے کو اور حلم کرتے ہین اُس شخص پر جس نے اُن پر ظلم کیا ہے غضب کو غفران کے
ساتھ اس لیے خاص کیا ہے کہ استیلا و غلبہ غضب کا انسان کی طبیعت پر نہایت سخت ہوتا ہے تو وہ
اس کو وقت جوش غضب کے نہین بخشتا ہے مگر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ پاک نے کھول دیا ہے اور مزیت
و شرف حلم و بردباری کے ساتھ اُس کو اختصاص بخشا ہے اسی لیے اللہ پاک نے سورہ آل عمران مین ان
لوگون کی یہ ثنا و صفت کی ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ابن زید نے کہا کہ اللہ پاک
نے مومنین کی دو قسمین ٹھیرائی ہین ایک قسم تو وہ ہین جو اپنے ظالم سے معاف کرتے ہین سو ابتدا اُن کی
ذکر سے کی اور ایک قسم وہ ہین کہ اپنے ظالم سے بدلا لیتے ہین یہ وہ لوگ ہین جن کا ذکر آگے آتا ہے وَ
الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ یعنے وہ لوگ جنہون نے اجابت کی اپنے رب کی طرف
اُس شے کی جس کی طرف اُس نے اُن کو بلایا اور جو چیز اُن پر واجب کی اُس کو قائم کیا یعنے فریضہ نماز ابن زید
نے کہا یہ لوگ انصار ہین مدینے مین اُنہون نے رسول پر ایمان لانے کی دعوت قبول کی جب کہ اُن کی طرف
روانہ کیے بارہ سردار اُن مین سے ہجرت سے قبل اور قائم کی نماز اُس کے وقتون پر مع اُس کے شروط و ہیآت
کے قالہ القرطبی ونحوہ فی البیضاوی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنے مشورہ کرتے ہین آپس مین اور جلدی
نہین کرتے ہین اور نہ راے کے ساتھ منفرد ہوتے ہین شوریٰ مصدر ہے شاورتہ کا مثل بشری و قربی
ضحاک نے کہا یہ شوری مشورہ کرنا ہے انصار کا جب کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی

خبرسنی اور نقبا اُن کی طرف وارد ہوئے جس وقت کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر مین اُن کی رائی متفق ہوئی اس پر
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائین اور آپ کی نصرت کرین کسی نے کہا کہ مراد اُن کا مشورہ کرنا ہے
ہر کام مین جو اُن کو پیش آتا ہے سو اختیار نہین کرتا ہے بعض اُن کا بعض پر ساتھہ رائے کے ابن العربی
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اَلشُّوْرٰی اُلْفَۃٌ لِلْجَمَاعَۃِ وَسِبَارٌ لِلْعُقُوْلِ وَسَبَبٌ اِلَی الصَّوَابِ وَمَا
تَشَاوَرَ قَوْمٌ قَطُّ اِلَّا هُدُوْا یعنے شوری الفت ہو واسطے جماعت کے خوب جانچنے والا ہے واسطے
عقلون کے سبب ہے طرف راستی کے کبھی کسی قوم نے مشورہ نہین کیا مگر اُن کو ہدایت ہوئی مطلب یہ ہے کہ جس
کام مین مشورہ کرتے ہین تو شوریٰ کی برکت سے اُس کام کی سیدھی راہ ملجاتی ہے پس اللہ پاک نے کامون
مین مشورہ کرنے کی مدح فرمائی بہ سبب مدح کرنے اُن لوگون کے جو اُس کا امتثال کرتے ہین بشار بن برد
نے کیا خوب کہا ہے ؎

اِذَا بَلَغَ الرَّاْیُ الْمَشُوْرَۃَ فَاسْتَعِنْ	بِرَاْیِ نَصِیْحٍ اَوْ نَصِیْحَۃِ حَازِمِ
وَلَا تَجْعَلِ الشُّوْرٰی عَلَیْکَ غَضَاضَۃً	فَرِیْشُ الْخَوَافِیْ قُوَّۃٌ لِلْقَوَادِمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے اپنے امور مین مشورہ فرمایا کرتے تھے اور اللہ پاک نے آپ کو اُس کا
امر فرمایا پس ارشاد کیا وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ یہ مشورہ کرنا آرا مین بہت ہے اور احکام مین آپ اُن سے
مشورہ نہین لیتے تھے اس لیے کہ احکام مع جمیع اقسام فرض وندب ومکروہ ومباح وحرام کے اللہ پاک کے
پاس سے منزل ہین رہے صحابہ کرام بعد آپ کے سو وہ احکام مین مشورہ کیا کرتے تھے اور کتاب عزیز وسنت
مطہرہ سے اُن کا استنباط فرماتے تھے پہلے پہل جس کام مین صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا وہ امر خلافت
ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نص نہین فرمائی تھی اور اہل ردت کے بارے صحابہ نے مشورہ
کیا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی رائے قتال پر مستقر ہوئی چنانچہ اسی پر عمل درآمد ہوا اور مشورہ
کیا صحابہ نے بعد آپ کے حروب مین یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا ہرمزان سے جب کہ وہ
مسلمان ہوکر اُنکے پاس آیا اس کا قصہ جملہ مذکور ہے آل عمران مین شوری پر کلام گزرچکا ہے وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہین راہ خیر مین اور وہ سکو محتاجون پر
خیرات کرتے ہین پھر اللہ پاک نے اُس گروہ مومنین کا ذکر کیا جو اپنے ظالم سے بدلا لیتا ہے پس ارشاد
فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ یعنے اور وہ لوگ کہ جس وقت پہنچے اُن کو بغی
اُس شخص کی جس نے اُن پر بغاوت کی بغیر حق کے تو وہ انتقام لیتی ہین اپنے ظالم سے بغیر تعدی کے اللہ
پاک نے جس طرح کہ غصے کے وقت مغفرت کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین اسی طرح ان بدلا لینے والون کا

ذکر بھی معرض مدح مین فرمایا ہے اس لیے کہ جس نے بغی کی ہے اُس کے واسطے ذلیل ہونا اُن لوگون کی صفات سے
نہین ہے جن کے واسطے اللہ پاک نے عزت رکھی ہے جہان کہ فرمایا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
یس جیسا عفو وقت غصے کے فضیلت ہو ویسا ہی بدلا لینا بھی بغی کے وقت فضیلت ہے **ابن العربی**
رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اللہ پاک نے بغی مین بدلا لینے کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین اور دوسری جگہہ جرم سے
عفو کرنے کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین تو اب یہ احتمال ہے کہ دونون مین کا ایک دوسرے کا رافع ہو یا یہ بات
راجع ہو طرف دو حالتون کے ایک تو یہ حالت ہے کہ باغی فجور کا اعلان و اظہار کرتا ہو اور صغیر و کبیر کو ایذا دیتا
ہو تو اب اُس سے بدلا لینا افضل ہے دوسری حالت یہ ہے کہ وقوع بغی کا اُس شخص سے ہو جو کہ معروف بذلت نہیں
ہے اور مغفرت کا سوال کرتا ہو تو یہان عفو افضل ہے اسی طرح کیا **طبری** نے بھی اپنے احکام مین ذکر کیا
ہے **نخعی** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مومنین مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ اپنے نفوس کو ذلیل کرین تو سفہا
و فساق اُن پر جری ہو جائین لیکن یہ بدلا لینا مشروط باین شرط ہے کہ اللہ پاک نے جو امر ٹھیرا دیا ہے اُس
پر قصر کرین اور اُس سے آگے نہ بڑھین چنانچہ خود اللہ پاک نے بعد اس کے اُس کو یون بیان فرمایا ہے وَجَزٰٓؤُا

سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ

بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ۭ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اور برائی کا بدلا ہے بُرائی ویسی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے سو اُس کا ثواب ہے اللہ کے ذمے
بیشک اُس کو خوش نہین آتے گنہگار اور جو کوئی بدلا لے اپنے ظلم پر سو اُن پر نہین اُلاہنا اُلاہنا تو اُن پر
جو ظلم کرتے ہین لوگون پر اور دھوم اُٹھاتے ہین ملک مین ناحق اُن لوگون کو ہے دُکھہ کی مار اور البتہ جس نے
سہا اور معاف کیا بیشک یہ کام ہمت کے ہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ قولہ
تبارک و تعالی وجزاء سیئة سیئة مثلها مثل اس آیت کے ہے فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ اور مثل اس آیت کریمہ کے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ
الآیہ پس اللہ پاک نے عدل کو مشروع کیا ہے مراد قصاص ہے اور فضل کی طرف رغبت دلائی ہے اور وہ
عفو ہے کما قال سبحانہ و تعالی وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ اور اسی لیے یہاں
یون فرمایا ہے فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنے یہ عفو کرنا اللہ کے پاس ضائع نہ ہوگا چنانچہ یہ بات حدیث
شریف مین صحیح ہوئی ہے اور نہین زیادہ کی اللہ تعالے نے کسی بندے کو بسبب عفو کے مگر عزت قولہ تعالی
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ای المعتدین یعنے اللہ دوست نہین رکھتا ہے زیادتی کرنے والون کو مراد غصہ

ہے جو کہ برائی کی ابتدا کرتا ہے پھر اللہ جل وعلا نے فرمایا وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ
یعنے اور البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے سو ان لوگوں پر نہیں ہے کوئی راہ یعنے جس شخص نے
اُن پر ظلم کیا ہے اُس سے بدلا لینے میں اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے ابن جریر نے ابن عون سے روایت کیا ہے کہا
میں انتصار کا پوچھا کرتا تھا ولمن انتصر الآیہ یعنے اس آیت میں جو انتصار مذکور ہے اس کا میں لوگوں سے
سوال کیا کرتا تھا سو علی بن زید بن جدعان نے مجھے حدیث کی ام محمد اپنے باپ کی بی بی سے ابن عون
نے کہا لوگوں نے زعم کیا ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا کرتی تھی اُس نے
کہا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر داخل ہوئے اور ہماری پاس بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں پس آپ اپنے
دست مبارک سے کچھ کرنے لگے آپ کو بی بی زینب کی خبر نہ تھی سو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا یہانتک کہ میں نے
بی بی زینب کی آپ کو خبر کردی تو آپ رک گئے اور بی بی زینب متوجہ ہوئیں بی بی عائشہ کو برا کہنے لگیں پس
آپ نے بی بی زینب کو منع فرمایا سو انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو ان
کو سب کر سو انہوں نے بی بی زینب کو برا کہا پھر وہ اُن پر غالب ہو گئیں اور حضرت زینب چلیں تو حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں پھر کہا کہ ان عائشۃ تقع بکم وتفعل بکم یعنے حضرت عائشہ تم کو سخت ودرشت
کہتی ہیں پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ انہا حبۃ ابیک
ورب الکعبۃ یعنے بیشک عائشہ محبوبہ ہے تیرے والد کی قسم ہے رب کعبہ کی سو حضرت فاطمہ لوٹ گئیں اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اُن سے یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ایسا کہا تو انہوں
نے ایسی ایسی بات فرمائی راوی نے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے
اور اس باب میں آپ سے گفتگو کی هٰكَذَا أَوْرَدَ هٰذَا السِّيَاقَ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ يَأْتِي فِي
رِوَايَاتِهِ بِالْمُنْكَرَاتِ غَالِبًا وَهٰذَا فِيهِ نَكَارَةٌ وَالصَّحِيحُ خِلَافُ هٰذَا السِّيَاقِ كَمَا رَوَاهُ
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ الْفَأْفَاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ الْبَهِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا عَلِمْتُ حِينَ دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَهِيَ
غَضْبَى ثُمَّ قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ إِذَا قَلَبَتْ لَكَ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا
ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَكِ فَانْتَصِرِي فَأَقْبَلْتُ
عَلَيْهَا حَتّٰى رَأَيْتُ رِيقَهَا قَدْ يَبِسَ فِي فِيهَا مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ وَهٰذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں نہیں جانا میں نے جب کہ

داخل ہوئین مجھ پر زینب اور وہ خفا تہین پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کافی ہے آپ کو جب کہ لوٹ دین واسطے آپکے حضرت ابوبکر کی بیٹی اپنے کرتے کو پہر وہ مجھ پر متوجہ ہوئین تو مین نے اُن سے منہ پہیر لیا یہانتک کہ مجھ سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لے یعنے مقابلہ کر پس بدلا لے پہر مین اُن پر متوجہ ہوئی یہانتک کہ مین نے اُن کے تہوک کو دیکھا کہ اُن کے منہ مین خشک ہوگیا تہا نہین رد کرتی تہین مجھ پر کچہ یعنے ہار گئین اُن سے کچہ جواب نہ بنا پس مین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک جہل جہلاتا تہا۔ **فتح البیان** مین ہے کہ نسائی وابن ماجہ وابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرمایا بی بی زینب مجھ پر داخل ہوئین اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہے سو وہ مجھ پر متوجہ ہوئین تو مجھے بُرا کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو جہڑکا تو وہ باز نہ رہین پہر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو سب کر سو مین نے اُن کو بُرا کہا یہانتک کہ اُن کا تہوک اُن کے منہ مین خشک ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے مارے چمچماتا تہا امام احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا مِنْ شَیْءٍ فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ ثُمَّ قَرَأَ وَجَزٰؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا انتہی یعنے دو شخص آپس مین گالی دینے والے جو کچہ اُنہون نے کہا سو گناہ اُس کا ابتدا کرنیوالے پر ہے یہانتک کہ زیادتی کرے مظلوم پہر آیت مذکورہ پڑہی بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے کہ بددعا کی اُس شخص پر جس نے اُس پر ظلم کیا تو مقرر اُس نے بدلا لے لیا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ وَاسْمُهٗ مَیْمُوْنٌ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِهٖ وَقَدْ تُکُلِّمَ فِیْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ **قولہ عز وجل انما السبیل علے الذین یظلمون الناس ویبغون فے الارض بغیر الحق** یعنے حرج وعنت جو ہے سو اُنہین لوگون پر جو کہ ظلم کرتے ہین لوگون پر اور بغاوت کرتے زمین مین ناحق یعنے ابتدا کرتے ہین ظلم کی لوگون پر جس طرح کہ حدیث صحیح مین آیا ہے المستبان ما قالا فعلے البادی مالم یعتد المظلوم **اولئک لہم عذاب الیم** یعنے یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُنہین کے واسطے ہے عذاب سخت درد دینے والا **ابوبکر بن ابی شیبہ** نے محمد بن واسع سے روایت کیا ہے کہا مین مکے کو آیا تو ناگاہ خندق پر ایک پل ہے پس مجھے پکڑا پہر مجھ کو مروان بن مہلب کی طرف لے گئے یہ امیر تہا بصرے پر سو اُس نے کہا اے ابوعبداللہ تیری کیا حاجت ہے مین نے کہا میری حاجت اگر تو طاقت رکہے اس کی کہ تو ویسا ہووے جیسا کہ بنی عدی کا بہائی تہا تو تو ہو مروان نے کہا بنی عدی کا بہائی کون ہے مین نے کہا کہ علا بن زیاد اُس نے ایک بار اپنے کسی دوست کو عامل بنایا تہا کسی

ای اللذان [illegible] یسب کل منہما الآخر [illegible] فعلی البادی [illegible]

خبر ای اثم ما قالا علے البادی اذا لم یعتد المظلوم فاذا تعدی یکون علیہما کذا فی المجمع ۱۲ منہ

عمل پر یعنے کسی جگہہ کی اُس کو حکومت دی تہی سو علا نے اُس کو خط لکھا اَمَّا بَعْدُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا تَبِیْتَ اِلَّا وَظَهْرُكَ خَفِیْفٌ وَّبَطْنُكَ خَمِیْصٌ وَّكَفُّكَ نَقِیَّةٌ مِّنْ دِمَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمْوَالِهِمْ فَاِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَمْ یَكُنْ عَلَیْكَ سَبِیْلٌ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ الآیۃ یعنی بعد حمد و صلوۃ کے پس اگر تو طاقت رکہہ اس کی کہ رات بسر نہ کرے تو مگر اس حال مین کہ تیری پیٹہہ ہلکی ہو اور تیرا پیٹ پتلا ہو اور تیری ہتیلی صاف ہو مسلمانون کے خونون اور مالون سی پس بیشک تو نے اگر یہ کیا تو نہین ہے تجہ پر کوئی راہ یعنے کسی طرح کا حرج و گناہ راہ جو ہے سو نہین پر جو کہ ظلم کرتے ہین لوگون پر الآیہ پس مروان بولا واللہ اس نے سچ کہا اور نصیحت و خیر خواہی کی پہر کہا اے ابو عبداللہ تیری کیا حاجت ہی مین نے کہا میری حاجت یہ ہی کہ تو مجہے لاحق کردے میرے گہر والون سی کہا ہان رواہ ابن ابی حاتم پہر اللہ تعالی نے جب کہ ظلم و اہل ظلم کی مذمت فرمائی تو عفو و درگزر کرنے کی طرف رغبت دلائی ارشاد فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ یعنے البتہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور برائی کا ستر کیا فَاِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سعید بن جبیر نے کہا پس بیشک یہ البتہ حق امور سے ہے جن کا اللہ تعالے نے امر فرمایا ہے یعنے البتہ امور مشکورہ و افعال حمیدہ سے ہی جن پر ثواب جزیل و ثنائے جمیل ہے ابن ابی حاتم نے عبدالصمد بن یزید حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے خادم سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت فضیل کو سنا کہ فرماتے تہے جس وقت آئے تیرے پاس کوئی شخص کہ شکایت کرتا ہے طرف تیرے کسی شخص کی تو تو کہہ اے میرے بہائی تو اُس سے معاف کردے پس بیشک عفو قریب تر ہے طرف تقوی کے پہر اگر وہ کہے کہ میرا دل عفو کی برداشت نہین کرتا ہے لیکن مین تو بدلا لونگا جیسا کہ اللہ عزوجل نے مجہے امر فرمایا ہے تو تو اُس سے کہہ کہ اگر تو اچہی طرح سے بدلا لینا جانتا ہے تو بدلا لے ورنہ پہر رجوع کر طرف دروازہ عفو کے پس بیشک عفو ایک دروازہ فراخ ہے کیونکہ جس شخص نے عفو کیا اور اصلاح کی تو اُس کا اجر اللہ پر ہے اور صاحب عفو سوتا ہے اپنے بچہونے پر رات کو اور صاحب انتصار کا قلب کرتا ہے امور کو امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوس فرما تہے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعجب کرنے اور تبسم فرمانے لگے پہر جب اُس شخص نے کثرت کی تو حضرت صدیق نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا پس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہو لئے اور کہڑے ہوگئے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سی جا ملے پہر عرض کیا یا رسول اللہ بیشک وہ مجہہ گالی دیتا تہا اور آپ بیٹہے تہے پہر جب مین نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو آپ خفا ہوئے اور کہڑے ہوگئے فرمایا بیشک حال یہ ہے کہ تیرے ساتہہ ایک فرشتہ تہا وہ تیری طرف سے رد کرتا تہا پہر جب تو نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو شیطان حاضر ہوگیا پس نہین ہون مین کہ شیطان کے ساتہہ بیٹہون

پھر فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہین کہ وہ کل حق ہین نہین ہے کوئی بندہ کہ ظلم کیا جاے ساتھہ کسی مظلمہ کے پھر وہ اُسپر سے چشم پوشی کرے واسطے اللہ کے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے بسبب اُس کے اور مدد کرتا ہے اُس کی اور نہین کھولا کسی شخص نے دروازہ عطیہ کا کہ ارادہ کرتا ہے اُس سے صلہ کا مگر زیادہ کرتا ہے اللہ اُس کو بسبب اُس کے کثرت اور نہین کھولا کسی شخص نے دروازہ سوال کا کہ ارادہ کرتا ہے اُس سے کثرت کا مگر زیادہ کرتا ہے اُس کو اللہ عز وجل بسبب اُس کے قلت وَكَذَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ وَرَوَاهُ صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ وَرَوَاهُ مِنْ طَرِيْقِ اللَّيْثِ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْمُحَرَّرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْ غَايَةِ الْحُسْنِ فِي الْمَعْنٰى وَهُوَ سَبَبٌ مُنَاسِبٌ لِلصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ **ف** فتح البیان کا بیان فائح مع توضیح یہ ہے وجزاء سیئة سیئة مثلها اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ انتصار مین عدل یہی ہے کہ مساوات پر اقتصار کرے ظاہر اس کا عموم ہے یعنے کوئی بھی جنایت ہو اُس کے بدلا لینے مین برابری پر قصر کیا جاے **مقاتل** و امام شافعی و امام ابوحنیفہ و سفیان رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ یہ بدلا لینا خاص ہے ساتھہ مجروح کے کہ وہ انتقام لیوے جارح سے ساتھہ قصاص کے نہ اُس کے سوا مجاہد و سدی کہتے ہین یہ جواب قبیح کا جبکہ کوئی شخص کہے اخزاک اللہ تو اُس کے جواب مین کہے اخزاک اللہ یعنے اللہ تجھے رسوا کرے بغیر اُس کے کہ زیادتی کرے اور جب بدلا لے لیا تو اپنی ظلامت بھرپور لیچکا اور اول بری ہوگیا اُس کے حق سے اور باقی رہا اُس پر گناہ ابتدا کا اور گناہ اللہ تعالےٰ کے حق کا جزاء سیئہ کا نام جو سیئہ رکھا سو یا تو اس واسطے کہ جس پر وہ واقع ہوتی ہے اُس کو بُری لگتی ہے یا بطریق مشاکلت کے اسلیے کہ صورت مین دونون باہم متشابہ ہین پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان کردیا کہ بدلا سیئہ کا ویسی ہے سیئہ کے ساتھہ حق جائز ہے تو بعد اس کے عفو کی فضیلت بیان کی پس ارشاد فرمایا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ حرف فا واسطے تفریع کے ہے یعنے جب کہ جزا مین رعایت مماثلت کی واجب ہے بدون زیادتی کے اور یہ رعایت نہایت مشکل ہے تو اولیٰ عفو و اصلاح ہے جبکہ وہ قابل اصلاح کے ہو پس اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ اس قول کے مخالف ہے کہ الحلم علی العاجز محمود وعلی المتغلب مذموم یعنے عاجز پر حلم کرنا محمود ہے اور متغلب پر مذموم ہے معنے یہ ہین کہ جس شخص نے عفو کیا اُس شخص سے جس نے اُس پر ظلم کیا اور صلاح کی ساتھہ عفو کے درمیان اپنے اور اپنے ظالم کے تو اجر اسکا اللہ پر ہے یعنے وہ ضرور اس پر اُس کو اجر دے گا **اجر** کو جو مبہم رکھا سو اسپر کہ منظور اُسکی تعظیم شان ہے اور آگاہ کرتا ہے اُس کی جلالت و بندگی پر یعنے ایسا عظیم الشان اجر ہے کہ اس کی عظمت بیان سے باہر ہے **مقاتل** نے کہا یعنی عفو اعمال صالحہ سے ہوا اسکا بیان سورہ آل عمران

ف معنی یہ ہے صبر کرنے والے اوس شخص ابن عیینہ نے کہا ہے فلاد ہے سبب [illegible] صدیق اکبر کا ہے [illegible] رحمہ

جو اُسکو پہونچتا ہے اور جزع و فزع نہ کیا یعنے مضطر و بے قرار نہ ہوا تو وارث کرتا ہے اُسکو اللہ تعالیٰ حال رضا کا اور
یہ حال اجل و بزرگتر احوال کا ہے اور جس نے مصیبتوں پر جزع و فزع کیا اور شکایت کی تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُس کے
نفس کی طرف سپرد کر دیتا ہے پھر اُس کو اُس کی شکایت نفع نہیں دیتی ہے **حکایت** نقل کرتے ہین کہ حضرت
حسن رحمہ اللہ تعالے کی مجلس مین ایک شخص نے ایک شخص کو گالی دی پس جس کو گالی دی تھی وہ غصے کو پیتا تھا
اور پسینے پسینے ہو رہا تھا پس پسینے کو پونچھتا تھا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا تو یہ آیت پڑھی یعنے ولمن صبر وغفر الآیہ
پس حضرت حسن نے فرمایا عقلها واللہ وفهمها اذ ضيعها الجاهلون یعنے واللہ اُس نے اُس کو سمجھا بوجھا جب کہ جاہلوں
نے اُس کو ضائع کیا بالجملہ عفو ایک ایسی نفیس شے ہے کہ اُس کی طرف رغبت دلائی ہے پھر بعض احوال مین کبھی اسکے
برعکس بھی ہوتا ہے تو ترک عفو لوٹ کر مندوب الیہ ہو جاتا ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے یہ جب ہوتا ہے کہ
زیادتی بغی کے روکنے اور مادہ ایذا کے قطع کرنے کی حاجت ہوتی ہے غرضکہ ایذا پر صبر کرنا اور عفو و درگزر
کرنا ہمت کا کام ہے اللہ پاک کی توفیق سے بندہ مصالح کو نصیب ہوتا ہے پھر فرمایا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَ
تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَ
مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اور
جس کو راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہین اُس کا کام بنانے والا اُس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت
دیکھین گے عذاب کہین گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ اور تو دیکھے اُن کو سامنے لائے گئے
ہین آگ کے نوبی آنکھین ذلت سے دیکھتی ہین چھپی نگاہ سے اور کہتے ہین جو ایمان دار تھے مقرر ٹوٹے والے
وہی ہین جنہوں نے گنوائی اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار پڑے ہین سدا کی مار
مین اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکاوے اللہ اُس کو
کہین نہین راہ انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالے اپنے نفس کریم کی خبر دیتا ہے کہ جو کچھ
اُس نے چاہا وہ ہوگیا اور اُس کا کوئی رد کرنے والا نہین اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا پھر اُس کا کوئی وجود مین لانے
والا نہین اور جس کو اُس نے ہدایت کی اسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہین اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اُس کا
کوئی راہ پر لانے والا نہین کما قال عزوجل وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا پھر اللہ پاک نے خبر
دی طرف سے ظالمین کے یہ وہ ہین جو کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنے والے ہین جب قیامت کے دن عذاب
کو دیکھین گے تو دنیا کی طرف پھرنے کی تمنا کرین گے کہین گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ جیسا کہ

اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَوْ تَرَیٰ اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ بَدَا لَھُمْ مَّا کَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ
قولہ تعالے وَتَرٰھُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا الآیۃ یعنے تو دیکھے انکو مین کیے گئے ہین آگ پر اس حال ہین کہ آنکھین
نیچی کرنے والے ہین مارے اُس ذلت وخواری کے جو اُن پر چھا رہی ہے بسبب نافرمانے اللہ پاک کے جس کو دنیا
مین کر گزرے ہین دیکھتے ہین طرف خفی سے مجاہد نے کہا یعنے ذلیل مطلب یہ ہے کہ آگ سے ڈر کر اُس کی طرف
چور نظر سے دیکھین گے حالانکہ جس شے سے ڈرتے ہین وہ ضرور اُن پر واقع ہونے والی ہے اور جو کچھ اُن کے
جی ہین ہے اُس سے بڑہ کر دیکھین گے بڑہ کر ہوگی اجارنا اللہ من ذلک **قولہ تعالے** وَقَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ
یعنے دنیا مین جو لوگ ایمان لے آئے تہے وہ قیامت کے دن یون کہین گے کہ مقرر بڑے ٹوٹے والے
وہی ہین جنہون نے گنوائین اپنی جانین اور اپنے گہر والے قیامت کے دن مطلب یہ ہے کہ اُن کو آگ
کی طرف لے گئے سو اُنہون نے ابد الآباد کے گہر مین اپنی لذت معدوم کی اور اپنی جانین گنوائین اور جدائی
کی گئی اُن مین اور اُن کے یار دوستون اور گہر والون اور رشتہ دارون مین سو اُن کو گنوا بیٹہے اَلَا اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ
فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یعنے سنتا ہے بیشک ظالم لوگ تو ہین دائم وسرمدی وابدی عذاب ہین جس سے اُن کو نہ نکلنا
ہے نہ اُس سے اُن کو بہاگنے کی جگہہ ہے **قولہ تعالے** وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ الآیۃ یعنے اور کوئی
نہ ہوئے اُن کے حمایتی کہ چہڑاتے اُن کو اللہ کے سوائے اُس عذاب ونکال سے جس مین وہ ہین اور جسکو بہٹکا دے
اللہ تو اُس کو نہین کسی طرح کا چہٹکارا **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جس کو گمراہ کرے اللہ یعنے
اس کو بے مدد چہوڑ دے تو کوئی نہین اُس کا کام بنانے والا اللہ کے سوائے کہ اُس کی ہدایت کا متولی ہو اور
اُس کی مدد کرے ظاہر آیت عموم ہے کسی نے کہا کہ یہ خاص ہے اُس شخص کے ساتھ جس نے نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے اعراض کیا اور جس شی کی طرف آپ نے اُس کو بلایا اُس پر عمل نہ کیا مراد ایمان لانا ہے اللہ پاک پر
اور عمل کرنا ہے اُس شے پر جو اُس نے مشروع فرمائی اور مودت قربی ہین یعنے جس شخص کو اللہ پاک نے ان چیزون
سے گمراہ کیا تو کوئی ہدایت کرنے والا اُس کو ہدایت نہین کرتا ہے قالہ القرطبی والاول اولی تریٰ کا خطاب
دونون جگہہ ہر اُس شخص کو ہے جس سے رویت ہو سکتی ہے اور رویت دونون موضع ہین بصری ہے یعنے
کی آنکھہ سے دیکھنا یہ رویت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتی ہے چنانچہ الظالمین اُس کا مفعول ہے اور ہر
ایک کے بعد کا جملہ حالیہ ہے مراد ظالمین سے مشرکین مکذبین بعث ہین راوا کے معنے ہین یرون ماضی
کا صیغہ واسطے التحقق ووقوع کے اختیار کیا ہے **عذاب** سے مراد نار ہے معنی یہ ہین اے دیکھنے والے تو
دیکھے گا مشرکون بعث کی جہٹلانے والون کو جس وقت وہ دیکھین گے آگ کو کسی نے کہا جب دیکھین گے

موت کے وقت اُس شی کو جو اللہ پاک نے اُن کے واسطے تیار کر رکھی ہے تو کہینگے آیا ہے طرف رجوع الی الدنیا کے کوئی
راہ مطلب یہ ہے کہ عذاب دیکھکر دنیا کی طرف پھرنے کی تمنا کرینگے حالانکہ یہ تمنا بے سود ہے وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا
الآیۃ جملہ یعرضون علیہا محل نصب مین ہے بنا بر حال اس لیے کہ رویت بصری ہے جیسا کہ اول گزر چکا ہے خاشعین
حال ہے یعرضون کی ضمیر سے من الذل مین حرف من سببیہ ہے اے من اجل الذل اور متعلق ہے خاشعین سے
ضمیر علیہا کی راجع ہے طرف عذاب کے گو عذاب مذکر ہے مگر چونکہ اُس سے مراد نار ہے اس لیے اُس کی طرف
ضمیر مونث راجع کی ہے یعنے اے مخاطب تو دیکھیگا ظالمون کو اس حال مین کہ وہ پیش کیے جا رہے ہونگے
آگ پر در آنحال کہ وہ ساکن و متواضع و فروتن ہونگے بسبب ذلت کے دیکھتے ہونگے طرف آگ کے طرف
خفی سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خفی بمعنے ذلیل ہے یعنے دیکھتے ہونگے نیچی نگاہ سے
حرف من ابتدائے غایت کا ہے یعنے اُن کا آگ کی طرف دیکھنا شروع ہوگا نیچی نگاہ سے یہ بھی جائز ہے
کہ من تبعیض کا ہو یعنے نظر کرینگے بعض پست نگاہ سے مطلب یہ ہے کہ مارے خوف کے پوری نیچی نگاہ سے
بھی نظر نہ کرینگے بلکہ نگاہ پست سی کچھ دیکھینگے یونس نے کہا کہ من بمعنے با ہے اے ای ینظرون
بطرف ضعیف یعنے کمزور نگاہ سے نظر کرینگے مارے خوف و ذلت کے اخفش بھی اسی کے قائل ہین طرف
خفی وہ ہے جس کی نظر خفی ہوتی ہے جس طرح وہ شخص دیکھتا ہے طرف تلوار کے جس کو قتل کے واسطے
روک رکھا ہے وہ لوگ جو اس طرح دیکھینگے سو اس لیے کہ خوف و ذلت اُن کو لاحق ہوا ہے مجاہد کہتے
ہین کہ وہ تو اپنے دلون سے نظر کرینگے اس لیے کہ وہ اندھے محشور ہونگے اور دل کی آنکھہ طرف خفی ہے
قتادہ و سعید بن جبیر و سدی و قرظی یعنے محمد بن کعب کہتے ہین کہ یسارقون النظر الی النار من شدۃ
الخوف یعنی مارے شدت خوف کے چور نگاہ سے آگ کی طرف نظر کرینگے بھری نگاہ سے بلا تکلف
نہ دیکھینگے قولہ تعالی وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ مومنین کہینگے بیشک
خسران و زیان مین کامل اور بھرپور یہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان زیان اپنی جانون کے
اور اپنے گھر والون کے باین طور کہ ہمیشہ ہمیشہ نار مین اُن کو بسایا یوم القیامۃ یا تو ظرف ہے خسروا
کا اس بنا پر قول مومنین کا دنیا مین ہوگا یا ظرف ہے قال کا تو قول قیامت مین ہوگا بصیغہ ماضی اس لیے
اس کو ادا کیا ہے کہ اس کے وقوع کا تحقق معلوم ہو کما قالہ ابو السعود یہان دو خسران مذکور ہین پس انہون
نے اپنی جانون کا زیان تو یون کیا کہ آگ مین چلے گئے وہان معذب ہوئے اور گھر والون کا نقصان یہ ہے
کہ اگر وہ ان کے ساتھ آگ مین ہین تو اُن سے منتفع نہ ہونگے اور اگر وہ جنت مین ہین تو اُن کے اور اُن کے
درمیان حیلولت ہوگئی کسی نے کہا خسران اہل کا یہ ہے کہ اگر وہ ایمان لاتے تو جنت مین حور عین ملتین

اُن کے واسطے کہڑا ہوئے ہوتے **قولہ تعالے** اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یا تو تتمہ کلام مومنین ہی ہے
یا اللہ پاک کے کلام سے ہی یعنے سنتا ہے بیشک ظالمین عذاب دائم مین ہین جو کبھی منقطع نہ ہوگا وَمَا کَانَ
لَھُمْ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس جگہہ اللہ تعالے کے سوا نہ اُن کے واسطے کوئی اعوان ہین کہ اُن سے عذاب کو
دفع کرین اور نہ کوئی انصار و مددگار کہ اُن کی مدد کرین بلکہ اللہ پاک ہی متصرف ہی جو اُس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ
چاہا نہ ہوا وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ الآیہ کے یہ معنے ہین کہ جس کو اللہ بہٹکا وے تو نہین ہے اُس کے واسطے کوئی راہ
کہ وہ اس پر چلے طرف نجات کے پہر جب اللہ سبحانہ نے وعدہ و وعید کے ذکر مین اطناب کیا تو بعد اُس کے وہ
شے ذکر کی جو کہ دونون کے ذکر سے مقصود ہی پس ارشاد فرمایا اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ
لَّا مَرَدَّ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ مَا لَکُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ ○ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ
عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا ؕ اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَۃً فَرِحَ بِھَا ۚ وَاِنْ
تُصِبْھُمْ سَیِّئَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ ○ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ
آوے ایک دن جو پہرتا نہین اللہ کے یہان سی نہ ملے گا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ ملے گا الوپ ہو جانا پہر اگر وہ
ٹلا وین تو تجہ کو نہین بہیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا ذمہ یہی ہی پہونچا دینا اور ہم جب چکہلاتے ہین آدمی کو اپنی
طرف سے مہر اُس پر ریجہتا ہے اور اگر پہونچتی ہے اُن کو کچہ بُرائی بدلا اپنی کمائی کا تو انسان بڑا ناشکر ہے
انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جو اہوال و امور عظام ہولناک قیامت کے دن
ہون گے جب کہ اللہ پاک نے اُن کا ذکر کیا تو اُس سی تحذیر کی اور اُس کے واسطے تیاری کرنے کا امر کیا
پس فرمایا استجیبوا لربکم الآیہ یعنے اپنے رب کا حکم مانو اُس دن کے آنے سی پہلے جس کو اللہ کے پاس سی پہرنا
نہین وہ ایسا دن ہے کہ جس وقت وہ اُس کے ہونے کا امر فرمائیگا تو مثل پلک مارنے کے ہو پڑیگا اُس کا نہ
کوئی دفع کرنے والا ہے نہ روکنے والا مَا لَکُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ یعنے نہین ہے
تمہارے واسطے اُس دن کوئی حصن و قلعہ کہ تم اُس مین محفوظ ہو جاؤ اور نہ کوئی ایسا مکان کہ وہ تم کو چہپا
لے اور تم اُس مین الوپ ہو جاؤ تو اللہ تبارک و تعالے کی نگاہ سے غائب ہو رہو بلکہ وہ تو اپنے علم و بصر و
قدرت سے تمہارا احاطہ کرنے والا ہے پس اُس سے کوئی جائے پناہ نہین ہے مگر طرف اُسکی یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۚ کَلَّا لَا وَزَرَ ؕ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ **قولہ تعالے** فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ یعنے
پہر اگر مشرکین اعراض کریں تو نہین بہیجا ہم نے تجہ کو اُن پر نگہبان یعنے تو کچہ اُن پر داروغہ نہین ہے کہ خواہ مخواہ
اُن کو راہ پر لائے کما قال عز و جل لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ **وقال**
تعالے فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ اور یہان یون فرمایا ہے اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ

ـه کہبگا آدمی
ـه ٹلا وین لیکن
ـه ...
ـه تیرا ذمہ ...
ـه چکہلاتے ہین
ـه ریجہتا ہے
ـه ناشکرا ہے

ـه پہر اگر ... نہین ہے ... کو راہ پر لانا لیکن اسلام ... تبلیغ ... جا ہے ۱۲
ـه سو تم ... تو پہنچا نا ... اور ہمارا ذمہ ... لینا ہے ۱۲

یعنی ہم نے تو تجہ کو صرف اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اللہ تعالے کی رسالت اُن کو پہونچا وے پہر فرمایا وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ یعنے جس وقت پہونچے انسان کو ارزانی و نعمت تو اُس سے خوش ہوتا ہی اور اگر پہونچے لوگون کو کوئی برائی یعنے قحط و نقمت و بلا و شدت تو بیشک انسان بڑا ناشکر ہے یعنے جو نعمتین اس سے پہلے گذر چکی ہین اُن کا منکر ہوتا ہے اور نہین پہچانتا ہے مگر ساعت راہنہ کو یعنے لگلے انعام سے چشم پوشی کرتا ہے اسی حالت موجودہ کو پیش نظر رکہتا ہے پہر اگر اُس کو کوئی نعمت پہونچے تو اتر او بطر کرتا ہے یعنے اتراتا ہے کہ ہم جیسا کوئی نہین ہے ہم ہی ناز و نعم مین ہین اور اگر لگے اُس کو کوئی محنت و ایذا تو نا امید ہوجاتا ہے آس توڑ بیٹہتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے عورتون سے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ عورتون کے تم خیرات کیا کرو پس بے شک مینے تم کو دیکہا ہے اکثر اہل نار کے تو ایک عورت بولی یا رسول اللہ یہ کیون ہے پس آپنے فرمایا اس واسطے کہ تم شکایت بہت کرتی ہو اور خاوندون کی ناشکری کرتی ہو لو احسنت الی احدٰہن الدہر ثم ترکت یومًا قالت ما رائیت منک خیرا قط یعنے آپنے عورتون سے التفات فرماکے مرد غیر معین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا اے مخاطب اگر تو احسان کرے کسی عورت پر ایک مدت دراز پہر تو ایک دن احسان چہوڑ دے تو کہے کہ کبہی مین نے تجہ سے کوئی خیر نہین دیکہی اکثر عورتون کا یہی حال ہے مگر وہ عورت جس کو اللہ تعالے نے ہدایت کی اور اُس کی ہدایت کا اُسے الہام فرمایا اور وہ اُن مین سے تہی جو ایمان لائے اور بہلائیان کین پس مومن ایسا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر پہونچے اُس کو رحمت تو شکر کرے پس اُس کے واسطے خیر ہو اور اگر لگے اُس کو کوئی تکلیف تو صبر کرے پس اُس کے لیے خیر ہو یہ حال کسی کے واسطے نہین ہوتا ہے مگر واسطے مومن کے **ف** فتح البیان کا بیان ہم توضیح یہ ہے کہ تمہارے ربنے جو تم کو اس طرف بلایا ہے کہ اُس پر اور اُس کی کتابون پر اور اُس کے رسولون پر ایمان لاؤ سو تم اُس کی دعوت کو قبول کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کے رد و دفع پر کوئی قادر نہ ہو یہ تقریر اس بنا پر ہے کہ معنے یہ ہون قبل اس کے کہ آوے اللہ کی طرف سے وہ دن جس کو کوئی رد نہ کرے یا لا مرد لہ مرتبہ کے یہ معنے ہین کہ رد نہ کرے گا اُس کو اللہ بعد اس کے کہ اپنے بندون پر اُس کا حکم کرچکا اور اُن کو اُس کا وعدہ دے چکا مراد اُس دن سے قیامت کا دن ہے یا موت کا دن مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ یعنے نہین ہے واسطے تمہارے کوئی جائے پناہ اُس دن کہ تم اُس کیطرف پناہ پکڑو وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ کے یہ معنے ہین اور نہین ہے واسطے تمہارے کسی طرح کا انکار اُس دن یعنے بلکہ تم تو اپنے گناہون کا اقرار کرلوگے کیونکہ وہ تو تمہارے نامۂ اعمال مین جمع کیے ہوئے ہونگے اور تمہارے اعضا اُن کی تم پر گواہی دین گے مجاہد نے کہا یعنی ہر نہ کہ مالکم من ناصر ینصرکم یعنے نہین ہے تمہارا کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے کسی نے کہا نکیر بمعنے منکر ہے

جیسے الیم بمعنے مؤلم ہے یعنے تم نہ پاؤگے اُس دن کوئی منکر اُس عذاب کا جو تمپر نازل ہوگا ابن ابی حاتم نے اس
کو حکایت کیا ہے اور کلبی وغیرہ بھی اسی کے قائل ہین لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا معنے یہ
ہین کہ وہ قادر نہ ہونگے کہ انکار کرین اُن گناہون کا جن پر وہ واقف کیے جائینگے یہ معنی اول معنے کے
لگ بھگ ہین فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا الآیہ کا یہ مطلب ہے پھر اگر وہ اعراض کرین تو نہین بھیجا ہم نے تجھکو اُن پر
حفیظ یعنے حافظ ونگہبان کہ جو اعمال اُن سے صادر ہوتے ہین تو اُن کو نگاہ رکھے یہانتک کہ تو اُن
پر اُن سے محاسبہ کرے اور نہ ہم نے تجھکو اُن پر موکل ورقیب کرکے بھیجا ہے کہ تو اُن کو مقہور کرے اُس شے
کی بجا آوری پر جسکو دیکر ہم نے تجھے بھیجا اِنۡ عَلَیۡكَ اِلَّا الۡبَلٰغُ یعنے نہین ہے تجھ پر مگر پہونچا دینا
اُس شی کا جس کے پہونچانے کا تجھے حکم دیا ہے سو اس کے تجھ پر اور کچھ نہین ہے یہ حکم منسوخ ہے آیت
سیف سے اس لیے کہ یہ قبل امر بالجہاد کے تھا وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس
وقت ہم چکہاتے ہین انسان کو اپنی طرف سے رحمت یعنے جب ہم اُس کو عطا کرین ارزانی وصحت وآسودگی
تو خوش ہو اُس سے اترا کر دنیا کی نعمتین گو عظیم ہی کیون نہ ہون مگر بہ نسبت سعادت آخرت کے ایسی ہین
جیسے قطرہ بہ نسبت دریا کے سو اسی لیے انعام کا نام اذاقت رکہا ہے یعنے دنیا کا انعام اگرچہ کتنا ہی
بڑا ہو آخرت کے مقابلے مین ایسا ہے جیسے کسی کہانے کا صرف مزہ چکھ لینا بالجملہ مراد انسان سے جنس
ہے اسی لیے وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَیِّئَةٌ الآیہ مین اُس کی طرف ضمیر جمع کی راجع فرمائی ہے یعنے اگر اُن کو پہنچے
کوئی بلا وسختی وبیماری وفقر بسبب اُن گناہون کے جن کو اُن کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہین ذات کو ہاتھون
کے پیرایہ مین اس لیے ادا کیا ہے کہ اکثر افعال کی مزاولت انہین ہاتھون سے ہوتی ہے تو بیشک انسان
بڑا ناشکرا ہے اُن نعمتون کا جن کا اللہ پاک نے اُس پر انعام فرمایا ہے اُن پر اُس کا شکر نہین کرتا ہے
یہ بات باعتبار غالب جنس انسان کے ہے اکثر یہی ناشکرے ہین شاکر بہت کم ہین کما قال تعالی
وَقَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ نکتہ بیان فانہ کفور کہہ دینا کافی تھا اس لیے کہ انسان کا ذکر اول ہو چکا
ہے سو ایسا نہ کیا بلکہ اسم ظاہر کو بجائے ضمیر کہا اس واسطے کہ منظور تسجیل کرنا ہے اس امر پر کہ یہ جنس موسوم
بکفران نعم ہے کما قال تعالے اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ معنے یہ ہین کہ غالب افراد انسان کا یہ حال
ہے کہ بلا کو یاد کرتا ہے اور نعمتون کو بھول جاتا ہے اور اُن کو ڈہانکتا ہے پھر اللہ سبحانہ نے اپنی وسعت
ملک ونفاذ تصرف کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنۡ
یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۝ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا
اِنَّهٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ۝ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا

فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ○ اللہ کا راج ہے آسمانون مین اور زمین مین پیدا کرتا ہے جو چاہتا
ہے بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیان اور بخشتا ہی جس کو چاہے بیٹے یا اُن کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیان
اور کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ . . . . وہ ہے سب جانتا کرسکتا اور کسی آدمی کی حد نہین کہ اُس سے باتین کرے
اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہونچاوے اُس کے حکم کو جو چاہے وہ
سب سے اوپر ہے حکمتون والا **ف** حضرت موسیٰ سے کلام ہوئے ہین پردے کے پیچھے سے انتہی **ف**
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ وہ خالق و مالک ہے آسمانون کا اور زمین کا
اور اُن مین تصرف کرنے والا ہے اور اُس نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہُوا اور وہ دیتا ہے جس کو چاہتا
ہے اور جس کو چاہتا ہے نہین دیتا اور کوئی منع کرنے والا نہین ہے اُس شے کا جو اُس نے دی اور کوئی دینے
والا نہین ہے اُس چیز کا جو اُس نے نہ دی اور وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹیان
بغوی نے کہا اُن مین سے حضرت لوط علیہ السلام ہین اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹے بغوی نے
کہا جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کہ اُن کے یہان کوئی بیٹی پیدا نہین ہوئی اور عطا کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے لوگون مین سے جوڑے بیٹے اور بیٹیان بغوی نے کہا جیسے حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اسکو ہم کیا چاہین لوگون کو نشانی ۱۲
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ یعنے اُس کے نہ بیٹا ہوتا ہے نہ بیٹی بغوی نے کہا جیسے حضرت
یحیے اور حضرت عیسے علیہما السلام پس لوگون کی چار قسمین ٹہیرائین اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹیان عطا
کرتا ہے اور اُن مین سے وہ ہی جس کو بیٹے دیتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو دونون قسمون سے عطا
فرماتا ہے بیٹے اور بیٹیان اور اُن مین سے وہ ہے جس کو نہ بیٹا دیتا ہے نہ بیٹی تو اُس کو بانجھ کرتا ہے
نہ اُس کی کوئی نسل ہے نہ اولاد اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ یعنے وہ خوب جانتا ہے اُس شخص کو جو مستحق ہے ہر
قسم کا ان قسمون سے بڑی قدرت والا ہے اُس شے پر جس کو چاہتا ہے یعنے تفاوت لوگون کا اس باب
مین یہ مقام مشابہ ہے اُس مقام کے جس کی حضرت عیسے علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً
لِّلنَّاسِ یعنے اور تاکہ کرین ہم اُسکو ایک دلالت اپنی قدرت پر باین طور کہ اللہ پاک نے خلق کو چار قسم پر
پیدا کیا پس حضرت آدم علیہ السلام تو پیدا کیے گئے مٹی سے بدون مرد و عورت کے اور حضرت حوا علیہا السلام
مخلوق ہوئین مرد سے بغیر عورت کے اور باقی خلق حضرت عیسے علیہ السلام کے سوا پیدا ہوئے مرد و عورت سے
اور حضرت عیسے علیہ السلام عورت سے بغیر مرد کے پس حضرت عیسے علیہ الصلوۃ والسلام کے پیدا کرنے سے دلالت
قدرت پر تمام ہوگئی اور اسی لیے یون فرمایا ولنجعلہ آیۃ للناس پس یہ مقام تو آبا مین ہے اور مقام اول ابنا
مین اور ہر ایک اُن مین سے چار قسم ہے فسبحان العلیم القدیر **قولہ تعالے** وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ

اللہ الآیۃ یہ مقامات وحی کے ہین بنسبت جناب الٰہی کے وہ یہ ہے کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ کوئی شے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک مین ڈال دیتا ہے کہ وہ اُس کے اللہ پاک کی طرف سے ہونے مین شک نہین کرتے ہین جیسا کہ صحیح ابن حبان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ اِنَّ رُوحَ القُدُسِ نَفَثَ فِی رُوعِی اَنَّ نَفساً لَن تَمُوتَ حَتّٰی تَستَکمِلَ رِزقَھَا وَاَجَلَھَا فَاتَّقُوا اللہَ وَاَجمِلُوا فِی الطَّلَبِ یعنی بیشک جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے دل مین یہ بات پھونکدی کہ کوئی نفس ہرگز نہ مریگا یہانتک کہ پورا کرلے اپنے رزق واجل کو سو تم اللہ سے ڈرو اور اجمال کرو طلب مین یعنے جب یہ بات ٹھیر چکی کہ بے روزی تمام کیے آدمی نہین مرتا ہے تو روزی کو سرسری طور پر طلب کرو دستور کے موافق اُس کی طلب مین زیادہ منہمک مت ہوجاؤ مت دیکھ ڈالو کیونکہ جو لکھی ہے وہ ضرور ملنی ہے قولہ تعالےٰ اَو مِن وَّرَآءِ حِجَابٍ جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین اس لیے کہ اُنہون نے بعد کلام کرنے کے رویت کا سوال کیا تو اُس سے روک دیے گئے صحیح مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کلام نہین کیا اللہ نے کسی سے مگر پردے کے پیچھے سے وَاِنَّہٗ کَلَّمَ اَبَاکَ کِفَاحاً یعنے اور بیشک اُس نے کلام کیا تیرے باپ سے بالمشافہ حدیث شریف اسی طرح آئی ہے عبداللہ احد کے دن شہید ہوئے تھے لیکن یہ کلام عالم برزخ مین ہے اور آیت جو ہے سو دار دنیا کے بارے مین ہے قولہ عز وجل اَو یُرسِلَ رَسُولاً فَیُوحِیَ بِاِذنِہٖ مَا یَشَآءُ جس طرح کہ جبریل علیہ السلام وغیرہ فرشتے حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوتے تھے اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیمٌ فھو علی علیم خبیر حکیم **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ آسمان وزمین مین اُسی کا تصرف ہے ساتھ اُس شے کے جس کا ارادہ کرتا ہے لا مانع لما اعطے ولا معطے لما منع ملک بالضم مستولی ہونا ہے شے پر اور قادر ہونا ہے تصرف کرنے پر اُس مین مصباح مین ہے ملک علی الناس امرہم ملکا من باب ضرب اذا تولی السلطنۃ فھو ملک والاسم الملک بضم المیم انتہے یخلق ما یشاء یعنے جو خلق چاہتا ہے پیدا کرتا ہے یہب لمن یشاء اناثا بدل مفصل ہے مجمل سے یعنے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیان کہ اُن کے ساتھ بیٹے نہین ہوتے یہ قول مجاہد وحسن وضحاک وابو مالک وابو عبیدہ کا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مراد حضرت لوط وحضرت شعیب علیہما السلام ہین اس لیے کہ اُن کی نہین مگر بیٹیان ویہب لمن یشاء الذکور یعنے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹے کہ اُن کے ساتھ بیٹیان نہین ہوتین یہ قول بھی مجاہد وغیرہ کا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مراد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اس واسطے کہ اُن کے بیٹے ہی تھے کسی نے کہا کہ یہان ذکور کو معرف بالف لام اس لیے ذکر کیا ہے کہ اُن کا شرف بتانا منظور ہے اناث پر اس وجہ کی رد مین یون کہہ سکتے ہین کہ تقدیم

اناث کے ذکر مین اس وجہ کے معارض ہو تو اب آیت مین اس بات پر دلالت نہین ہے کہ ذکور کا شرف اناث پر بتانے کو ذکور کو معرف بالف ولام ذکر کیا ہے کیونکہ اگر یہ امر منظور ہوتا تو ذکور کو ذکر مین بھی مقدم کرتے تاکہ اُن کا شرف معلوم ہوتا بلکہ سیاق آیت کا کسی اور معنے کے واسطے ہوا ہے رہا شرف ذکور کا اناث پر سو اس کی دلیل یہ آیت ہو اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ اس کے سوا اور دلیلین ہین جو دلالت کرتی ہین ذکور کے شرف پر اور پر اناث کے اب اس کی وجہ کہ اناث کو کیون مقدم کیا ہے سو کسی نے تو کہا اس واسطے کہ عدد تین بہ نسبت مردون کے بہت ہین پس بلحاظ کثرت اُن کو مقدم ذکر کیا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ اُن کے باپون کے دل خوش ہوجائین کیونکہ وہ بیٹیون سے ناخوش ہوتے تھے اس کے سوا اور وجوہ بھی ذکر کیے ہین جن کی تطویل کی کچھ حاجت نہین ہے چونکہ اللہ پاک نے اناث کا اول ذکر فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ پہلے پہل لڑکی پیدا ہونا مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ وابن عساکر نے عن واثلہ بن الاسقع عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے مِنْ بَرَکَۃِ الْمَرْاَۃِ اِبْتِکَارُھَا بِالْاُنْثٰی لِاَنَّ اللّٰہَ قَالَ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا الآیہ یعنے عورت کی برکت سے پہلے پہل اُس کا لڑکی جننا ہے اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا یعنے یا قران کرتا ہے درمیان اناث وذکور کے اور اُن کو جوڑے کرتا ہے سو اپنی بعض خلق کو بیٹے بیٹیان دونون بخشتا ہے مراد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اس لیے کہ بنا بر قول صحیح آپ کے تین تو فرزند ارجمند تھے حضرت قاسم وحضرت عبداللہ وحضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم اور چار صاحبزادیان تھین حضرت زینب وحضرت رقیہ وحضرت ام کلثوم وحضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہن کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد کہتے ہین اس کے یہ معنے ہین کہ عورت لڑکا جنے پھر لڑکی پھر لڑکا جنے پھر لڑکی محمد بن حنفیہ فرماتے ہین یہ معنے ہین کہ توام جنے یعنے ایک ساتھ لڑکا اور لڑکی جنے قتیبی کہتے ہین یہان تزویج سے مراد جمع کرنا ہے درمیان بیٹون اور بیٹیون کے عرب لوگ جب چھوٹے بڑے اونٹون کو جمع کرتے ہین تو اپنے محاورے مین بولتے ہین زوجت ابلی معنے آیت کے واضح تر ہین اس سے کہ اس جیسے امر مین اختلاف کیا جائے کیونکہ اللہ پاک نے تو یہ خبر دی ہے کہ وہ اپنی بعض خلق کو تو بیٹیان دیتا ہے اور بعض کو بیٹے اور بعض کو بیٹے بیٹیان دونون بخشتا ہے وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا یعنے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے عقیم کہ جس کے نہ لڑکا پیدا ہو نہ لڑکی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مراد حضرت یحیے وحضرت عیسے علیہما السلام ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ بات بطور تمثیل ہے اور حکم جو ہے سو سب لوگون مین عام ہے اس لیے کہ مقصود بیان کرنا اس امر کا ہے کہ اللہ پاک کی قدرت تامہ تکوین اشیا مین نافذ ہے جس طرح وہ چاہتا ہے تو اب تخصیص کے کوئی معنے نہین ہین عقیم وہ ہے جس کے بچہ نہین ہوتا ہے

اس لفظ کا اطلاق مرد و عورت دونون پر ہوتا ہے رجل عقیم و امرأۃ عقیم بولتے ہین عقمت المرأۃ تعقم عقما اصل
عقم کی قطع ہے ویقال عقمت وعقما وعقام اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ یعنے بیشک اللہ پاک بلیغ العلم عظیم القدرۃ
ہے جو چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّكَلِّمَہُ اللّٰہُ الآیہ یعنے صحیح نہین ہے واسطے
کسی فرد کے افراد بشر سے یہ کہ کلام کرے اُس سے اللہ بوجہ من الوجوہ مگر باین طور کہ وحی کرے طرف اُس کے پس
الہام کرے اُس کو خواب مین اور وہ بات اُس کے دل مین ڈالدے مجاہد نے کہا نفث ینفث فی قلبہ یعنے ایک بات
ہے کہ اُس کے دل مین پہونچادے وسوسہ اُس کی طرف سے الہام ہو جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام کی والدہ
کی طرف وحی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی ذبح کرنے مین اُن کے فرزند کے وحی کہتے
مین اشارہ و رسالت و کتابت کو اور ہر شے جس کو تو القا کرے طرف اپنے غیر کے تاکہ وہ اُس کو جان جائے
تو وہ بھی وحی ہے کسی طرح ہو قالہ ابن فارس وَحۡی مصدر ہے وحی الیہ یحی کا باب وعی سے آور اوحی الیہ
بالف بھی اُس کے مثل ہے پھر استعمال وحی کا اُس شے مین غالب کیا گیا جس کا اللہ تعالے کے پاس سے انبیا
علیہم السلام کی طرف القا کیا جاتا ہے قرآن شریف کا لغت فاش اوحی بالف ہے اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ
یعنے یا پیچھے سے پردے کے جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام سے کلام کیا مراد یہ ہے کہ اسکا کلام سنائی
دیتا ہے ایسی جگہہ سے کہ وہ دکھائی نہین دیتا یہ تمثیل ہے ساتھہ حال بادشاہ محتجب کے جو کہ اپنے خاص
لوگون سے باتین کرتا ہے پردے کے پیچھے سے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ سامع محجوب ہے رویت سے دنیا مین
اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا الآیہ یعنے یا بھیجے کسی فرشتے کو تو وہ وحی کرے طرف رسول بشر کے ساتھہ امر و تیسیر اللہ
کے جس چیز کی کہ اس کی طرف وحی کرنا چاہے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے مگر یہ کہ بھیجے کسی
فرشتے کو کہ وہ وحی کرے طرف اس کے نزدیک اپنے سے یا اس کو الہام کرے تو ڈالدے اُس کے دل مین
یا کلام کرے اس سے پردے کے پیچھے سے زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین کہ کلام اللہ تعالے کا واسطے بشر کے یا
تو ہوتا ہے ساتھہ الہام کے کہ اُن کو الہام کر دیتا ہے یا کلام کرتا ہے اُن سے پردے کے پیچھے سے جس طرح
کہ حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا یا ساتھہ رسالت فرشتے کے طرف اُن کے تقدیر کلام یہ ہے ماکان
لبشر ان یکلمہ اللہ الا ان یوحی وحیا او یکلمہ من وراء حجاب او یرسل رسولا اور جس نے یرسل کو برفع
پڑھا ہے تو اُس کی مراد وہو یرسل ہے پس یہ ابتدا و استیناف ہے انتہے جمہور نے بنصب یرسل اور
بنصب فیوحی پڑھا ہے بر تقدیر اَنۡ آور اِن اور اس کا مدخول معطوف ہوگا وحیا پر اور وحیا محل حال مین ہوگا
تقدیر یہ ہے الا موحیا او مرسلا اور عطف او یرسل کا ان یکلمہ اللہ پر صحیح نہین اس لیے کہ تقدیر یہ ہوگی وما کان
لبشر ان یرسل اللہ رسولا حال آنکہ یہ فاسد ہے لفظا و معنے قرارت جمہور کی توجیہ مین اور کچھ بھی کہا ہے جو کہ

ضعف سے خالی نہین ہے نافع نے او یرسل برفع پڑہا ہے اور اسیطرح فیوحی بسکون یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے
محذوف کی یا بہ تقدیر او ہو یرسل جیسا کہ زجاج وغیرہ نے کہا ہے اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ تعلیل ہے ماقبل کی یعنی اللہ
پاک بندہ سے تین طور پر کلام کرتا ہے جن کا ذکر ہوا اس لیے کہ وہ متعالی و برتر ہے صفات نقص سے حکیم ہے اپنے
کل احکام مین مفسرین نے کہا سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تم
کیون نہین اللہ سے کلام کرتے اور کیون نہین اُس کی طرف نظر کرتے اگر تم نبی ہو جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے اُس سے کلام کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط مَا کُنْتَ تَدْرِیْ
مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّہْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَاِنَّکَ لَتَہْدِیْٓ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝ ع ۶
اور اسی طرح بہیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تہا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے
رکہی ہے یہ روشنی اس سے راہ دیتے ہین جس کو چاہتے ہین اپنے بندون مین اور تو البتہ سوجہاتا ہے سیدہی
راہ راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچہ ہے آسمانون مین اور زمین مین سنتا ہے اللہ ہی تک پہونچ ہے کامون کی انتہی
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیرے قرآن کی اپنے حکم سے تو نہ جانتا تہا کہ
کیا ہے کتاب اور نہ ایمان یعنے اُس تفصیل پر جو مشروع کی گئی واسطے تیرے قرآن مین ولیکن کیا ہمنے
قرآن کو ایک روشنی جس کے ساتھ ہم راہ دیتے ہین جس کو چاہتے ہین اپنے بندون مین کما قال تعالے
قُلْ ہُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہُدًی وَّشِفَآءٌ ط وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِہِمْ وَقْرٌ وَّہُوَ عَلَیْہِمْ عَمًی
الآیہ قولہ تعالے وَاِنَّکَ لَتَہْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنے اور بیشک اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ
تو بتاتا ہے راہ سیدہی یعنے حق قویم کا رستہ بتاتا ہے قویم و مستقیم کے ایک معنے ہین یعنے سیدہی راہ
کہ منزل مقصود کو پہونچا دے پہر اللہ پاک نے صراط کی یہ تفسیر فرمائی صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ یعنے وہ سیدہی راہ اللہ کی شرع ہے جس کا اُس نے امر فرمایا ہے کون اللہ جو کہ رب و مالک ہے
آسمانون کا اور زمین کا اور اُن مین تصرف کرنے والا ہے اور ایسا زبردست حاکم ہے کہ کوئی اُس کے حکم
کا پیچہے ڈالنے والا نہین ہے اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ یعنے خبردار اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہین
کام پہر وہ اُن کا فیصلہ کرے گا اور اُن مین حکم دیگا سبحانہ وتعالے عما یقول الظالمون والجاحدون علوا
کبیرا **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یعنے مثل
اُس وحی کے جس کی ہم نے وحی کی طرف نبیون کے جو تجہ سے پہلے تہے وحی کی ہم نے طرف تیرے روح
کی اپنے حکم سے روح سے مراد قرآن شریف ہے یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے مقاتل نے کہا یعنے الوحی

بامرنا اس کے معنے بہی قرآن ہین قرآن شریف کو جو روح فرمایا سو اس لیے کہ لوگ اُس سے ہدایت کی راہ پاتے ہین سو
اُس مین حیات ہے موت کفر سے یا یون کہو کہ جب قرآن دل مین حلول کرتا ہے تو دل ایمان کی حیات سے زندہ
ہوجاتا ہے جس طرح کہ روح حقیقی جس وقت جسم مین حلول کرتی ہے تو وہ حیات روح سے زندہ ہوجاتا ہے یا
یون کہو کہ قرآن کے سبب سے دل کو وہ شے حاصل ہوجاتی ہے جو کہ مثل حیات کے ہے یعنے علم نافع تا کہ
ابن دینار کا بہی یہی قول ہے کہ مراد روح سے قرآن ہے کسی نے کہا کہ نبوت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت
ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد رحمت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت حسن کی طرف
منسوب کیا ہے کسی نے کہا مراد جبریل علیہ السلام ہین خطیب نے اس قول کو منسوب بربیع کیا ہے ایک
یہ قول سدی کا نقل کیا ہے کہ مراد وحی ہے وحی کو روح اس لیے ٹہیرایا کہ وحی روح کی مدبر ہے جس
طرح کہ روح حقیقی بدن کی مدبر ہے قولہ تعالے من امرنا حال ہے روحًا سے اور کلمہ من تبعیض کا ہے معنے یہ
ہین کہ وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی یعنے قرآن کی در انحال کہ وہ کائن ہے ہمارے امر سے تبعیض
کی وجہ یہ ہے کہ جس شی کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے وہ قرآن شریف مین منحصر
نہین ہے بلکہ قرآن کے سوا اور امور کی بہی آپ کی طرف وحی کی گئی پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا حال قبل وحی آنے کے جو تہا اُس کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ
وَلَا الْاِيْمَانُ یعنے وحی آنے سے پہلے تو نہ جانتا تہا کہ کتاب کیا شے ہے اور نہ جانتا تہا ایمان کو اس
لیے کہ آپ تو اُمی تہے نہ پڑہتے تہے نہ لکہتے تہے اس بات کو زیادہ تر دخل ہے اعجاز مین اور زیادہ
تر دلالت ہے آپ کی صحت نبوت پر کیونکہ جس شخص کا یہ حال ہو پہر وہ دفعۃً اعلم اہل ارض ہوجائے تو یہ
محض اللہ پاک کی طرف سے نہین ہے تو پہر کیا ہے جملہ استفہامیہ معلق ہے فعل درایت کا عمل سے
پس محل نصب مین ہے اس لیے کہ قائم مقام ہر دو... مفعول تدری کے ہے اور جملہ منفیہ بہی محل
نصب مین ہے بنا بر حال ایک کے کاف سے یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی اپنے امر سے اس حال
مین کہ تو نہ جانتا تہا کیا ہے کتاب ما الکتاب کا ما استفہامیہ ہے اور مبتدا ہے اور الکتاب خبر ہے اور عبارت
مین مضاف مقدر ہے ای ما کنت تدری جواب ما الکتاب یعنے وحی آنے سے قبل تو اس استفہام کا جواب
نہین جانتا تہا کیونکہ آپ لکہے پڑہے نہ تہے اب اگر کوئی کہے کہ ولا الایمان کس طرح فرمایا حالانکہ سارے
انبیا علیہم السلام قبل وحی آنے کے اپنے عقول کے دلائل سے مومن تہے اور ہمارے حضور پر نور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کے دین پر عبادت کرتے تہے اور حج و عمرہ ادا فرماتے تہے اور حضرت خلیل
جلیل کی ملت کے متبع تہے تو کہین گے کہ یہ سب ٹہیک ہے لیکن یہان ایمان کے نہ جاننے سے یہ مراد

ہے کہ آپ شرائع کی تفاصیل کو نہین جانتے تھے اور اُن کے معالم کی طرف راہ یاب نہین ہوتے تھے مثلاً
صلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ وختنہ اور طلاق کا واقع کرنا جنابت سے نہانا نسب و سسرال کے رشتے کی عورتین جو
جو محرم ہین اُن کی تحریم حق بات یہی ہے ایمان کا خاص کرکے اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ ساری شرائع و
احکام کا راس واساس ہے کسی نے کہا کہ یہان مراد ایمان سے نماز ہے ایک جماعت اہل علم کی اسی کے
قائل ہین اُن مین سے امام الائمہ محمد بن اسحق بن خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی ہین اور اس آیت سے حجت پکڑی
ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ دیکھو یہان نماز کا نام ایمان رکھا ہے اور ایک جماعت اس طرف
گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کوئی نبی نہین بھیجا مگر اس حال مین کہ وہ اُس پر ایمان لانے والا تھا اور کہا کہ
اس آیت کے معنے یہ ہین کہ تو نہ جانتا تھا قبل وحی کے کہ کس طرح پڑھے تو قرآن کو اور نہ یہ جانتا تھا کہ
کس طرح بلاوے خلق کو طرف ایمان کے کسی نے کہا کہ یہ حال قبل بلوغ کے تھا جب کہ آپ طفل تھے اور
گہوارے مین تھے حسین بن فضل کہتے ہین کہ یہان مضاف محذوف ہے ای ولا اہل الایمان یعنے
تو نہ جانتا تھا اہل ایمان کو کسی نے کہا کہ مراد ایمان سے دین اسلام ہے کسی نے کہا یہان ایمان عبارت
ہے اقرار سے ساتھ ہر اُس شی کے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے بندون کو مکلف کیا ہے کو اشی کہتے
ہین جائز ہے کہ ایمان سے نفس کتاب مراد لی جائے بہ سبب اختلاف دونون کے لفظون کے ایک
کا عطف دوسرے پر کر دیا ہے معنے یہ ہین تو نہ پہچانتا تھا قرآن کو اور اُن حکمون کو جو اُس مین ہین اس
تاویل پر یہ بات دال ہے کہ جعلناہ مین ضمیر واحد کی ذکر کی ہے کسی نے کہا ایمان سے مراد وہ کلمہ ہے جس
کے ساتھ ایمان وتوحید کی دعوت ہوتی ہے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپ نے جو ایمان کو بایں
تفسیر جانا سو وحی سے جانا عقل سے نہین جانا قالہ الکرخی ابو نعیم نے دلائل مین اور ابن عساکر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ آیا آپ نے
کبھی کسی بت کو پوجا آپ نے فرمایا نہین لوگون نے کہا پھر آیا آپ نے کبھی شراب پی فرمایا نہین اور مین
ہمیشہ جانتا رہا اس بات کو کہ وہ شے جس پر وہ ہین کفر ہے اور مین نہین جانتا تھا کیا ہے کتاب اور نہ
ایمان اور اسی بات کو قرآن لیکر نازل ہوا وما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان قاضی رحمہ اللہ
تعالی نے اُس کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنے قبل وحی کے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ آپ قبل نبوت کے کسی
شرع کے ساتھ متعبد نہ تھے ایک قول بلفظ قیل یہ ذکر کیا ہے کہ مراد ایمان ہے اُس شے پر جس کی
طرف راہ نہین ہے مگر سمع انتہے نسفی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین ما الکتاب ولا الایمان یعنے نہین
جانتا تھا تو کیا ہے قرآن اور نہ جانتا تھا شرائع ایمان کو یا یہ معنے ہین کہ نہین جانتا تھا ایمان بالکتاب

لہ معالم جمع معلم کی بمعنے علامت و نشان ہے مراد اس سے احکام ہین ۱۲ منہ
فتح البیان نے تفسیر القدیر مین اسی طرح ہے اور خازن مین ہے وقال محمد بن اسحاق بن خزیمہ الایمان فی ہذا الموضع الصلوٰۃ ودلیلہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ۱۲ منہ

کو اس واسطے کہ جب آپ کو اس کا علم نہ تھا کہ کتاب آپ پر نازل ہوگی تو آپ اُس کتاب کے بھی عالم نہ تھے کسی نے
کہا کہ ایمان مشتمل ہے کئی چیزوں کو اُن میں سے بعض تو وہ ہیں جن کی طرف عقل کو راہ ہے یعنے عقل سے معلوم ہوتے
ہیں اور بعض سمع سے معلوم ہوتے ہیں پس بیان جو ایمان کی نفی کی ہے اس سے مراد وہی ہیں جو صرف سمع سے
معلوم ہوتے ہیں عقل سے اُن کا علم نہیں ہوتا ہے اور یہ وہی ہیں کہ آپ کو اُن کا علم نہ تھا یہانتک کہ اُن کو وحی
سے حاصل کیا یہ حاصل ہے اُن کے بیان کا غرضکہ ولا الایمان کی وجوہ جو یہانتک بیان کیگئی اُن کی بنا اس
پر ہے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام قبل اور بعد بعثت کے
معصوم ہیں کبائر سے اور صغائر سے جو کہ موجب ہیں لوگوں کی نفرت کے اُن سے اور اہل کلام کا اجماع ہے
اس پر کہ رسول قبل وحی کے مومن ہیں چنانچہ اول گزرچکا ہے بالجملہ جب قرآن شریف روح ٹھیرا تو چاہیے
تھا کہ ساری خلق کے دل اُس سے زندہ ہوجاتے اور سب ایمان لے آتے اور راہ پر لگ جاتے حالانکہ واقع
مین ایسا نہین ہے اس لیے یون ارشاد فرمایا وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا یعنے
پر ہم نے کیا ہے اُس روح کو جس کی تیری طرف وحی کی ایک روشنی اور دلیل توحید و ایمان پر ہدایت کرتے
ہین ہم اُس سے جس کو چاہتے ہین اپنے بندون سے یہان ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جو کہ مقصود کو پہونچا
دیتی ہے دلیل اس کی من نشاء ہے یعنی جس بندے کی ہدایت ہم چاہتے ہین تو اُس کو دین حق کی طرف راہ
بتادیتے ہین پس وہ راہ پالیتا ہے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یہ ہدایت پہلی ہدایت سے عام تر
ہے یعنے اور بے شک تو سوجہاتا ہے ہر مکلف کو سیدہی راہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کام صرف دین حق
کی راہ بتادینا ہے دگر ہیچ اور منزل مقصود کو پہونچا دینا ہمارا کام ہے قتادہ سدی و مقاتل نے کہا اور
بے شک تو البتہ دعوت کرتا ہے طرف اسلام کے پس صراط مستقیم یہی ہے جمہور نے لتہدی بصیغہ معروف
پڑہا ہے اور شہر بن حوشب نے بصیغہ مجہول اور ابن سمیفع نے بضم تا و کسر دال اہدی سے اور حضرت
ابی کی قرارت مین وانک لتدعو ہے پہر اللہ پاک نے صراط مستقیم کا بیان کیا صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یہ صراط بدل ہے صراط اول سے بدل معرفہ کا نکرہ ہے اضافت صراط کی
جو اسم شریف کی طرف کی اس مین جو صراط کی تعظیم و تفخیم ہے سو وہ مخفی نہین ہے یعنے وہ صراط مستقیم جس کی
طرف تو راہ بتاتا ہے وہ راہ ہے اللہ کی کون اللہ جس کی ملک و خلق و عبید ہر وہ شے جو آسمان مین ہے اور وہ
شے جو زمین مین ہے اور اُس مین تصرف کرنے والا ہے اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ یعنے سنتا ہے جس کا
ان سب مین تصرف ہے اور جس کی یہ سب ملک و غلام ہین اُسی کی طرف رجوع ہے سارے کام خلائق کے
قیامت کے دن باین طور کہ سارے وسائط و تعلقات رفع ہوجائین گے کسی کا لگا لگا کچھ باقی نہ رہے گا

لمن الملک الیوم لله الواحد القہار کا ڈنکا بجے گا اللہ ہی اللہ ہوگا اس مین وعید ہے جاعث کی جو مستلزم ہے
مجازات کو اور وعدہ ہے نعیم جنات کا پس نیک کو تو ثواب دے گا اور بد کو عقاب کرے گا اس معنی کی بنا پر
مضارع اپنے ظاہر پر ہے کسی نے کہا کہ اس مضارع سے مراد دیموست ہے یعنی دوام و استمرار جس طرح کہ
یہ قول ہے زید یعطی و یمنع یعنی اُس کی شان سے عطا و منع ہے کسی زمانے کی قید نہین ہے اسی طرح بیان
حقیقت مستقبل کی مراد نہین ہے کیونکہ ہر وقت سارے امور اللہ تعالےٰ سے متعلق ہین اُسی کے حکم و مشیت
سے سب کچھ ہوتا ہے سہیل بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ایک مصحف جل گیا اور اُس سے باقی
نہ رہا مگر یہ آیت الا الی اللہ تصیر الامور اور ایک مصحف ڈوب گیا تو کل مٹ گیا مگر یہ آیت واللہ اعلم ذکرہ
القرطبی رحمہ اللہ تعالےٰ **الحمد لله والمنة** کہ تفسیر اس سورہ مبارکہ کی شب بست و نہم ماہ مبارک رمضان
شریف ۱۳۱۱ ہجری مقدس شب یکشنبہ وقت نہ ساعت محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول
فرمائے اور آیندہ لکھنے کی توفیق دے ۔ اللهم اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی
یفقهوا قولی ۔ اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنا واغفر لنا وارحمنا وتب علینا واحسن عواقبنا فی
الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار
اللهم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد او ارحمنا ولازواجی وذریاتی ولاقربائی ولمشائخی ولاحبابی ولمن احسن
الی ولمن اسار الی ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات یا ارحم الراحمین
واکرم الاکرمین بجاہ النبی الامین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وعلی صحبہ اجمعین آمین آمین آمین والحمد لله اولاً
وآخراً وظاہراً وباطناً

تمت

مختصر فہرست کتب خانہ تجارتی شیخ احمد پسر شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب لاہور دکان بازار کشمیری

نام کتب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کامل ۱۶ جلد و نین	۱۱ للعہ	تفسیر جلالین مع کمالین برحاشیہ		شیخ عبد الحق شرح مشکوٰۃ شریف	عہ/ ۱۰
		حیات القلوب رسالہ ناسخ منسوخ عربی	سے	بلوغ المرام دہلی عربی	۶/
تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی	سے	فضائل القرآن	۱/	انوار المشکوٰۃ ۔ عربی	عہ
تحفۃ الاسلام تفسیر سورۃ فاتحہ	۱/	اقتباس الانوار من کلام الغفار	عہ/	**کتب حدیث با ترجمہ اردو**	
موضح القرآن ۔ قرآن کی کامل تفسیر	عہ/	سبیکۃ الذہب	۵/	مشکوٰۃ المصابیح کامل ہر جلدین	عہ

نام کتاب	قیمت
سنن ابوداود کامل	۴ہر
تسہیل القاری شرح صحیح بخاری پارۂ اول تا پارۂ پنجم	لعہ ۱ر
صحیح مسلم شریف کامل ۶ جلد	سعہ ۲ر
کشف الغطا ترجمہ اردو موطا امام مالک	عا ۲ر
رفع العجاجہ کامل ۳ جلد و نمین	للعہ ۱ر
سنن نسائی کامل ۲ جلد و نمین	للعہ ۱ر
بلوغ المرام سطر رنگ	عہ ۹ر
؍؍ بلا رنگ	عہ ۶ر
آیات اللہ الکاملہ ترجمہ اردو	
حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب	عا ۲ر
ظفر الجلیل شرح حصن حصین	۰۱۲ر
رسالہ قرأت خلف الامام	لا ر
رسالہ رفع الیدین	۱ر
زواجر ہندی	۰۴ر
آثار محشر	لا ر
فقہ محمدی حصہ اول تا حصہ ششم	عہ ۲ر
فتح المغیث بفقہ الحدیث	۱ر
نجات المومنین	—ر
سعادت الدارین	۱ر
در البہیہ	لا ر
ملبہات ابن حجر عسقلانی	۳ر
البلاغ المبین حصہ اول	عہ ۲ر
؍؍ حصہ دوم	عہ ۱۵ر

نام کتاب	قیمت
تنویر العینین	۱ر
صلوۃ النبی	—ر
رسالہ آمین الجہر	لـ
تعلیم الایمان	ۂر
تعلیم الصیام	—ر
تعلیم الصلوۃ	۰ر
تعلیم الزکوۃ	—ر
تعلیم الحج	—ر
ضمان الفردوس	لـر
سہام الشہاتین	۱ر
غنیۃ القاری	اۂر
زجر العاصی	۱ر
نور العینین	ۂر
تحریم الخمر والزنا وغیرہ	ۂر
احکام العیدین	لۂ

کتب رد شرک و بدعت

نام کتاب	قیمت
تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان وبرحاشیہ تہذیب الایمان اردو	ۂہ۱
نظم البیان	۳۴ر
منجی المومنین	ۂر
نصیحت المسلمین	ۂر
راہ نجات	ۂر
ایضاح الحق	۰۴ر
شمشیر خندان	۱ر

نام کتاب	قیمت
ستارہ محمدی فوارہ احمدی	ۂر
لٹھہ شریعت کا کوڑا	۰ر
ستہ ضروریہ	لـر
حارق لاشرار نظم اردو	ۂر

کتب مباحثہ با مخالفین

نام کتاب	قیمت
الظفر المبین	۰۱۵ر
؍؍ حصہ دوم	۰۱۰ر
الکلام المتین	۱عہر
مجموعہ حق وغیرہ	—ر
صیانۃ المقتصدین	ۂر
رد التقلید بالکتاب المجید	۱ر
عقد الجید	۰۳ر
خلاصۃ البراہین	۱ۂر
کسوٹی نظم اردو	—ر
تحقیق المرام	۱ر
اقوال الصالحین	—ر
تازیانہ اہل سنت	—ر
دواد ضاد پڑہنے والوں کا مناظرہ	—ر
خطبات التوحید کلاں طبع شدہ مطبع احمدی الٰہ آباد	ۂر
حکم النبی بکفر من لایصلی	لۂر
رسالہ بے نمازان	—ر

کتب اوراد و اعمال مطابق سنت

نام کتاب	قیمت
الحزب الاعظم مترجم	۰۴ر
الحزب المقبول من احادیث الرسول	۰۳ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل	۳ر	بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی	۱۰ر	سوانح عمری مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی	۵ر
مجموعہ توشہ عقبیٰ	۔ر	وصیت نامہ مہر رسالہ دانشمندی	۔ر	درجات امامت	۲ر
الداء والدواء	۴ر	خلاصہ تاریخ مکہ معظمہ	۱ر	مجموعہ فتاوی کامل مصنفہ نواب صاحب	۴ر
عورتون کی نصیحت اور سلیقہ آموزی کے بیان مین		اکسیر ہدایت ترجمہ اردو کیمیائے سعادت	۱۵ر	**سلسلہ کتب اسلام تصنیف مولانا مولوی رحیم بخش صاحب جو کہ امام مسجد چینیان والی لاہور کے تھے**	
		فتوح الغیب مترجم اردو	۴ر		
تہذیب النسوان	۱۲ر	تذکرۃ الاولیاء مترجم اردو	۵ر		
تنبیہ النساء	۔ر	رفاہ المسلمین	۲ر		
زینت النساء	۱ر	مفید الواعظین	۔ر	اسلام کا قاعدہ	۔ر
توبۃ النصوح	۴ر	عجالہ نافعہ	۔ر	اسلام کی پہلی کتاب سے	
بنات النعش	۲ر	ہدایت جلی ترجمہ اردو	۔ر	اسلام کی چودھوین تک	۱۴ر
شرق القمرین	ار	کتاب التوحید مترجم اردو	۴ر	کامل چودان جلدان	
تحفۃ الزوجین	۱ر	فقہ اکبر مترجم	۔ر	وعید بے نمازان	۔ر
ہدایۃ النسوان	۔ر	ہدایت المومنین	۔ر	**قرآن شریف مترجم و حمائل شریف مترجم جنکی قیمت خالص درج ہے یعنی ان مین کمشن نہین**	
دلہن نامہ و تعلیم النساء	۔ر	الفرقان بین اولیاء الرحمن	۔ر		
تحفۃ المحصنین	۔ر	و اولیاء الشیطان مترجم اردو	۱۰		
رانڈونکی شادی	۔ر	الکلام المبین فی بیان التجہیز			
مشکوۃ الانوار مترجم اردو	۶ر	والتکفین	۔ر	حمائل شریف مترجم امرتسری	۱ر
سفر السعادت	۲ر	نافعہ خریداران	۔ر	رر مجلد	[illegible]
الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء	ار	رفو الخرقہ	۔ر	حمائل شریف مترجم تحریر منشی مختار علی مجلد	[illegible]
الانصاف فی بیان سبب الاختلاف	۴ر	ہدایۃ المہتدین	۲ر	ایضاً بلا جلد	۱۲ر
تنبیہ الغافلین	۲ر	ازالۃ الشبہ عن فرضیۃ الجمعہ	۵ر	قرآن شریف مترجم مع تفسیر عباسی	[illegible]
کسب الانبیاء	۔ر	ہادی الناظرین	۵ر	رر بلا جلد	۱۲ر
گیارہ سوالات کے جوابات	۱ر	اقتصاد فی الضاد	۱ر	حمائل شریف مترجم سیالکوٹ	[illegible]
تحفۃ الہند	۴ر	حیات طیبہ سوانح عمری مولوی اسمعیل شہید	۱۲ر	حمائل شریف مترجم مجلد ترجمہ حافظ نذیر احمد	[illegible]

نوٹ بسبب عدم گنجائش کے چند کتابوں کے نام درج ہین علاوہ کتب بالا کے صدہا قسم کی کتابین مطبع احمدی لاہور مین فروخت کیواسطے موجود ہین